CLASSIC URDU MATERIAL

انتہائی_جنونیت#

ازقلم_مہوش_علی#

امریکہ کی سنہری شام کے سنہری سائے سالار محل پر پڑنے سے گھبرا رہے تھے --- آج پھر جیسے اس پر وحشت کا دورہ پڑا تھا --- کمرے کی ہر چیز تہس نہس تھی -- نیلی سرد آنکھیں خطرناک حد تک سرخ لال انگارہ تھی --- سرخ عنابی لب ایک دوسرے میں سختی سے بھیچے ہوئے تھے --- ایسے کہ سفید گردن کی نیلی رگے بالکل واضح ہوگئی تھی

---الگ الگ ممالک سے لائی گئی چھوٹی بڑی مہنگی سے مہنگی چیز --- وہ اٹھا کر جنونیت سے مرر اور دیواروں پر مار رہا تھا --- جو بکھر کر ٹکروں میں تقسیم ہوکر اپنی نا قدری پر رو رہی تھی --- اگر انہیں چیزوں کی رقم کسی غریب کو دی جائے تو شاید وہ خود کو غریب ----نا کہلاتا

پورا کمرا کانچ کے ٹکروں سے بھرا ہوا تھا --- کمرے میں بکھرے ٹوٹے ہوئے قیمتی پرفیومز کی خوشبو ونڈو سے نکل کر پورے محل میں بکھر کر چھائے ہمیشہ کے وحشت کو خود میں سمیٹ رہی تھیں ---

پیچھے بنے بڑے سے گارڈن میں جہاں دنیا کا ہر پھول جو عام لوگوں نے تو اسکے ہونے کا سوچا بھی نہیں ہوگا مگر امیر آدمی بھی اسکا حقدار بننے کا خواب دیکھنا اپنے بس کی بات نہیں سمجھتا تھا ----

مختلف کنٹریز کے حسین مگر خوشبو کی پہنچ سے دور وہ گلاب آج پھر ہمیشہ کی طرح فضا میں پھیلی ہوئی بے بس خوشبو کو اپنے طرف اسے التجا کرتے پاس بلانے کے لیے ہوا کی مدد سے یہاں وہاں جھومنے لگے---- پر انکے چہرے پر پھیلی مایوسی تھی کہ اپنے مالک کی وحشت سے یہ خوشبو پھر انکی پہنچ سے دور ہوجائے گی اور وہ ہمیشہ کی طرح سب پھیکے رہ جائیں گے ---

کبھی کسی کا محبت بھرا لمس محسوس نہیں کر سکیں گے --- اور نا ہی خود میں خوشبو بسا پائیں گے ----

باہر لاؤنج میں کھڑے ملازم اسکی درد بھری دھاڑ اور کمرے کی ٹوٹ پھوٹ کی آواز پر ٹھر ٹھر کانپ رہے تھے --- اور اپنی مقامی زبان میں بولتے خدا سے پناہ مانگ رہے تھے ---

یہاں کا ذرا ذرا بھی اسکے غصے سے خوفزدہ رہتا تھا ۔۔۔۔ انہیں پتا تھا اگر انکا صاحب تھوڑا بھی بگڑا تو انکی شامت آجاتی تھی ۔۔۔ ویسے یہ دورے تو اسے مہینے میں دو یا تیں بار پڑتے ۔۔۔ رہتے تھے پر اسکا بگڑا موڈ ہمیشہ سوا نیزے پر رہتا تھا

وہ پورے ہال نما خوبصورت کمرے کا نقشہ بگاڑ کر گہرا سانس لیتا سگریٹ سلگاتا صوفے پر بیٹھ گیا ۔۔۔ اور نیلی سرخ آنکھیں موند کر سر اسکی پشت سے لگا دیا ۔۔۔۔ خود کو ریلیکس ۔۔۔۔کرنے کے لیے

نسرین بیگم اور فیاض صاحب کو اسنے اپنی بیس سال کی عمر میں ہی پاکستان بھیج دیا تھا ۔۔۔ وہ جانے کے لیے راضی تو نہیں تھے پر اسکی ضد اور غصے سے مجبور ہوکر چلے گئے ۔۔۔اسکے بعد بھی انہونے کافی آنے کے لیے منت کی پر اسنے سختی سے منا کردیا ۔۔۔۔ اور پیچھے اسنے سارا کاروبار اکیلے ہی سنبھالا بلکہ اسے بلندیوں پر لے گیا ۔۔۔۔اور اب کئی مرتبہ وہ بزنس مین آف دی یئر (Business Man of the Year) کا ایوارڈ ۔۔۔ جیت چکا تھا

پیسہ اسکے پاس بہتے دریا کی طرح تھا ۔۔۔ کہ فضول میں بہاتا رہے تب بھی اسکے پاس کمی ۔۔۔۔ نا آئے

ہزاروں کنال پر پھیلا اسکا سفید ماربل سے بنا محل قیمتی فرنیچر سے سجا جس میں چھوٹی سی

چھوٹی بھی چیز اپنی قیمت کی منہ بولتا ثبوت تھی --- ہال میں لگا خوبصورت فانوس جس میں سے نکلتی سنہری روشنی ہر کونے کو جگمگا رہی تھی ---- سفید پردے لگے اسکی خوبصورتی کو مزید نمایا کر رہے تھے ---

ہزار ایکڑ پر پھیلا لان جس کی رکھوالی کے لیے کئی مالی موجود تھے --- کچن کے لیے الگ شیف اور صفائی کے لیے الگ ملازم ---- ان سب افراد کے ہوتے ہوئے بھی ایک الگ سی وحشت ہوتی تھی ---

آوازیں آنا کم ہوئی تو سب یہاں وہاں بکھر کر اپنے اپنے کاموں میں الجھ گئے ---- سب کے چہرے پر اپنے باس کے لیے ترس رحم تھا --- اور دعا تھی کہ ایسی اینجل آئے کہ اسکی ساری وحشت اکیلا پن اور مایوسی سمیٹ لے ----

اور اب روم کی صفائی کرنے والا ملازم کھڑے سب کی رحم بھری نظروں کا مرکز تھے

سگریٹ پر سگریٹ پیتا پورے کمرے کو اسکی بو سے نہا دیا ---- پرفیوم سگریٹ کی بو مل کر ایک الگ ہی فضا پیدا کر رہی تھی ----

سگریٹ کا آخری کش لیکر ایش ٹرے میں مسلا اور واپس صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا ۔۔۔۔ اسکی خونخوار نیلی آنکھوں میں آج کے دن کا واقعہ گھومنے لگا جب اسنے بڑا پروجیکٹ جیتا تھا تو اسکے مخالف نے جلن اور حسد میں اسے باسٹرڈ بولا ۔۔۔ اسکے اندر اس لفظ سے تو جیسے طوفان سا اٹھا ۔۔۔ اور وہیں پر اسنے بغیر میڈیا کا خیال کیے اس شخص کا نقشہ ہی بگاڑ دیا ۔۔۔

اگر آج اسکا مینجر اور باقی لوگ اسے نا سنبھالتے تو شاید وہ اسکا خون کر چکا ہوتا ۔۔۔ حالت تو اسکی پہلے ہی بگاڑ چکا تھا ۔۔۔

ہر چیز وہ حاصل کرچکا تھا ۔۔۔ اسے لگا پیسا ایسا نشہ ہے جو ہر غم بلا دیتا ہے تو اسنے دن رات اسکے پیچھے بھاگا جب وہ بھی کچھ ناکرسکا تو اسنے کلب میں جانا اور ڈرنک کرنا شروع کردی تب بھی اسکے اندر بیٹھا وحشی اسے خود کی حقیقت بھولانے نہیں دیا ۔۔۔ اس داغ کو اسنے سب کے سامنے تو یہ ثابت کردیا تھا کہ وہ ایک جائز کمیل ملک کا بچا ہے ۔۔۔ پر خود کو اس نقلی ثبوتوں اور گنواہوں سے نا بہلا سکا ۔۔۔۔۔

اسکے اندر بیٹھا وحشی سالار اسے ہر خوشحال فیملی کو تباہ کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ اسے ہر دم بے سکونی کے عالم میں لٹکائے بیٹھا رہتا تھا ۔۔۔۔ اور وہ شاید یہ تسلیم بھی کرچکا تھا کہ اسکو کبھی سکون نصیب نہیں ہوگا ۔۔۔۔ وہ کبھی جان ہی نہیں پائے گا کہ سکون خوشی

اور پیار محبت کیا ہے ---- وہ تو آج تک صرف تڑپنا تڑپانا جانتا تھا ---- خود بے سکون ہونا --- اور دوسروں کو خوفزدہ کرنا ---- یہی اسکی زندگی تھی

وہ اپنی ہی سوچ میں تھا جب دروازہ ناک ہوا ----اور ساتھ ہی اسکی سرخ آنکھیں کھلی ---- ---- وہ تپش کے عالم دھاڑہ

کم ---- دونوں نے اپنا گلا تر کیا -- اگر لیٹ آتے تبھی بھی ظلم اگر جلد آتے تبھی بھی --- یہی حال

دونوں بوکھلائے گھبرائے اندر داخل ہوئے --- اور روم کی حالت دیکھی جو ویسی تھی جیسی ---- سوچی تھی ---- اب انکا صرف پھیلے کانچ اٹھانے کا کام تھا

کم ان --- وہ پھر سے سرد لہجے میں بولا --- جس پر وہ دونوں سر جھکائے فق چہرے سے --- اسکے سامنے آئے

سالار نے نظریں دونوں پر گاڑھی ---- اور انکا فق چہرے کو دیکھتے تپش سے اٹھا اور انہیں سنبھلنے کا موقعہ دیے بغیر ایک کو زور دار تھپر مارا جس سے وہ نیچے قالین پر جا گرا --- ---- اس ملازم کی سرخ ہتھیلیاں دیکھ دوسرا گڑگڑاتا معافی مانگتا دور ہوا

سوری سر --- ہمیں معاف کردیں ---- ہم سے غلطی ہوگئی --- آئندہ ایسا نہیں ہوگا ---- وہ روتا دوسرے ملازم کی ہتھیلیوں میں چھبے کانچ کے ٹکرے دیکھتا گڑگڑا رہا تھا ----- جب وہ اسکی حالت پر قہقہہ لگاتا اسکے کالر سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایک زوردار مکہ اسکے منہ پر مارا --- جس پر اسکی چیخیں پورے لاؤنج میں گونجی ---- اور سب کی نم آنکھیں ہوگئی ----

---- یہ سزا ہے تمہاری میرے سامنے منہ کھولنے کی ---- وہ اسے ٹھوکر مارتا دھاڑا

وہ اسکے پیٹ میں لات مارنے ہی والا تھا جب موبائل چیخنے لگا --- اور وہ دونوں کھسک کر ----- دور ہوئے

سالار نے اپنی غصے بھری نظروں سے موبائل کو گھور کر دیکھا تو اسکے مینجر کی کال تھی --- دو منٹ میں مجھے یہ صاف چاہیے اور دوسرے سیکنڈ میں اپنی شکلیں دفعہ کرجانا ----- انکو حکم دیتے وہ

---اوکے کرکے کرخت آواز میں بولا

--- بولو ---- جس پر مینجر گھبرا کر جلدی سے معذرت کرتے ہڑبڑائی آواز میں بولا

سس۔ ۔۔۔سر وہ ڈیمنس (اسکا مخالف) گیم اوور ۔۔۔۔ اسنے گڑبڑا کر اسکی آواز پر کہہ

۔۔۔

ہونہہ ۔۔۔ وہ کہتا موبائل بند کرگیا اور مینجر نے سکھ کا سانس لیا ۔۔۔ رومال نکال کر اس

۔۔۔۔۔ سے پسینہ صاف کرنے لگا

اب وہ ریلیکس سا دیوار میں لگی بڑی سی ایل سی ڈی میں آج کی ہنگامی صورت حال دیکھ

رہا تھا ۔۔۔ جہاں مشہور بزنس ٹائکون ڈیمنس۔۔ سالار ملک (The King of the business world)

سے اپنی ہار نا تسلیم کرنے پر اس سے الجھ پڑا اور غصے سے

۔۔۔۔ وہاں سے نکلنے کی صورت میں خطرناک ایکسیڈنٹ کا شکار ہوگئے

۔۔۔۔ نیوز کے ساتھ سالار کا قہقہہ گونجا

ہاہاہاہا ۔۔۔ اور وہ دونوں ملازم اسکی نفسیاتی حالت کو دیکھ کمرے سے نکلے اپنی زخمی حالت

۔۔۔۔۔۔ میں

.....

وہ ٹھکا ہارا ملک ولا میں قدم رکھتا اندر داخل ہوا ---- تو سامنے ہی لاؤنج میں دراب نیوز دیکھتے مشال سے کسی بات پر تبصرہ بھی کر رہے تھے ---- پر سالار کا نام سن کر وہ سمجھ گیا تھا ضرور اسکی ہمیشہ کی طرح نیوز میں ہوتی آج سالار ملک نے یہ کیا آج سالار ملک نے وہ ---- کیا کی چرچا ہوگی

وہ سر جھٹکتا کیپ اتار کر ہاتھ میں پکڑتا ہوا اندر آیا تو ملازم کے سلام پر دراب کی نظریں اسکی

طرف اٹھی ---- اور چہرے پر شفقت بھری مسکراہٹ پھیلی ---- جسے دیکھ کر شہروز کو ---- بھی ٹھکن کے باوجود مسکراہٹ آگئی

آگیا میرا شیر وہ کہتا اسے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا -- جس پر وہ سر کو خم دیتا بیٹھ گیا۔

لگتا ہے آج اے ایس پی صاحب بہت تھکے ہوئے ہیں ---- مشال نے اسے دیکھتے پیار ---- سے چھیڑا جس پر وہ مسکراتا اپنی کیپ اسے پہناتا بولا

----- بہت ---- اور گلے میں بازو ڈال کر اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھے

---- دراب گھور کر اسے دیکھنے لگا جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھا ---- پاپا آپ بھی نا

بیٹا میں کچھ نہیں صرف میری جان کو میرے سامنے نا بوسہ دیا کرو ----یہ صرف میرا حق ---- ہے ---- وہ اپنے لفظوں سے جیلسی دیکھانے لگا

کچھ تو شرم کریں جوان بچے کے سامنے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں --- وہ شہروز کو ---- ہنستا دیکھ کر شرمندہ ہوتی دراب سے بولی

تو کیا ہوا ہم تو اپنے پوتا پوتی کے سامنے بھی ایسے ہی الفاظ استعمال کریں گے ---- اسکی بات پر جہاں شہروز کا زوردار قہقہہ گونجا وہیں مشال سرخ سی ہوگئی ----اور اس سب سے ----- دروب محظوظ ہونے لگا

تم کیوں ہنس رہے ہو ---- وہ شہروز کے کان سے پکڑتی سختی سے بولی ---- سوری یار میرا کیا قصور اب آپکا سرتاج ہی ایسا ہے ---- وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے شرارت سے گویا ہوا

سرتاج پہلے ایسا نہیں تھا تمہاری مما نے اس اپنے سرتاج کو ایسا بنادیا --- دراب بھی مزہ لیتا مزید گویا ہوا جب مشال جھنجھلائی بولی ---- اب تم دونوں چپ ہوگے یا میں اٹھاؤں ---- ڈنڈا

-- اسکی دھمکی پر دونوں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر چپ ہونے کی بھرپور کوشش کرنے لگے

---- پر دراب کی پُرشوق نظریں محسوس کرتی غصے سے شہروز سے بولی

--- تم چھوڑو اسے میری بات سنو

جی مام آپ چھوڑیں اسے مجھ سے بات کریں ---- وہ دراب کو آنکھ دباکر مشال کی جانب

---- متوجہ ہوا

میں کہہ رہی تھی اس اتوار کو پریہا یہاں آرہی ہے تو اسے پک کرنے تم جانا --- پریہا کا

---- نام سن کر شہروز کا اچھا خاصا موڈ خراب ہوگیا

میں معذرت کرتا ہوں مما پر اس دن مجھے ایک کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا ہے

--- وہ کہتا دل میں ماں سے جھوٹ بولنے پر خود کو کوستا دراب کی نظروں سے بچنے کے

--- لیے پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا

کیا تمہارے پاس ایک دن بھی اپنا نہیں ہوتا ---- دراب کو اسکا یوں انکار کرنا ذرا بھی پسند

--- نا آیا --- تبھی کچھ ناپسندگی سے بولا ---- جس پر شہروز شرمندہ ہوگیا

---- آئی ایم سوری ڈیڈ ---- وہ سر جھکائے اپنی غلطی تسلیم کرتا بولا

میں کوشش کرونگا ---- وہ جواب دیتا مشال کے مسکرائے چہرے کو دیکھ سمائل پاس

---- کرتا اوپر اپنے روم کی طرف جانے لگا

دل میں تو وہ پریہا کو کوس رہا تھا جسنے پیدا ہوتے ہی اسکے گلے میں پھنڈا ڈال دیا تھا --- ----- وہ دور ہوکر بھی ہر بات میں اٹکے نوالے کی طرح گلے میں پھنسی ہوئی تھی

ایک بار آنے دو یہاں چھوڑونگا تو میں بھی نہیں تمہیں --- جس طرح مجھے ہر بات پہ جھوٹ بلواتی ہو --- بس کیا کہوں اس مینڈکی سے کون جیتے --- افففف ----- وہ ----کوفت سے سوچتا سیڑھیاں طے کرتا اپنے روم کی طرف جانے لگا

.....

وہ کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگاتا اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش میں تھا ---- پر ----آج جو حیا نے حرکت کی تھی وہ سوچتے ہی اسکی رگوں میں خون لاوا بن کر ابل پڑتا سس--سوری مم-- مصطفیٰ بھائی میں نہیں گئی تھی مجھے لیلیٰ فردوس زبردستی ساتھ لیکر گئی --- حیا اسے غصے میں یہاں وہاں چکر لگاتے دیکھ شرمندہ اور گھبرائی رونی آواز میں ---- بتانے لگی

وہ کب سے اسے اپنے روم میں لاکر ایسے ہی مسلسل اپنا غصہ ٹھنڈا کر رہا تھا --- اور حیا --- کبھی اسے دیکھتی کبھی اپنی ناخون کترنے لگتی

اتنی دیر خاموشی کے بعد بھی وہ کچھ نا بولا تو وہ اسکی خاموشی سے جھنجھلا کر ڈرتی خود ہی بولنے کی کوشش کرتی---- اسے دیکھنے لگی ---

کیا تم بچی تھی جو وہ تمہیں اپنی گود میں اٹھا کر گئی تھی ---- وہ اپنی گرے آنکھوں اسکی کالی بڑی جھیل جیسی آنکھوں میں گاڑھتا غصے بولا ---- جس پر وہ اسکی غصے بھری آنکھوں میں دیکھتی ایکقدم پیچھے کو ہونے لگی ----

وہ دوپہر کو اپنے کلائنٹس سے میٹنگ کے بعد جب واپس آرہا تھا تو اسکا گذرنا سنیما ہال سے ہوا اور اسکی نظریں ایسے ہی سنیما ہال کی طرف اٹھی تو شاک کے انداز میں پیر بریک پر لگا اور ماتھے پر ہزار کی تعداد میں بل پڑے ----

سامنے ہی حیا اپنی یونی کے دوستوں کے ساتھ سنیما ہال کی طرف جارہی تھی ---- مصطفیٰ کو پہلے تو یقین نہیں ہوا تو اسنے اپنی موبائل نکال کر جب اسے کال کی پھر ایسے ہی پوچھ بیٹھا تم اس وقت کہاں ہو --- اور وہ دور سے ہی اسکا گھبرانا ہڑبڑا نا اور اپنی دوستوں کو چپ کہنا دیکھ رہا تھا ---

حیا نے کال پک کی اور اسکے پوچھنے پر بھولے سے انداز میں بولی کہ مصطفیٰ میری کلاس کا ٹائم ہوگیا ہے اور مجھے دیر ہورہی ہے ---- وہ کہتی جلد سے کال کاٹ کر گہرا سانس لینے لگی ---

---- اور پھر اندر کو جانے ہی والی تھی جب پیچھے سے کرخت آواز اسکے پائوں ساکت کرگئی

کیا آج کی تمہاری کلاس یہاں ہو رہی ہے ؟---- مصطفیٰ کو ایک تو غصہ اور دوسرا اسکا جھوٹ بولنا پسند نہیں تھا جب بھی کوئی بات آتی تو بچنے کے لیے ہمیشہ جھوٹ کا سہارا ---- لیتی

ہاں ---ہاں ---- وہ پیچھے ہی آنکھیں میچے ہڑبڑا کر بولی --- اسکی دونوں دوستیں مصطفیٰ --- کے ماتھے پر بل دیکھ کر آہستہ وہاں سے واک آئوٹ کر گئی

مصطفیٰ نے ایک غصے بھری نظر اسکی پشت پر ڈالکر بازو سے پکڑ کر اپنی کار کی طرف آیا ------. اور اسے فرنٹ سیٹ پر دھکیلتا خود دوسری طرف آگیا

اور حیا تب سے چوری چوری اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتی ناخون کو کترتی ---یہ اسکی عادت تھی جو ہزاروں بار ڈانٹ پڑنے پر بھی نہیں گئی ----- آگے بچنے کا سوچنے لگی ----اللہ جی بس اس بار ولن سے بچا لو کل پرامس فجر کے ٹائم ڈبل حاضری دونگی --- پلیز --- وہ ایک آنکھ میچے دعا کرنے لگی اور اپنی سستی کی وجہ سے جو فجر کی نماز --- نہیں پڑھتی تھی --- اللہ کو بھی لالچ دینے لگی

اور مصطفیٰ اتنے غصے کے باوجود بھی اسکی دعائیں سمجھتا گہرا سانس لیکر رہ گیا -----پتا ---- نہیں کب سدھرے گی ---- وہ دل میں بولا

---- میں بچی نہیں تھی پر انہونے مجھے دھمکایا تھا --- وہ نقلی آنسوں بہاتے بولی

جس پر وہ ٹھٹھکا ---- کیسا دھمکانا ؟؟؟---- مصطفیٰ کو پریشانی ہونے لگی پتا نہیں ----کونسی بات پر دھمکایا ---کہیں پھر سے کسی کا بیڑا غرق تو نہیں کیا یونی میں

ایسا ہفتے میں ایک دو بار ضرور ہوتا تھا ---- جسکی وجہ سے سفیان یا مصطفیٰ کو حاضری دینی پڑتی تھی پرنسپل کے سامنے --- اور انہیں یقین ڈلانا پڑتا تھا کہ آگے وہ کسی سے نہیں --- لڑے گی

ایسی بات پر وہ پرنسپل کو کہہ دیتی کہ " سوری میری غلطی نہیں تھی وہ خود بیچ میں آئی میں تو دوسری سے لڑ رہی تھی ---آگے بھی بولتی جب مصطفیٰ کی آنکھوں کو دیکھ سر ---- جھکائے دانت پیسنے لگتی

وہ -- وہ میری دوست کہہ رہی تھی کہ تمہارا کزن کتنا ڈیشنگ ہینڈسم ہے اور بولی ہائے اسکی گرے آنکھیں ---اوپر سے سیل نمبر مانگنے لگی آپکا اور میں آپکا سیل نمبر دوں اسے

اسی بابت تھوڑی سی بات کردی جس پر وہ رو دی ---- (پریہا سے سیکھے اپنے مکوں کو تھوڑی سی بات کرنے میں تبدیل کرنے لگی --- پر مصطفیٰ اسکی تھوڑی سی بات سمجھ گیا اور اپنی گرے آنکھوں سے اسے گھورنے لگا)

اب اس میں میری کیا غلطی تھی آپ ہی بتائیں --- کوئی ہمارے سامنے ہمارے گھر کے مردوں کا نمبر مانگے تو کیا ہم چوڑیاں پہن کر بیٹھی رہیں --- اور تو اور وہ آپکا نمبر مانگ رہی تھی --- دیکھو تو صحیح اسکی گستاخی آپ ہوتے تو آپکو بھی بہت غصہ آتا یہ میں تھی جو تھوڑی سی بات کرکے چپ کرگئی --- پہلے وہ ڈرتے ڈرتے بولتی اور پھر شروع ہوگئی تو اور روانی سے کہتی ایک ہاتھ جس کی سفید کلائی میں بلیک چوڑیاں اسکے حسن کو مزید نکھار رہی تھی نچا نچا کر بتانے لگی اور مکمل طور پر اسے نظر انداز کرتے ایپل کو اٹھا کر کھاتی --- مزید بولی

---- ورنہ تو ایسا سبق سیکھاتی ساری زندگی حیا سفیان کو یاد کرتی -- ہونہہ بندریا نا ہوتو

مصطفیٰ اسکی اداکاری پر جل اٹھا --- اسے پتا تھا یہ سب اسے سنیما والے ٹاپک سے ہٹا --- نے کے واسطے تھا

کچھ زیادہ نہیں ہوگیا --- وہ دانت پیس کر اسکے ہاتھ میں موجود ڈائجسٹ لیکر سنجیدگی سے گویا

ہوا --- اور حیا اپنی بے وقوفی پر خود ملامت کرتی سر جھکا گئی --- اب یا رب تو ہی ڈلوا سکتا ہے --- وہ ڈائجسٹ کے پکڑنے پر فق ہوگئی (ڈر سے نہیں -- چھیننے کے صدمے ---- سے)اور اسکے ٹیبل پر ڈائجسٹ رکھنے پر دیکھنے لگی

--- یہ میری نہیں ہیں ---- مجھے یہ رکھنے کے لیے ملی ہیں --- وہ گھبراتے بولی

---، تم یونی سے کیوں نکلی یہ بتائو ---- وہ اسکی بات کو نظرانداز کرتا غصے سے بولا

--- آپنے دیکھا تو تھا مووی دیکھنے ---- بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا

تمہارہ دماغ ٹھیک ہے --- نہیں پتا تمہیں کیسے کیسے لوگ آتے ہیں وہاں --- وہ اسکے بازو سے پکڑ کر غرایا --- وہ کیسے برداش کر سکتا تھا کہ اسکی طرف کوئی گندی نظر اٹھائے

اور کس سے اجازت لی جانے کی --- تمہیں منا کیا تھا نا مووی دیکھنے سے--- پھر تم گھر سے نکل کر یوں باہر سرعام لوگوں میں مووی دیکھنے جاتی رہو ---- مجھے مرا ہوا سمجھا ہے --- جو تم ایسا کروگی اور میں دیکھ نہیں سکوں گا ----- وہ شدید غصے میں اسکا دوسرا بازو --- بھی اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑے چلایا

حیا تو جیسے سانس روک گئی --- اور اسکی غصے سے سرخ آنکھوں میں دیکھ آنسوں بہانے ---- لگی

میں سچی کہہ رہی ہوں میں نہیں جارہی تھی ---وہ زبردستی ساتھ لیکر گئی --- مصطفیٰ ---- اسکے بہتے ٹسو کو دیکھ کر تھوڑا نرم پڑا

اور ایک گہرا سانس لیکر بولا --- آج سے تمہیں میں پک ڈراپ کروں گا --- وہ اپنا حکم سانتا اسکے بازوں کو اپنی سخت پکڑ سے آزاد کیا ---- جس وہ وہ مصنوعی ہچکیاں لیتی دور ---- ہوئی

جاؤ یہاں سے --- اس سے اسکی یہ حالت دیکھی نہیں گئی --- تبھی کرخت آواز میں بولا --- اور وہ دل میں مسکراتی بولی --- یا رب تمہارا شکریہ کہ کچھ تو رحم کرکے آنسوں دے --- دیے ---- اور اسکے ساتھ ہی ہچکی لی

آنکھیں مسلتے انہیں سرخ کرتی مڑی ---- وہ سنڈے کو پریہا آرہی ہے اب ہم ساتھ --- جائیں گے یونی آپ تکلیف نا کریں --- اور سرخ آنکھیں اٹھائے بولی

کک---(ہچکی) کیا مجھے ڈائجسٹ مل سکتی ہے --- آپ گھم کردیں گے مجھے کل لوٹانی --- ہے

نہیں جاؤ چہرا واش کرو اور فریش ہوکر---- لنچ کے لیے نیچے آؤ --- جلدی شاباش ----
--- اور آئندہ نا تم کسی کی ڈائجسٹ لاؤ گی اور نا ٹی وی نا ہی کوئی شکایت سنو --- سمجھی

جی ٹھیک ہے --- وہ ایک نظر ڈائجسٹ پر ڈالکر فرمانبداری سے اثبات میں سر ہلاتی روم
--- سے باہر آئی

ہونہہ --- ایک تو یہ کھڑوس کبھی مجھ پر رحم نہیں کریگا --- ہائے کتنی حسین کہانی بتائی تھی حنا نے --- کیسے لوں ڈائجسٹ --- دروازے پر نظر ڈالتی ناخون کترنے لگی ---
ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب پیچھے حور کے پکارنے کی آواز آئی وہ ہڑبڑاتی وہاں سے اپنے روم میں بھاگی --- ڈائجسٹ کو تو بعد میں دیکھ لوں گی پر مما کو پتا لگ گیا تو ایک گھنٹہ گیا بے عزتی میں اور اوپر سے سنیما --- خیر وہ تو اپنا سپر ہیرو کسی کو نہیں بتائے گا ---- پر
--- شرم نام کی بھی کوئی چیز ہے --- جو حیا سفیان میں نہیں پائی جاتی

---- خود ہی کہتی قہقہہ لگاتی واش روم میں گھسی

مصطفیٰ ایک افسوس بھری نظر ڈائجسٹ پر ڈالکر انہیں بھی اٹھائے باقی کے ڈھیروں میں
---- جمع کیا

کیا کہتا اسے چاہے جتنا بھی غصہ کرنے کی کوشش کرتا پر اسکو سامنے پاتے کچھ کہہ ہی نہیں پاتا ---- اوپر سے اسکی نادان ایکٹنگ ---

وہ بیچارہ کب تک اسکے وار سے بچتا لڑتا رہتا خود سے ہی --- پر چاہا کر بھی اسے اپنے شکنجے سے آزاد نہیں کرسکتا ----

اور کبھی کبھی خود کی ایج اور اسکی معصومیت کم عمری دیکھ کر شرمندہ ہوجاتا --- دل بھی ہارہ تو کہاں اپنے سے تیرا سال چھوٹی سے --- جو اسے اپنا سپر ہیرو سمجھتی ہے --- اور اگر اپنے سپر ہیرو کے جزباتوں کے بابت جان جاتی تو شاید چہرا دیکھنا بھی گوارہ نا کرتی اور اسی سے ہی مصطفیٰ کو ڈر تھا ---- کچھ بھی ہوجاتا وہ اسکی نظروں میں اپنے لیے نفرت برداشت نہیں کرسکتا تھا ----

اور چاہا کر بھی خود کے اندر اسکے لیے پلتے جزباتوں کو ختم نہیں کرسکتا ----

وہ صبح ہی پری سے بات کرچکا تھا اور اسے پریہا کا بھی پتا چلا تھا کہ وہ یہاں کراچی آرہی ہے اور حیا کے ساتھ ایک ہی یونی میں پڑھنا چاہتی ہے -----

اس فیصلے پر سب راضی تھے سوائے سب کی معصوم گڑیا معصومہ کے جسنے سنتے ہی رونا دھونا شروع کردیا تھا ---- اور پھر شہروز مصطفیٰ سفیان دراب سب کے سمجھانے پر بھی

وہ چپ نہیں ہورہی تھی ---- اب جانے پریہا کیا کرے ---- وہ دونوں کے بارے میں ---- سوچتا ہنس دیا

مصطفیٰ کی دونوں ہی لاڈلی تھیں ---- پر معصومہ کی بات ہی کچھ اور تھی ---- اسکا سبز آنکھوں سے خوفزدہ ہوکر دیکھنا اور شرمائے بات کرنا سب کے دل میں بسی تھی اپنی معصوم ---- حرکتوں سے

وہ کافی شرمیلی تھی --- ایک شرمیلی گڑیا --- اور پریہا بلیک بیلٹ ماسٹر --- اور شہروز --- کی دشمن ---- دونوں ٹام اینڈ جیری تھے

.....

--- حیا ---- حور اسکے کمرے میں آئی اور آئینے کے سامنے کھڑی حیا کو پکارا

جی مدر ماں -- وہ مڑی --- بیٹا جلد آئو سب ویٹ کر رہے ہیں --- وہ کہتی وارڈ روب سے --- نیچے پڑے اسکے کپڑے اٹھا کر ترتیب سے رکھنے لگی

حیا اب سدھر جائو -- کب تک میں یہ سمیٹتی رہونگی --- وہ اسکے یہاں وہاں پھیلائو سمیٹتی --- بولی

جب تک میری شادی نہیں ہوجاتی --- وہ ہاف سیلو شرٹ سے نمایا ہوتے اپنے سفید بازو پر

--- لوشن لگاتی جہاں بیچاری کو مصطفیٰ نے غصے میں پکڑا تھا --- لاپرواہ سی بولی

--- اسکے الٹے جواب پر حور نے گھور کر اسے دیکھا

؟ --- اچھا پھر اسکے بعد

--- وہ اسکے بوکس ترتیب سے رکھنے لگی جو آتے ہی پھیکے تھے

اسکے سوال پر حیا نے ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچنے کی ایکٹنگ کی --- اور پھر چہک کر ---- بولی

میرا شوھر --- وہ کریگا یہ سب --- آپ فکر نا کریے گا میرے سسرال کے ظلمات کا میں سب ہینڈل کرلوں گی --- اب اتنی تو بلیک بیلٹ ہے آپکی بیٹی --- کہ میرے مجازی خدا نے تھوڑی بھی اوہ ایی کی تو دو مکے دونگی خودبے خود لائن پر آئے گا --- اور آپ صرف دیکھیے گا انشااللہ ایک نا ایک دن آپکی بیٹی آپکا نام ضرور روشن کریگی --- آمین ---

وہ حور کو اپنے زبان کے جوھر سے ساکت کرتی ہوا میں مکے چلاتی اور خود ہی آمین کہتی ---- اسکے گال چوم کر گلے میں دوپٹا ڈالتی روم سے نکلی

--- یہ کیا تھی ---- حور صرف بولی تو اتنا

--- دیکھتی ہوں آج سفیان کو کیا بن گئی ہے ---اب اپنے شوھر کو بھی مکے مارے گی

---یہ حال ہے اس لڑکی کا

وہ اسکی بیانی پر غصے سے بڑبڑاتی --- بیچارے معصوم شوھر کی کلاس لینے کا طے کرنے لگی ---

---- مطلب کرے حیا بھرے سفیان

.....

ڈائینگ ٹیبل پر وہ سفیان کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھی کھا کم نظروں سے مقابلے بیٹھے مصطفیٰ کو ڈائجسٹ مانگنے کی منتیں زیادہ کر رہی تھی --- یہ ہمیشہ ہوتا تھا اور سب اس --- سے واقف تھے

سفیان اپنی شیرنی کے اداکاری پر مسکراہٹ روکنے لگا --- وہ آج آفیس سے جلد آیا تھا --- --- اس لیے ابھی سب کے ساتھ لنچ کر رہا تھا

ششش۔۔۔۔ مصطفیٰ کو اپنی طرف متوجہ نا پاکر وہ شش کرنے لگی ۔۔۔ جس پر سبکی مسکراہٹ بے ساختہ تھی ۔۔۔

اسکے ششش کرنے پر مصطفیٰ نے تیور چڑھائی ۔۔۔ اور گرے آنکھوں میں روعب لیے آئی برو اچکائے ۔۔۔

حیا ہڑبڑا گئی اور سر پلیٹ میں جھکا لیا ۔۔۔ تو مصطفیٰ بھی اپنی کھانے کی طرف واپس متوجہ ہوگیا ۔۔۔

اللہ جی کچھ کرو نا اس ولن کا ۔۔۔ وہ بڑبڑائی سفیان سن کر ہنس دیا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھ زارداری بولا ۔۔۔۔

وہ واپس جا رہا ہے آفیس ۔۔۔۔ اپنے باپ کی اطلاع پر اسکی باچھیں پھیلی اور مصطفیٰ کو دیکھا جسکی پلیٹ میں نوشین کھانا ڈال رہی تھی ۔۔۔

اور وہ پہلے ہی اسکے دھمکتے چہرے کو دیکھ کر اسکی خوشی کا مقصد سوچ رہا تھا ۔۔۔ پر اسکی آنکھوں میں لکھے الفاظ سب سمجھاگئے ۔۔۔

اور وہ خاموش سا حور کی طرف دیکھنے لگا ۔۔۔ حیا ہڑبڑا کر نفی کرنے لگی ۔۔۔ یہ صرف اسکی طرف سے وارنگ تھی ۔۔۔

اور حیا سمجھ جانے پڑ خود کو کوسنے لگی کہ کیا ضرورت تھی اسکی طرف دیکھنے کی --- اچھی --- خاصی پاپا ہلیپ کی سب مٹی میں مل گئی

--- پر وہ صاف کرلے گی اپنی محنت کو ---- یہ سب سوچتے اسکے لب مسکرائے

.....

**********.

بس روتے نہیں میرا بچا، میں بات کرتی ہوں تمہارے پاپا سے پریہا کہیں نہیں جائے گی ---- اب رونا بند کرو ----- عائمہ بیگم اسکے سنہری بالوں میں انگلیاں چلاتی اسکے ہچکولے لیتے وجود دیکھتے پیار سے پچکارنے لگی ---- جس پر اسکی گود میں منہ چھپائے روتی معصومہ ---- نفی کرنے لگی

--- آآ---آپی کو جانے دیں مینے نہیں بات کک---کرنی --- وہ کہتی اور سمٹ گئی

---- پاس کھڑی پری اور پریہا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

دیکھو میرا شونو بچا میں تمہارے لیے کیا لائی ہوں املی اور مرچ کی چٹنی اور ساتھ ہی گرم گرم سموسے --- اب جلدی سے اسے فنش کرو ورنہ پریہا دیکھو کیسے دیکھ رہی ہے تمہاری پسندیدہ چٹنی کو ---- وہ ٹرے ساتھ رکھتی اسے لالچ دینے لگی --- جس پر معصومہ نے

اپنی سبز جھیل جیسی سرخ ایک آنکھ نکال کر پریہا کو دیکھا جو اسے دیکھ کر چٹنی کو دیکھتی ---- منہ پر زبان پھیرنے لگی

مما مجھے تو دیکھ کر منہ میں پانی آرہا ہے --- پلیز دے دیں ویسے بھی میری جانو تو نہیں کھا رہی --- پریہا ٹرے کی طرف ہاتھ بڑھاتی معصومہ کو دیکھتی ملتجی ہوئی ---- جس پر وہ پھر --- منہ چھپا کر تیز آواز میں روتی ہوئی بولی

سس--سب کو کھانے کی پڑی ہے -- مم--میں اکیلی یونی کیسے جاؤنگی --وہاں ----- س--سب کتنے ڈراتے ہہ--ہیں مجھے

یہاں بھی --- کوئی پیار ہی نہیں کرتا مجھ سے --- جاؤ ن--نہیں کھانی مجھے چملی ---- وہ انتہائی دکھ سے ہچکیوں کے درمیاں بولی --- یہ سچ تھا یونی میں اسکے معصوم خوفزدہ --- چہرے کو دیکھ کر کافی سٹوڈنٹس اسے تنگ کرتے تھے

اور اچانک ہی اسے ڈراتے تھے جس پر وہ چیختی چلاتی وہاں سے بھاگ جاتی تھی اور پیچھے سب کے قہقہے ہوتے اسکی حالت پر --- کوئی رحم افسوس کرتا تو کوئی بزدل اور پاگل قرار دیتا ---- پر یہ سب پریہا کی ناموجودگی میں ہوتا تھا ---- پریہا سے کافی سٹوڈنٹ دور بھاگتے تھے -- اور اسکے ہوتے ہوئے کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ پریہا شہریار کی بہن+ ---- جانو معصومہ شہریار کی طرف دیکھیں

معصومہ کی نازک طبعیت حساس دل خوبصورتی کی شاہکار اور بزدلی۔۔ انسانوں کے بیس میں چھپے حیوانوں کی آنکھ میں تھی ۔۔۔ اس معصوم لڑکی کو حیوانوں کی دنیا میں گھم کر کے فنا کرد یتے اگر شہریار کا حصار اور پریہا جو اسے ایک پل بھی باہر اکیلے نہیں جانے دیتی تھی ۔۔۔ ساتھ نا ہوتا ۔۔۔۔۔شہریار کو پہلے ہی جب معصومہ صرف تیرا سال کی تھی تب ہی چھپے دشمن اسے کافی اسکے حوالے سے دھمکیاں دے چکے تھے وہ بھی غلط الفاظوں میں ۔۔

اور اسی وجہ سے اسنے ہر بری نظر سے اسے بچانے کے لیے اپنے سینے میں چھپائے رکھا اور سرد ہوا بھی لگنے نا دی ۔۔۔ پر اسے کیا پتا تھا یہ سب اسے انسانوں کی دنیا سے دور لے ۔۔۔ جائے گا

وہ پہلے ہی بچپن سے کافی حساس تھی پر بڑی ہونے کے ساتھ سب کے پیار لاڈ سے وہ ۔۔۔ کچھ زیادہ ہی حساس اور بزدل ہوگئی

پہلے تو کسی نے نوٹس نا لیا پر جب ایک دن پریہا یونی نہیں گئی اور معصومہ کا امپورٹنٹ ۔۔ٹیسٹ تھا تو روتے گڑگڑاتے آخرکار وہ آہی گئی یونی

پر وہاں ٹیسٹ نا دینے ، دماغی طور پر غیر حاضری اور کونے میں بیٹھنے پہ پروفیسر کے صرف کرخت آواز میں یہ کہنا تھا کہ جب آپ یہاں حاضر ہی نہیں تو کلاس کیوں اٹینڈ کی ہے --- اس پر معصومہ نے سب کی نظریں خود پر دیکھی اور ایسے لگا کہ وہ اسے ماریں گے اور اسی ڈر میں وہ رونے لگی تیز آواز میں جس پر ساری کلاس میں قہقہے اٹھے اور ساتھ ہی اسکا دل تیز دھڑکا پھر وہ نیلی پڑتی دہرام سے بے ہوش ہوکر نیچے گری -- نتیجاً اسکا سر پھٹ گیا ---- کلاس میں سب ہڑبڑا گئے --- اسکی اچانک حالت پر اور جو وہ سب سے چھپ کر جینا چاہتی تھی --- پوری یونی میں اسکے خلاف سرگوشیاں ہونے لگی اور ان سرگوشیوں ---- میں وہ ایک کم عمر پاگل حسینہ تھی

.....

پوری یونی میں جو بات پھیلی تو اسکی حالت سے سب واقف ہوگئے اور شہریار کو کال کرکے بتایا تو وہ پاگلوں کی طرح یونیورسٹی پہنچا جہاں ڈاکٹر اسے پٹی کرچکا تھا اور وہ کانپتی سمٹی بیٹھی رو رہی تھی ۔شیری کو دیکھ کر بھاگتی اسکے سینے میں چھپنے لگی اپنے باپ کی --- چھاؤں میں ---وہ ٹھر ٹھر کانپتی روتی اور شہریار کو پروفیسر کی جانب اشارہ کرنے لگی

پروفیسر اور پرنسپل ہڑبڑائے گھبرائے ہوئے تھے --- شہریار آتے ہی پروفیسر پر دھاڑا جس پر وہ گھبراتے اسے ساری حقیقت بتانے لگا ---اور ساتھ معصومہ کو کسی اچھے سائکیٹرس

کا بھی مشورہ دیا جو شہریار کا دماغ سن کرگیا ---اور وہ کافی بگڑ گیا --- انکی نظر میں ------معصومہ ایک بیمار تھی ----دماغی طور

پرنسپل شہریار سے معذرت کرتے ساتھ معصومہ کو کچھ دن آرام کا بھی کہا --- جس پر وہ خاموش پریشان سا اسے گھر لیکر آیا اور کچھ دن ریسٹ کے بعد جب وہ ٹھیک ہوئی تو پوچھا گیا کہ کیوں وہ اتنا ڈر گئی کس وجہ سے --- تو معصومہ روتے شہریار کے سینے میں چھپ گئی اور بولی --- مجھے نہیں پڑھنا باہر سب مجھے ڈراتے ہیں --- اور یونی میں بھی --- پروفیسر مارتا ہے --- رات کو بھی خواب میں وہ "شش" والا بہت ڈراتا ہے

اسکی حالت اور بیانی شہریار کے دماغی دباؤ کا سبب بن گئی--اگر کوئی ہوتا اسکے گھر میں تو اسے اور گارڈز کو کیسے پتا نا لگتا --ہر طرف سخت سیکورٹی تھی ----کسی کا گھر میں داخل --- ہونا نا مناسب تھا --- یہ تو طے تھا یہ سب اسکے وہم تھے

معصومہ کی زندگی اسکے سامنے کچھ زیادہ ہی مشکل ترین لگنے لگی --- پری اور عائمہ بیگم کا بھی یہی حال تھا --- پری سے تو اپنی معصوم بچی کا حال ہی نہیں دیکھا جارہا تھا ----وہ روتی شہریار سے منتیں کرتی کہ کچھ کرو میری بچی کیوں اتنا ڈرتی ہے ؟--- اور وہ بیچارہ --- انتہائی پریشانیوں میں جکڑ جاتا

آخرکار وہ ٹھک ہار کر اسے سائکیٹرس کے پاس لے ہی گیا ---- اور وہاں پر جاکر سائکیٹرس ---کی بیانی پر اسنے ایک فیصلا لیا

پریہا بچپن سے ہی بہادر اور ایک مضبوط لڑکی تھی -- اسنے ڈرنا نہیں ڈرانا سیکھا تھا --- بچپن سے ہی اسے مارشل آرٹس کا شوق تھا اور شہریار کی سپورٹ پر آج وہ بلیک بیلٹ --- ہولڈر ایوارڈ جیت چکی تھی

اور اپنے تھوڑے سے مکے پنجے حیا کو بھی سیکھادیے تھے .جو آجکل یونی میں بیچاری معصوم لڑکیوں کے منہ ناک سوجا کر آتی تھی --- اور مصطفیٰ کے گلے میں نوالے کی طرح اپنی --- حرکتوں سے اٹکی ہوئی تھی

یہ فیصلا شہریار کا تھا کہ پریہا کو کراچی ملک ولا بھیج دینے کا --- وہ نہیں چاہتا تھا کہ -- معصومہ ساری زندگی محتاج بنی رہے سہارے کی

وہ چاہتا تھا وہ اپنی زندگی کی جنگ اپنے بل پڑ لڑے ناکے ڈری سہمی کونے میں دبکی بیٹھی

اسنے طے کیا کہ معصومہ کو پورا اپنے حصار میں رکھے گا اسکی ہر ایکٹیویٹی کو دیکھے گا---- اور ساتھ ہی اسکی حفاظت کیلئے اپنے کسی لیڈی آفیسر کو ایک سٹوڈنٹ کے روپ میں --- بھیج دے گا جسکا اسے شک نا ہوسکے -- اور وہ اپنی جنگ خود لڑ سکے

وہ بہت پیاری تھی اسے --- بے انتہا --- ایک معصوم گڑیا تھی اسکی دنیا سے خوفزدہ

--- اسکے غصے سے چملی کہنے پر سب نے اپنی مسکراہٹ کا گلا گونٹا

تم چپ کرو پریہا --- میری بچی کے کھانے پر آنکھ نا لگاؤ پہلے ہی وہ کمزور سی ہے ---
--- عائمہ بیگم نے معصومہ کے بال سنوارتے پریہا کو جھڑکا

دیکھ رہے ہیں اللہ جی انصاف -- میں نظر لگا رہی ہوں --- وہ ایک آنکھ سے معصومہ کو
--- دیکھتی دوسری اوپر اٹھا کر رنجش سے گویا ہوئی

ہونہہ --- رونا تو مجھے چاہیے -- پاپا بھی اس سے پیار کرتا ہے مما نانو ہرکوئی ---- میں تو جیسے فری میں پیدا ہوئی ہوں سب کو سدائیں لگاؤں کہ پلیز کوئی جانو کی طرح مجھے بھی پیار
---- کرے

--- وہ کچھ مایوس جلے دل اور خفگی سے بولی جس کو دیکھ کر معصومہ کا مدھر قہقہہ گونجا

اور تینوں نے اسے دیکھا --- معصومہ سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ زبان دانتوں میں دبا کر
--- اپنی غلطی پر خود کو کوسنے لگی اور پھر سے بھرائی آواز میں بولی

نن --- نہیں کرنی نا بات جج۔ ۔جائیں یہاں سے --- وہ کہتی پھر آنسوں بہانے لگی ---

جب ان تینوں کا قہقہہ گونجا -- اور ساتھ ہی بھاری آواز میں شہریار سلام کرتا روم آیا ---

-- جسکی طرف سب دیکھ کر مسکرائے اور سلام کا جواب دیا

--- پریہا سلام کا جواب دیتی اسکے سینے سے لگی --- اور پری مسکرادی

پاپا آپکی معصومہ + میری جانو ڈارلنگ ہم سے ناراض ہے اور صبح سے ٹسوں بہا رہی ہے اور

--- نا ہی کچھ کھا رہی ہے

شہریار مسکرا کر سنتا پریہا کے سر پر اپنے لب رکھ کر معصومہ (جسنے اسکی آواز پر رونے کا دھرنا شروع کردیا تھا) کی طرف چیئر کھسکا بیڈ کے قریب بیٹھا --- اور اسکا سر اٹھا کر اسکی

--- سبز سرخ آنکھوں میں اپنی شفقت بھری بھوری آنکھیں گاڑھی

--- مم۔ --مجھے نہیں پڑھنا --- وہ آنکھیں مسلتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی

اچھا تو میری جان کو نہیں پڑھنا --- مطلب آپ پاپا کی بہادر بیٹی نہیں --- ناہی آپ پاپا

--- کو پیار کرتی ہیں

--- وہ اسکے سنہری دراز بالوں پر دوپٹا ٹھیک کرتا پوچھنے لگا

مم---میں پیار کرتی ہوں -- پر اکیلی نہیں جاناپپ---پلیز پاپا وہاں سب اپنی چھ---چھوٹی بڑی آنکھوں سے گھور کر مارتے ہیں --- وہ اسکے چہرے کو اپنے چھوٹے --- ہاتھوں کے پیالے میں لیکر روتے احتجاج کرنے لگی

اور --- اور اب ری آپی بھی چھوڑ کر جارہی ہے --- مجھے بہت ماریں گے --- مم--میں گھر میں پڑھونگی --- بوکس تو بہت ہہ--ہیں ہمارے پاس --- پر مجھے باہر نہیں جانا ----

پری سے تو اپنی بیٹی کی حالت ہی دیکھی نہیں گئی آنسوں گالوں پر آگرے جنہیں صاف ---کرتی عائمہ بیگم کے کمرے سے نکلتی چلی گئی

شہریار صرف اسکی پشت کو دیکھتا افسوس کرنے لگا --- عائمہ بیگم بھی اپنی معصوم جان --- سے عزیز پوتی کی حالت پر نم ہوتی آنکھیں صاف کرنے لگی

البتہ پریہا اپنے باپ کے اندری حالت سمجھ کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی اسے ہمت --- دینے لگی --- جس پر وہ مسکرادیا

اچھا یہ بتائو آپ دونوں میں سے میرا بہادر بیٹا کون ہے --- شہریار اسکے دونوں ہاتھ جو اسکے ---گالوں پر رکھے تھے اپنے ہاتھ میں لیکر پوچھنے لگا

معصومہ نے ایکدم اپنی سبز آنکھیں گھمائی اور شہریار کے ساتھ کھڑی پریہا کو دیکھنے لگی --بلکہ اسکے لبوں کو دیکھنے لگی کہ الفاظ کب نکلتے ہیں ---- پریہا مصنوعی چہک کر بولنے ہی والی تھی جب وہ ایکدم بولی ---"میں" اور شیری جو پریہا کو دیکھ رہا تھا معصومہ نے اسکی آنکھوں کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر اسکی نظریں اپنی طرف کرنے لگی ---- جنہیں دیکھ ----کر تینوں اپنی مسکراہٹ لبوں میں چھپاگئے

پ--پاپا ہم ہیں نا آپکی بریو پرنسس --؟ وہ ایک نظر پریہا کو دیکھ کر جو اسکے ایسا کرنے پر اداس ہوگئی تھی پھر شہریار کی بھوری آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں ڈالے امید سے پوچھنے لگی

پاپا یہ کیسے بریو ہوئی یہ تو صرف یونی جانے پر ہی ڈرتی ہے --- میں تو بہت بریو ہوں جب جانو کالج نہیں چلتی تھی تو میں اکیلی جاتی تھی یہ تو جانو کو بھی یاد ہوگا --- وہ کچھ جتاتی --- سنہری آنکھیں پٹپٹائے بولی اس پر معصومہ کی آنکھیں بھر آئی

--- ت-- تو پھر میں بھی تو گئی تھی اس دن --- وہ نظریں جھکائی بولی

اگر پریہا اب کچھ بھی بولتی تو شاید اسے کچھ ہوئی ہی جاتا کیونکہ اسکا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا

تم چپ کرو پریہا میری پوتی بہت بہادر ہے ---- عائمہ بیگم نے مصنوعی غصے سے پریہا کو

کہا -- عائمہ بیگم کی بات پر معصومہ کی سفید رنگت میں پھر سے گلابیاں گھلنے لگی ---اور

--- تب تو اور شرماکر چھپ گئی جب شہریار بولا

آپ ٹھیک کہتی ہیں مما میری معصومہ بہت بہادر ہے ----- وہ ہر بات اپنے پاپا کی مانتی ---؟ ہے --ہے نا بریو گرل

وہ اسکے سر پر بوسہ دے کرلاڈ سے بولا جو اسکے سینے میں منہ چھپائے زور شور سے اثبات میں سر ہلا رہی تھی --- اسکے جواب پر سب نے شکر ادا کیا --- اور پریہا نے مسکراتی --- عائمہ بیگم کو شرارت سے آنکھ دبائی

---- اسکی حرکت پر وہ سٹپٹا کر غصہ ہوگئی

ہائے ہائے شہریار تم اپنی اس بیٹی کو سمجھاؤ کیسی کیسی حرکتیں کرتی ہے -- کچھ زیادہ ہی ---- آزاد ماحول کی نہیں ہوگئی ہے ---ابھی اپنی بوڑھی نانی کو بھی آنکھیں مار رہی ہے

--- اسکی بات پر پریہا کا قہقہہ لگا اور عائمہ بیگم دیکھتی پھر بولی

--- میں تو کہہ رہی ہوں چھڑوائو اس کی پڑھائی کو کچھ گھر کے کام ہی سیکھ لے

کل کلاں شادی ہوگی تو کیا وہاں جاکر یہی کچن میں مکے پکا کر ساس سسر شوھر کو کھلائے گی ----

یہ تو چھوڑو پہننے اوڑھنے کا بھی طریقا نہیں اس لڑکی میں --- عائمہ بیگم اسکے گلے میں دوپٹہ دیکھ کر ہمیشہ کی طرح بولتے سب کو مسکرانے پر مجبور کرگئی ---

ری جان مما کیا کہہ رہی ہے --- شہریار لب دبا کر معصومہ کے سامنے کھانے رکھتے پریہا سے بولا ---

وہی پاپا جو میں بگڑ گئی ہوں --- وہ قہقہہ لگاتی بالوں کو پیچھے جھٹکتی بولی جس پر شہریار نے گھورا --- اور عائمہ بیگم کانوں کو ہاتھ لگایا ---ایک اور بھی موضوع مل گیا اسے ----

دیکھے ہیں اپنی ماں اور چھوٹی بہن کے بال ماشااللہ کمر سے نیچے آتے ہیں اور ایک تم ہو فیشن کے نام پر کسی منحوس سے چھوٹے بڑے بال کرواکر سارے بالوں کا بیرا غرق کردیا ---------- وہ اسکے پیٹھ پر سٹائل سے کٹے بالوں کو دیکھتی ناپسندگی سے بولی

ہاہاہاہا --- نانو آپ بھی کمال کرتی ہیں ---وہ دونوں ہاتھ سے تالیاں بجاتی ہنستے گویا ہوئی

یہ روز کا تھا --اسے پریہا کا یوں لڑکوں کی مارشل آرٹس کی کلاسیں لینا اور چھوٹے بال کٹوانا سخت ناگوار گذرتا تھا --- اور اسکی حرکتیں جن بابت دن رات پری یا شہریار کو ٹوکتی

رہتی --- جنہیں سنکر وہ پریہا کو جھڑکتے اور وہ چھپ کر چڑوانے کے لیے اسے آنکھ مارتی اور ---- وہ پھر توبہ توبہ کرتی شروع ہوجاتی اور اسے معصومہ سے کچھ سیکھنے کا کہتی

مما پڑھنا لازمی ہے --- انشااللہ میری دونوں بیٹیاں پڑھیں گی بہت آگے جائیں گی-- ہے نا

بریو گرل تم جاؤ گی نا یونی ---- پرسوں سے --- (کل تو اسے پتا تھا پریہا کے جانے پر --(روتی رہے گی

اسکی بات پر کھانا کھاتی معصومہ کو اچھو لگا --- اور وہ بری طرح کھانسنے لگی شہریار کو دیکھتی ---- شہریار ہڑبڑا گیا اور اسے پانی پلایا ---اور عائمہ بیگم اللہ خیر کہتی اسکی پیٹھ سہلانے لگی

تب جاکر وہ ٹھیک ہوئی ---تیز کھانسی کی زیادتی کی وجہ سے سبز آنکھوں میں آنسوں بہنے --- لگے --- چھوٹی سی ناک بھی سرخ ہوگئی

--- شیری افسوس کرتا اسکے آنسوں صاف کرنے لگا --- پری جو ابھی آئی تھی بوکھلا گئی

کیا ہوا میری بچی کو ؟--- وہ اسکے پاس بیٹھی اور چہرا ہاتھوں میں لیے شہریار سے پوچھنے لگی

جب سب سے پہلی معصومہ ہی بولی --- ک--کچھ نہیں مما ---- میں پاپا کی بب--- بریو گرل ہوں میں پرسوں یونی جاؤنگی ---او---اور ری آپی سے کبھی بات نہیں

گرونگی ---- میں ناراض ہوں --- اور آج میرے کمرے میں بھی نہیں آنا سونے کٹی ---- ہونہہ --- وہ گھورتی پریہا سے بولتی منہ پھیر گئی --- اتنے سیریس ماحول کے باوجود ---- بھی سب کے چہرے پر اسکی ادا اور بات سے مسکراہٹ پھیل گئی

شہریار نحال ہوگیا --- میرا بہادر بیٹا --- کہتے اسکے پھولے منہ کو اپنی طرف کیے دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا --- اور وہ پریہا کو شاک میں دیکھتی اور جلانے کے لیے کھکھلانے لگی ---- سب سمجھ کر ہنس دیے

جانو تم میرے ساتھ ایسا کروگی --؟ پریہا کچھ بے یقینی اور التجا سے گویا ہوئی ---- مطلب یہ تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ روم میں سونے دے --- کیونکہ اگر وہ اکیلی سوتی تو چیخ اٹھتی ---- رات کو ڈر سے --- اس لیے پریہا ساتھ ہی سوتی تھی

ہاں --- ؟ وہ منہ اسکی طرف سے موڑے پری کی گود میں سر چھپانے لگی ---کیونکہ بہن ---- سے ایسے بات کرنے سے اسکی آنکھیں نمکیں پانی سے لبالب ہوگئی تھی

ابھی پریہا کچھ کہتی جب شہریار نے اسے آنکھوں سے منا کردیا --- یہ ٹھیک فیصلا تھا اسکا --- پریہا بھی سمجھ کر چپ کر گئی --- شہریار اٹھ کر چینج کرنے چلا گیا اور پری کچھ --- سوچتی اسکا سر عائمہ بیگم کی گود میں رکھتی شہریار کے پیچھے آئی

پریہا بھی ایک نظر آنکھیں موندیں پڑی اپنی جان سے عزیز بہن پر ڈال کر روم سے نکلی

پیچھے سب کے جانے پر اسنے چپکے سے آنکھیں کھولی جس میں خوف کا گہرا سمندر لہرا رہا تھا --- مٹھیاں سختی سے بھینچیں ہوئی تھی ---- یہ وہی جانتی تھی یونی اکیلی جانے اور روم میں اکیلے سونے کا فیصلا اسنے کیسے کیا تھا --- کبھی جو اکیلی سوتی تھی تو رات میں ہوتی سرگوشیاں اور بالوں میں سرسراہٹ اسے لرزنے اور چیخنے پر مجبور کردیتی تھی پر ہوتا کوئی نہیں تھا --- اور جب پریہا کے ساتھ یا کسی کے ساتھ ہوتی تو سکون کی نیند کرتی --- ---- اب یا وہ نفسیاتی مریض تھی یا کسی کے شکنجے میں قید معصوم سی چڑیا

ایک آنسوں سبز آنکھ سے بہتا گلابی رخسار کو چومنے لگا --- جسے اسنے اپنے چھوٹے روئی سے بھی نرم ہاتھ سے رگڑ لیا --- اور اپنی ہچکی کو حلق میں ہی گھونٹتی عائمہ بیگم سے لپٹ گئی --- ---- عائمہ بیگم مسکراتی شفقت سے بوسہ دیتی تھپتھپانے لگی

اور وہ اکیلی سونے کے بابت رات کا سوچنے لگی جس میں دو تین ہی گھنٹے تھے اندھیرے --- کو لپٹنے میں -----اور ساتھ ہی اسکے جسم میں سرد سی لہریں اٹھ رہی تھی

وہ روم میں آئی تو شہریار باتھ روم میں تھا --- وہ پریشان سی چلتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ کر اسکا --- انتظار کرنے لگی

وقت گذرا تو بہت کچھ بدل گیا تھا --- اسکا اس سے ڈرنا چھپنا --ہلکلانا صرف نہیں بدلا تھا تو وہ تھا اسکا دیوانہ شوھر جو آج بھی پہلے جیسا ہی تھا --- شدت پسند --- جو آج بھی اپنی --- حرکتوں سے اسے بوکھلانے اور شرمانے پر مجبور کردیتا تھا

زے نصیب --- آج جانم خود موجود ہے --- ورنہ تو بڑی ترکیبیں سوچنی پڑتی تھی

-----وہ تولیے سے بال پونچھتا ڈریسنگ مرر کے سامنے آیا --- اور اسے پریشان بیٹھا دیکھ -----کر شوخ ہوا

میں بہت پریشان ہوں -- میری بیٹی اتنی کمزور دل کیوں ہے --وہ پریہا جیسی کیوں نہیں ہوئی ---- پری شہریار کے ساتھ بیٹھنے پر اسکی بات کو نظرانداز کرتی اسکے کندھے پر سر --- رکھتی افسردگی سے بولی

سب ٹھیک ہوجائے گا انشااللہ ، --- اور جہاں تک بات اسکی نازک طبعیت کی ہے تو اس حساب سے میری گڑیا اپنی مما پر گئی ہے --- فرق صرف اتنا ہے کہ میری گڑیا کو غصہ کرنا نہیں آتا پر اسکی مما اور میری جانم کو بہت آتا ہے اور وہ اپنے غصے سے اپنے شوھر کو

دیوانہ بنا دیتی ہے ---- اور خود لڑنے کے بعد رات کو چھپ کر اپنے شوھر کے ماتھے پر ---- بوسہ دیتی ہے

بس سمجھ گئی ---- وہ اسکی ناک میں پہنی ڈائمنڈ نوزپن کو اپنے لبوں سے چھوتے اسکی چھپی حرکتیں فاش کرنے لگا --- اور پری کا دل کیا کہ دوب مرے ----- اپنی حرکتوں ---- پر

--- میں کیوں ایسے کرونگی ---- آپ بات بدل رہے ہیں

مجھے آپکا دوسرا فیصلا منظور نہیں ---میرا دل سوچ کر ہی گھبرا جاتا ہے --- پلیز کوئی دوسرا طریقا سوچیں اسے خوف کے حصار سے نکالنے کے لیے ----- میں اپنی جگر کے ٹکرے کو خود سے الگ نہیں کر سکتی --- وہ اکیلے کمرے میں ہی ڈر ڈر کر جاتی ہے کہاں کہ ہاسٹل

--- میں رہی گی

نہیں شیری پلیز ایسا نا کریں کوئی اور طریقا ڈھونڈے پلیز ----- پری روتی اسکے سینے پر سر رکھ کر منتیں کرنے لگی ---- جب شہریار نے اس سے اپنے فیصلے کا ذکر کیا تھا تب سے

ہی وہ اسے التجائیں کر رہی تھی --- پر شہریار اسکی ایک بھی نہیں سن رہا تھا ---- وہ ---- جیسے ڈٹ گیا تھا اپنے فیصلے پر

تم صرف مجھے اتنا بتاؤ جب تم مجھے سے دوڑ ہوئی تھی تو کتنا ڈر کم ہوا تھا تمہارا ---- وہ اسکے آنسوں صاف کرکے اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگا جس پر پری نا سمجھی سے الجھ گئی

میں آپ سے ڈرتی تھی ---- پر میری بیٹی کسی سے نہیں ڈرتی، تو وہ کیسے الگ ہوکر ڈر کم کریگی اپنا؟؟

تم ابھی ویسی ہی ہو --- شہریار کے موچھوں تلے دبے عنابی لب مسکرائے --- پری جھنجھلائی --آپ جواب دیں گے ---

میری طرف دیکھو ---- وہ اسکی جھکے سر کو اوپر اٹھائے بولا تو پری نے اسکی آنکھوں دیکھائی ---- ---- جہاں سنجیدگی چھائی ہوئی تھی

---- دیکھو جانم پہلے مینے غلطی کی کہ ظالموں کے ڈر سے اپنی بچی کی زندگی خراب کی

میں چاہے کتنا بھی مضبوط تھا پر تمہارے اور اولاد کے معاملے میں ایک کمزور انسان بن

جاتا ہوں --- مجھے ڈر تھا کہ اچانک کہیں سے ہی وہ میری گڑیا کو چھین نا لیں مجھ سے اسی وجہ سے ہمیشہ دونوں کو سینے میں بھینچے چلتا رہا ---- پربہا جان تو مضبوط دل کی تھی ---- وہ سانس لے گئی ماحول میں اور قدم جمع گئی دنیا میں---- پر میری معصوم گڑیا وہ خوفزدہ ہوتی بالکل محتاج ہوگئی سہارے کی --- وہ خود کو غیر محفوظ سمجھتی ہے لوگوں کی ---- نظروں میں

یہ سب میری غلطی کی وجہ سے ہوا ---- جب اسکا دماغ ماحول اور انسانوں کو سمجھ رہا تھا تب میرے حصار سے اسنے یہی اخذ کیا --- اور اس بات کو دماغ اور دل کے ہر کونے پر چھاپ دیا ---- نتیجا یہ نکلا کہ وہ اب خود کو ہر نظر اور ہر کسی کی آواز سے محفوظ کرکے ---- ہمارے آغوش میں چھپنا چاہتی ہے

اور اب جب میں اسے ہم سے الگ کرکے یہ ثابت کرائونگا کہ وہ محفوظ چل سکتی ہے --کوئی اسے کچھ بھی نہیں کرے گا کوئی نہیں ڈرائے گا--- بغیر کسی سہارے کے وہ چل سکتی ہے ---- تب جاکر وہ زندگی گذار سکے گی اور اپنے جینے کا مقصد سمجھ پائے گی ----بات ختم کرتے اسنے گہرا سانس بھرا

آپ جو بھی کرنا چاہتے ہیں کریں ---- پر یہ یاد رکھنیے گا میری معصومہ کو کچھ ہوا یا وہ مجھ سے چھینی گئی تو میں بھی مر جائونگی --- نہیں جی پائونگی اپنی بیٹی کے بغیر ----- اسکے

---- لفظوں میں ممتا کی شدت تھی

---- وہ روتی کرب سے کہتی شیری کے سینے میں منہ چھاگئی

---- اللہ محفوظ رکھے گا میری بچی کو ---- میں گرم ہوا کو بھی اسے چھونے نہیں دونگا

---- خبردار جو آئندہ ایسی باتیں کی ----- ایسا حال کرونگا کہ سوچتے بھی کانپ جاؤ گی

وہ اسے سر کو اوپر کرکے غصے سے بولا تو پری نے آنکھیں بند کرلی --- شیری مسکرادیا

اور نم اسکے چہرے کو اپنی ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرنے لگا --- مجھے میری

---- دونوں بچیاں جان سے عزیز ہیں --- وہ بڑبڑائی

---- اور مجھ بھی ----- وہ کہتا اسکے بھیگے چہرے دیکھ کر جھکنے لگا کہ

مما --- آجاؤ پیکنگ میں ہیلپ چاہیے ---- پریہا نمودار ہوئی ---- پری گھبراتی مسکراتے

شہریار کو گھورتی رب کا شکر کرنے لگی کہ اسکی بیٹی پہنچنے سے پہلے اپنے آواز کو بھیجتی تھی

جج---جی بیٹا آرہی ہوں --- وہ بغیر شہریار کو دیکھتی اٹھنے لگی کہ پیچھے سے شہریار نے اسکا

---- ڈوپٹا پکڑ لیا

وہ پریہا کو دیکھتی بوکھلا گئی شیری کی حرکت پر ---- اور اسکی حالت دیکھ کر دونوں ہی کے ----- قہقہے گونجے

مائے کیوٹ مما ---- پریہا چلتی اسکی سرخ گالوں کو چومتی بولی ---- وہ آج بھی دو جوان --- اولاد کے باوجود ینگ تھی ---- وجہ شہریار کی چاہت

---- جسنے اسے کبھی تکلیف بھی نا ہونے دی

اور جن عورتوں کے پاس چاہنے والا برے وقت سے لڑنے والے شوھر اور خوبصورت ---- خوشحال فیملی ہو انہیں وقت کیا چھینے

ہٹو آگے سے ---- مما ٹھیک کہتی ہے تم واقعی بہت بگڑ گئی ہو ---- میں سوچتی ہوں ---- تمہارے بارے میں بھی

وہ اپنی جھینپ مٹانے کے لیے ---- غصے سے شہریار سے دوپٹہ چھینتی اور پریہا کو گھورتی ---- بولتی وہاں سے کھسک گئی

---- ضرور سوچیے گا ---- پریہا نے پیچھے ہنستے کہا ---- اور مسکراتے شہریار کو دیکھنے لگی تھنکس پاپا -----اتنی بیوٹیفل اور سوئیٹ چوائس کے لیے ---- وہ محبت سے گویا ہوئی

------ جس پر شہریار نے سر کو خم دے کر قبول کیا اور دونوں مسکراتے باہر آئے

شہریار کے قدم معصومہ کی طرف تھے --- عائمہ بیگم کے کمرے کی طرف ---- اور پریہا ---- موبائل کو دیکھتی شرارت سے مسکراتی ڈائنگ روم میں آئی جہاں کوئی نہیں تھا

صوفے پر گر کر اسنے شہروز کا نمبر ملایا ---- اسے پتا تھا اسکی دو یا تین کال پر نہیں اٹھائے گا بلکہ اسے مسلسل کرنی پڑیں گی تب جاکر غصے میں فائل رکھ کر کال پک ہوگی

شہروز جو آج کے کیس کی فائل ریڈ کرتے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا ----- موبائل کے چیخنے پر اسکی طرف دیکھا ----- اور سامنے ہی پریہا مینڈکی کا نام دیکھ کر جل اٹھا ----- ----- اور اسے اگنور کرکے واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوگیا

اسکے مطابق مینڈکی کبھی باز نہیں آئی اپنی حرکتوں سے ---- آخرکار بیسوی کال پر اسنے ----- غصے سے فائل بند کی اور موبائل اٹھا کر اوکے کرتا غصے سے غرایا

کیوں چیخ رہی ہو ---- جب انسان دیکھے کوئی کال پک نہیں کر رہا تو سمجھ جائے بزی ہے ؟؟ ----- پر یہاں مینڈکی میں دماغ ہوتو

---- اسکے غصے پر پریہا کا قہقہہ لگا ----- ہاہاہاہا ---- شیرو کتنے کیوٹ لگتے ہو غصے میں ----- اسکے ہمیشہ کی طرح شیرو کہنے پر لب بھینچیں

زیادہ کھی کھی کرنے کی ضرورت نہیں مینڈکی بات کرو ک۔۔۔۔۔ اسکا ابھی جملا مکمل نا ہوا ۔۔۔۔ جب وہ بیچ میں بولی

ہائے بات کرنے کے لیے ہی تو کال کی ہے ۔۔۔۔ بس اب تمنے بول دیا تو میں یونہی ساری زندگی بولتی رہونگی اور تم سنتے رہنا ۔۔۔۔ وہ چڑانے کے لیے پیار سے بولی تو شہروز نے ۔۔۔۔ دانت پیسے

ابھی میرے اتنے برے دن نہیں کہ تمہارے لاؤڈ سپیکر جیسے منہ سے اپنے کان کے ۔۔۔۔۔ پردے پھاڑوں

۔۔۔۔ ہاہاہاہا ۔۔۔۔ سچ شیرو دل خوش کردیا ایسے ہی جلتے رہنا میری میٹھی شیرین آواز سے تمہارے منہ میں نمک بڑی ہی جھوٹی بات کی ہے ۔۔۔۔ اب میں تمہاری طرح فارغ نہیں ۔۔۔ کام کی بات پر آؤ

۔۔۔۔ وہ تھوڑا میٹھے لہجے میں بولتا آخری لفظوں کو دانتوں کے بیچ چبانے لگا

میرے پاس بھی فالتو لوگوں کے لیے ٹائم نہیں ۔۔۔۔ یہ بس مجھے پک کرنے کا ٹائم بتانا تھا کہ مجھے اسلام آباد سے لیکر کراچی لانا ہے تمہیں اپنی گاڑی میں ۔۔۔۔ اسے شاک میں ۔۔۔۔۔ ڈالتی مزید بولی

کیونکہ آج کل میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اور نانو نے کہا ہے کہ کوئی ضرورت نہیں جہاز وسیلی سفر کرنے کی ---- اللہ پہنا دے کچھ بھی ہوسکتا ہے ----- اس لیے اپنے لاڈلے پوتے اے ایس پی صاحب کو کہا ہے ---- پریہا شہریار کو آکے لیجائے صبح ہی ----

وہ انتہائی میٹھے اور معصومیت بھرے لہجے میں گویا ہوئی ---- کہ شہروز اسکی چالاکی پر عش ---- عش کر اٹھا

تمہارا دماغ ٹھیک ہے ---- پتا بھی ہے کتنا وقت لگے گا ---- ابھی وہ آگے بولتا تبھی ---- پریہا بیزاری سے بولی

بڑائے مہربانی کال کٹنے والی ہے ۔کیونکہ دی پریہا شہریار ملک کی بات آپکے مبارک کانوں میں پہنچ چکی ہے ---- اگر مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے مبارک ہاتھوں کو زحمت ---- دیں اور تیس کال کریں اسکے بعد سوچا جائے گا

کہ کاکا شیرو سے بات کی جائے یا نہیں --- شکریہ ---- کہنے کے ساتھ ہی موبائل آف ---- اور شروع ہوئے اسکے قہقہے ---- کیونکہ اب اسے پتا تھا

---- آگے یہ ہوگا

---- وتن فن کرتا کچن میں مشال کے سر آیا اور غصے سے موبائل سامنے کرتا بولا

مما آپ دیکھ رہی ہیں اس مینڈکی کی چالاکی پہلے ایئر پورٹ سے پک کرنے آئو ---- وہاں چلو آدھا گھنٹا لگے گا ---- تو ٹھیک ہے ---پر نہیں اب اس مینڈکی کا دل گھبرا رہا ہے اور اسے اسلام آباد سے چاچو کے گھر سے پک کرنے جائو مطلب حد ہی کردی اس چوہیا نے

وہ غصے سے چائے بناتی مشال سے بولا اور مشال نے پہلے حیرت سے اسکے غصے سے ---- سرخ چہرے کو دیکھا اور پھر اپنی مسکراہٹ روکی

وہ بیٹا مما نے کہا ہے ، پریہا بچی کی کوئی غلطی نہیں ---- مجھے کچھ دیر پہلے ہی مما نے ----آگاہ کیا ہے اور تمہیں کہنے کا کہا ہے

وہ خاموش سا سنتا رہا بیچارا ----- سب بڑوں میں صرف عائمہ بیگم تھی --- جسکا سب بچے ----بڑے حکم سر آنکھوں پر رکھتے تھے

اور پھر ابھی ہی کچھ دیر میں پھر یہی آرڈر دراب کی طرف سے بھی جاری ہوگا --- اور وہ جانتا تھا اگر وہ کچھ سوچتی تھی تو اسکی پوری پلاننگ کرتی تھی ---- کہاں ایک سرکاری ---- ملازم اور کہاں بلیک بیلٹ پریہا

---- وہ مردہ قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا واپس اپنے آستانے میں آیا

---- جانا پڑے گا اب مینڈکی کو اٹھانے

.....

وہ ناخون کترتی لان میں جھولے پر بیٹھی گیٹ کو دیکھ رہی تھی ---- جہاں سے لنچ کے ---- کچھ دیر بعد ہی مصطفیٰ گیا تھا

اب وہ نہیں آئے گا اگر اسے مجھے پکڑ نا ہی ہوتا تو شاید ابھی تک آجاتا --- اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی اور خود سے بولتی ایک آخری نظر گیٹ پڑ ڈالتی جمپ کے انداز میں ---- جھولے سے اتری

اور اپنی ماں اور نوشین کو نظروں میں رکھتی اوپر سیڑھیاں چڑھتی آئی --- اسکے قدموں کا رخ ---- مصطفیٰ کے روم کی طرف تھا

آگے رکھی کالے بالوں کی چوٹی (جسے حور نے زبردستی سر میں تیل لگا کر باندھا تھا) ہاتھ میں گھماتی یہاں وہاں دیکھتی روم کے سامنے آئی اور ایک بار پھر نظر سب پہ ڈالی کوئی ---- نہیں تھا ---- مطلب میدان صاف --- وہ خوشی سے جھومتی اندر داخل ہوئی

اللہ جی آپکا شکریہ--- کہتی کمر پر کسکے دوپٹا باندھتی لگ گئی کام پر --- گھبراہٹ بھی تھی اور ڈر بھی ---- (اگر نا ملی تو --- وہ تو صرف سوچتی ہی رہ جائے گی کہانی کو اور آخر کا ---- اینڈ جو اسنے نہیں سنا تھا وہ کیسے پڑھے گی) آنکھوں میں آنسوں آنے لگے

مطلب یہ نہیں سوچ رہی تھی کسی کے کمرے میں چوروں کی طرح تلاشی لے رہی ہے ---- اگر وہ آگیا تو ---- نہیں جی وہ حیا کیوں سوچے --- حیا تو یہ سوچے گی نا کہ کہانی ---- نا پڑھنے سے میں ترستی رہ جاؤنگی

ہونہہ ---- چھوڑنے والی میں بھی نہیں ہیرو ---- ڈائجسٹ تو لیکر ہی جاؤنگی آج وہ بھی ---- سب کی سب

----چوٹی کو پیچھے جھٹکتی وارڈ روب کی طرف بڑھی

.....

**********.

------ وہ روم کا ہر کونا دیکھ چکی تھی --- صرف ڈریسنگ روم جو لاک تھا

ایبیی ---- یہ کہاں چھپ گئی --- اگر نا ملی تو --- نہیں ایسا اس صدی میں نہیں ہوسکتا حیا ---- تمہیں اگر نا ملی تو تم اسکے کمرے کا حشر نشر کر دینا --- کہ ولن کی روح

کانپ جائے ---- اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے اسکے اندر بیٹھی شیطان حیا نے --- کان میں کہا

جس پر اسنے دانت پیسے ---- کرنا تو یہی پڑیگا --- آئندہ وہ بھی تو مجھ سے خوف کھائے ---- ہونہہ -- آیا بڑا، ولن نا ہو تو --- مدر ماں کو چھوڑو وہ ایسے ہی درس دیتی رہتی ہے بڑا --- ہے عزت کیا کرو اسکی

جب اسے اس معصوم کی خوشی کی پروہ نہیں تو بھاڑ میں جائے اسکا حسین مگر بدصورت روم ----

وہ غصے سے سر جھٹکتی ایک آخری کوشش کرنے لگی ---- پھر سے بیڈ کے نیچے بیڈ شیٹ

تکیے کشن ہر چیز جو اسنے پہلے ہی نیچے پھینکی تھی ڈھونڈنے کے لیے انکے اوپر لاتے مارتی ---- یہاں وہاں سارا کمرا جنگلیوں کے روم جیسا نقشہ کھینچ رہا تھا

--- ٹھک ہار کر اپنے پسینے صاف کرتی نیل کترتی آنسوں بہانے لگی

اللہ جی یہ کونسی سزا ہے ---- ہائے میری ڈائجسٹ ---- اس میں چھپے ہیرو ---- اللہ دیکھے تجھے ولن تونے تو میری زندگی پھیکی کردی ---- سرخ انگلیوں کی پوروں سے آنسوں ---- صاف کرتی جنگ کے میدان میں کھڑی اپنے دکھرے رونے لگی

جس سپیڈ سے سٹوری چلتی اتنے وقت میں تو انکی شادی اور بچے بھی ہوگئے ہوں گے ------ ---- یہاں تک کہ وہ دونوں مینا مُنھو بوڑھے بھی ہوگئے ہونگے

ہائے اماں میں رہ گئی پیچھے ---- نا پڑھ سکی انہیں ----- وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھتی روتی بیڈ شیٹ پر بیٹھتی چلی گئی نیچے ---- اور کالی گہری آنکھوں سے موٹے موٹے ٹسو بہانے ---- لگی

ایسے جیسے سچ میں کہانی کے کردار زندگی گذار کر بوڑھے ہوگئے ہوں ---- پر وہ تو اپنے ---- دماغ سے کام لیتی تھی ---- آخر حیا تھی

میں نہیں چھوڑنے والی تمہیں ولن ---- اللہ دیکھے کس تہہ خانے میں چھپائی ہیں میری کتابیں ----- وہ ایک انتہائی دکھ اور اذیت بھری نظر ڈریسنگ روم کے دیوار نما دروازے پر ڈالتی ---- غصے سے پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے مارا جس پر آنچ بھی نہیں آئی اس پر بیتے ---- ظلم کی

اٹھ حیا شروع ہوجا تم ایسے ہار نہیں سکتی ---- اسکے اندر سے آواز آئی ---- اور وہ کسی اپنے انصاف کے لیے قدم اٹھاتی ہیروئن کی طرح اٹھی --- سفید سرخ ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتی فیس سے ایسی لگ رہی تھی جیسے کوئی اپنے حق کے لیے قدم اٹھاتی ----- ظلمات کے قید میں مظلوم ہیروئن ---- ہائے بیچاری کے دکھ

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے ---- فل اداکاری سے کہتی بیڈ سائیڈ ٹیبل سے ہر چیز نیچے گرائیں ---- انکے گرنے کی زوردار آواز پر اللہ اللہ کرتی پیچھے ---- ہوئی اور دروازے کو دیکھا

کوئی نہیں سن سکتا تجھے روپہ ---- تمہیں بدلا لینا ہی ہوگا روپا --- تمہیں گُجر سے بدلا لینا ہی ہوگا ------- اسکے سرخ لب پھڑپھڑائے ---- اور ہاتھ تیز سے کام کرتے، کمرے کی ---- ہر چیز کو قالین پر بکھرتی گئی

نہیننننن۔ ---- کرسکتے تم میرے ساتھ ---- وہ دور دور کر ہر چیز نیچے گراتی پر احتیاط سے کہ کہیں ٹوٹ ہی نا جائیں ---- اسکا مطلب صرف صفائی اور ہر چیز کو اپنی جگہ پر موجود رکھنے والے مصطفیٰ کا پارہ ہائے کرنا تھا ---- پرانی ہیروئن کی طرح دکھ سے ماتھے پر بازو رکھتی صدمے سے کہتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور اس پر رکھے اسکے پرفیومز بالوں

کے جیل ہیئربرش واچز ٹائی پنز ہر چیز کو نیچے قالین پر رکھتی یہاں وہاں دھکیلنے لگی

----- اچانک وہ رکی

ہائے یہ تو برا ہی حشر ہوگیا بیچارے کمرے کا ---- پر یہ کیا کسنے ؟؟ انتہائی بری حالت ---- روم کی دیکھتی حیرت سے بولی ----- اور خود سے ہی سوال کرنے لگی

مجھے کیا پتا میں تو ابھی آئی ہوں ---- ہونہہ ---- مجھ معصوم پر کوئی الزام نا دے ---- ------ خود کو ہی جھڑکتی باتھ روم کی طرف آئی

جب میرا یہ حال ہے تو صفائی کے کیڑے میرے ہیرو کو دیکھ کر ہی ڈپریشن کے دورے ----- پڑیں گے

ہاہاہاہا ------- خود کی بات انجوائے کرتی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر تالی مارتی ---- ----- پھر باتھ روم کا بیڑا غرق کرنے لگی

اسکے شیمپو شیو کے سامان نیچے پھینکتی ابھی اسٹول پر تھی کہ کانوں میں بھاری آواز اور ---- بھارے قدموں کی چاپ آئی اندر

----- ہاتھ ہوا میں اور چہرا ساکت

---- روپہ تو تو ابھی بھاگی بھی نہیں ---- گجر کیسے آگیا ---- صرف لب ہلے

کل کی میٹنگ میں تم پاپا کے ساتھ جارہے ہو --- ہاں پروجیکٹ جیتنے کی خوشی میں کسی اچھے سے ہوٹلللل------ اپنے مینجر سے بات کرتے مصروف سے انداز میں روم کا ----- دروازہ کھول کر جیسے اندر قدم رکھا

------ اسے لگا کسی اور ہی دنیا میں آگیا ہے ----- مطلب کسی بچے کے روم میں

----- اور جو لفظ ادا کر رہا تھا ----. صدمے کے ساتھ لفظ بھی کھینچتا چلا گیا

---- بعد میں بات کرتا ہوں ---- غصے سے موبائل بند کیا اور اسے جیب میں رکھا

یہ کس کا روم ہے ----- وہ شاک کی حالت میں الجھا ---- اور احتیاط بکھری چیزوں کے ----- بیچ قدم رکھتا اندر آیا

نہیں یہ میرا تو نہیں ہوسکتا ----- روم کے برائون فرنیچر اور سفید رنگ سے تو اسکا ہی لگ ---- رہا تھا

اسکا ابھی صدمہ نہیں گیا تھا جب اسے باتھ روم میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا

لمحے کی تاخیر کی بغیر اسکا دماغ چلا اور لب بھینچے باتھ روم کے ادھ کھلے دروازے کو دیکھا

جہاں حیا اپنا سانس روکے کھڑی تھی --- اسنے سارے کمرے ہر نظر ڈالی ---- کہاں --- رکھے آفیس بیگ اور کوٹ

دانت پیسے اسنے مڑ کر دروازہ لاک کیا --- حور اور نوشین شاید کچن میں تھی تبھی اس --- اداکارہ نے یہ سب کیا اور سفیان حسن کے کمرے میں

وہ چلتا ڈریسنگ ٹیبل پر آیا جو خالی ہر چیز سے پاک ---- اسنے ایک نظر باتھروم پر ڈالی اور بیگ کوٹ --- ٹائی نکال کر وہاں رکھی --- پھر واچ --- اسکے بعد اپنی آستیں کہنیوں ----تک فولڈ کی

--- شوز سے پیروں کو آزاد کیا

اور چلتا ہوا بیڈ پر بیٹھا --- جہاں بیڈ شیٹ اور اسکے تکیے قالین کو چوم رہے تھے --- --- صوفے کا بھی وہی حال تھا

حیا سٹول پر کھڑی اسکی دھاڑ کی منتظر تھی --- پر دروازہ بند ہوا اور قدموں کی چاپ کی ---آواز کے علاوہ کوئی چیخ پکار نا ہوئی

یہ کیسا خاموش طوفان ہے ---- نا بجلی گری نا ہی دھاڑ گونجی ---- وہ پریشانی سے سوچتی ---- اسٹول سے نیچے اتری اور اپنے بچاؤ کا سوچنے لگی

مم---میں کیوں ڈر رہی ہوں میں تو یہاں صرف نل میں پانی چیک کرنے آئی تھی ---- کمرا تو پہلے ہی اس حالت میں تھا ---- ہلکلاتے ماتھے سے پسینہ پونچھا ---- جس سے سفید کلائی میں پہنی چوڑیوں کی آواز پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اس آواز پر مصطفیٰ کے لب ----- پھیلے

وہ باتھ روم سے ڈرتے اپنے نیل کترتی سر جھکائے باہر نکلی ---- اور دوسرے ہاتھ میں وہاں سے اٹھایا گیا سکریوڈرایور جو دیکھانے کے لیے تھا کہ وہ صرف پانی چیک کرنے اور نل ----کو ٹھیک کرنے آئی تھی

بلیک پٹیالہ شلوار سفید کرتی بلیک دوپٹہ آگے سے ڈالکر کمر پر بندھا ---ہاف سلیو سے نمایا ---- ہوتے اسکے سفید نازک بازو کلائیوں میں بلیک کانچ کی چوڑیاں

کمر پر لہراتی کالی ناگن چوٹی ---- گرے آنکھوں بے خودی میں اسکا سر سے پیر تک جائزا لیا ---- تو مصطفیٰ کا دل دھڑک اٹھا

--- وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی ---- کہ آنکھ بٹکنے پر اکسا رہی تھیں

----- رکو ----- وہ کچھ تیز آواز میں بولا

پر حیا ان سنا کرتی آہستہ سے قدم بکھری چیزوں سے بچاتی بیڈ پر ریلیکس سے بیٹھے مصطفیٰ کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتی تیز آواز پر لب بھینچے جلدی سے دروازے کی طرف ----- بھاگی ---- وہاں پہنچ کر ہی اسکی سانسیں جو ابھی بحال کرنے والی تھی تھمی

دروازہ لاک جو تھا ---- افففف روپہ یہ گجر تو کچھ زیادہ ہی تیز ہے کہیں اسے شک تو نہیں ---- ہینے کیا ہے یہ سب

نن--- نہیں ایسا نہیں ہوسکتا ---- دھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کو کھولنے لگی ---- ----- پر وہ کھلے تب نا

اللہ جی رحم ---- وہ کالی آنکھوں میں آنسوں لیے پٹپٹانے لگی ---- کہاں ہیں مدر ماں --- --- بیٹی کو شدید ضرورت ہے ---- ابا صاحب

پوچھ سکتا ہوں یہ سکنے کیا ہے --؟؟ وہ آنکھیں میچے بڑبڑا رہی تھی جب پیچھے سے کان کے قریب آواز آئی ----

قسم سے مینے نہیں کیا میں تو صرف آپکے باتھروم میں پانی نہیں آرہا تھا وہ ٹھیک کرنے آئی تھی ---- چاہیں تو پھر سے قسم لے لیں ---

اسکے مینے نہیں کیا پر مصطفیٰ مسکرایا ----

مینے صرف تم سے پوچھا تھا یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمنے کیا ہے ---- اسنے کندھے سے پکر کر اسکا رخ اپنی طرف کرتے ابرو اچکا کر خوشمگیں نظروں سے گھورتا بولا ---

ہہ---ہاں تو میں پہلے ہی بتا رہی ہوں بعد مجھ پر الزام نا لگادیں --- وہ اپنی کالی گہری آنکھیں اسکی گرے آنکھوں میں ڈالتی پٹپٹا کر بولی ----

اور اسکے قریب ہونے پر اسکی شرٹ کے بٹن کو دیکھنے لگی ---

دونوں میں صرف ایک قدم کا فاصلا تھا ----- جب وہ آہستہ سے گویا ہوا ----

تم میرے ہاتھوں میں پلی ہو ---- ایک ایک پل اپنے سینے سے لگائے تمہیں بڑا کیا ہے تمہاری ہر بات ہر خوبی ہر زار فطرت سب سے واقف ہوں ---- میں تمہیں اتنا جانتا ہوں کہ ابھی تم سوچتی نہیں اس سے پہلے ہی میں جان جاتا ہوں --- Mi Que está ------ میری جان) پھر تم کیسے مجھ سے جھوٹ بول سکتی ہو(alma جو تمہاری نس نس میں بسا ہے) ----- وہ ایک قدم کا بھی)..en tu diarrea

فاصلا مٹائے دروازے پر ایک ہاتھ ٹکائے اسکے کان میں بولنے لگا ۔۔۔۔ اور حیا کی ساری اداکاری اڑن چھو ہوتی بوکھلائی اس سے نکلتی پرفیوم کی مہک اپنے ناک کی نتھنوں میں اترتی محسوس کرتی آنکھیں پھاڑنے کے انداز میں کھولے ناخونوں کترتی کچھ سمجھتی سرخ ہوتی اور کچھ نا سمجھتی سنتی رہی ۔۔۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے دور کرے ۔۔۔ چلو اب اچھی بچی کی طرح پورا کمرا سمیٹو پہلے باتھ روم سے شروع کرو تاکے میں فریش ہوسکوں ۔۔۔۔

وہ اسے دور ہوتا اسکا سرخ گال تھپتھپا کر بولا ۔۔۔ اور حیا کی روح فنا ہوگئی ۔۔۔

جب مم۔۔۔مینے کیا نہیں تو کروں کیوں ۔۔۔؟مم۔۔میں تو صرف نل ٹھیک کرنے آئی تھی ۔۔۔ ورنہ آپ صبح برش کیسے کرتے ۔۔۔

کیا تمنے نہیں کیا ہے ۔۔؟ وہ اسے تھوڑی سے پکڑ کر چہرا اوپر کرتا اسکی آنکھوں میں سنجیدہ سے دیکھتا پوچھنے لگا ۔۔۔۔ اور اسکی گرے سرد آنکھوں میں دیکھ کر حیا کو لگا وہ ابھی رو دے گی ۔۔۔ پہلے شرمندگی کم تھی جو اور شرمندہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔

وہ اسے دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ۔۔۔ اسے پتا تھا کچھ بھی ہو وہ اسکی آنکھوں میں آنسوں نہیں دیکھ سکتا تھا ۔۔۔۔

---- اور ایسا ہی ہوا ---- اب بوکھلانے کی باری مصطفیٰ کی تھی

میری جان) ---- وہ اسکے چہرے کو اپنے مضبوط ہاتھوں کے (Mi alma ک--کیا ہوا ----پیالے میں کر بولا

مم---میں بہت ٹھک گئی ہوں ---- اور اب سونا چاہتی ہوں ----- اسکے ہاتھوں پر ایکٹنگ کی حد پار کرتی اپنے ہاتھ رکھتی مزید بولی ---- مجھ سے یہ سب نہیں ہوگا آپ کسی اور سے کہہ دیں ---- ساتھ ہی اسکے گلے سے لگ گئی ----- اسکی اچانک ایسا کرنے پر ----- مصطفیٰ صرف اسے اپنے سینے سے لگے دیکھتا رہا

دل نے اپنی لے بدلی ------ اور شور کرتی جھومنے لگی دھڑکن ------- اچھا ٹھیک ہے تم رو مت میں کسی ملازم سے کہتا ہوں ----- وہ اسکے آنسوں صاف کرتا محبت سے گویا ہوا ----- جس پر وہ دل میں شہنشا قہقہے لگاتی ---- منہ پر ہچکی لیتی اثبات میں سر ----- ہلانے لگی

اب میں جاؤ ----- وہ دور ہوتی بولی ----- پر مصطفیٰ تو ابھی اسکی دھڑکنیں خود میں محسوس کرتا اسکے لمس میں کھویا آنکھوں میں چاہت لیے ---- بے خود سا گھمبیر آواز میں بولا ------ ---- ابھی نہیں

ہیں --- کیوں میرا کام تو ہوگیا ----- بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا جس پر جلد سے ہاتھ ---- رکھا ----- وہ اسکی حالت محبت کو ابھی نہیں سمجھ پارہی تھی

----- اسکی بات پر وہ مسکراہٹ روکنے لگا

ویسے مجھے تو) De todos modos, ahora tenía sueño--- اچھا جاؤ تم اب نیند آنے سے رہی)وہ جو لفظ نہیں بول سکتا تھا پر دل کے ہاتھو مجبور ہوکر سپانش لینگویج میں بولنے لگا جو حیا کے سر سے اوپر جہاز کی طرح گذر رہے تھے ---وہ گھمبیر آواز میں بولا ---- تو اس کی سب حسیں اسے جھنجھورنے لگی -----پر اس جھنجھور کو چھوڑ کر --- پہلے اپنا کام کرنے لگی

جاکر اتنا ٹھک گئی ہو تو ریلیکس ہوکر آرام کرو کچھ ہی دیر میں ڈنر کے لیے آجانا ----- وہ ---- پہلے ہلکا سا طنز کرتا پھر اسے حدایت دینے لگا

وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتی ہاں میں سر ہلانے لگی ----- جب اچانک مصطفیٰ قریب ہوا ----- حیا گھبرائی سمجھ نا سکی اور پیچھے ہونے لگی ---- اور مصطفیٰ اسکے بوکھلائے چہرے -----کو پیار بھری نظروں سے دیکھتا مسکراہٹ روکے پیچھے سے دروازہ ان لاک کیا

آج ایسا کیا ہے تو جانے دے رہا ہوں اگلی بار ہوش اڑا سکتا ہوں تمہارے۔۔۔۔۔ اگر اس ٹائم اکیلی کمرے میں آئی تو ۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھتا معنی خیزی سے ۔۔۔۔۔۔ گویا ہوا ۔۔۔۔ جو حیا کے سر سے اوپر گذرا یا وہ سمجھی نہیں تھی اسکے جملے کو

وہ اپنے جزباتوں پر قابو رکھ کر دور ہوا تو حیا لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر جلد سے بھاگی وہاں سے ۔۔۔۔۔

اور اپنے کمرے میں آکر ہی بیڈ پر گری ۔۔۔۔ ہونہہ بڑا آیا ۔۔۔۔۔ مجھے سمجھنے والا ۔۔۔۔۔۔۔ گجر روپہ کو سمجھنا اتنا آسان نہیں ۔۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتی ہنسنے لگی ۔۔۔۔ کہ ۔۔۔ اچانک اسکے بولنے کا انداز اور بھاری لہجا جیسے پھر سے کانوں میں گونجا

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ۔۔۔۔ یہ ہیرو کو لگتا ہے سچ میں روم کو دیکھتے ڈپریشن کے دورے ۔۔۔۔ پڑے تھے ۔۔۔۔۔ تبھی آواز ایسی تھی ۔۔۔۔ اسکے مطابق یہی ہوا تھا

ہائے اماں میری ڈائجسٹ ولن نگل گیا ۔۔۔۔ اچانک ہی اسے یاد آئی تو منہ کے بل لیٹے صدائیں لگانے لگی ۔۔۔۔۔ جب اچانک اسکے دوسری زبان کے لفظ کان میں گونجے ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ کہیں وہ مجھے دوسری زبان میں ڈائجسٹ رکھنے کی جگہ تو نہیں بتا رہا تھا

۔۔۔۔ ہاں ایسا ہی ہے ۔۔۔۔۔ اب کون بتائے گا پھر سے ۔۔ وہ تو سب بھول گئی میں

دفعہ کرو کل پرسوں جاکر کسی دوسری سے چھین آؤنگی ۔۔۔۔ کیوں اتنا ٹائم ویسٹ کر رہی ہوں ۔۔۔۔

وہ سر جھٹکتی ۔۔۔۔۔ واپس لیٹ گئی ۔۔۔۔۔

.....

کیسے ہو بیٹے۔۔۔ وہاں سب ٹھیک تو ہے نا ۔۔۔ جب سے نیوز پر آپکے اور اس آدمی کے جھگڑے کا سنا ہے ہم دونوں کو ایک پل بھی چین نہیں ۔۔۔۔۔ میرے بچے سب ٹھیک ہے نا ؟۔۔۔۔۔۔ نسرین بیگم کے الفاظ ممتا کے مٹھاس سے چوڑ تھے ۔۔۔۔۔

عنابی لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ ۔۔۔۔ ایک ہاتھ میں سگریٹ پکڑے دوسرے سے موبائل کان سے لگائے ۔۔۔۔ کمرے کے بیچوبیچ بلیک قیمتی صوفے پر بیٹھا سر اسکی پشت سے ٹکائے ۔۔۔

سامنے دیوار میں لگی بڑی سی ایل سی ڈی کے منظر سے نکلتی کرنیں پورے کمرے کو اندھیرے میں لپٹے صرف اسے روشن کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

اور وہ اس منظر میں موجود وجود پر اپنی سمندر سے بھی گہری نیلی آنکھیں ٹکائے ہر کسی سے لاپروہ تھا ۔۔۔۔۔

اسکے لب مسکرائے ۔۔۔۔ گہری مسکراہٹ ۔۔۔ سگریٹ سے لیا گیا گہرا کش اسنے سامنے وجود کی طرف اسکا دھنواں کسی بادل کی شکل میں بھیجا ۔۔۔ جو اس سے ٹکرا کر ۔۔۔ سیراب ہوتا یہاں وہاں بکھر کر جھوم اٹھا

۔۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوسکتا ۔۔۔ اسکے لہجے میں پراسرار غرور بول رہا تھا

۔۔۔۔ نسرین بیگم نے گہرا سانس بھرا

سالار اب یہاں آجاؤ ہمیں بہت یاد آتی ہے آپکی ۔۔۔ اور یہاں بھی سب بہت یاد کرتے ۔۔۔ ہیں تمہیں ۔۔۔ وہ جانتے تھے کیوں نہیں آتا پاکستان

فیاض صاحب اسکی سے شرمندہ ہوتے کبھی بات ہی نہیں کرتے تھے ۔۔۔ اسکی اپنی غلطی تھی جو اپنے بیٹے کو ایسے ماحول میں پرورش دی جسکی سزا کوئی دوسرا وجود بھگت رہا تھا ۔۔۔اپنے وجود سے خود گھن کرتا تڑپ رہا تھا ۔۔۔۔رحم رشتوں کے احساس سے دوڑ ۔۔۔ ۔۔۔ ایک بالکل نفسیاتی مریض

۔۔۔ اسکی بات پر سالار کا سرد قہقہہ لگا ۔۔۔ جس پر وہ دونوں مزید شرمندہ ہوگئے

کیا سب کی نظروں سے خود کو چیر پھاڑنے آئوں وہاں ۔۔۔ وہ دھاڑا ۔۔۔ جس پر نسرین ۔۔۔ بیگم کے ہاتھ کانپے ۔۔۔ منہ سے بے ساختہ اللہ نکلا

نن--- نہیں بیٹا آپ جو سوچتے ہو ویسا کوئی نہیں سوچتا --- سب بہت فخر کرتے ہیں آپ پر ---- اور ------ اسکی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب اسنے اسکے کانوں میں ---- ساکت کرنے والے لفظ ڈالے

کیا دے سکتا ہے شہریار ملک اپنی بیٹی معصومہ شہریار ایک ناجائز گند کو ----- ہوں بتائیں ------ ----- اسکے لفظوں میں کاٹ تھی ---- درد تھا خود پر تمسخرہ تھا

دوسری طرف نسرین بیگم اور فیاض صاحب کے کان سائے سائے کرنے لگے ---- ایسا کیسے ہوسکتا ہے ---- بہت اذیت بھری جملے تھے ---- سچ ہی تو تھا ---- کون دے ---- سکتا تھا اسے اپنی بیٹی ------ آنسوں بوڑھی آنکھوں میں روانی سے بہنے لگے

بتائیں چپ کیوں ہیں ---؟کب آئوں میں ---- ہاہاہا ---- اسکے زہریلے قہقہے کتنے خوفناک تھے ----- وہ اسکا پوتا تھا --- ایک عجیب ---- ایک طرف سب پر ثابت کرتا تھا ---- وہ کمیل کا بیٹا ہے دوسری طرف وہ خود کو دور بہت دور سمجھتا تھا

جواب دیں مجھے ---- دوگے سب مجھے معصومہ ----- سکرین پر نظر جمائے --- وہ کچھ ----- مدہم سا بولا

نن---ن۔ہیں ---دینگے س--س۔الار ----- کوئی نہیں دیگا ---- وہ بہت معصوم ----اور چھوٹی ہے ----اور بڑی بات وہ شہریار کی بیٹی ہے ---- وہ اپنی بیٹ ----- اسکی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب اسنے کال کاٹ دی

مجھے پتا ہے کوئی نہیں دے سکتا ----پر مجھے کوئی چاہیے بھی نہیں ----مجھے صرف لٹل ----گرل چاہیے

----- بڑی سی سکرین پر موجود مسکراتے وجود پر اپنی انگلیاں پھیرتا بے خود سا بولا

اچانک اسکی آنکھوں نے رنگ بدلا ----- اور سرخ ہوئی وحشت سے ----- منظر اسکی ساری سوچوں پر پانی پھیر گیا ---- وہاں سے دور ہوتا دیکھنے لگا ------ جہاں کسی کے ----- چہرے مسکراہٹ تھی ----- اور اسکے چہرے پر وحشت ----- خطرناک حد تک

Stupid girl.....

وہ دھاڑتا شیشے کی میز کو اٹھا کر پوری قوت سے ایل سی ڈی پر مارا جس سے اسکے ہاتھ زخمی

---- ہوتے ساتھ ہی دونوں بکھر گئیں ٹکڑوں میں

وہ پلٹا اور ۔۔۔۔۔ مار دونگا تمہیں جاہل عورت ۔۔ غرایا بپھرے شیر کی طرح۔۔۔ صوفے کو لات ماری جس سے وہ الٹا گرا ۔۔۔۔ پورا کمرا تہس نہس کرتا آخر میں شراب کے نشے میں ۔۔۔۔۔ دھت ۔۔۔۔۔ لڑکھڑاتا ۔۔۔۔۔ تڑپ میں بے سکونی میں بیڈ پر گرا

Miss you little girl ....I'm alone , please come to me ...

I'll hide you.....

۔۔۔۔ بڑبڑاہٹ ۔۔۔ سرگوشیاں ۔۔۔ اسکے منہ سے نکلتی بکھر کر کونے کونے میں چھپنے لگی

.....

پ۔۔پاپا مینے ابھی کھانا کھایا ہے ۔۔ ممجھے ڈنر نہیں کرنا ۔۔۔۔ معصومہ پریہا سے اپنا ہاتھ ۔۔۔۔ چھڑواتی شہریار کے ساتھ بیٹھی منہ پھولائے بولی ۔۔۔ ڈنر سرو کرتی جینی مسکرادی

وہ اسے ہی بیٹھی فرسٹ ایڈ بوکس دیکھ رہی تھی جب پریہا دھڑام سے روم میں آئی اور ۔۔۔۔ اسے اٹھا کر ڈائننگ ٹیبل پر لائی

وہ چیختی رہی ۔۔ چھوڑو ری آپی مم۔۔۔مجھے نہیں کھانا ۔۔۔ پر پریہا اسکی ایک بھی بغیر سنے گود میں اٹھاتی وہاں لائی اور اپنے ساتھ چیئر پر بیٹھایا ۔۔۔۔ معصومہ جھٹکے سے وہاں سے

---- اٹھی اور منہ پھیر کر شہریار کے پاس بیٹھی

کیوں بچا کھایا ہی کتنا تھا ---- دو نوالے ہی تو لیے تھے --- تھوڑا کھالو نہیں تو رات کو --- بھوک لگے گی ---- عائمہ بیگم پیار سے بولی

---- پری بھی ہاں میں سر ہلاتی بولی ---- جی میرا بچا تھوڑا کھالو

پپ--پاپا --- اسنے اپنا نچلا سرخ ہونٹ پھیلائے نمکین پانیوں سے سبز آنکھیں سے شہریار ----کو پکارا

---- جس پر سب سمجھ کر مسکرائے

بھائی کیوں تنگ کر رہے ہیں میری پرنسس کو ---- اگر وہ نہیں کھا رہی کسی کے کہنے پر تو چھوڑو ----- میری بچی صرف اپنے پاپا کے ہاتھ سے کھائے گی ----- رائیٹ ---پرنسس

---- یس ----وہ ہاں میں سر ہلانے لگی

---- میں تو سوچتی رہ جاتی ہوں لوگوں کے نام کیسے ان سے میچ ہوجاتے ہیں

---- پریہا نوالہ منہ میں ڈالتی پرسوچ سی بولی ---- اشارہ معصومہ کی طرف تھا

---- کیوں کہ آآ---آپ ہیں ہی بیوقوف ری آپی --- دماغ ج--جو نہیں آپکے پاس

---- اسکی بات پر جہاں سب کے قہقہے لگے تھے وہیں پریہا نے معصومہ کو گھورا

---- تم اپنی آپی کو بیوقوف بول رہی ہو ---- ناٹ فیئر جانو

اسنے مصنوعی خفگی سے کہا ----- اور معصومہ کو لگا اسنے کچھ غلط کہہ دیا ---- اسلیے ---- ہڑبڑا کر نفی کرنے لگی

----- شہریار نے معصوم کو دیکھ کر پریہا کو آنکھیں نکالی ---- جس پر وہ شرمندہ ہوگئی

س--س--سوری ---- وہ معصومیت سے سرگوشی میں بولتی کان پکڑنے والی تھی جب ---- شہریار نے اسکے ہاتھ پکڑ لیے

شونو آپی مزاق کر رہی ہے --- ایسا نہیں کرتے ---- پری اسکے آنسوں پونچھتی پیار سے ---- گویا ہوئی

---- س-سچ ---- وہ تھوڑی سی آنکھیں اوپر کیے پریہا سے بولی

----- یس مائے جانو میں مزاق کر رہی تھی ---- آپ سے ناراض ہوسکتی ہے بھلا پریہا

پریہا مسکرائے اسکے سنہری بالوں کو بکھرنے لگی ---- معصومہ کے سامنے کھڑی جینی --- مسکرا رہی تھی ----دونوں بہنوں کی محبت پر

---- جینی ایک امریکن بائیس سال کی خوبصورت لڑکی تھی

جو پری کو زخمی حالت میں ملی تھی مری میں ---- اسکے پاس کپڑے نہیں تھی اور جو پہنے ----- تھے وہاں کی سردی کے حساب سے کچھ بھی نہیں تھے

وہ نیلی جمے خون میں رنگی برف میں پڑی تھی ----جسے دیکھ کر معصومہ نے چیخنا چلانا شروع کیا تھا ---- اور ہمیشہ کی رحم دل پری شہریار کو منتیں کرکے اسے اپنے ساتھ گھر ---- لے کر گئی تھی

اسے ہوش آنے پر شہریار نے اس سے اسکے بابت پوچھا تو وہ اسے اپنی ساری حقیقت بتانے ---- لگی ----- اور وہ حقیقت بہت دردناک تھی

اسکا کوئی نہیں تھا اور وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مری گھومنے آئی تھی ---اور یہاں کے ----- رستوں سے نا واقف سی گھوم ہوتی حیوانے کے ہاتھ لگ گئی

کچھ دن سے سب چپ چاپ اسکے زخموں کا علاج پری کرتی رہی جب وہ ٹھیک ہوئی تو واپس جانے لگی ----- پر پری نے اسے جانے نا دیا اور اپنے ساتھ اسلام آباد لے آئی

شہریار نے پری کو منا کرنا چاہا پر اسنے ایک بھی نا سنی اور آج اسے شہریار پیلس میں رہتے آدھا سال ہوگیا تھا---کافی ٹائم شہریار کی کڑی نظریں اسکے اردگرد رہی پر کچھ ایسی مشکوک ایکٹوٹی نظر نا آئی اور اسکے بتائی گئی اپنے اپارٹمنٹ اور ڈگریز میں وہی تھا جو اسنے بتایا تھا وہاں سے بھی کچھ معلوم نا ہوا اور اسکے دوستوں کے ساتھ مری آنا وہ بھی ایک سچ تھا تو شہریار

---- خاموش ہوگیا

---- پریہا سے اسکی کافی اچھی انڈرسٹنڈنگ تھی ---پر معصومہ کوئی بات نہیں کرتی تھی

پہلے پہلے تو معصومہ اس سے بہت ڈرتی تھی پر آہستہ آہستہ بات تو نہیں کرتی پر قریب آنے یا اپنے روم میں سہہ لیتی تھی ---- ورنہ جیسی اسکی حالت دیکھی تھی اس سے تو کئی دن وہ تیز بخار میں تپتی روتی رہی ---- جینی نے کافی بار کوشش کی اس سے بات کرنے ----کی پر وہی اسکا سہما چہرا اپنی ہی جان نکالنے کے برابر محسوس کرتی تھی

خوشگوار ماحول میں کھانا کھانے کے بعد معصومہ چپکی بیٹھی تھی کرسی سے ----- اور اپنے گلابی ناخونوں سے ٹیبل کی سطح پر لکیریں ڈالتی سبز جھیل کٹوروں سے شدید ضبط کے باوجود ---- نمکیں پانی امڈنے لگا

عائمہ بیگم پری کی مدد سے اٹھی ----- اور معصومہ سوچ رہی تھی کہ عائمہ بیگم کے ساتھ سوئے گی اسے جاتے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ روتی جب چیئر پیچھے کھسکا کر پریہا نے اسے ---- بازوں میں اٹھایا

----- وہ اس اچانک اٹھانے پر چیخ پڑی

آہہہ۔ ---اور چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا ---- شہریار دونوں بہنوں کی محبت دیکھ کر مسکرا رہا --- تھا ---- اور پریہا کو اسے اٹھائے لے جاتا دیکھتا خود بھی اپنے روم کی طرف روانہ ہوا ---- تو جینی جو ابھی تک وہیں کھڑی تھی دوسری ملازموں کے ساتھ برتن سمیٹنے لگی

مم۔ --مجھے نیچے اتاریں، نن۔ --نہیں آنا آپ میرے روم میں ---- معصومہ پریہا کے --- بازوں میں خود کو دیکھتی چلانے اور رونے لگی ---- وہ سخت ناراض تھی اس سے

سوری مائے ڈارلنگ پر آپکی ری آپی آج آپ کے ساتھ ہی سوئے گی چاہے آپ چیخو چلاؤ ----

---- پریہا اسکے ہاتھ پیر مارنے پر مشکل سے اسے اٹھائے روم میں آئی

نن--- نہیں سونا تو نہیں سونا ---- کیوں تنگ کر رہی ہیں ---- صبح تو چھوڑ کر چلی جائیں گی پھر کون سوئے گا میرے ساتھ ---- جب پیار نہیں کرتی تو میرے روم میں ---- ہی نا آئیں نا

---- وہ روتی اسکے ساتھ لگی کسی بچے کی طرح شکوہ کر رہی تھی

جانو اگر ایسے کروگی تو آپی بھی رو دے گی ---- پلیز ڈونٹ کرائے ----وہ اسکی حالت پر ---- اداسی سے مسکراتی اسکا چہرا صاف کرنے لگی

---- میں اور حیا روز اپنی ڈارلنگ کو ویڈیو کال کریں گے اور آپکو میری نیو یونی بھی دیکھائونگی پھر ہم دونوں ملکر پاپا کو تنگ کریں گے اور وہ ہمیں کافی دن مری گھمانے کے لیے لیکر ---- جائیں گے اور ہماری اداکارہ حیا کو بھی ساتھ لے چلے گے

--- نن--- نہیں مری نہیں ---- اسنے اپنا چہرا صاف کرکے کہا

---- تو کہا ---- پریہا اسکے انکار پر حیران ہوتی اسکا نائیٹ ڈریس نکالتی پوچھنے لگی

وہ ---آپکے پاس --- آپکی یونی میں ---- اسکی فرمائش پر اسکی سنہری آنکھیں نم ہوگئی ---- ---- ڈریس باتھ روم میں رکھتی اسکے پاس آئی

---- اور اسے خود سے لگائے ماتھے پر اپنے لب رکھے

دیکھو جانو ----پہلے یہاں سے فرسٹ ایئر اور سیکنڈ کمپلیٹ کرو پھر آئی پرامس پاپا کو کہہ ----کر وہاں ایڈمشن ڈلوائونگی

یہاں پر سیکنڈری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہیں بٹ وہاں نہیں سوئیٹ ہارٹ ---- اس لیے ---- یہاں سے ایف ایس سی کمپلیٹ کرلو پھر وہاں آنا

اور اگر کوئی تنگ کرے تو چیخنا چلانا نہیں اور ناہی بھاگنا ---- تنگ کرے تو بغیر ڈرے ---- رکھ کے دو دینا پھر دیکھنا کیسے بھاگتا ہے تم سے

اسکی بات "رکھ کے دو دینا" پر معصومہ خوف اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی ---- تھی

مم----میں ایسا نہیں کرونگی ---- وہ ماریں گے مجھے ---- واپس رونے جیسے ہوگئی ----- ---- تبھی پریہا گہرا سانس بھر کر اسکا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا

اچھا ٹھیک ہے کچھ ناکرنا صرف ہمت سے کام لینا ۔۔۔۔اور کچھ بھی ہوجائے پاپا اور اپنی ۔۔۔۔ بہن کو انشااللہ ہمیشہ ساتھ پائو گی ۔۔۔ سو ڈونٹ وری ۔۔۔۔ انوسنٹ بیوٹی

معصومہ خاموشی سے سر جھکائے سنتی خود پر ضبط کرتی باتھروم میں چلی گئی ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔ تب تک پریہا بھی ڈریسنگ روم میں چینج کرکے آئی

پھر دونوں ساتھ بیڈ پر آکر سوگئی ۔۔۔وہ اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھتے بھی درد چھپاتی کچھ نا ۔۔۔۔۔۔ بولی اسے پتا تھا اگر کچھ بھی بولی تو وہ جو مجبوراً ہمت جوڑ رہی تھی ہار جائے گی

۔۔۔۔ کافی دیر بعد پریہا تو سوگئی پر معصومہ کمبل میں آنسوں بہاتی رہی

۔۔۔۔ اور اپنی ماں کی خوشبوں کمرے میں محسوس کرتی آنکھیں صاف کرتی بند کر لی

پری دونوں کے ماتھے پر لب رکھ کر لائیٹ آف کرتی افسردگی اور دکھ سے معصومہ کے بھیگے ۔۔۔۔ چہرے کو دیکھتی دروازہ بند کرکے چلی گئی

.....

آتے نہیں ہو اب کافی ٹائم ہوگیا ہے مشال دراب بھی نہیں آئے ۔۔۔۔ عائمہ بیگم خفگی

سے شہروز سے بولی جو مسلسل بہتے ساتھ بیٹھی اپنی گڑیا کے آنسوں صاف کرتا سنکر مسکرا دیا --- وہ صبح ہی یہاں پہنچا تھا اور سب سے ملکر شہریار پری سے کچھ دیر گفتگو کے بعد ---- اب عائمہ بیگم کے پاس موجو تھا ---- اور پریہا ریڈی ہورہی تھی

سوری بڑی ماں آپ تو جانتی ہیں پولیس کی ڈیوٹی میں سارا دن سانس لینے کی بھی فرصت ---- نہیں ہوتی ---- کہاں کہ گھنٹوں کی بات

---- اور آج کل پاپا بھی کچھ مصروف ہیں بزنس میں چاچو تو جانتے ہیں

آپ سب بھی تو کافی وقت ہوگیا ہے نہیں آتے ---- وہ اپنی بھوری آنکھوں میں شکایت ---- لیے اسے دیکھنے لگا

---- اور عائمہ بیگم اپنے جوان خوبرو پوتے پر نحال ہوگئی

میرے جان آتی پر تمہارے سامنے جو تمہاری گڑیا بیٹھی ہے ایک پل بھی کہیں جانے نہیں ---- دیتی ---- اور آجکل تو ویسے بھی بہت برساتی ماحول ہے

----- شہروز سمجھ کر مسکراہٹ دبانے لگا

وہ حیران ہوتی باہر دیکھنے لگی کھڑکی سے ۔۔۔۔پپ۔۔۔پر بھائی باہر برسات تو نہیں ہو رہی نانو آپ جھوٹ بول رہی ہیں ۔۔۔۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے آنسوں صاف کرتی ۔۔۔۔ حیرت سے عائمہ بیگم کو دیکھتی گویا ہوئی

اسے یقین نہیں ہورہا تھا اسکی نانو جھوٹ بول رہی ہے ۔۔۔ اسکے شدید حیرت کے جھٹکے پر ۔۔۔۔ دونوں ہنسنے لگے

اوہ میری سوئیٹ ڈول نانو بادلوں والی برسات کی بارے میں نہیں آپکے سبز آنکھوں والی ۔۔۔۔ برسات کے بارے میں ہیں۔۔۔۔ وہ اسکے ماتھے پر لب رکھ کر اسے سمجھایا

بب۔۔ بھائی چھوڑیں آپ اس بات کو پلیز مجھے بھی ساتھ لے چلیں ۔۔۔۔ یہاں اکیلی نہیں پڑھنا ۔۔۔پاپا سے کہیں نا ۔۔۔۔ وہ اسکے کان کے قریب آہستہ سے بولنے لگی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کہیں پاپا سن کر بریو گرل کا لقب چھین نا لیں

مائے ڈول صرف کچھ ٹائم چاچو سے بات کی ہے پھر آپکو بھی ساتھ لیکر جائیں گے ۔۔۔۔ ۔۔۔۔پھر وہیں پڑھنا ۔۔۔۔۔ ابھی پاپا کو مایوس نا کرو

پاپا سمجھ نہیں رہے مجھ بہ۔۔۔بہت ڈر لگتا ہے ۔۔۔۔ وہ صرف سرگوشی میں بڑبڑائی جو ۔۔۔۔۔ شہروز نے مشکل سے سنی

عائمہ بیگم پاس کھڑی جینی کو حدایتیں دینے لگی ۔۔۔۔۔ اور وہ کبھی معصومہ کو دیکھتی کبھی سرگوشی میں بات کرتے شہروز کو ۔۔۔۔ اور عائمہ بیگم کی باتیں سنتی ہاں میں سر ۔۔۔ ہلانے لگی

پاپا سمجھ جائیں گے آپ کچھ دن جاؤ گی تو وہ بھی دیکھیں گے گڑیا انکی بات مان رہی ہے تو

۔۔۔۔ پھر آپ کہیں گی تو آپکی بات مان جائیں گے

اسکی بات پر معصومہ بے یقینی سے دیکھنے لگی ۔۔۔ سچی ۔۔۔ اور اسکے انداز میں سرگوشی ۔۔۔۔ سے بولی

۔۔۔ شہروز مشکل سے اپنی ہنسی روک کر سنجیدہ کہا ۔۔۔۔ مچی

۔۔۔۔۔ اور اسکی چھوٹی سی سرخ ناک دبائی ۔۔۔ جس پر وہ مسکرادی خوشی سے شرماتی

اسکے چہرے پر پھیلتے سرخ رنگ دیکھ شہروز نے مشکل سے قہقہہ ضبط کیا تھا ۔۔۔۔ کتنی ۔۔۔پیاری لگتی تھی ۔۔۔۔ ایسے وہ بیان نہیں کر پارہا تھا

۔۔۔۔ اور کہیں یہی ہنستا شرماتا کھسر پھسر کرتا منظر وحشتزدہ ہوگیا تھا

کیا کھسر پھسر ہورہی ہے بھئی ---- شہریار کمرے میں داخل ہوتا دونوں کو رازداری بولتا دیکھ ----کر پوچھنے لگا

معصومہ اپنی اتنی قیمتی بات کھلنے کے ڈر سے اچھلی اور جلد ہڑبڑا کر بولی ----کک--کچھ نہیں ---- کچھ بھی نہیں نا---- نفی میں سرہلاتے شہروز کو دیکھ کر اسکی گواہی چاہی ----

ہاں -ہاں گڑیا ٹھیک کہہ رہی ہے --- کچھ بھی نہیں چاچو ---- وہ بھی خود کو گھبرایا ظاہر ---کرنے لگا

اور آنکھوں معصومہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا --- اور اسنے انگلی سے ---- شہریار اپنی بیٹی ----کی حرکت پر مسکرادیا

کچھ دیر بعد ایسے ہی باتوں مزاق ہنسی کے بعد وہ دونوں شہریارپیلس سے نکلے ---- معصومہ کا رو رو کر برا حال تھا --- پریہا بھی پہلی بار بہن کو اکیلی چھوڑ کرجانے پر بہت اداس اور غمزدہ تھی ----وہ اسے دلاسے محبت پیار سے حدایتیں دے کر گئی تھی---- پر وہ ان ---- سب باتوں کی کہاں ہمت رکھتی تھی

---- شہریار اور پری نے بہت مشکل سے سنبھال رکھا تھا اسے

لانگ ڈرائیو پر ہیں کو سونگ ہی لگا دو ---- میرا دل پھٹ جائے گا ---- اسکی آواز میں ----- درد ہی درد تھا ---- جو شہروز کو غصہ ڈلانے کے لیے کافی تھا

پھٹ ہی جائے مینڈکی ---- وہ بڑبڑایا جس پر وہ مسکراہٹ روکنے کے لیے لب دانتوں میں ---- دبا گئی

ذرا سوچوں ہم دونوں کی جوڑی کتنی خوب جمے گی ---- ہائے کیسے رومانٹک پل ہونگے ہمارے جب تم اور میں مطلب مینڈکی اور مینڈک شادی کے بعد ایک ساتھ سمندر کے ---- کنارے حسین جگہ پر اپنی سہانے لمحے جی رہے ہونگے

---- وہ کھوئی کھوئی سی بولی اور شہروز کو سر سے پاؤں تک آگ لگا گئی

شکل دیکھی ہے چوہیا اپنی میں تم سے شادی کرونگا ---- ایسا خواب میں بھی مت سوچنا ---- جاکر اپنے یہ تھرڈ کلاس خواب کسی تھرڈ کلاس مینڈک کے ساتھ گذارنا ---- وہ ---- ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا پریہا کو قہقہہ لگانے پر مجبور کرگیا

اب اپنے آپ کو ہی تھرڈ کلاس نا بولو ---- کیونکہ --- وہ ایکدم قریب ہوتی بغیر اسکی ڈرائیونگ کی پروہ کیے ---- شولڈر سے پکڑتی اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر بولی ---- کیونکہ پریہا شہریار جو سوچتی ہے وہ کرکے دیکھاتی ہے ----- اور پریہا مینڈکی کا جو مینڈک

بنے گا وہ ہوگا شہروز ملک ۔۔۔۔ اور اسکے ساتھ ہی وہ یہ خواب پورے کرے گی ۔۔۔اب ۔۔۔۔ چاہے شرافت سے یا زبردستی سے

اور اسکی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتی ایک آنکھ دبا کر پیچھے ہوئی اور ریلیکس سی ۔۔۔۔ بیٹھ گئی

اسی لیے اسی لیے مجھے تمہیں نہیں اٹھانے آنا چاہیے تھا ۔۔۔۔ تم ہمیشہ ایسی بے ہودہ حرکتیں کرتی ہو ۔۔۔ وہ غصے سے پھٹا ۔۔۔ اسے کہاں گوارا تھا کہ ایک لڑکی اتنی بولڈ ہوکر ایسی باتیں کرے اور حدیں پار کرکے اتنی قریب آکر آنکھ میں آنکھیں ڈالکر اپنی ہی شادی کا ۔۔۔کہے ۔۔۔۔ اس لیے ہی اسے پریہا سے سخت چڑ تھی

تم بھی دیکھنا شادی تو کرکے دیکھاؤں گا تمہیں وہ بھی ایک " لڑکی" سے ۔۔اور تمیاری ۔۔۔۔۔۔آنکھوں کے سامنے

وہ لڑکی لفظ پر زور دے کر بولا ۔۔۔ اسکا اشارہ اسکے گلے میں لاپروہ دو پٹے اور شارٹ شرٹ ۔۔۔۔ جینز کی طرف تھا

اوکے دیکھتے ہیں میں جیتی یا تم۔۔۔۔۔ کیونکہ تمہیں تو میں حاصل کرکے رہونگی ۔۔۔۔ وہ بھی ڈھیٹوں کی حدیں پار کر گئی ۔۔۔۔ اور شہروز غصے سے لب بھینچے خاموش ہوگیا اور اسکی

نظریں خود پر محسوس کرتا غصے کی تمام حدیں پار کرگیا ---- اسنے کچھ سخت سنانا چاہا پر ---- سامنے راستے پر موجود بھیڑ کو دیکھ کر بریک پر پاؤں مارا

پریہا کی شرارتی نظریں بھی اس سے ہٹ کر سامنے دیکھ رہی تھی ---- جہاں سے ایک ----- آدمی ان کی طرف آرہا تھا

---- دونوں نے الجھ کر ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھا

ہاہاہاہاہا----- جائو اے ایس پی صاحب آپکا کام یہاں بھی نکل آیا ---- وہ قہقہہ لگاتی بولی --- --- جس پر اسنے چڑ کر اسے دیکھا اور دانت پیس کر بولا

پلیز اپنے اس لائوڈ سپیکر جیسے منہ کو فلحال بند کرو کیونکہ میری قوت سماعتوں پر اثر ہورہا ------- ہے --- اور میں وقت سے پہلے بہرا نہیں ہونا چاہتا بینڈکی

------ وہ جل جل کر کہتا اسے لوٹ پوٹ کرگیا

.....

**********.

اب یہ ٹر ٹر کرنا بند کرو اور یہی بیٹھو جب تک میں آتا ہوں دیکھ کر ---- وہ اسے ہنستے دیکھ جل کر بولا اور اس آدمی کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی خود کار تے اتر کر وہاں جانے

لگا ---آخر راستا بھی تو صاف کرنا تھا --- ورنہ اسے مینڈکی کے ساتھ سفر کرنا کے ٹو کے ---پہاڑ چڑھنے کے برابر تھا

پریہا کو اسے چڑانا بہت اچھا لگتا تھا اور اسکی غصے سے بھوری آنکھیں اس پر تو وہ دیوانی تھی ---- وہ کئی بار اس سے اپنی محبت کا ذکر کر چکی تھی --- پر وہی اسکے سامنے --- تمہیں شرم ہے مینڈکی ایسی باتیں کرتی ہو --- چوہیا شکل دیکھی ہے میں تم سے شادی کرونگا ---- تم لڑکی ہوکر ایسے بے ہودگی سے اظہار کرتی ہو -- بولڈنیس کی بھی کوئی لمٹ ---- ہوتی ہے

ایسے جملے سننے کو ملتے --- ایسا نہیں تھا کہ وہ شکل صورت کی اچھی نہیں تھی --- وہ بہت خوبصورت تھی --- آنکھیں خوبصورت سنہری بال کالے اور ہمت حوصلا میں اپنے باپ پر گئی تھی --- اپنی عادتوں میں بھی وہ شہریار خود تھی اگر ملا تو ٹھیک ہے --- نہیں --- تو چھین لو

اور یہی شہروز کے بارے میں تھا ---. وہ بہت چاہتی تھی اسے پر شہروز سمجھے تب نا ---- ---- خیر وہ تو اچھے اچھوں کو سدھار لیتی تھی یہ تو ایک سرکاری ملازم تھا

وہ اسکے بابت سوچتی مسکرا رہی تھی جب انگلیوں سے شیشہ بجایا گیا --- اسنے دیکھا تو دو --- عورتیں تھی

اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا --- شیشا نیچے کر کے انہیں دیکھا --- کوئی انگریز ٹائپ تھی --- چھوٹے سے بالوں کی پونی بنائے --- دونوں بلیک پینٹ شرٹ میں منہ پر چھوٹے سکارف سے نقاب ---- پتلی کمر اور ہائیٹ میں بھی دونوں بڑی تھی اس سے ---- انہیں دیکھ کر پریہا سمجھ گئی کہ بلیک بیلٹ ہیں دونوں --- پر یہاں سنسان رستے پر اور ----- اسے کیوں

Pareeha .??.....

---- ان میں سے ایک اپنی مخصوص انداز میں مخاطب ہوئی

--- پریہا اب اندر بیٹھنا بزدلی ہوگی ---- اسنے ایک نظر بھیڑ پر ڈالی جہاں شہروز گھم ہوگیا تھا

Yes pareeha shahriyar ...

--- اور بولتی باہر آئی دروازہ بند کیے

Ready.....

کہنے کے ساتھ ہی ایک نے بغیر مہلت دئے پنچ اسکے ناک پر مارا --- اور دوسری نے لات سے اسکے گھٹنے پر اٹیک کیا --- وہ جو ابھی سمجھ نہیں پارہی تھی کہ یہ اچانک کون ہیں اور اسے کیوں مار رہی ہیں --- پر دوسری کے اٹیک نے اسے اسے سمجھا دیا کہ یہ ٹائم

سوچنے کا نہیں اپنے بچاؤ کا ہے ---- اور اپنے خون بہتے ناک کی پروہ کیے بغیر سامنے کھڑی لڑکی کے کندھے پر مضبوطی سے ہاتھ جماتی ----- اور اپنا پورا وزن اس پر ڈال کر اوپر اچھلی اور ساتھ کھڑی لڑکی کے منہ پر اپنے دونوں پاؤں مارتی دوسری لڑکی کے پیچھے آئی ---اسکے ایسا کرنے سے وہ لڑکی اپنا توازن برقرار نا رکھ پائی تو لڑکھنے لگی جس سے اسکا سر پیچھے آیا ---- تو پریہا نے اپنا حساب برابر کیا ---- اسکے کان میں ایک زور بھرا مکہ مار کر

پریہا کے ایسا کرنے پر پیچھے ہی بڑی سی گاڑی میں بیٹھے وجود نے اپنا ایک آئی برو اچکا کر ---- داد دی --- اور سگریٹ کا کش لیا

---- گہری نظریں ابھی وہیں تھی جہاں وہ ایک اسکی دونوں پر بھاری تھی

پریہا کو پیچھے سے گری ہوئی لڑکی نے کمر میں مکہ مارا ---- درد سے وہ لب بھینچ کر رہ گئی ---- اور ہاتھ میں جو لڑکی تھی اسکے گھٹنوں کے جوڑ پر زوردار کک مارتی جس سے اسکی چیخ ---- نکلی ---وہ گھٹنوں کے بل گری تو پیچھے وار کرتی دوسری لڑکی کا مکہ ہوا میں ہی پکڑا

اس لڑکی نے اپنے دوسرے ہاتھ سے وار کرنا چاہا تو وہ بھی اپنی مٹھی میں لیا ---- اب ----- اسکے دونوں مکے پریہا کے ہاتھ میں تھے

پہلے خود کو تو ریڈی کرتی پریہا شہریار سے لڑنے کے لیے ---- کہنے کے ساتھ ہی اسکے دونوں ہاتھوں کو مڑور کر جھٹکا دیا --- ٹھاک کی آواز کے ساتھ چیخیں نکلی ---- اور اچھل کر اسکے منہ پر لات ماری جس سے وہ پیچھے کی جانب گری ---- پھر دونوں کی اچھی خاصی ---- حالت کردی

ابھی اور نیچے پڑیں دونوں کی مہمان نوازی کرتی جب ---- کسی مضبوط ہاتھوں میں اسکی دونوں کلائیاں گئی پیچھے ---- اور اسکی گرفت اتنی مضبوط اور سخت تھی کہ وہ اپنی کلائی --- ٹوٹنے کے ڈر سے ہل بھی نا سکی

پیچھے موجود شخص نے اسکے بازو پر اپنی انگلیاں دھنس دیں --- اور انہیں اسکے پیچھے باندھ ---- کر زور سے کار سے لگایا

آہہہ۔ --- چیخ کے ساتھ پریہا کا پیٹ جو کار سے لگا اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی ---- --- آخر یہ ہیں کون ---- کہیں اسکے باپ کے دشمن یا اسکے

Who are you wild man.....

-- وہ اسکے سوال کو نظرانداز کرگیا --- یہ اسکا کام۔ہی نہیں تھا

--- وہ دونوں لڑکیاں اٹھ کر سامنے اپنے باس کو دیکھ کر سر جھکا گئی

Get lost.....

وہ دھاڑا ---- اسکی بھاری گرج پر پریہا کے جو بازو اور پیٹ میں درد ہورہا تھا جس وجہ سے آنکھوں میں آنسوں آگئے تھے --- کانپ کر رہ گئی ---- اسکی دھاڑ ہی اسے وحشت زدہ ---- کرگئی

اسنے اپنی ٹریننگ دوران اچھے اچھو کا مقابلا کیا تھا --- اور کافیوں سے وہ جیتی تھی ---- --- پر اپنے پیچھے کھڑا شخص کوئی خوفناک جانور ہی لگا

اسکی دھاڑ پر وہ دونوں ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہوئی --- تب وہ اسکی طرف متوجہ ---- ہوا

Golden beauty .....

---- اسکے کان کے قریب پراسرار سی سرگوشی ہوئی

----- جس سے وہ کپکپا گئی ---- اور اپنے پیٹ سے نکلتی درد کی ٹیسوں کو دبانے لگی

Stay away from us.... Saying this last time beauty ....

Enjoy your life.....

---- اپنے بھاری وحشت بھرے آواز میں کہتا اسے ششدر چھوڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

پریہا ابھی ویسے ہی کار سے لگی سانس روکے کھڑی تھی ---- اسکے سن بازو کام ہی نہیں ---- کر رہے تھے کہ وہ انہیں حرکت دیتی

وہ بالکل بھی نا سمجھی اسکے الفاظ ---- شاید اسکے کان میں ہی نہیں پڑے تھے ---اور ناہی یہ سمجھی کہ کون تھے یہ لوگ --ایک سیکنڈ کا کھیل تھا ---وہ پل میں آیا اور اپنے --- صرف ایک ہاتھ سے ہی اسکے دونوں بازو سن کرتا سرد ہوا کی طرح غائب ہوگیا

---اور وہ ویسی ہی کار سے لگی بت بنی ہوئی تھی

حلق سے نلتا خون کا ذائقہ جب منہ میں آیا تو وہ جھٹکے سے مڑی اور لمبا سانس لے کر خود کو ریلیکس کرنے لگی ---- آہستہ سے درد کرتے شولڈرز کو حرکت دے کر اسنے اپنے ہاتھ ---آگے کیے

رگوں کے درد سے اسکی آنکھوں میں آنسوں آگئے --- اور جو اپنی کلائیاں دیکھی تو اس شخص ---کی وحشت کا اندازہ ہوا

اسکی دونوں کلائیوں پر صرف دو انگلوں کے سرخ نشان تھے --- ایسے جیسے آگ سے جلایا ----گیا ہو

منہ سے سسکی نکلی --- آہہہ ---کرتی وہ نیچے بیٹھی --- یہ کون وحشی تھا ---- پل کے ---- پل میں اسے اپنی دو انگلیوں سے تڑپا گیا ---- کیا قصور تھا اسکا

وہ سوچتی ناک سے بہتا خون صاف کرنے لگی --- ۔ اور منہ میں پیٹ سے آیا خون تھوکہ ----

شہروز جو بھیڑ کو ہٹا کر آرہا تھا ایسے ہی جاہل لوگوں کی طرح اتنی سی میری گاڑی کو ٹکر ----- کیوں مارا جس سے کچھ ہوا بھی نہیں ---ٹوٹل ٹائم ویسٹ تھے لوگ

---پر پریہا کو کار سے باہر نیچے بیٹھا دیکھ کر بھاگتا اسکے پاس آیا

ری--- کیا ہوا تم ٹھیک ہو ----وہ اسے اٹھاکر پوچھنے لگا --- پر اسکی پتلی سرخ ناک ---دیکھی تو --- قہقہ لگا اٹھا

ہاہاہاہا۔ ---- ابھی دیکھاؤ مینڈکی اپنے ملکے لوگوں کو --- کھالیے نا ناک کے --- میں تو بڑا --- خوش ہوا ---- ہی ہی ہی

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگا اور پریہا سنہری آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں لیے اسے دیکھنے ---- لگی

---- آہہہ ---- وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کراہ اٹھی

--- شہروز ہڑبڑا گیا ---- کیا ہوا پیٹ میں بھی لگی کیا --- جملہ سراسر مزاق اڑا رہا تھا اسکا جیسے ہی اسکی طرف ہاتھ بڑھانہ تھا ----پریہا نے میدان صاف دیکھ کر بغیر لمحے کی تاخیر کیئے ---- حملا کیا

--- سٹوپڈ عورت مجھے کیوں مارا ---- وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر چیخا --- بے یقینی سے سٹوپڈ اے ایس پی ---- کیونکہ تم ہنس رہے تھے ---- اور کس بے وقوفوں نے تمہیں اے ایس پی بنایا جو ایک لڑکی اپنی کزن فیوچر وائف کو تحفظ فراہم نا کر سکے ----

جاہل لڑکی ---- جب تم خود کو محفوظ رکھ سکتی ہو تو میرا کیا کام --- مینڈکی --- ناک سوجا دیا چوہیا ----

--- وہ بھوری آنکھ میں شولا لیے چیخا--- اور پریہا کندھے اچکا کر کار میں بیٹھی

---- اور دوسری طرف وہ بھی بیٹھا

جسنے تمہارے ساتھ یہ کیا بڑا ہی اچھا کیا اللہ انہیں خوش رکھے بہت ہی نیک کام کیا گیا ہے ----

---تمہارے ساتھ ہونا بھی یہی چاہیے ---آئی بڑی فیوچر وائف ----ہونہہ

وہ غصے سے بڑبڑاتا کار سٹارٹ کرنے لگا ---- اور پریہا صرف دیکھ کر دانت پیسنے لگی

اور ہاتھ بڑھا کر سونگ پلے کیا ---- اب بند کرو اپنی ٹر ٹر مجھے سونگ سننے دو ----

----

----- اور پھر گاڑی میں عاطف اسلم کے ساز بھرے لفظ بکھرنے شروع ہوئے

Tere kareeb aa reha hoon..

Khud se main door ja reha hoon..

Yeh bewajah to nhi hai...

Tu jo milaa....

Dheere dheere se tera hua...

Haule haule se tera hua..

Dheere dheere se tera hua...

Haule haule se tera hua...

Rafta rafta tera hua...

Tere bin main hoon--- be-nishaan...

Dheere dheere se tera hua.....

Haule haule se tera hua....

Rafta rafta tera hua....

Tere bin main hoon--- be-nishaan....

Samjho zara...

Samjho ishara...

Main hoon tera ...saara ka saara...

Jesy mujhy...

جیسے جیسے سونگ چلتا رہا وہ بھی ساتھ گنگناتی رہی ---- اور شہروز کے صبر کا امتحان لیتی رہی -----

آخر وہ بھی کب تک چپ کرتا ---- بند کرو --- یہ میری گاڑی ہے اس پر میرا حکم چلے گا مینڈکی ---- میں صرف تمہیں اٹھاکر پٹکنے آیا ہوں --- اور بھیک میں تھوڑی جگہ دی ----ہے کار میں اسکا مطلب یہ نہیں میری چیزوں کو ہاتھ لگاؤ --- چوہیا

---- وہ سونگ بند کرکے اسے اسکی اوقات دیکھانے لگا

تو پھر بھیک میں ہی ذرا سی دل میں جگہ دے دو ---- قسم سے پورا قبضہ کرلونگی --- اور ---- اس پر اپنے نام کی منزلیں بنوائونگی

---وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر محبت سے گویا ہوئی ---- سونگ نا شہروز صحیح

پیچھے ہٹو ورنہ شوٹ کردونگا ---- اور جس منزلوں کی بات کر رہی ہو یہی کے یہی ڈھیر ---- کردونگا

--- وہ ایک ہاتھ کی دو انگلیوں سے اسکے بالوں کو لیے نخوت سے پیچھے کیا

ہاہاہاہا--- اوکے شوٹ کرنا پر نشانہ دل پر لگے ---- وہ قہقہہ لگاتی بولی اور واپس سونگ لگایا ----

افففف ---- کہاں پھنس گیا ---- وہ کوفت سے سوچتا ---- آنکھیں گھمانے لگا ----
--- کیا بلا تھی یہ لڑکی --- اسکی تو جیسے قسمت پھوٹ گئی تھی

پتا تھا یہی ہونا ہے ---اگر یہ پہلے دن آنکھوں کے کلر پر نا لڑتی --- اور میں بحث ناکرتا
--- کہ پہلے میری آنکھیں اس کلر کی تھی ---- تو شاید اسکا پارہ ناچڑھتا اور آج میں یوں نا
---- پھنسا ہوتا

--- وہ اسے گانے میں مگن دیکھ کر اپنے دکھرے رونے لگا --- دانت پیستے

کیا کرتا اگر پھر کچھ کہتا تو وہ اور کچھ سناتی ---اس سے بھتر خاموشی میں ہی بھلائی تھی

اور پریہا یہ سوچ رہی تھی آخر یہ وحشی انسان تھا کون--- کیا مجھے پاپا کو بتانا چاہیے ---وہ
--- خود سے سوال کرنے لگی

نہیں نہیں وہ پہلے ہی معصومہ کی وجہ سے ٹینشن میں ہیں ---- لگتا ہے کچھ غلط فہمی
---- ہوئی ہوگی --- جنگلی انسان کو ---- کاش چہرا دیکھ لیتی --- بے بس سی سوچ

------ پر اسکی صرف دو انگلیوں پر ہی میرے بازوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا مڑتی کیسے

----- سنڈے کا دن تھا اور حیا کا دشمن

آخر تم کرتی کیا ہو یونیورسٹی جاکر ---- مصطفیٰ اسکے کیڑے مکوڑے مارتی رائیٹنگ میں لکھے --- آدھے نوٹس کو دیکھ کر غصے سے پوچھا

اور وہ سامنے معصومیت کے ریکارڈ توڑتی پین کو دانتوں میں لیے کبھی اسے دیکھتی کبھی ---- اپنے ہاف لکھے نوٹس کو

پڑھنے تو جاتی ہوں --- پر جب تک میں لکھتی ہوں تب تک تو پروفیسر ریمو کر دیتا ہے --- --- اب اس میں میری کیا غلطی ہے ---آپ ہی بتائیں

---- وہ ساتھ رکھے چپس منہ میں ڈالتی اپنی سستی کو الٹ کر پروفیسر پر الزام دینے لگی

--- ایک تو تم میرے پاس پڑھنے آتی ہو یا کھانے --- وہ اس سے چپس لیتا دور رکھنے لگا

دونوں ہی ---- وہ لاپرواہی سے بولی پر جلد ہی غلطی کا احساس کرتی اور اسکی خشمگیں --- نظریں خود پر دیکھتی --- ہڑبڑائی --پپ- --پڑھنے

اچھا ---- اسنے لمبا کھینچا --- کیا پڑھا ہے ابھی تک --- وہ اسے پہلے ہی دوسرے --- سبجیکٹ کے سوال حل کروا چکا تھا

یہییییی---- کیا کرنے جاتی ہوں یونی --- وہ اسے یاد ڈلاتی انگلی سے رجسٹر کی جانب ---- اشارہ کیا

مصطفیٰ نے اسے گھورا ----پر وہ اسے دیکھے تب نا ---وہ تو مصطفیٰ کے پاس پڑے ---- چپس کو دیکھ رہی تھی

---- اچھا ایک کام کریں --- نظریں وہیں تھی مخاطب مصطفیٰ تھا

---- ہاں بولو ---- اسنے کوئی تاثر نا دیا

..--- میں آپکو ایک سیکرٹ بتاتی ہوں ۔آپ مجھے یہ چپس دیں ٹھیک

----- وہ سرگوشی میں کہتی چپس کے لیے ہاتھ آگے کرنے لگی

---- مصطفیٰ آئی برو اچکایا اسے دیکھ کر اور حیا سٹپٹا گئی

----- آپ دیں تو ----کام کی بات نا بتائی تو آپکا نام بھی مصطفیٰ نہیں

دونوں اس وقت مصطفیٰ کے روم میں بیڈ پر بیٹھے تھے ---- مصطفیٰ اپنے آفیس کے ورک کے ساتھ اسکے نوٹس اور کوئچن بھی سولو کروا رہا تھا --- جو خود کھا زیادہ سمجھ کم رہی تھی ----

اوکے بتائو ---- اپنے نام کی بات سن کر بولا ---- وہ مسکراہٹ چھپاکر چپس اٹھانے لگی ---- جو نوشین اسے دے کر گئی تھی ---- کیونکہ اگر ایسے پڑھتی تو جمائیاں لینا شروع ---- کر دیتی

وہ جلدی جلدی سارے چپس ختم کرنے لگی ---- مصطفیٰ جب تک لیپ ٹاپ میں کچھ ----- کام کر نے لگا ---- تب تک حیا فنش کر چکی تھی

آپ پڑھا رہے ہیں کہ میں جائوں پھر ری بھی آنے والی ہے ---- وہ چپس ختم کر کے --- بیزاری سے بولی ---- مصطفیٰ کو جیسے سو وولٹ کا جھٹکا لگا

----- تم مجھے کوئی سیکرٹ بتانے والی تھی ---- اسنے خشمگیں نظروں سے گھور کر پوچھا

---- کب ----؟ وہ نوٹس پر جھک کر لاتعلقی سے بولی

----- اور مصطفیٰ صدمے سے اسکے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا

تم کچھ زیادہ ہی حدیں پار نہیں کر رہی ہو ---- وہ دانت پیس کر خود کو بیوقوف بنانے ----- والی اداکارہ سے بولا

بریک پر پائوں رکھ گجر روپا اپنے گائوں کی حدوں میں ہے ---اور اس بار وہ ڈرنے والی نہیں ----اپنے دونوں ابا اسکے ساتھ ہیں

اگر ابھی گائوں والوں کو پکاروں نا تو تمہیں یہاں سے باہر کردیں ---- اس پر پھر ایکٹنگ کے دورے پر گئے تھے ---- اور مصطفیٰ بیچارہ گجر روپا میں ہی الجھا ہوا تھا کہ یہ کونسی ----- مخلوق کی بات کر رہی ہے

کس کی بات کر رہی ہو ---؟کونسا گائوں ----؟ وہ حیرت سے لیپ ٹاپ سائیڈ رکھتا پورا ---- اسکی طرف مڑا اور سنجیدہ ہوکر پوچھنے لگا

ہائے یہ اپنا گائوں اور کونسا ---- اور گجر تم روپا میں --- تم ولن میں ہیروئن اور پھر میرا ہیرو آئے گا جو تمہیں راستے سے ہٹا کر مجھے لے جائے گا ----اور کیا ---وہ پہلے صدمے سے اسے اپنے گھر کو گائوں بتانے لگی پھر دونوں کا کردار سمجھا کر اسکی آنکھیں لال کر ----- گئی

حیا جو ابھی نا سمجھی سے اسکی گرے آنکھوں میں غصہ دیکھ رہی تھی ----- پر اچانک ---- مصطفیٰ کے عمل سے ڈر گئی

مصطفیٰ نے جب "تمہیں راستے سے ہٹا کر مجھے لے جائے گا" سنا تو اسکی آنکھوں میں حیا نام کا جنون جو پل پل کے انتہائی جنونیت میں بدل گیا تھا --- اسکی آنکھوں میں ابھرا ----- ---- حیا خوف سے اسکی گرے سرخ آنکھوں دیکھ رہی تھی

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیوں غصہ ہورہا ہے --- وہ تو یہ سب اپنی مدر ماں سے بھی ---- کہتی تھی --- وہ تو غصہ نہیں ہوتی ---- تو پھر یہ کیوں

وہ ڈر سے بیڈ سے اتر کر بھاگتی (شہید ہونے سے پہلے ہی بھاگ حیا ورنہ کل کی ہیڈ لائن میں "ہماری مشہور اداکارہ حیا سفیان اپنی غلطی نا سمجھتے مصطفیٰ ہیرو +ولن کے ہاتھوں شہید ہوگئی" بیچاری معصوم اور سب قبر پر پھول برسا رہے ہونگے ---) وہ بڑبڑاتی ابھی ایک پائوں نیچے رکھا ہی تھا جب مصطفیٰ نے اسکے ہاف سلیو سے نمایا ہوتے نازک بازو سے پکڑ کر ---- اپنی طرف کھینچا --- اور اسکے منہ پر چیخ کی وجہ سے ہاتھ رکھ دیا

وہ آنکھیں میچے اسکے سینے سے لگی تھی اور ڈر سے کانپ رہی تھی ---- جب اسکی تیز گرم سانسیں کان کے قریب محسوس کی ---- حیا کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیلی ----

آآ--آپ ----- یییہ--اسکے ہاتھ ہٹانے سے ہلکلاتی الفاظ ادا کر رہی تھی کہ اسنے پھر چپ کروادیا ----- کب وہ اتنا غصہ ہوا تھا کب اسنے اس طرح کرکے اسکے قریب آیا تھا ----وہ غصہ کرتا تھا مصنوعی اور بازو سے بھی پکڑتا تھا پر آہستہ --- خود کے بیچ فاصلا بھی ---- رکھتا تھا ---- پر آج ایسا کیا تھا لفظوں میں

ششش۔۔۔پرنسس ۔۔۔ آنکھیں میچے اسکے موچھوں کی چھبن کان پر محسوس کرتی سمٹ سی ۔۔۔۔ گئی

کبھی ایسا مت سوچنا کہ تمہیں مجھ سے کوئی دور لے جائے گا ۔۔۔۔ میں ہی تمہارا ہیرو ہوں اور میں ہی ولن ۔۔۔۔تمہیں میرے پاس ہی آنا ہے ۔۔۔۔ ناکہ جانا ۔۔۔۔۔تو ایسی باتیں دماغ میں نا رکھو پرنسس ورنہ یہ جو تمہارا ہیرو ہے نا ۔۔۔ اسنے کان سے چہرا ہٹا کر سامنے کیا ۔۔۔۔ حیا سانسیں روکے آنکھیں میچے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے بہت قریب تھی ۔۔۔ ۔۔۔۔کہ مصطفیٰ کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہورہی تھی

یہ اس انسان کو دوسری سانسوں سے ہی محروم کر دے گا ۔۔۔۔ شدت سے کہنے کے ۔۔۔۔ ساتھ

۔۔۔۔ اسکی ناک سے اپنی ناک ٹچ کی

حیا کی سانسیں بکھر گئی ۔۔۔۔ مصطفیٰ کی جسارت پر ۔۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی ۔۔۔۔ دل تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر کو آرہا تھا ۔۔۔۔۔ وہ جھٹکے سے دور ہوکر بیٹھی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اور اپنے تنفس کو بحال کرنے لگی

مدر ماں یہ کونسا سین تھا ---- یہ تو اپنے والا گجر نہیں --- کہیں بھوت شوت کا چکر تو نہیں ---- دل میں بڑبڑاتی اپنی نم پیشانی صاف کرنے لگی ---- آنکھیں ویسی ہی بند تھی ----

ہمری کیا گستاخی ہے بابو ام تو اس بستی میں ابھی بسے ہیں ---وہ اپنی غلطی نا سمجھتے ہوئے اپنے مخصوص مریضہ والی زبان میں بولی ----

وہ جو اسکی بکھری حالت میں کھویا مبہوت تھا اسکے دوسرے جملوں پر بھاری قہقہہ لگا اٹھا ----

تمہاری بہت گستاخیاں ہیں بابو کی پرنسس محرم بن کر فاصلے مٹائیں گے تو فرصت سے سمجھائیں گے ---- اسکے لب و لہجہ ذو معنی تھا ---- جو حیا کے سر کے اوپر گذرا ----

اب آنکھیں کھولو اور پڑھائی کی جانب متوجہ ہو ----- آج کے لیے اتنی ہی اداکاری کافی ہے ---- پرنسس ----

وہ جو مسلسل جنبش کرتی آنکھیں پر آبشار گرائے بیٹھی تھی ---- مصطفیٰ آہستہ بولا ---- پر اسکی غلط فہمی کہ اس کو شرم آرہی ہے -----

ہائے ہیرو ری آگئی ---- وہ ایکدم چہکتے چیخی ---- اور وہ ہکہ بکہ رہ گیا ---- کیونکہ اسنے ----- اسکے ہاتھ میں موبائل جو نا دیکھا تھا

----- کہتی اسکی صدمے والی صورت کی پروہ کیے بغیر جھومتی روم سے بھاگی

اور وہ ایکدم ہنسا ----- پتا نہیں کب سدھرو گی ---- کہتا اسکا نوٹس کمپلیٹ کرنے لگا ---- بچپن سے اسنے اسے پالا تھا ---- اسکی ہر ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھتا تھا ---- جب وہ بالکل اکیلا ہوگیا تھا ---- پری اسلام آباد چلی گئی تھی الطاف صاحب کی ڈیتھ ---- ہوگئی تھی

تب یہی پرنسس تو تھی جو اسکی دنیا آباد کرنے آئی تھی ---- وہ پری سے کافی ناراض تھا کہ وہ اسے چھوڑ گئی اور اسکے من میں ہی ملک ولا کے خلاف سوچتا رہتا تھا ---- انسے بدلا لینے کا سوچتا رہتا تھا ---- پر جب عقل شعور پیدا ہوا تو جانا کہ اگر ملک ولا والے نا ہوتے تو شاید اسکی بہن درندوں کے پاس ہوتی ---- یہ سوچتے ہی اسکی روح کانپ جاتی ---- ---- وہ جتنا بھی شکر ادا کرتا ملک ولا والوں کا اتنا کم تھا

اسنے پری سے معافی مانگی ---- اسے اپنی سوچ کا بتایا --- جس پر وہ ہنس کر بھول گئی

---- اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا

پھر وہ اکثر ہی وہاں جاتا تھا --- شہریار بھی اس سے کافی محبت سے پیش آتا تھا ---- اور ---- اپنی بہن کے پاس اتنا پیارا جیون ساتھی دیکھ کر اسے دلی سکون ملا

حیا اسکی خاموش ویران زندگی میں بہار بن کر آئی ---- آہستہ سے اسکے دماغ کو اپنی ----- کھلکھلاہت سے جکڑتی روح میں بس گئی اسے پتا نا لگا

وہ اسکے معاملے میں بہت ہی بے بس ہوتا گیا ---آٹھ سال تک حیا اسکے ساتھ سوتی تھی اسکے ہاتھ سے کھاتی تھی ---- اسکے ہاتھ اپنا ہرکام کرواتی تھی ---- اور وہ بہت ہی خوشی ---- محبت چاہت سے کرتا تھا

جب حور اسے اپنے ساتھ روم میں سلایا تو بہت روتی تھی ---- اور رات کو سارے گھر کی نیندیں خراب کر دیتی تھی ---- پھر مصطفیٰ آتا اور اسکے پاس بیٹھتا اسے سلاتا اور یقین دلاتا کہ اب وہ یہی ہے تب جاکر آنکھیں بند کرتی اور سکون سے نیند کی وادیوں میں اترتی ----

سفیان خود اپنی شیرنی کے معاملے میں مجبور تھا ---- اور حور بیچاری اسکی چیخوں سے پریشان ---- آہستہ آہستہ بڑی ہوتی گئی اور کارٹون سے چھپ کر مووی دیکھتی ---- اور انکی ---- اداکاری سارا دن گھر میں چلاتی رہتی

عجیب عجیب نام سے پکارتی ملازموں کو ---- اور اپنی ماں کو مدر ماں جس پر پہلے حور تو کافی چڑتی پر آہستہ عادت ہوتی گئی سننے کی ---- اس ایکٹنگ کے کیڑے کو دیکھتے ---- مصطفیٰ نے رعب سے بالکل اسکا ٹی وی دیکھنا بند کردیا

جو آج کل بیچاری پورانی فلموں پر گذارا کر رہی تھی ---- سب اسے اداکارہ ہی کہتے تھے ---- --- اور وہ سر کو خم دے کر قبول کرلیتی اپنا لقب

اپنی عادتوں اور حرکتوں سے سب کو ہنساتی رہتی تھی ---- مصطفیٰ کافی تگ و دو کے بعد ---- بھی اس ٹیری ٹہنی کو سیدھا نا کر سکا

اور دوسرا وہ کچھ سخت کرخت کہتا بھی نہیں تھا کیونکہ وہ اسکی پرنسس تھی ---- اسکی ---- جان

وہ چوڑیوں کی کافی شوقین تھی اور مصطفیٰ نے اسکی پسند کو دیکھتے روم میں چوڑیوں کا ڈھیر لگا دیا تھا ---- کہ ہر کلر کی موجود تھی اسکے پاس ---- اور کچھ مصطفیٰ کو بھی اسکی ---- نازک کلائی چوڑیوں سے بھری ہوئی پسند تھی

.....

---- وہ دونوں اپنے سرخ ناک سے ملک ولا میں داخل ہوئے

چلچو ---- لاؤنج میں بیٹھے دراب جو سالار کے آؤٹ آف کنٹری جانے کی نیوز سن رہا تھا ---- وہ خود بزنس مین تھا اور سالار کے دماغ ٹیلنٹ کا فین تھا

اسکی کم عمر میں ترقی پر وہ تو جیسے فدا ہوگیا تھا اس پر ---- اوپر سے اسکی خوبصورتی جو یونانی دیوتاؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دے --- وہ اس میں ہی گھم تھا جب پریہا کی چیخ والی پکار ---- سنی

آگیا میرا شیر پتر ---- وہ باہیں پھیلا کر بولا ---- اور پریہا ساتھ کھڑے شہروز کے پیر پر انجان بنتی ہیل رکھ کر بھاگی ---- یس مائے سوئیٹ فادر --- اور اسکی باہوں میں سما گئی ----

---- آہہہ ---- مینڈکی ----- وہ پاؤں ہاتھ میں پکڑے کراہ اٹھا

تمہیں کیا ہوا بیٹا ---- مشال پریہا کی آواز پر کچن سے نکلی تھی ---دہلیز پر شہروز کو پاؤں ---- پکڑے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا

اب مجھے کیا ہوسکتا ہے --- پوچھو اپنی چوہ----دراب کو دیکھ جملا بدلا گیا --- پریہا میم ----- سے

اسکی بات پر مشال مسکرادی ---- اور وہ بھی دانت پیس کر پائوں زمین پر مارتا اندر آیا ---- ---- اب یہ تو چلتا رہے گا

کیسا رہا سفر ----- اور تم دونوں کے ناک کیوں سرخ ہیں ---- مشال کے پوچھنے پر ----- دونوں کے قہقہے لگے

کھا کے آئی ہے دو ---- شہروز نے مزاق اڑایا ---- دونوں نے فکرمندی سے پریہا کو دیکھا ---- ---- جو خود ہنس رہی تھی

---- کھاکے آیا ہے میرے ہاتھوں کا---- اسکے ساتھ دراب اور پریہا کے قہقہے گونجے

---- مشال بیچاری ابھی پریشان سی شہروز کے سرخ ناک کو دیکھ رہی تھی

چھوڑو دونوں --- جائو آرام کرو میں دونوں کے لیے دوائی لیکر آتی ہوں باقی کی باتیں صبح ----- کرنا

وہ انہیں ھدایت دیتی دونوں کے لیے دوائی لینے چلی گئی ---- اور پھر شہروز تو چلاگیا پر ---- پریہا دراب سے کچھ باتیں کرتی --- اور اسکا معصومہ کے بارے میں پوچھنے پر بتاتی ----- اپنے روم میں آئی ---- جہاں ٹیبل پر معصومہ کا ٹیڈی دیکھ کر آنکھیں نم ہوگئی ------ حیا کو آنے کا بتاتی اپنے پاپا کو کال کی

.....

سگریٹ کے گہرے کش لیتا بیڈ پر دراز آنے والے لمحوں کے نشے میں مدہوش تھا ----
کتنے دن بعد وہ اسے محسوس کریگا --اسکی خوشبو جو اس پر شراب سے بھی گہرا نشا کرتی تھی اسے اپنے اندر اتارے گا -- اسے قریب سے پاس دیکھے گا --- اسکا خوف سے سفید معصوم چہرا جنبش کرتی خمدار پلکیں ---- پھڑپھڑاتی سرخ گلابی پنکھڑیاں ---- پھولے ------ بھیگے رخسار

---- وہ سوچ کر پراسرار سا مسکرا رہا تھا

وہ گھم تھا اپنی دنیا میں اپنی مدہوشی میں اس کی نیلی سمندر سے بھی گہری وحشت بھری ------آنکھیں تڑپ میں یہاں وہاں بھٹکی

اسکی وحشت بھری آنکھیں شہریار ملک کو تڑپتا دیکھنا چاہتی تھی --- وہ اسے تڑپانا چاہتا تھا ---- جسنے اسے دلدل میں ڈالنے والے کو ہوش ڈلایا اور اسے چھپے گند کو دنیا کے سامنے لایا ---- اس پر واضح کیا کہ وہ ایک ناجائز ہے ---- اگر شہریار کمیل کو سیدھا نا کرتا تو شاید آج وہ چھپ کر جی رہا ہوتا گھم ہوتا اپنی زندگی میں کسی کے سامنے اسکی پہچان نا ہوتی

کوئی اسے حقارت سے نا دیکھتا --- ناہی وہ باہر جانے، لوگوں کی آنکھوں میں دیکھنے سے ڈرتا نا وہ یہ سوچ سوچ کر چھپا رہتا کہ اسے گند سمجھ کر مار نا دیں ---- ناہی یہ خوف ---- اسے ہوتا

نیلی آنکھیں چھپ چھپ کر کونے میں دبکی ہوتی تھی خوف سے ---- سہمی ہوئی --- ----- موت کے ڈر سے لوگوں کی وحشت سے

وہ کب کا شہریار کو تڑپا چکا ہوتا بہت موقعے تھے اسکے پاس --- پر جب نیلی آنکھیں سبز خوفزدہ سہمی آنکھوں سے ٹکرائی ----اسے اپنا آئینہ دیکھا گئی ----وہ بھی تو ایسا تھا سہما ڈرا خوفزدہ --- وہ بھی ایسی تھی سہمی ڈری وحشتزدہ معصوم سی معصومہ ---- جسکی خوفزدہ سبز ----آنکھوں کی پرچھائی اس پر پڑی اور خود میں جکڑ گئی

اسے تڑپا گئی --- اپنے کمسن حسن سے مدہوش کر گئی ---- وہ حسین تھی بے حد حسین ---- آج بھی اسے یاد تھا کب وہ ہارا تھا ---- شہریار کی بیٹی کے سامنے ---- کب وہ ---- تڑپا تھا دوسری جھلک دیکھنے کے لیے

وہ تو پاکستان اپنے کام سے آیا تھا اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں --- وہ مری میں ایک شاندار ---- ہوٹل میں رہائش پذیر تھا

دن کے بارہ بج رہے تھے جب وہ باہر اسے ہی واک کے لیے نکلا اور چلتے چلتے کافی دور ---- نکل آیا ---- اسنے ہڈی پہنی ہوئی تھی --- اس لیے کوئی اسے پہچان نہیں پارہا تھا

وہ لوگوں اور لڑکیوں کے دماغ میں کیا حیثیت رکھتا تھا اس سے خود واقف تھا ---- اور اپنی وجاہت پر سنلٹی کے آگے حسین ایک سے بڑھ کر ایک لڑکیوں کو اپنے قدموں میں پایا تھا ----

وہ تھا ہی ایسا جس پے چاہے اپنی صرف ایک نظر ڈالے تو وہ اپنے آپ کو کسی سے کم نا سمجھے ---- وہ اپنے آپ کو مغرور حسینہ مانے کیونکہ سالار ملک نے اس پر اپنی نظر بخشی ------

وہ اپنے ہی خیالوں میں گھم چل رہا تھا جب اچانک ہوا کے جھونکے کی طرح چوڑے مضبوط سینے سے روئی نما مہکتا وجود ٹکرایا ---

وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی خود کو بچانے کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی اسکی باہوں میں ----- اسکی مضبوط حصار میں ----

چپ --- وہ دھاڑا ------ اور معصومہ خود کو زمین سے اوپر پاکر خوف سے دیکھنے لگی چپ ہوکر سانس روکے ----- ---

ہڈی میں چھپی نیلی آنکھیں جب خوف سے پھٹی سبز آنکھوں سے ٹکرائی سب کچھ تھم سا گیا مردہ دل چیخنے لگا ---- پل میں وہ ہاتھ میں تھی ابھی وہ اسے محسوس کرتا یہ جانتا یہ ---- حقیقت ہے اسکے لیے آسمان سے گری کوئی جھیل جیسی آنکھوں والی پری

پر تب تک کسی نے روح کھینچ نے کے انداز میں اسے باہوں سے لیا ---- وہ جو اپنے حصار میں لیے ابھی اسکی سبز جھیل میں اپنے نیلے سمندر کو بہا کر سیراب ہونا چاہتا تھا ----- پر کسی نے بے دردی سے چھین لیا بغیر اسکی ویران دنیا میں شور کرتی حالت کی ---- پروہ کیے

---- وہ اسکے چھینے پر غصے سے چیختا جب اسکے کانوں میں الفاظ پڑے

دیکھو میرا بچا ری آپی نے پکڑ لیا ---- آپ چلو اب کچھ نہیں وہاں ---- وہ کیا کہہ رہا تھا ----- کس بارے میں کہہ سالار کچھ نا سمجھا ---- اسنے سنی وہ آواز اور وہ تھی شہریار کی

شہریار ملک ---- اسکے لب ہلے اور وہ اسے مہکتے وجود اس حور کو پہچانتا ------ اسے جاتا ---- دیکھتا رہ گیا

--- م---ع---ص---و----ہ----- لفظ جدا جدا ہوکر عنابی لبوں سے ادا ہوئے

----- پھر نا وہ اس سے الگ ہوا اور نا ہی ہونا چاہا

اسے مل گئی تھی اپنی منزل ---اپنی بے سکونی ---- اپنی تڑپ ---- وہی تھی اسکی ---- سب کچھ اسکی لٹل گرل

جب پہلی بار وہ اسکے قریب ہوا تو جانا نشہ کیا ہوتا ہے ---- بے سکونی کی دوا بھی ہوتی ہے ----

پھر ایسی کوئی رات نہیں تھی جب وہ اکیلی ہو اور سالار پاس نا ہو ---- پر اسکی ایک ہی سدا ہوتی تھی "میرے پاس آؤ میں اکیلا ہوں ---- چھپالونگا تمہیں" اسکی سرگوشیوں پر سبز ---- جھیل سے آبشار بہہ نکلتا

---- روح کپکپا جاتا اسکی شدت جنونی آواز پر

ایکسکیوز سر ----- مردانہ آواز خاموش فضا میں گونجی اور سالار کو خیالوں سے حقیقی دنیا ---- میں لائی

----- وہ ایسی گستاخی پر اسے چیرپھاڑ دیتا ------ اگر جو کام تھا وہ امپورٹنٹ نا ہوتا

ہونہہ ------- وہ اٹھ بیٹھا اور انگلیوں کو جلاتا سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا ---- اسکا ----- ملازم صرف دیکھ کر ہی اسکے صبر اور انگلیوں پر کو جھرجھری لے اٹھا

سر آپکی وش کو ریسپیکٹ کے ساتھ پورا کرلیا گیا ہے ---- فرسٹ مارننگ ٹائم آپکا ہوگا ------ وہ سر جھکائے بولتا اسے مسرور کر گیا ---- اس لیے نہیں کہ اسکی بات مان لی ------گئی--- بلکہ اسلیے کہ اب وہ دن میں بھی سامنے روبرو ہوگا

مضبوط کلائی میں بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھتا ---- اسے جانے کا اشارہ کرتا اٹھا -----لبوں پر پراسرار تبسم تھا ------پور پور شرسار تھا -----پر آنکھیں بے چین

.....

نانو آپ یہیں سوجائیں پپ---پلیز---- وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے پاس بیٹھی عائمہ بیگم سے ---- بولی

ہاں ہاں میری جان میں یہیں ہوں ---- پریہا کے جانے کے بعد وہ کافی مشکل سے چپ ہوئی تھی ---- ابھی شہریار اسے لیٹا کر گیا تھا بیڈ پر ---- اور عائمہ بیگم ساتھ تھی

ابھی بھی چپ ناکرتی پر پریہا کے کال کرنے اور اسے دلاسے ہمت دینے کا درس نا دیتی ----- مشال سے بات کی اور اسنے بھی اسے طاقتور اور ہمت والی بننے کا کہہ تھا کہ

دوسری دفعہ جب میں کال کروں تو مجھے ہماری بہادر معصومہ چاہیے ۔۔۔۔تو وہ اسے شہریار سے بات کرکے اپنے پاس لے آئے گی ۔۔۔۔ اور یہاں پڑھائے گی ۔۔۔۔اس لیے جب ۔۔۔ سے اسنے چپ کی تھی اب رات ہوئی تھی

اور رات ہوتے ہی اسے اس بھوت کا ڈر لگنے لگا تھا ۔۔۔ اس لیے عائمہ بیگم کو ساتھ رہنے ۔۔۔۔ کا کہہ رہی تھی

۔۔۔۔کہاں بیٹا ۔۔۔۔اسے بیڈ سے اترتا دیکھ کر عائمہ بیگم نے پوچھا

ششش۔۔۔۔ نانو آواز نہیں کریں ۔۔۔۔ وہ اسے انگلی منہ پر رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ سبز آنکھوں کو پھیلا یہاں وہاں اشارہ دینے لگی

اور عائمہ بیگم نا سمجھی سے چپ ہوگئی ۔۔۔بلکہ منہ پر انگلی رکھ لی ۔۔۔۔ اور وہ ٹرائوزر ٹی شرٹ میں سنہری لمبے بال کمر پر بکھرے ۔۔۔ ننگھے سرخ پائوں کو قالین پر آہستہ سے رکھتی ۔۔۔۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر اسکا جائزہ لینے لگی ۔۔۔۔ وہاں کچھ نا ملا تو پھر ٹیرس پر آئی نیچے لان میں گارڈز کو دیکھتی واپس اسکا بھی سلائیڈ ڈور بند کردیا اور پردے برابر ۔۔۔۔ کردیے

پھر اسکے نازک قدم کھڑکی کی طرف تھے --- جو پیچھے باغیچے میں کھلتی تھی ---- پر وہاں ---- ابھی لائٹ آف تھی اس لیے آنکھیں بند کرتی کھڑکی کپکپاتے ہاتھوں سے بند کرلی

----- کیا ڈونڈھ رہی ہوں بچے ----- عائمہ بیگم مدھم سا بولی

ششششش نانو بات نا کریں بب-- بھوت بھاگ جائے گا --پھر آپ پپ--پکڑیں گی کیسے ---- ---- وہ کچھ خفگی سے کہنے لگی

اور باتھ روم کا مکمل جائزہ لیا ---- عائمہ بیگم ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی ----- بھائی ---- کونسا بھوت

ارے آپ نہیں سمجھیں گی ---- وہ پورا روم بند کرتی کھڑکی اسکے برابر کرتی بیڈ کے نیچے --- ہر جگہ اور جب تسلی ہوئی کہ اب کچھ نہیں تو آرام سے چڑھتی بیڈ پر آئی اور کمبل ----- لے کر لیٹ گئی

کک--- کچھ نہیں تھا ---- وہ سانس لے کر ریلیکس ہوئی اور کروٹ لیتی عائمہ بیگم سے چمٹ گئی ----اور عائمہ بیگم بھی مسکراتی سر پر بوسہ دیتی بالوں میں انگلیاں چلانے لگی

----- نانو ری آآ--آپی سو گئی ہوگی --- وہ سر اسکی گود سے نکال کر دیکھکر پوچھنے لگی

ہاں بچے دس ہوگئے ہیں ---- پریہا بھی سوگئی ہوگی ---- وہ ٹھک گئی ہیں نا سفر سے ----- اب آپ بھی سو جائیں ----اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی محبت سے چوڑ لفظوں ---- میں گویا ہوئی --- اور معصومہ غنودگی میں جاتے صرف ---- ہمممم ---بولی

مما اب چلیں آپ بھی آرام کر لیں معصومہ سوگئی ہے --- کافی دیر بعد پری آئی اور گود میں سوتی معصومہ کو تکیے پر آرام سے سر رکھتے عائمہ بیگم سے مخاطب ہوئی --- معصومہ ---- کے نرم ڈبل بیڈ پر اسکی کمر میں درد ہوجاتا تھا اس لیے پری بولی

ہاں بچا ذرا سہارا دو تو اٹھوں ---- پری جو کھڑکی سلائیڈ ڈور جو معصومہ پہلے ہی لاک کر چکی تھی --- چیک کرتے اسکے پاس آئی اور سہارے سے اٹھا کر لائٹ آف کرکے لیمپ کی ---- مدھم روشنی کمرے میں پھیلائے دونوں دروازہ بند کرتی باہر آئی

--- بچا ذرا خیال کرنا بچی چیخے نا رات کو ---- وہ بیڈ پر بیٹھ کر ھدایت دینے لگی

جی مما --- وہ سر ہلاتی ---- لائٹ آف کرتی زیروبلب کی روشنی بکھرے دروازہ بند کرتی ----- --- اپنے روم میں آئی

.....

---- سوگئی گڑیا ---- شہریار لیٹے پوچھنے لگا

جی سوگئی ہے --- میری مشال سے بات ہوئی پریہا اور شہروز نے شاید ایک دوسرے کو پنچ ---- مارے ہیں ----- دونوں کی ناک سرخ ہے

.----- وہ فکرمندی سے بتانے لگی ---جس پر شہریار مسکرادیا

ایک شیر ہے تو دوسری سوا شیر ----ظاہر ہے ایک جنگل میں دو شیر تو حکومت نہیں کر ---- سکتے نا

جیسے اس گھر میں میری شیرنی کی حکومت ہے ----یہ بیچارہ شیر تو نام کا رہ گیا ------ اسکے نائٹ میں جلملاتے سراپے کو دیکھتے بھاری آواز میں گویا ہوا ---- پری اسکی لو دیتی ---- نظروں کو اگنور کرتی بیڈ پر آئی اور خود پر کمبل ڈال کر سونے لگی

بڑے ہی لوگ نخرے شخرے دیکھا رہے ہیں ----- وہ اسکے اوپر سے کمبل دور پھینکتا ----- اس پر جھک کر ابرو اچکائے بولا

شہریار سونے دیں --- بہت ٹھک گئی ہوں ---- اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی پیچھے کو دھکیلتی ---- منہ بناکر بولی

ایسے ہی جانم میری نیندیں اڑا کر ---- وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر معنی ------ خیزی سے بولا

اب کچھ شرم کر لیں بیٹیاں جوان ہوگئی ہیں ---- آپ ابھی بھی ویسے ہی ہیں بے شرم ------ ------ اپنی گردن کی شہ رگ پر اسکا لمس محسوس کرتی کچھ شرم ہی ڈلانے لگی

ہاہاہاہا----- جانم اس میں ہمارا کیا قصور --ہم بھی تو ابھی جوان ہیں ---- آپ صرف ---- ہاں کریں ابھی کے ابھی اٹھارہ بچوں کے ڈھیر لگا دوں

---- شیر یییییی----- اسکے جملوں پر وہ چیخی ---- یس مائے ڈارلنگ آئی ایم ہئر

----- صرف اجازت دو ---- وہ پھر سے شوخ ہوا

آپ کبھی نہیں سدھر سکتے ---- وہ اپنے گرد مضبوط ہوتے حصار کو محسوس کرتی بے بس ---- ہوئی

سچ میں کبھی بھی نہیں ----- بوڑھا ہوجاؤں گا تب بھی نہیں ---- وہ شدت بھری ----- جسارت کرتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا

اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کردی ----- اور پری بچاری کب جیتی اس شیر سے وہ تو صرف ------ نام کی ہی شیرنی تھی

.....

آج وقت جیسے اسکے صبر کا پیمانہ آزما رہا تھا ---- وہ بار بار گھڑی کو دیکھتا ---- اور اس پتا ---- تھا پاکستان کا آدھا حصا دو سے پہلے ہی بستروں میں دبکا گہری نیندوں میں ہوتا تھا انتظار تو وہ کل سے کر رہا تھا ---- جب اسکی لٹل گرل اکیلی سونا چاہتی تھی ---- وہ بہت خوش ہوا اور جانے کا فیصلا کیا پر -- پریہا شہریار نے سارے جذبوں پر پانی ڈال دیا

وہ اکیلی سونے والی تھی پر اس نے زبردستی اپنے ساتھ سلایا ---- وہ نہیں جانتی تھی کہ کتنا تڑپایا تھا اسنے ایس ایم کو ---- اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا یا وہ اسکی ایم کے لیے اتنی خاص نا ہوتی تو شاید دو انگلیوں کے بجائے وہ اسے اپنے ایک ہاتھ سے ہی خاک کردیتا

اس وقت وہ اپنے پاکستان والے بنگلے میں تھا --- کسی کو خبر نہیں تھی کہ سالار پاکستان ----- میں ہے ---- صرف اسے اور اسکے مینیجر کو ----- جو امریکہ میں تھا

لوگوں اور میڈیا کی آنکھوں میں وہ بہت مہارت سے ڈھول جھونک دیتا تھا ----پرسوں بھی ----- اسکی فلائٹ یورپ کی تھی پر وہ خود پاکستان میں موجود تھا

ایسا ایک بار نہیں ہوا ہے کئی، ہزار بار ہوا ہے ---- ایس ایم کو سمجھنا کسی کی بس کی ---- بات نہیں ہوتی تھی

ملک خاندان سمجھتا تھا ایس ایم کو کچھ پتا نہیں پاکستان میں کیا ہورہا رہے ملک خاندان ---- میں کیا ہوتا ہے اور کون کون کس گھٹن میں سانس لے رہا ہے

---- وہ سب جانتا تھا انکے سانس لینے کتنے وقت میں خارج کرنے کا وقفہ

---- وہ صرف سوچتے تھے ایس ایم پہلے ہی جانتا تھا

پر لگتا یہ تھا کہ وہ سب سے انجان ہے کسی کو نہیں جانتا ---- کون انکا ہے اور کون ----- دشمن

وہ غصے سے اٹھا اور ہاتھ میں پہنی واچ کو نیچے پھینک کر اپنے بھار شوز سے ٹکروں میں ----- تقسیم کردیا

------ عارز------- آخر کتنا ویٹ کرتا ---- دھاڑ اٹھا

عارز جو چوبیس سال کا لڑکا اسکا پاکستان میں ملازم تھا موبائل پکڑے پیغام کی وصولی کے ---- انتظار میں تھا اسکی دھاڑ پر ہڑبڑا اٹھا

----- یہ لڑکی خود مرے گی سبکو بھی مروائے گی ----- موبائل کو گھور کر اٹھا

--- یس ایس -- بھاگتا اوپر اسکے روم کے ڈور پر آیا ---- اور سر جھکائے پوچھا

--- بتادو --- آرہا ہے --- اب کوئی بکواس یا کچھ بھی نہیں سنوگا

کہتا ڈریسنگ روم میں آیا اور وہاں سے بلیک ہڈی پہنی اور باہر آیا ---- رات میں اسکی نیلی آنکھیں چمک رہی تھی پراسرار سی چمک ---

وہ کیا کہتے اسکے حکم پر سر کو خم دے کر سائیڈ ہوگیا اور اسے مغرور بادشاہ کو ناک کی سیدھی میں سیڑھیاں اترتے دیکھ ---کندھے اچکا کر میسج ٹائپ کیا اور موبائل جیب میں ڈالکر پیچھے بھاگا ----

.....

رات کے دو بج رہے تھے --- ہر طرف خاموشی اور سکوت چھایا ہوا تھا ---سب لوگ اپنی میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے --- شہریار پیلس میں بھی سب گہری نیند میں تھے --- عائمہ بیگم کی کافی محنت اور محبت سے اسکی آنکھ لگی تھی ---- نتیجاً وہ ابھی گہری نیند میں

--- تھی

اور اس گہری نیند کے باوجود اسے اپنے بالوں میں وہی خوفزدہ لمس محسوس ہوا --- جس کی سرسراہٹ اسے کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی -- اسکی خمدار پلکوں میں جنبش ہوئی --- -- جب کان میں سرگوشی ہوئی

معصومہ" ---- گھمبیر بھاری سرگوشی سے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں وحشت سے سرد لہر" ---- اٹھی

یہ کیسے ہوسکتا ہے میں تو پورا روم چیک کر کے سوئی تھی ---- اسنے دل میں سوچا --- --- بدن پر لرزا طاری ہوگیا تھا

کوئی جیسے اسے سولانے کی کوشش کررہا تھا --- وہ بھوت ہے --- لب پھڑپھڑائے ----

Little girl.....

---- اسکی پھڑپھڑاہٹ پر عنابی لب مسکرائے --- اور جھک کر کان کے قریب بولا

Your green beautiful eyes made me crazy little girl .....

بھاری سرگوشی نما آواز اسکی سانسیں روک گئی ۔۔۔۔ آنکھوں کو سختی سے میچلیں اور مٹھیوں ۔۔۔۔ سے بیڈ شیٹ کو مضبوطی سے جکڑا

Papa please come....

لفظوں کے ساتھ آنسوں بہہ نکلے رخسار کو نم کرنے ۔۔۔ وہ چیخنا اور چلانا چاہتی تھی پر ۔۔۔ سانسوں کی آواز سے خوفزدہ ہوتی چپ چاپ آنکھیں بند کیے پڑی تھی

وہ جو اسکے پاس بیٹھا اسے مدھم روشنی میں کمبل میں لپٹے کانپتے وجود کو دیکھتے اسکے سنہرے بال تکیے کے ساتھ اسکے چہرے کو چھپائے کسی حسین منظر کی طرح اسے پیش کر رہے ۔۔۔۔ تھے ۔۔۔ اور وہ مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا

Don't Cray baby just feel me I'm in your heart and mind ...

وہ بغیر اسکے رخسار کو چھوئے اسکے آنسوں صاف کرنے لگا ۔۔۔۔ نا وہ محسوس کرسکی اور نا ۔۔۔۔ ہی ایس نے اسے ڈرایا

معصومہ لرزتی پسینے میں نم تھی ---- کوئی بہت قریب تھا آنکھوں کے اوپر سایہ سا محسوس ہورہا تھا --- چہرے سے سرکتے بال ناک کی نتھنوں سے ٹکراتی مہنگی پرفیوم کی خوشبو ----

--- اب یہ پتا نہیں تھا انسان ہے یا بھوت

سالار بہت قریب سے اسکی خوشبو کو نشے کی طرح خود پر طاری کرتا آنکھیں موندیں سکون حاصل کر رہا تھا ---- پتا نہیں کب تمہیں اپنے دسترس میں لاؤنگا ---- مجھے دیں گے بھی کہ نہیں ----

---- اگر نہیں ملی تو کوئی دکھ نا کرنا ماں باپ سے جدا ہونے کا

Because you are mine little girl ..... I'm your , always your ...S only for M...and M only for S ...(S.M)..

معصومہ کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا --- سرگوشیاں مزید ہورہی تھیں پر اسکا معصوم چھوٹا سا دل اچھل کر سینے سے باہر کو آرہا تھا --- ہاتھ بڑھا کر ساتھ پڑا تکیہ آہستہ سے اٹھایا ----

آہہہ---- چیخ کے ساتھ اٹھتی مارنا چاہا ---- پر سبز آنکھیں خوف سے پھیل گئی کپکپاہٹ پورے وجود پر شروع ہوئی اشک رواں ہوا جھیل سے ---- وہ سمٹ گئی جب سامنے کچھ نا دیکھا منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی چیخیں حلق میں دبانے لگی ---- کمرے میں وہی --- مدھم روشنی وہی بند دروازہ باتھروم ڈور بند سلائیڈ ڈور اس پر پردے گرے

کچھ بھی ایسا نا تھا --- نن-- نہیں ---- اچانک کھڑکی کے آدھے کھلے پٹ پر نظر پڑی تو --- بے ساختہ منہ سے نکلا

مم--- مطلب بب--- بھوت نن--- نہیں ہے --- سچ میں کوئی ہے ---- وہ بیڈ سے --- سرکتی پیچھے کو ہوتی فق زرد چہرے سے بڑبڑائی

---- خوف سے منہ پر ہاتھ رکھ کر تیز تیز رونے لگی

کک---کوئی یی--یقین نہیں ---کرتا --- سب پ--پاگل سمجھتے ہیں --- کوئی ہے پاپا ----- وہ بیڈ سے نیچے اتر کر نیچے بیٹھی ---- اور ڈر سے نیچے چھپ گئی ---- کسی کو کیا ---- بتاتی کوئی سمجھتا نہیں تھا

مم---مینے یی--یہاں نہیں رہنا --- مجھے ماریں گے ----- بیڈ کے نیچے سمیٹی پڑھی خود ---- کو بچانے کی ناممکن سی کوشش کر رہی تھی

آنکھیں مسلسل بہہ رہی تھی ---- چہرا ہاتھوں میں چھپا کر سسکیاں گھوٹنے لگی ---- پر ------ ہچکیوں کا کیا کرتی

اسکا پور پور کانپ رہا تھا کہ اسکے کمرے میں سچ میں کوئی تھا ---- مطلب کوئی انسان جو ----- اسے سچ میں چھپانا چاہتا تھا

---- مجھے نن--- نہیں جانا مما پاپا ---- مجھے چھ---چھپالو

خاموش کمرے میں اسکی گھٹی گھٹی سسکیاں اور ہچکیوں کے ساتھ سرگوشیاں گونج رہی ----- تھی

.....

**********.

پارکنگ ایریا میں گاڑی رکی -- تو معصومہ نے سامنے اسلام آباد کی مشہور یونیورسٹی کی مغرور اپنے آب و تاب سے کھڑی اس عمارت کو دیکھ اپنے لب کچلے ---جہاں کئی سٹوڈنٹس ----- اندر جارہے تھے

خود کو اندر پاتے سب کے بیچ یہ سوچ کر ہی ننھہ دل سکڑنے لگا تھا --- سرخ و سپید ---- معصوم چہرے پر ننھے موتی نمودار ہوئے

پہلے پریہا ساتھ تھی اب کوئی نہیں ---- وہ صبح ہی اٹھ کر ناشتے کے بعد منہ بناتی تیار ہوئی --- یونی کے لیے --- اسنے رات والا واقعہ کسی کو نہیں بتایا --- ایک تو یقین کوئی ----- نہیں کرتا دوسرا اپنے ماں باپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی

تیار ہوکر عائمہ بیگم (جنکو پریہ کے مما کہنے پر پریہا نے نانو کہنا شروع کیا اور مرحوم عالیہ بیگم کو دادو -- پھر اسے دیکھ کر معصومہ بھی یہی کہنے لگی --اور کسی نے روک ٹوک نا کی تو اسی طرح عالیہ بیگم دادو اور عائمہ بیگم کو نانو کہہ کر اپنی فیملی مکمل کرلی ---)کی دعائیں لی اور پریہ شہریار کی محبت کے لے کر گاڑی میں بیٹھی --- اور ایک گارڈ اور ڈرائیور -----کی نگرانی میں ابھی وہ یونی کے سامنے گاڑی میں بیٹھی کھوئی ہوئی تھی

---- اسکے سکون سے جانے کے بعد شہریار نے بھی اپنے فرض کی راہ لی

میڈم یونیورسٹی آگئی ---- گارڈ نے گاڑی کا ڈور کھول کر ادب سے اسے ہوش کی دنیا میں ----پٹکہ

ہاں---ہاں---- بھاری آواز سن کر وہ بوکھلائی اور زور شور سے سرہلا کر بلیک لمبی سی چادر جس سے خود کو چھپائے آئی تھی ---- (وہ ایک لڑکی تھی کم عمر تھی تو کیا -- تھی تو وہی عورت ہی نا----اور لوگوں کی نظروں ڈر خوف نے اسے پہلے ہی سمجھا دیا تھا حیوانوں کی سوچ کا--- اور اپنے اوپر پڑنے والی ہر نظر کو پہچانے لگی---- وہ معصوم خوف بھی اسی

سے ہی کھاتی تھی --- یہ بھی سمجھتی تھی اسکے پاپا نے کیوں اسے چھپایا --- اور ان سب کا مطلب سمجھتی --- خود کو چھپانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی گئی تھی --) چادر کے کونے سے پسینہ صاف کرتی اللہ کے نام سے باہر نکلی ---

میڈم ہم چھٹی سے پہلے آجائیں گے --- وہ اپنی اس چھوٹی میڈم کے ڈر سے واقف تھا اسلیے اسکے گلابی سہمے چہرے پر ذرا سی نظر ڈالکر نیچے دیکھتے بولا ---

ٹھ-- ٹھیک ہے --- اب وہ کیا کہتی ---

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بڑی سی چادر میں چھپی --- گلابی چہرے پر رقص کرتے سنہری بالوں کو بے دردی سے کان کے پیچھے کرتی چڑ کربولی ---

ااا---ایک تو سٹوڈنٹس بڑھ گئے ہیں اوپر سے میرے بب--بال ----ایی--- غصے سے مدھم آواز میں چیخی ----

نن--- نہیں اب جو بھی ہوگا د-دیکھا جائے گا ----- وہ خود میں حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی ----

اور مین گیٹ سے اندر آئی ذرا سی نظریں اٹھائیں اور سامنے گراؤنڈ میں سٹوڈنٹس کی بھیڑ ، ٹولے یہاں وہاں پھیلی دیکھ کر ہڑبڑائی نظریں نیچے کرلیں ---- ہرکوئی خوش گپوں ہنسی ---- مزاق میں مصروف تھا ---- اور کچھ کی نظریں اس پر ٹکی

--- آپی ---- وہ ابھی اور قدم آگے بڑھاتی جب پیچھے کسی بچے کی آواز آئی

اسکا بڑھتا قدم تھما ہوا میں ---- نن--- نہیں مجھ سے نہیں ---- اسے کون پکار سکتا --- ہے وہ بھی کوئی بچا اور ویسے بھی ہزاروں کی تعداد میں یہاں اپیاں ہیں

وہ پھر سے قدم بڑھانے لگی جب وہی پکار آئی ---- آپی ہم آپ سے ہیں ---- وہ بچا سامنے آیا ---- یہ تو کینٹین والی کا چھوٹا بھائی تھا منا ---- بمشکل ظاہر ہوتے اسکے ---- چہرے پر نظریں پڑی

سوچ تو یہی تھی پر نظریں ہاتھ میں موجود سرخ ، گلابی انتہائی خوبصورت پھولوں کے بکے پر ---- تھی جسے وہ بمشکل سنبھالے ہوا تھا

آپی سنبھالیں اسے گر جائے گا ---- وہ شاک سب کی نظریں خود پر محسوس کرتی ---- بے ہوشی کے در پر تھی کہ وہ بچا پھر بولا

نن۔ ننہیں۔ ۔۔میں کیوں سنبھالوں خود سنبھالیں ۔۔۔۔ سٹوڈنٹس کی کھوجتی نظریں خود پر ۔۔۔پاتی ۔۔۔۔ نم آنکھوں سے گویا ہوئی

ان لاکھ آنکھوں میں کوئی گہری آنکھیں بھی دور سے اسکے گلابی معصوم چہرے کے تاثرات جانچ رہی تھیں ۔۔۔۔ اور بےتاب تھی اسکے جانلیوا لمس کو پھولوں پر محسوس کرنے کے ۔۔۔۔ لیے

معصومہ نے اپنے سینے میں دبکے بکس پر اپنی مضبوط پکر سخت کرلی ۔۔۔۔ دل تھا کہ پھٹنے کے قریب تھا کہ یہ حرکت کون کرکے اسے ڈرانا چاہتا ہے ۔۔۔ بے بسی سے آنسو ۔۔۔۔لڑھک کر پھولی گلابی رخسار پر گرے

منا بھی پریشان ہوگیا ۔۔۔۔ آپی یہ سمیہ آپی نے دئے ہیں پھول ۔۔۔۔ سٹوڈنٹس کا مجمعہ قریب ہونے لگا ۔۔۔۔ اور پھسر پھسر شروع ہوئی ۔۔۔۔ سرگوشیاں گھیرنے لگی ۔۔۔۔ دو ۔۔۔۔۔ وجود پریشان ہوئے تو دو آنکھیں خون آلودہ ہوگئی

آپی آپ رو رہی ہیں ۔۔۔۔ وہ بچا پریشان ہوا ۔۔۔۔ آپ روئیں نا میں سمیہ آپی کو بھیجتا ہوں ۔۔۔۔ انہونے یہ دیے ہیں

سمیہ کے نام پر معصومہ جھکے سر ٹھٹھکی ---- بدن میں جو کپکپاہٹ ٹانگوں میں لرزش ہو ---- رہی تھی انہیں قابو کرنے کہ لیے نیچے بیٹھی اسکے مقابلے

کک---کیا آپی س-- سمیہ ---- سمیہ پریہا کی کلوز فرینڈ تھی اور اسکا بھی کافی یا کافی --- سے زیادہ خیال رکھتی تھی

جی --- آپ روئیں نا میں انہیں واپس کردیتا ہوں ---- معصومہ نے ذرا کی ذرا اپنی جھکی ---- سبز سہمی نظریں اٹھائیں تو دل دھک سے اچھل اٹھا

اسے گھٹن ہونے لگی وہ سب اسے دیکھ رہے تھے---- دو--دو مجھے --- سہمی آنکھوں سے کپکپاتی لرزشی گلابی چھوٹے ہاتھوں سے تھاما ---- اسی دوران اسے کچھ ہوش نہیں ---- تھا کیا ہورہا ہے ---- وہ جلدی سے یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی

----- سرخ چہرے سے زبردستی پھیکا سا مسکراتی جھک کر اس بچے کے گال پر بوسہ دیا

اور اٹھ کھڑی ہوئی ---- اتنے قریب پھول ہونے کے باوجود ان میں سے کوئی خوشبو نہیں --- آرہی تھی

ویسے تو بڑی معصوم ہے پر میم کے لیے بکے آرہے ہیں وہ بھی سرخ پھول کے ----- ----- یہ تو پاگل تھی نا

ہاں پاگل ہے تو کیا ---- آجکل پاگلپن کون دیکھتا ہے --- حسن بھی تو جان لیوا ہے ---------- اچھے بھلے لڑکے دونوں شانوں چت ہوجائیں ---- چچچچ توبہ ہے

یہ وہ لڑکیاں تھی جو اپنے گریبان نہیں دیکھتی تھی پر سامنے والی جو بیچاری ایسی تھی بھی ---- نہیں اسے غلط قرار دینے لگی

--- معصومہ سنتی کپکپاتی قدم اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف اٹھانے لگی

مم--مجھے نہیں رونا چاہیے ---یہ تو اپیا نے دلئے ہیں ---- اپنے آنسوں صاف کرتی سر جھکائے قہقہے ہنسی تمسخرے سرگوشیوں سے دور ہونے کی وجہ سے بھاگی ---- بکے وہیں گرائونڈ میں پھینکتی -----اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف ہوئی ---کہ اچانک سامنے آتے وجود --- سے ٹکرائی ---- اور جلد سے خود کو سنبھالتی

---- اسکی خوشبو جو اپنی سی لگی تو پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی

آ--آپنے بھ--ی آپی کو نہیں روکا ----ابھی دیکھ رہے ہیں ---- وہ اسکے پریشان سے ---- چہرے کو دیکھتی شکواہ کرنے لگی ---- جس پر وہ مسکرادیا

ارے یہ تو پھر سے آگئی ------ ویلکم ٹو بیک ڈرپوک حسینہ ---- پاس سے گزرتے لڑکوں نے ہنستے ہوئے کہا جس پر عذر (بلال کا بیٹا) نے غصے سے اپنا پیر معصومہ کو ---- دیکھتے دونوں لڑکوں کے سامنے کیا

اگلے ہی پل قہقہوں کی بوچھاڑ ہوئی ----- دونوں شرمندہ منہ کے بل زمین پر پڑے تھے ----

--- معصومہ کی خوبصورت سبز آنکھیں پھٹی ہوئی تھی جب عذر بولا

--- ہنسو تاکہ انہیں پتا لگے سوئیٹ گرل ڈرپوک نہیں --- وہ اسکا سینئر تھا

اور اسکی آہستہ سے کہنے پر اپنے سامنے کھڑے اونچے لمبے اپنے کالی آنکھوں والے بھائی ----کو دیکھا ---- جو اسے ہنسنے کا اشارہ کر رہا تھا

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی ---- مجھے آنہیں رہی ---- کہتی سر جھکا گئی ---- اور عذر ---- اسکے ریلیکس چہرے کو دیکھ خود ریلیکس ہوا

وہ لڑکے شرمندہ سے اٹھ کر عذر کو دانت پیس کر دیکھتے جانے لگے --- کون کہتا اسے ----- کچھ جانتے تھے ----- اگر ایک کہتے چار سنتے پانچ کھاتے

کس بات کی بھیڑ ہے بھئی کہیں بریانی بھٹ رہی ہے تو مجھے بھی بتائیں دونگا لے آئوں ---- ----- کچھ بےتابی سے پوچھا گیا

---- سب ہنستے ہوئے یہاں وہاں بکھرے

---- بھ-- بھائی میں جائوں ---- وہ مدھم سا بولی

ہاں جائو اگر کوئی پروبلم یا کوئی تنگ کرے تو یہی سمیہ یا مجھے کہنا اور خود بھی رونا نہیں جم کے مقابلہ کرنا ---- ری نہیں تو کیا ہوا ہم تو ہیں نا ----- اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بولا

معصومہ ہاں میں سر ہلاتی ---- ننھے سے دل کو مضبوط کرتی جانے لگی ---- وہ سیڑھیاں ---- چڑھتی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آئی

---- رکو جانو ----- کلاس میں قدم رکھنے سے پہلے ہی سمیہ کی آواز آئی

---- اپنے دھک دھک کرتے دل کو کنٹرول کرتی مڑی

---- اور سبز آنکھیں سیڑھیوں کی جانب اٹھائیں تو مسکرا دی

سب سے ملی میرا دیا ہوا بکے بھی پھینک کر آئی ---- وہ سامنے اسکی خبر لینے آئی ---- ---- اور معصومہ اسکے جانو کہنے پر گلے لگی

---- اسکے لرزتے وجود کو محسوس کرتی پریشان ہوئی

سوری آپی ---- آہستہ سے معافی مانگی ---- آپ بھی تو اچھی ب۔بہنوں کی طرح دیتی ---- یوں بی ایف کے طرح د--دوگی تو مم--مجھے ڈر لگا ----مجھے لگا کسی نے مجھے ڈرایا ہے --- اور دوسری بات بہت گندے تھے خوشبو تو تھی نہیں اچھا تھا پھینک دئے ---- --- اسنے منہ بنایا

سمیہ نے اسے دیکھ کر قہقہہ لگایا ---ڈارلنگ ایسے ہی اپنی محبوبہ کو تنگ کر رہے تھے اور یہ منصوبہ میرا نہیں تمہاری آپی کا تھا ------- اور یار اچھا کیا پھینک دئے لگتا ہے اس ----آدمی کے آگئے تھے میرے پاس ---- معصومہ نے نا سمجھی سے دیکھا

کوئی تھا میں چہرا تو نا دیکھ سکی پر ٹکرائو کی وجہ سے وہ میرے پھول لے گیا میں اسکے ---- ----- دونوں سیم تھے فرق یہ تھا میرے خوشبودار تھے اور لڑکے کے پھیکے

اچھا اب تم کلاس میں جائو تمہارا نیو اینڈ موسٹ ہینڈسم ڈیشنگ پلس چارمنگ ٹیچر آرہا ہے ---- دیکھنا ضرور ---- وہ اسے پریہا کی طرح آنکھ مارتی چلی گئی ---- پیچھے وہ بیچاری گلابی ---- سے سرخ ہوگئی

مم--- میں کیوں دیکھوں --- ہوگا خوبصورت پر میرے پاپا سے زیادہ نہیں ---ہونہہ ---وہ ---- اسکی تعریف پر غصے سے بڑبڑائی

اور کلاس میں اپنے اوپر نظریں محسوس کرتی پریہا کی ہدایت پر فرسٹ سیٹ پر بیٹھی ---- ---- اور اپنے کتاب سینے میں دبکے سامنے رکھے

---- ساتھ بیٹھی لڑکی اسے گھور کر دیکھنے لگی

ارم اسکے ساتھ نا بیٹھو ایسا نا ہو تمہارے قہقہے پر ہی بے ہوش ہوجائے اور بریکنگ نیوز میں --- تم گلا پھاڑ ہنسنے والی چڑیل بن جائو ---- کلاس میں دبی دبی ہنسی گونجی

---- ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو --- وہ کہتی ایک جھکائے سر بیٹھی معصومہ پر نظر ڈالکر اٹھی

اور وہ انتہائی ضبط کرنے کے باوجود آنسوں لڑھک آئے ---- جنہیں چادر سے صاف کرنے --- لگی

---- اب وہ اکیلی سرگوشیوں کے بیچ بیٹھی تھی

سنو لڑکی ---- پیچھے سے اسی لڑکی نے پکارا --- جس کا معصومہ نے کوئی جواب نا دیا ---- بے حس احساسوں سے عاری لوگ کیا جانے کسی کے جزبات --- انہیں تو صرف وقت گذار اور تمسخرے مزاق اڑانے میں مزا آتا ہے ----- یہی معصومہ کے بھی ساتھ

ہورہا تھا ۔۔۔۔ کوئی اسکے حال سے واقف نا تھا سب مزاق اڑانے اور ہنسنے میں مصروف ۔۔۔۔ تھے

سنا تھا تم سائکیٹرس کے پاس گئی تھی پھر کیا کہا ۔۔۔۔ روم میں بند رہنے کا نہیں کہا کہ ۔۔۔۔ تم جیسے لوگ کی موجودگی سے ہم گھٹن اور پریشرائز ہورہے ہیں

وہ خاموش لب کاٹ رہی تھی ۔۔۔ جب اسکے کان میں کچھ لفظ پڑے اور اسے سر اٹھانے ۔۔۔۔ پر مجبور کر گئے

ہما تم کچھ زیادہ بول رہی ہو میں ابھی پرنسپل سے تمہاری شکایت کرنے جا رہی ہوں ۔۔۔۔ اریشہ جو پہلے دن سے ہی معصومہ سے دوستی کی خوائش مند تھی ۔۔۔ اسے وہ خاموش سبز آنکھوں والی خوبصورت لڑکی بہت پسند آئی تھی ۔۔۔ پر معصومہ کے زیرو نیچر اور ۔۔۔ ڈرا ہوا دیکھ کر خود میں ہمت پیدا نہیں کر پارہی تھی

۔۔۔۔ وہ ایسی تھی تو نہیں پر اسکی حالت خود دیکھ چکی تھی

۔۔۔۔ ابھی بھی سب کی نظریں اور تمسخرے سرگوشیاں سنتی آخرکار بول اٹھی

۔۔۔ تمہیں کیا ہوا جاؤ بتاؤ میں سچ ہی تو کہہ رہی ہوں ۔۔۔۔ ہڑبڑائی بولی

ہاں جا رہی ہوں اور یہ بھی بتائونگی تم اسکو ہراساں کر رہی ہو ---- وہ دونت پیس کر بولی ----

مم--مینے کب ککیا --- اریشہ تم کک--کچھ ایسا نہیں بولو گی ---- وہ ایک دم گھبرائی ---- اسکے راستے میں آئی

کیوں نہیں بولوں ہاں ذرا دیکھو اسکی طرف ---- کیسے تم لوگوں کی وجہ سے ڈری کانپ ---- رہی ہے

ہمیں اسکا ڈر ختم کرنا چاہیے یا اسے اور ڈرانا چاہیے --- کیا یہی انسانیت بچی ہے ہم میں کہ ایک بے بس انسان کو اور بے بس کرکے اسے اپنے لفظوں سے لہولہاں کردیں ---- ---- وہ اچھا خاصا تپ گئی

اوکے میں سوری کرتی پر تم کسی کو نہیں کہو گی ---- ٹھیک --- وہ بھی چالاک تھی جلدی خود کا بچاؤ کیا ---- اور معصومہ سے سوری کی ساری کلاس خاموش تماشائی بنی ---- ہوئی تھی

ہونہہ ---- سمجھتی کیا ہے خود کو معصومہ نا ہوئی کوئی بچی ہوگئی ---- چھوڑنا تو مینے بھی نہیں ہما سے سوری بلوایا ہے ---اب تم دیکھتی جاؤ ----وہ پیچھے جل کر سوچنے لگی

اب جاؤ اپنی اپنی سیٹس پر ---- وہ کچھ حکم سے کہتی اپنی سیٹ پر سے بیگ اٹھائے ---- معصومہ کے ساتھ بیٹھی

تھ--ین--کس---- معصومہ نے اسکا شکریہ ادا کیا سامنے بک پر رکھے اسکے ہاتھ کانپ ---- رہے تھے

---- فرینڈشپ ----- وہ اسکے تھینکس کو اگنور کرتی اپنا ہاتھ آگے کیا

جسے معصومہ دیکھا اور کچھ سوچ کر مسکراتی ہاتھ ملایا ---- اسکی ہاتھوں کی لرزش دیکھ ---- اریشہ نے اپنی پکر مضبوط کی

بی ریلیکس بیوٹی ---- اور اپنا تھینکس اپنے پاس رکھو مجھے نہیں چاہیے ---- مجھے تمہاری دوستی چاہیے کیونکہ ---- ایکدم اسکے سرخ (جو اسکی تعریف پر اسکا چہرا سرخ ہوگیا تھا) رخسار پر کس کیا ---مجھے تمہارا بلش کرنا بہت زیادہ پسند ہے ---- معصومہ سرخ لال ٹماٹر ---- ہوتی شرماکر ہنس دی

---- اسکی ادا پر اریشہ کا قہقہہ گونجا ---- لو یو مائے کیوٹ باربی

--- اسکے قہقہہ تب تھمہ جب کلاس میں قدموں کی بھاری آواز گونجی

.....

وہ آفس کی ونڈو (جہاں سے باہر گرائونڈ سے لیکر گیٹ کا منظر صاف نظر آرہا تھا ----) سے اسے اندر آتے دیکھ رہا تھا --- اسے اسکا یوں خود کو چھپائے چادر میں آنا بہت بھایا

من من بھر کے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی ---- پھر وہ ہر منظر اسکا رونا خوفزدہ ہونا اپنے پھولوں کو بغیر چھوئے پھینکنا اور سب سے بڑی بات اسکے ضبط کو ہلانے والا منظر اسکا یوں اس بچے کو کس کرنا ----- اسکی آنکھیں جو پہلے لال تھی ---- ان میں آگ سے ---- بھڑک اٹھی

غصے سے اسنے دیوار پر زوردار مکہ مارا ---جس سے ہاتھ کی نسیں پھول اٹھی ----- حال ---- تھا کہ سب کچھ تہس نہس کردینا چاہتا تھا ---- وہ اسکے لمس پر اپنا حق سمجھتا تھا

اسے اپنا بنانا چاہتا تھا ----- اسکے لیے جاکر اتنی محبت سے بکے لے آیا تھا پر اسنے کیا کیا ---- بغیر چھوئے بغیر یہ جانے کہ اسکے بغیر اسکے پھولوں اور انکے مالک کی زندگی کتنی ---- ہھیکی ہے ---- اسے ہی پھینک گئی

غم۔و غصے سے اسکا دماغ پھٹ رہا تھا جسے بمشکل کنٹرول کیے ---- کچھ دیر بعد وہ ----- کلاس لینے کے لیے نکلا ---- موڈ ویسے خراب تھا

.....

بیٹا ناشتہ تو ٹھیک سے کرلو ---- شہروز کو جلدی اور کم کھاکر اٹھتے دیکھ مشال نے ٹوکہ

نو مما بہت کھا لیا --- پہلے ہی بہت لیٹ ہوگیا ہوں لوگوں کی وجہ سے --- وہ پولیس وردی میں سر پر کیپ رکھتے بولا --- اور ایک نظری یونی کے لیے تیار بیٹھی پریہا پر ڈال کر ---- بولا

---- اور اللہ حافظ کہتے ڈائیننگ روم سے نکلتا چلا گیا

--- ہائے پاپا مجھے کون لے جائے گا شیرو تو جارہا ہے --- پریہا نے دراب سے کہا

بیٹا میں چھوڑ دونگا ---- اسکے پریشان سے چہرے کو دیکھتے پیار سے بولے ---- وہ بہت خوش تھے پریہا کے یہاں آنے سے --- اسے بیٹی بہت خوائش تھی ---- پر اسکے نصیب --- میں صرف ایک بیٹا ہی لکھا گیا --- جو اسے جان سے عزیز تھا

دراب کی خوائش تھی شہروز اسکا بزنس سنبھالے پر شہروز کو پولیس میں جانے کا شوق تھا تو --- دراب نے بھی اسکے شوق کو اہمیت دی --- اور خود بزنس سنبھالنے لگے

آپ کے ساتھ کبھی دوسرے ٹائم ، ابھی تو بیچارے شیرو کو دیر ہو رہی ہے ذرا اسکے ساتھ ---- جاکر اسے جلدی ڈیوٹی پر پہنچائیں

--- عہ کہتی چیئر پر لٹکے بیگ کو کندھے پر ڈالتی بھاگی

وہ دونوں مسکرائے محبت سے دیکھتے رہ گئے --- ایڈمیشن اسنے پہلے ہی کروا لی تھی --- --- اب صرف ریگیولر کلاسیں لینی تھی

تم کہاں ----- وہ پولیس جیپ میں ڈور کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ---- شہروز پہلے ---- دیکھ کر حیران ہوا پھر ذرا غصے میں بولا

---- جہاں تم وہاں میں ---- وہ چہات سے بولی

ابھی کسی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں جلدی اترو مجھے دیر ہورہی ہے --- وہ کرخت --- لہجے میں بولا --- پر وہ پریہا ہی کیا جس پر اثر ہو

اے ایس پی ---- اپنی حد میں رہو مت بھولو میجر کی بیٹی سے بات کر رہے ہو ---- اور ---- یہ بھی یاد رکھو وہ بلیک بیلٹ ہے ---- وہ اترائی

بڑے دیکھیں بلیک بیلٹ اور کافیوں کو سیدھا کیا ہے --- اب اگر اپنی خیر چاہتی ہو تو اترو ----- ورنہ میں اتاروں گا تو خود کی بے عزتی لگے گی

ہائے یہ تو میری خوائش تھی کہ ---- ایکدم کوئی غصیلا ہیرو تم بن جاؤ اور میں بیچاری سہمی محبوبہ ----- پھر ہماری شادی افففف مزید نہیں سوچتی ---- وہ بغیر اسکے غصے سے ----- سرخ چہرے کو دیکھتی اپنی ہانگنے لگی

تم تمام حدیں پار کر رہی ہو --- ایک لڑکی کو اتنا بھی بولڈ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دن خود ہی پچھتائے اپنے انجام سے ---- شہروز نے ایکدم اسے سختی سے بازو سے پکڑا اور قریب ---- کرتے سرد آواز میں بولا

ایک پل کے لیے تو پریہا بھی خاموش ہوگئی --- اور اسکی غصے بھری آنکھیں میں دیکھتی ---- اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرا کیے بے خوفی بولی

پریہا شہریار پچھتایا نہیں کرتی لوگوں کو پچھتانے پر مجبور کرتی ہے --- اور ہاں اگر تم اسے حدیں پار کرنا کہتے ہو تو سنو شہروز ملک کے معاملے میں پریہا شہریار اپنی تمام حدیں کب کی --- پار کر چکی ہے

---- اور یہ مت سوچنا میں ڈر جاتی ہوں اسے بونگے ڈائلاگز سے --- نو نیور

اسکی سانسوں کو خود پے محسوس کرتے شہروز نے اسے غصے کرختگی سے اسے پیچھے دھکیلا

--- جس پر وہ ڈور سے لگتی لگتی بچی تھی

اتنی بے عزتی کے بعد بھی وہ مسکرا رہی تھی ---- اسے دیکھے جسکا چہرا سرخ ہوچکا تھا

---- اسکی خود عتمادی اور بولڈنیس پر وہ کڑھتا جلتا غصے سے جیپ سٹارٹ کرنے لگا

پھر اسنے کوئی بات نہیں کی --- ایک تو صبح فون پر مجرم کے منہ نا کھلنے پر وہ پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا --- اوپر سے یہ ------ سارے راستے اسنے یہ تصور بھی نہیں کیا کہ اسکے ----- ساتھ کوئی دوسرا وجود بھی بیٹھا ہے

----- اور پریہا اپنی اتنی انسلٹ پر اندر سے بھڑک اٹھی تھی

--- یونیورسٹی کے سامنے جیپ روکی ---- تو پریہا اتری

لڑکی ہو تو لڑکی بن کر رہو ---- ایسا نا ہو منہ کے بل گرو --- اور ایک بات میرے سامنے اپنے ان بے لگام جزباتوں پر لگام دیا کرو ---- کیونکہ مجھے ایسی منہ پھٹ بے لگام لڑکیوں ----- سے سخت نفرت ہے ---- مس پریہا

وہ ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتا اسے اسے ساکت کرگیا ---- اور اسے کی حالت میں دیکھ کر اپنی جیپ کا ڈور بند کرتا ایک تمسخرے بھری مسکاں اچھالتا جہاز کی سپیڈ سے جیپ اڑاتا ---- چلا گیا

بہت خوب مسٹر اے ایس پی ---- سب کچھ سمجھادیا ---- تمہیں نفرت ہے نا مجھ سے --- تو دیکھ لینا اس نفرت کا انجام

---- بڑے پارسائی بنتے ہو لیٹس سی ---- پریہا شہریار کیا کرتی ہے

----- وہ کہتی مسکراتی مڑی

اللہ ہو اکبر ----- پیچھے کھڑی حیا سے ٹکرائی ---- اسے تو کچھ نا ہوا پر وہ بیچاری ٹکر کے ---- صدمے سے دل تھام گئی

۔۔۔ تمنے میرا سر پھاڑ دیا ری اللہ دیکھے تجھے ۔۔۔۔ ماتھا سہلاتی گھورنے لگی

کچھ نہیں ہوا اداکارہ اب یہ بانگیں اندر چل کر دو ۔۔۔ لیٹ ہورہے ہیں ۔۔۔۔ وہ کہتی اسے گھسیٹتی اپنے ساتھ اندر لے آئی ۔۔۔۔

.....

سالار کے کلاس میں قدم رکھتے قہقہے سرگوشیاں اور باتیں تھمی ۔۔۔۔ سب اسے اپنی پھٹی آنکھوں سے دیکھ کم گھور زیادہ رہے تھے ۔۔۔۔

اسکی مصنوعی شیو جس میں وہ کافی خوبصورت لگ رہا تھا ۔۔۔ ساتھ موچھیں ۔۔۔۔ وہ امریکن سالار کا لک چینج کرچکا تھا ۔۔۔۔ پر کم کیونکہ اسکی نیلی آنکھیں وہیں تھی ۔۔۔۔

سٹ پلیز ۔۔۔۔ وہ کچھ کرخت سا بولا ۔۔۔ سب اسکے سحر سے نکل کر ہڑبڑائے سیٹوں پر بیٹھے ۔۔۔۔

افففف ۔۔۔۔ کیا چیز ہے یار بالکل خوابوں کا شہزادہ ۔۔۔۔ سب سے پہلے ہما بولی ۔۔۔۔

ذرا تمیز کرو سر ہے ہمارا ۔۔۔۔۔

اوہ پلیز تم تو اب اپنا منہ بند کرو ہماری مرضی ۔۔۔۔ اسکے کہنے پر وہ کندھے اچکا کر رہ گئی ۔۔۔

--- سالار کی نظریں سب سے ہوتی اپنے سامنے بیٹھی دشمن جان پر ٹھہر گئیں

یہاں سلام کیا رواج نہیں کیا ----- اسنے معصومہ کے جھکے سر کو دیکھتے سب سے کہا

---- ---- تو سب شرمندہ ہوگئے

معصومہ اب سر اوپر بھی اٹھاؤ اور اپنے سر کے حسین مگر کرخت چہرے کو دیکھ کر سلام

---- کرو

---- اریشہ نے سب کے ساتھ سلام کرتی معصومہ کو بھی بولی

اریشہ کے کہنے پر اسنے نظریں اٹھائیں ----- سبز آنکھیں ایک بار پھر نیلی آنکھوں سے ٹکرائی

سالار کی بے تاثر نظریں ہونے کے باوجود اس میں ایسا کچھ تھا کہ معصومہ کی ریڑھ کی

---- ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی

کیا سچ میں وہ بےتاثر نظریں تھی ---- ہاں وہ تو بے تاثرات تھی ---- ت۔ ۔تو پھر مجھے

---کک---کیوں پسینے آرہے ہیں ---اسنے ماتھا پونچھ

معصومہ اٹھو یار سر آپ سے مخاطب ہے ---- اریشہ کے لفظ کانوں میں پڑے ----

---- اسنے سامنے دیکھا

آر یو اوکے مس ---واٹ از یور نیم؟ --- وہ اس سے مخاطب تھا --- پر لہجہ جیسے اسکی حالت سے واقف تھا ---

یار جواب دو ---- پیچھے دبی دبی ہنسی کو سنتی سامنے نیلی آنکھوں کو گھورتی معصومہ سے اریشہ بولی ----اور اسکا کندھا ہلا کر اسے ہوش کی دنیا میں پٹکہ ----

معصومہ جیسے خوف سے اس سرد سمندر کو اپنے گرد پٹتا دیکھ کر بدحواس سی ہوگئی --- اسکا چہرا سفید پڑگیا

یار کیا ہوا --- تم ٹھیک ہو --- اریشہ اسکی حالت دیکھتی بولی --- جس پر معصومہ اپنے حواس سنبھالتی اثبات میں سر ہلانے لگی ----

یی---یس سر آئی ایم اوکے --- معصومہ مم---معصومہ شہریار ---وہ جھکے سر بولی --- ہمم---- سالار صرف یہی کہا اور سب کا انٹروڈکشن لینے کے بعد اور کچھ باتوں اور ہدایات کے بعد کلاس آف ہوئی ---- جاتے ہوئے اسنے ایک نظر اس پر ڈالی -----

اسے پتا تھا وہ بمشکل اپنی حواسوں کی ڈوری تھامے بیٹھی اس لیے اس پر نظریں ڈالنے سے گریز کیا -----

معصومہ نے اسکے جاتے اپنا اٹکا سانس بحال کیا --- پتا نہیں ایسا کیا تھا اسکی آنکھوں ------ میں کہ بے خود وہ لرزنے لگی تھی ---- عجیب حصار تھا اسکا

افففف یار تم تو ایسے کھو گئی لگتا نہیں تھا کہ ایک پاگل ہو---- وہ بولی تو ارم سے پر طنز ----- معصومہ پر کر رہی تھی

---- ہاہاہا---- اسکی طنز پر جسنے بھی سنا تو قہقہہ لگا اٹھا

یار میں کیا کرتی ہما سر تھا ہی پرنس چارمنگ --- اچھے اچھے معصوم لوگ کھو گئے ---میرا --- کیا قصور ----ہاہاہاہا

اٹھو یار چھوڑ یہ تو ہیں ہی بدتمیز لڑکیاں تم شرمندہ نا ہو ---- اریشہ اسکے لڑکھتے گالوں پر ----آنسوں دیکھ کر اسے وہاں سے ساتھ لے گئی

.....

وہ دونوں چھٹی کے ٹائم باتیں کرتی باہر آئی --- اسکا بہت اچھا دن گذرا تھا حیا کے ساتھ ----پر معصومہ کی بھی بہت یاد آئی تھی

کافی بار بات کرنے کا سوچا پر پھر اپنے باپ کی باتیں اور اسکی ہدایات پر مجبور عمل کرتی --- خاموش ہوگئی

تو کیسی لگی حیا سفیان کی سنگت؟؟ --- وہ انار کے دانے منہ میں ڈالتی ٹیرے میرے ---- منہ بناتی پوچھنے لگی

اچھا تھا پر خاص نہیں --- جتنا تمہارا نام ہے اور جتنا لڑکیاں تم سے اپنی چیزیں چھپاتی ہیں ---- --- اتنا نہیں --- ہاہاہاہا --- پریہا نے طنز کیا

ہاں تو ڈرتی ہیں مجھ سے --- خوففف--- اسنے کھسیا کر لفظ لمبا کھینچا ---- خوف کھاتی ----ہیں مجھ سے تم کیا جانو--- ہونہہ

---- ہاہاہا---- بہت خوب موٹی ---- اسے مسلسل کھاتے دیکھ کر بولی

---- یہ موٹی کسے کہا رررررییییی----- حیا کا صدمے سے منہ کھلا

---- جو مسلسل ٹھونس رہی ہے اسے ----- ویسے بھائی جان نہیں آئے ابھی تک

وہ اسکی حالت کی پروہ کیے بغیر مصطفیٰ کا پوچھنے لگی --- جو دونوں کو پک کرنے آنے والا ---- تھا

بکواس بند کرو تمنے میرے حسن پر داغ دیا ہے ---- اللہ دیکھے تجھے ---- وہ اپنے ---- مناسبت جسم کو دیکھتی بھرائی آواز میں اسے کوسنے لگی

اللہ تجھے موٹے شوھر سے نوازے ---تیرے بچے کالے گنجے ہوں --- تیری ساس تجھ پر

--- ڈراموں والی ساس کی طرح ظلم کے پہاڑ توڑے

تیرا شوھر شادی کی پہلی رات منہ دیکھائی میں تمہیں پانچ پیسے دے ----اور---اور اس رات تیرے شوھر کو گہری نیند آجائے --- تیرا میک سارا پانی میں بہہ جائے ---- وہ ہاتھ ---- ہلا ہلا کر جو اور جیسی بد دعائیں آرہی تھی دے کر اپنی بھراس ختم کر رہی تھی

اسکی بد دعائوں پر پریہا منہ کھولے دیکھ رہی تھی اسے جو جھگڑالو عورتوں کی طرح لڑ رہی ---- تھی

---- بس کر گوار یہ کیا بول رہی ہے

کیونکہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا ---- ہاہاہاہا ---- اب حیا کے منہ کھولنے پر وہ ہنسی ---- ---- جب کان سے کچھ لفظ ٹکرائے

واٹ آ چیز یار ----- ٹو مست ----- دو بائک سوار دونوں کے سامنے رکے اور پریہا پر نظر ---- ڈالتے فقرا کسا اور پھر حیا کو دیکھ ٹو مست بولا

---- پریہا نے حیا کو دیکھا

ہائے یار مت چھوڑنا کتنے دن ہوئے ہیں تمہیں ایکشن میں دیکھتے ہوئے ---- دونوں لڑکوں نے حیا کو دیکھا جو گھبرانے اور غصے کرنے کے بجائے ساتھ والی کو منتیں کر رہی تھی ----

تو جانے من یہاں آئو ---- بھرپور ایکشن دیکھائیں گے ---- دوسرا لڑکا خباثت سے بولا ---------پھر دو نے تالی بجاکر بے ہنگم قہقہہ لگایا

پریہا کا اب صبر کا پیمانا لبریز ہوا ---- چٹاخ ----- کی آواز سے سب انکی صرف متوجہ ہوئے ----

ہاں بھائی صاحب کیا فرمایا ---- ایک اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اس نازک لڑکی کے ہتھوڑے نما ہاتھ کا تھپر کھا کر منہ کھولے پریہا کو دیکھنے لگا ---- جو دوسرے گھبرائے لڑکے کے کالر سے پکڑے ادب سے پوچھ رہی تھی ----

سالی کمینی ----- پیچھے والے نے تھپر پر تلملا کر گالی دی جو پریہا اور حیا کا دماغ گھما گیا ---- اور پیچھے آتے مصطفیٰ کا

ابھی وہ اسے چھوڑ کر مڑتی جب پیچھے پہلے ہی مصطفیٰ اسکا نقشہ بگاڑ چکا تھا ------ اور پریہا اسے مصطفیٰ کے حوالے چھوڑ کر دوسرے پر تھپرو کی بارش کردی ----

حیا فل انجوائے میں انار کے دانے منہ میں ڈالتی کبھی اپنے ہیرو کو دیکھتی کبھی اپنی دوست کو -----

بہن معاف کردو مینے کچھ نہیں کہا سب اسنے بولا ---- وہ سوجے منہ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگا ----

چلو ----- مصطفیٰ کی کرخت آواز پر دونوں ساتھ ہوئی --- پیچھے دونوں لڑکوں پر لوگ تھو تھو کرنے لگے -----

شرم آنی چاہیے تم جیسوں کو کہیں بھی لڑکیاں دیکھی نہیں کتوں کی طرح ٹپک پڑتے ہو----- دوسروں کی بہنوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو گے تو کل تمہاری بہنوں کو لوگ اسی عزت بھری نظروں سے دیکھیں گے ---- تم جیسی اولاد کی وجہ سے ماں باپ اپنا سر جھکائے چلتے ہیں ---لعنت ہے تم جیسوں پر -----

--- وہ لوگوں کی باتوں لعنتو پر زمین پر پڑے کراہ رہے تھے

مصطفیٰ نے اچھے سے دھلائی کی تھی کہ آئندہ زبان کھولنے سے پہلے اپنی اس حالت کو سوچیں گے -----

کسنے کہا تھا تم دونوں کو باہر آنے کا ----- سخت لہجہ میں پوچھتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ---- ---- تو فرنٹ سیٹ پر بیٹھتی حیا نے گلا تر کیا

میں کیا کہوں بھائی (اسے اپنے ڈیشنگ سے ماموں کو ماموں کہتے بڑا عجیب لگتا تھا اس لیے بھائی ہی بولتی تھی) مینے تو کافی منا کیا کہ بھائی جان آجائے پھر چلیں باہر ---پر یہ میڈم سنے تو مجبوراً ساتھ آنا پڑا مجھے ---- وہ آنکھیں پٹپٹا کر کہتی حیا کو مصطفیٰ کی آگ برساتی نظروں کے حوالے کیے باہر کو دیکھنے لگی ---- جیسے اسکے علاوہ کوئی اہم کام ہو ----- ہی نا

حیا بیچاری تو اسکی چالاکی پر عش عش کر اٹھی ---- ٹھیک کہتا ہے شہروز بھائی سچ میں ---- مینڈکی چوہیا ہو چالاک بلی لومڑی نا ہو تو-----وہ غصے سے بڑبڑائی

ہائے قسم لے لیں ہیرو اگر مینے کہا ہو --- آپ جانتے نہیں اس مینڈکی کو ایک نمبر کی ---- لومڑی ہے

وہ ایک دم سٹپٹا کر صفائی دینے لگی کہ کہیں سچ میں وہ اسے ہی نا سمجھ لے --- پھر اتنا ----- سارا وقت جپڑ جپڑ میں گذر جاتا

---- پر مصطفیٰ خاموش ڈرائیونگ کرنے لگا

لگتا ہے بارش ہونے والی ہے ---- پریہا نے باہر کالے بادلوں کی چادر کو دیکھ کر اخذ کیا

پھر تو وائو ہوگیا ----- مطلب ہم دونوں ساتھ آج پھر بارش انجوائے کریں گے ---- پر ----- حیا نے چہک کر کہا ---پر معصومہ کا سوچ کر مایوس ہوگئی ---کیونکہ اسے بھی بہت پسند تھی بارش پر اسکی گرج کڑک سے ڈرتی تھی جب تک کوئی ساتھ نا ہوتا کوئی سہارا بجلی اور بادلوں کے چمک اور گرج ہے چھپانے والا نہیں ہوتا وہ کمرے سے باہر ---- نہیں آتی تھی -----اور یہی کام حیا اور پریہا کرتی تھی

پھر دونوں سوچتی فراز ولا پہنچی ---- پریہا پہلے ہی ملک ولا بتاکر آئی تھی کہ وہ چھٹی کے بعد ---- فراز ولا جائے گی

---- حور اور نوشین بھی اسے بلا رہی تھیں

آج کے بعد جب تک میں نا آئوں باہر نا آیا کرو --- میں خود بلائونگا ---انڈرسٹنڈ ---- جاتے ہوئی اسکی سخت وارنگ پر دونوں نے ہاں میں سر ہلایا --- اور اندر آئی ---پھر سب سے --- ملی

حیا تو الجھی ہوئی تھی مصطفیٰ کی نظروں سے ---- اسے کیا ہوا اچانک کیوں سخت نظریں نواز رہے ہیں -----

جائو بیٹا دونوں فریش ہو آئو کھانا لگائو تب تک ----- نوشین حور سے باتیں کرتی پریہا اور الجھی ہوئی حیا سے بولی ----

جی بڑی مدر ماں ---- حیا کہتی ہوئی اوپر آئی -----

حور تو پریہا سے پری اور معصومہ کا پوچھ رہی تھی --- شادی کے بعد اسنے بڑا تنگ کیا تھا پری کو شہریار کے حوالے سے ---- اور ساتھ مشال نے بھی --- صرف نوشین اسکے ساتھ تھی ----

.....

---- وہ بیگ رکھ کر مڑی تو دروازے پر ہی مصطفیٰ اپنی ماتھے کے ہزار بل سمیت کھڑا تھا

شکر ہے آپ آگئے ورنہ تو میں ہی ولن کی پھٹے منہ کا پوچھنے آنے والی تھی ----- وہ ہاتھ ---- لہرا کر اسکے بگڑے موڈ کو پھٹے منہ بولنے لگی

--- مینے کتنی دفعہ کہا ہے یوں باہر نا آیا کرو ---ہاں -- وہ چلتا اسکے مقابل آیا

لو جی میں کب کہیں اور گئی --- یونی سے ہی تو باہر آئی تھی --ملک سے باہر نہیں ---- ---- وہ ابھی بھی اسکے لہجے کو سمجھ نہیں پائی تھی

دو قدم دور ہوکر دیکھائو --- وہ ایکدم اسکے بازو سے پکڑ کر سخت گرفت میں لیے ----- غصے

سے گرجا ------آنکھیں سرخ تھی ----- حیا صحیح معنوں میں الجھ گئی تھی اور ساتھ ڈر ---- بھی

کک---کیا ہوا ہے ہیرو ----- اسے سمجھ نہیں آیا اسکا یوں اچانک بدلنا --- تبھی اسنے ----- ہلکلاتے پوچھا

کان کھول کر سنو --- اسنے ایکدم اسے قریب کیے کان میں سرد آواز میں بولا ----- حیا ----- کو اس سے خوف آنے لگا

پرنسس ہو تو پرنسس ہی رہوگی وہ بھی میری ---اگر کوئی نام تمہیں بدلائے گا تو وہ ہوگا مصطفیٰ کا ----- یاد رکھو ---- وہ اسکی تھوڑی سے پکڑے منہ پر بولا اور حیا ساکت اسکے ---- سرد رویہ اختیار کیے ہوئے کو سمجھنے لگی

---- اور مصطفیٰ ایک نظر ڈالکر چلا گیا

اسے کیا ہوا اللہ جی ---- میں تو سمجھی نہیں --- وہ اپنا جبڑا سہلاتی اوپر دیکھ کر بولی ---- پر باہر اچانک ہوتی رم چھم بارش کھڑکی کو بھگانے لگی ----- تو دیکھ کر اسنے چیخ ------- ماری ----ہائے رییییییی آگئی جانم

---- کہتی پیروں کو سٹائلش چپل کے قید سے آزاد کرتی باہر کو بھاگی

------ پر وہاں پہنچ کر اسکا منہ کھل گیا ----- پریہا کو پہلے موجود دیکھ کر

کمینی لڑکی میں تمہیں پکار رہی ہوں اور تم پہلے ہی مزے لے رہی ہو ---- دانتوں کے بیچ اسکی گرد رکھ کر کہتی اسکی طرف لپکی --- اور پریہا قہقہہ لگا کر اسکی پہنچ سے دور بھاگی

وہ دونوں چھت پر تھی جس کی دیواریں اونچی تھی اس لیے دونوں سب کی نظروں سے ---- محفوظ بارش کو انجوائے کرنے لگی

-----حیا مصطفیٰ کی باتوں کو ہوا میں اڑا چکی تھی --- - پر

.....

کمرے آکر ایک بعد ایک سگریٹ پھونکنے لگا -----آج ہی صبح نوشین نے حیا کے لیے آئے رشتے کا بتایا تھا ---- اور یہ بھی کہ وہ انکے بزنس پارٹنر جمیل خود سفیان سے بات ---- کی تھی دھکے چھپے لفظوں میں اپنے بیٹے کی پسند بابت

مصطفیٰ بہت اچھی طرح اسکے بیٹے کو جانتا تھا --- جسکا نام سعد تھا ---- کافی بار پارٹیز ---- میں بھی مل چکا تھا

حسن نے یہ بتایا تھا کہ وہ آنا چاہتے ہیں بات کرنے --- پر سفیان نے اسے روک رکھا تھا

نوشین کا کہنا تھا کہ اب تم بھی اپنی پسند بتا دو ورنہ میں خود لڑکی دیکھ رہی ہوں اور اب -----ایک لفظ بھی نہیں سنو گی انکار کا

تب سے اسکی آنکھیں اور دل شولا برسا رہی تھی ---- سفیان کو صرف اب حیا کی رائے ---- پوچھنی تھی جسکی وجہ سے اسے ابھی آنے سے منا کر رہے تھے

وہ چھت کو گھورتا ایک کے بعد دوسرا کش لیتا اندر لگی آگ کو ختم کرنے کی ناممکن کوشش کر رہا تھا ----

کانوں میں آتی اسکی کھلکھلاہٹ گنگنارہی تھی ---- اسکی آواز پر عنابی گداز لب مسکرا اٹھے -----

ہونہہ----- کس کی ہمت حیا کو مصطفیٰ سے الگ کر سکے ----- ہاہاہاہا ---کہتا تمسخرے بھرا قہقہہ لگا اٹھا ----

.....

برستی بارش میں وہ گاڑی میں بیٹھی ---- اللہ کو یاد کرتی ٹریفک کے بیچ پھنسے تھے ---- گاڑی کے دروازے پر گرتی بارش کی تیز رفتار سے گرتے بوندوں کو دیکھ رہی تھی ----

گارڈ باہر تھا شاید روڈ سے گاڑیوں کو لوگوں کے ساتھ ملکر راستا جام تھا کیا ہوا تھا انہیں ہٹا رہا تھا ----

آج اسکا دن ویسا ہی تھا گھٹنزدہ پر اریشہ کا ساتھ بہت اچھا لگا تھا --- ہر کسی کا منہ توڑ جواب دے رہی تھی ---- پر اسکے باوجود ایک گھٹن تھی جیسے عجیب نظروں کا حصار ---- سارا ٹائم وہ بوکھلائی چھٹی ہونے کی دعا مانگ رہی تھی ----

سٹوڈنٹس کم جان لے رہے تھے جو آسمان اپنی کالی چادر اوڑھے اسکی سانسوں کو قید کرنے آگیا تھا --- یہ تو شکر تھا کہ وقت سے پہلے اسکی گاڑی آگئی --- نہیں تو ابھی پڑی ---- ہوتی وہیں زمین پر

آج عذر اور سمیہ سے کافی دنوں بعد ملنے پر اسے بہت اچھا لگا تھا -----اچانک اسنے ڈور ----کی طرف دیکھا جہاں کوئی شیشہ ناک کر رہا تھا

باہر شور اتنا تھا کہ وہ بمشکل آواز سن پارہی تھی --- ہڑبڑا کر بغیر سوچے اسنے شیشہ نیچے ----کیا تو سبز آنکھیں حیرت سے اور پھٹ گئی

---- باہر تیز بارش میں بھیگتا بارہ سال کا بچا پھول پکڑے منت سماجت کر رہا تھا

آپی پلیز آخری ہے لے لیں اللہ آپکو خوش رکھے گا میرے کھانے کے پیسے پورے ہوجائیں گے --- وہ چھوٹے ہاتھوں سے منہ پر گرتی بارش کی تیز بوندوں کو صاف کرتا کپکپائے بولا ---

---- معصومہ پہلے ہی دل کی کمزور --- اس بچے کی حالت دیکھ کر ٹھر ٹھر کانپنے لگی

آآ۔۔۔آپ آجائیں اندر کک۔۔۔کچھ ہوجائے گا ۔۔۔۔ وہ اپنے پھڑکتے اچھلتے دوبتے دل کو سنبھالتی بولی ۔۔۔۔ اسے لگا اس سے پہلے اسکی حالت پر خود مر جائے گی ۔۔۔۔

وہ ہڑبڑائی دروازہ کھولنے لگی جب وہ بچا بولا ۔۔۔۔

ارے ۔۔۔ نن۔۔۔نہیں نہیں بس یہ لیں لے اماں انتظار میں ہوگی ۔۔۔۔ بہنوں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ۔۔۔۔۔

افف ۔۔۔اللہ ۔۔۔۔ امی ۔۔۔۔ معصومہ کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی ۔۔۔ آنسوں دھڑ دھڑ بہنے لگے ۔۔۔

وہ بوکھلائی ہڑبڑائی سامنے دیکھتے ڈرائیور کو اپنے بیگ سے پیسے نکالنے لگی ۔۔۔۔

اور اس میں پڑے ہزار کے نوٹ کو دیکھ کر کوسنے لگی کہ کیوں وہ پیسے کم لائی ۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اس لڑکے کو دئے ۔۔۔۔ جسنے پیسے بغیر دیکھے لیے اور پھول اسے پکڑائے گارڈ کو آتے دیکھ کر بھاگا ۔۔۔۔۔۔

بڑے انسان کہا غریب کو اپنے آس پاس بھٹکنے دیتے ہیں ۔۔۔۔۔ وہ پھول ہاتھ میں پکڑے لڑکے کو جاتے دیکھتی رہی ۔۔۔۔۔۔

آہہہ---ہہ- --اچانک درد بھری چیخ گاڑی میں گونجی ---- قریب آتے گارڈ اور ڈرائیور ----کی سانسیں ساکت کر گئی

کک---کیا ہوا ممم----میڈم ---- دونوں بھاگ کر اسکی طرف متوجہ ہوئے --- جہاں ---- وہ کانٹوں والے پھولوں سے اپنے ہاتھ سرخ کیے ---- درد سے بلبلائی چیخ رہی تھی

----یی----یہ کیسے ہوا --- تم کہاں تھے ----- گارڈ ڈرائیور پر چیخا

سس---س--سر میں یہیں تھا ----- وہ ہلکلایا جلدی نکالوں گاڑی ----- فاسٹ ----

---- وہ پھول باہر پھینکتے بولا ---- خود شہریار کے خوف سے سہما ہوا تھا

اور معصومہ اپنے ہاتھوں میں لگے چھوٹے کانٹوں سرخ نشانوں کے درد سے تڑپ رہی تھی ----

---- خون تو نہیں تھا پر چبھنے سے درد تڑپا رہا تھا ---- وہ کانپ رہی تھی

----پپ---پاپا--- مم--ما ---- ہچکیوں کے درمیان بولتی ---- سسک رہی تھی

مم----میڈم بس پہنچنے ہی والے ہیں ----- گارڈ اسکے سرخ چھوٹے ہاتھوں سے نظر

----چراتا اسکی حالت پر گھبرایا تسلی دینے لگا

.....

آہہہ ---- مما آآ---آہستہ -----لاؤنج میں بیٹھی پری اسکے ہاتھوں پر ڈاکٹر کی دی گئی

--- --- مرہم لگاتی بولی

--- شہریار پاس بیٹھا اسکے سر پر بوسہ دینے لگا

ڈاکٹر کے مطابق کوئی عام پھول نا تھے --- اسکے کانٹوں میں زہر تھا جو خطرناک تو نہیں پر

--- پانچ منٹس تک جہاں اسکے کانٹے چھبتے ہیں وہیں درد ہوتا ہے

یہ سنتے شہریار نے پوچھا تو انکا کہنا تھا کہ سر ہم تو ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے باہر تھے

ڈرائیور کو احتیاط کا کہہ کرگئے تھے ---- اور ڈرائیور کا کہنا تھا کہ سر بارش اور ٹریفک کی

----آواز کی وجہ سے ہم سن نا سکے

---- وہ پریشان سا بیٹھا تھا

بیٹا تمہیں اسے ہی کسی کے کہنے پر گاڑی کا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے تھا --- ڈرائیور کو

---- کہتی یا گارڈ کا انتظار کرتی

---- شہریار نے اسکا سر سینے سے لگائے بولا

پاپا اسکی حالت بہت خراب تھی ---- وہ کک---کانپ رہا تھا --- اور بارش بھی تو تیز --- تھی

--- اسکی حساس طبعیت پر وہ خاموش ہوگیا

آج میں کچھ نہیں کہہ رہا پر آئندہ احتیاط کیجیے گا ایسے ہی کسی کے کہنے پر نہیں کھولتے ----

آج کے بعد آپ کو کوئی بھی مسئلہ ہوگا تو عذر بھائی سے کہیں گی ---- وہ آپکو ساتھ لے ---- جائے گا اور وہی ساتھ لائے گا ---- ٹھیک ہے ---- اسکا رخسار تھپتھپاکر بولے

----کک---کیا آج سے عذر بھائی میرے گارڈ ہیں ---- وہ کھلکھلائی بولی

ہاں جی آج سے ہم گڑیا کے گارڈ ہیں ---- سامنے سے آتے عذر نے اسکی بات سنی تو ---- شہریار کے بدلے خود بولا

ہاہاہاہا---- بھائی سے گارڈ ----وائو ---- وہ ہنستی بولی ---- عذر کی نظریں سامنے ---- ڈیکورشن پیسسز کو صاف کرتی جینی پر تھی

جینی بیٹا چھوڑو اسے جائو بھائی کے لیے کچھ لے آئو ---- پریہ نے کہہ جس پر وہ سر ہلا کر ---- چلی گئی

جینی کو پتا تھا وہ کیا پیے گا --وہ ہمیشہ آتا رہا تھا اسے اپنی نظروں سے چڑانے ---- ویسے بھی اسکی نظروں سے بھاگنے کے لیے یہی بھتر تھا ---- اس لیے وہ ہاں میں سر ہلاتی ---- کچن میں آئی

---- روتی ہوئی معصومہ کی حالت اسنے بھی دیکھی تھی اور اسے کافی افسوس دکھ ہوا تھا

---- کل سے ہماری گڑیا ہمارے ساتھ چلے گی ---- یونی اور آئے گی بھی ہمارے ساتھ

---- وہ شفقت سے معصومہ کو دیکھتے بولا جس پر اسنے ہاں میں سر ہلایا

.....

ریلیکس سا لیپ ٹاپ پر فائل دیکھ رہا تھا ---- اسے اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا ----

کہ کسے اسنے اسے تکلیف دی ---- کیونکہ وہ ایسا ہی تھا ---- جانتے تھے سب غلطی وہ ---- ذرا سی بھی برداشت نہیں کرتا تھا ---- چاہے وہ خود کیوں نا ہو

--- یہ تو صرف ایک ذرے کی بھی پانچ حصوں میں تقسیم دی یوئی سزا تھی

---- نہیں تو اسکے ملازم ہی جانتے تھے کہ کیسے وہ غلطیوں کی سزائیں دیتا تھا

اگر پوسٹ مارٹم ہوگیا ہو میرے فیس کا تو کام کی بات کرو ۔۔۔۔ سامنے گھورتے صوفے پر

۔۔۔۔ بیٹھے عارز سے بولا ۔۔۔۔ شیشے کی نہایت سٹائلش ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھا

۔۔۔۔ وہ پھیکا سا مسکرایا

میں مزید تو کچھ نہیں کہتا پر ایس ۔۔۔ وہ ۔۔۔اسے معلوم نہیں اسکی گھورتی نیلی آنکھوں ۔۔۔۔ اپنے آپ پر گاڑ بیٹھے کیسے اسکی پرسنل لائف میں ٹانگ ارائے

ہاں ۔۔۔۔ اندازا ایسا تھا جیسے ایسی کوئی بات ہی نا کرو ۔۔۔۔ جیسی وہ سمجھ چکا ہی ہے ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ سگریٹ سلگائے بولنے کا اشارا کیا

میں چاہتا ہوں ایس ابھی آپ اس سے دور رہیں ۔۔۔دیکھوں میں صحیح کہہ رہا ہوں وہ انجانے میں غلطیاں کریں گی اور آپ سے وہ برداشت نہیں ہوتی ۔۔۔۔ اس لیے اپنے پیار سے ہینڈل کریں یا اسے ابھی خوشی سے رہنے دیں اور اسکے ڈر کو ختم کرنے دیں نا کے ۔۔۔۔ اسے مزید تکلیفیں دینا ۔۔۔۔۔ وہ ہمت کرکے سر جھکائے بول گیا

۔۔۔۔ بغیر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھے

سر ہمنے کافی کوشش کی اسکا منہ کھلوانے کی پر اتنا ڈھیٹ ہے --- اتنی مار کھانے پر بھی

ایک ہی رٹ ہے مینے نہیں کچھ نہیں کیا مجھے چھوڑ دو ---- میں اس دن شہر ---- --- سے باہر تھا ---- میں اس سے ملا نہیں

--- انسپکٹر بازو فولڈ کرتے شہروز کو دیکھتا اسے مجرم کی ڈھیٹ پن کا بتانے لگا

----- دیکھتا ہوں کیسے نہیں کھولتا منہ ---- کڑے تیور سے بولتا آفس روم سے باہر آیا

تین دن پہلے لڑکی کالج سے آتے غائب ہوگئی تھی --- ماں باپ کے بہت ڈھونڈھنے کے بعد بھی کہیں نہیں ملی تو انہونے پولیس کا در کھٹکھٹایا اور انصاف کی بھیک مانگی اپنی --- اکلوتی بیٹی کی بھیک مانگی

---شہروز نے انکا سارا بیان لیا --اور ایف آئی آر کٹوائی

اسکے دوستوں سے پوچھ گچھ کی پر کسی کو نہیں پتا تھا --- صرف ایک کلوز فرینڈ نے اس ---- لڑکی کے افیئر کا بتایا

--- یہ جانتے اسکے ماں باپ کا سر شرمندگی سے جھک گیا

پھر اسکے بی ایف کو ہر جگہ تلاش کرنے کے بعد اس ملا وہ کراچی میں ہی تھا اپنے ---- دوستوں کے پاس چھپا ہوا

ابھی وہ اندر تھا --- صرف شک کی بنا پر وہ اسے یوں نا مارتے پر لڑکی کا اپنی دوست سے کہنا تھا کہ وہ آج اس سے ملنے والی ہے --- پر لڑکے کا کہنا تھا اسنے کہا تھا پر اپنی ماں ---کی طبعیت خرابی کی وجہ سے منا کردیا نہیں ملا

---- اور یہاں اسکی زبان اسکا ساتھ چھوڑتی لڑکھڑائی ---- جسے شہروز نے گدی سے پکڑا

---- وہ غصے سے لال چہرے سمیت اندر داخل ہوا جہاں وہ بے ہوش الٹا لٹکا ہوا تھا

---- انسپکٹر کے ٹھنڈے یخ پانی کی بالٹی ڈالنے پر وہ چیختا ہوش میں آیا

**********.

انسپکٹر کے یخ ٹھنڈا پانی ڈالنے پر وہ چیختا ہوش میں آیا --- اسکے چہرے پر جگہ جگہ تھپروں سے رخساروں پر کٹ پڑ گئے تھے ---جس پر پانی پڑنے پر وہ چیخا --- ایسا صرف چہرا ہی --- نہیں پورا جسم لہولہاں تھا

بتائو کہاں ہے لڑکی ---- شہروز کرخت آواز میں بولتا اسکے بالوں کو سخت مٹھی میں لیے ---- جھٹکا دیا

کک۔۔کتنی بار کہوں میں نن۔۔۔ نہیں جانتا ۔۔۔میں اس سے ملا ہی نہیں تھا ۔۔۔۔ وہ درد ۔۔۔ سہتے بولا

اچھا تو تم نہیں جانتے رائیٹ اور نا ہی تم اس سے ملے ہو ۔۔۔۔ ؟ وہ اسکے چارو طرف ۔۔۔۔ گھومتے ابرو اچکا کر جیسے تسلی چاہی

ہہ۔۔۔ہاں ہاں ن۔۔ نہیں جانتا اور نا ملا ہوں ۔۔۔۔ وہ آنکھیں میچے درد سے بولا ۔۔۔۔اسے شہروز سے ڈر لگ رہا تھا ۔۔۔۔ شہر میں اے ایس پی شہروز کا نام وہ ہر جگہ سے سن چکا تھا

۔۔۔ رفیق ۔۔۔۔ شہروز نے پاس کھڑے انسپکٹر کو پکارا

جی سر ۔۔۔۔ وہ حاضر ہوا ۔۔۔۔ تو شہروز نے اسے سامنے ایک بلب کے نیچے رکھی بڑی ۔۔۔ سے ٹیبل کی جانب اشارا کیا جس پر لوہے کی کی زنجیر لٹکی ہوئی تھی

۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اس لڑکے کو میز پر لیٹا کر ہاتھ پیر باندھ دئے گئے

ابھی بھی وقت ہے بتا دو ۔۔۔ وہ چیختے چلاتے اس لڑکے سے بولا ۔۔۔ جس کی خوفزدہ آنکھیں اسکے ہاتھ میں موجود سبز پانی سے بھرے شیشے پر تھی ۔۔۔۔ بو سے تو یہی لگ رہا

تھا جیسے اس شیشے کی پانی سے بھری بوتل میں انتہائی مقدار میں نسوار ملا دی گئی ہو ---
-- جس سے پورا پانی سبز تھا

وہ قریب ہوا تو اسنے لڑکے نے اسے نا سمجھ سے دیکھا --- پاس کھڑے کانسٹیبلز اور
--- انسپکٹر مسکرائے

شہروز کو قریب آتا دیکھ کر لڑکا چیخا ----کک---کیا کرنے والے ہو --- چھ--چھوڑو مجھے
---- مینے کچھ نہیں کیا

کانسٹیبلز نے اسکے کندھوں کو پکڑا اور انسپکٹر نے سر کو ... جب شہروز نے بغیر وارنگ
--- دئے --- وہ بوتل اسکی ناک میں انڈیلنی شروع کردی

تیز نسوار والا پانی اسکی ناک سے جاتا حلق میں امڈنے لگا اور وہ خود کو پٹخنے لگا پر ناکام--- اور
---- وہ تیز نسوار کا پانی پیتا گیا

میں بتاتا ہوں ---- ایک گھونٹ کے وقفے دوران وہ چیخا ----- باہر سے تو وہ درد سہہ گیا
تھا پر اندری درد کو وہ نا سہہ پایا اور دھاڑے مار کے رونے لگا جب وہ سب اس سے دور
---- ہوئے

--- کانسٹیبلز باہر گئے اور اب وہ کرسی پر بیٹھا درد سہتا ناک کو مسلنے لگا

شروع ہوجائو ۔۔۔۔۔ شہروز دھاڑا ۔۔۔۔ اسے لگا وہ ابھی بہت کچھ سہہ لیگا پر اسنے تو صرف ۔۔۔۔۔ شیشے پر ہی ہار مان لی ۔۔۔۔ جتنا وہ انکار کر رہا تھا اس سے تو یہی لگ رہا تھا

۔۔۔ وہ۔۔وہ لڑکی ریشم بائی کے پاس ہے ۔۔۔۔۔ اسکی بات پر شہروز کا دماغ چلا

کون ریشم بائی شروع سے بتائو ۔۔۔۔۔ اسکے منہ پر اپنے مضبوط ہاتھ کا تھپر مارتے غرایا

لڑکا ادھ موا ہوگیا ۔۔۔۔ پھر اسنے اٹک اٹک کر ساری بات بتائی کہ کیسے اسنے اسے پھنسایا اور اپنی پیاری محبت بھرے جال میں پھنسا کر ملنے کا بلایا ۔۔۔ پہلے کئی دفعہ وہ اسے بلا چکا پر وہ نہیں آئی وہ اس بار مناکرنے پر وہ غصہ ہوگیا تو اس کے ڈر سے لڑکی ملنے چلی ۔۔۔۔ گئی

اور اسنے وہیں سے بے ہوش کرکے ریشم بائی کے پاس بھیج دیا جو لڑکیوں کا جسم فروخت ۔۔۔۔ کرتی تھی

۔۔۔۔ کہاں ہے یہ کوٹھا۔۔۔ شہروز دھاڑے ۔۔۔۔ لڑکا کپکپا اٹھا

ص۔صاحب مم۔۔میں نن۔۔۔ نہیں جانتا مم۔۔مینے صرف اسے بے ہوش کیا تھا باقی کا لکی اسے کہاں لے گیا مجھے نہیں پتا ۔۔ پر یہ کنفرم ہے لکی ہی اسے ریشم بائی کے پاس

لے جا سکتا ہے کیونکہ صرف اسے ہی کوتھے کا پتا ہے اور وہی جاسکتا ہے ----وہ اسکا ---- وفادار بندہ ہے

---- لکی کو دیکھا ہے ---- شہروز کچھ سوچ کر بولا

نن--- نہیں صرف آواز سنی ہے --- اور وہ بھی الگ الگ نمبروں سے کوئی ایک نمبر دوبارا ---- استعمال نہیں کرتا

شہروز پر سوچ سا اٹھ کر چلا گیا --- مطلب صرف ایک لڑکی کی بات نہیں تھی --- وہ ---- کوٹھا ہے تو وہاں پر تو ہزاروں عزتوں کا سوال تھا

--- وہ واپس آکر اپنے آفس میں بیٹھا

****

عارز نے سوچ لیا تھا اب جو ہوگا دیکھا جائے گا پر وہ یوں چپ بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتا

آپ اسکے چارو طرف قید بنا رہے ہو ---- نا اسے سکون سے سونے دیتے ہو نا اکیلے چلنے دیتے ہو نا کھلی ہوا میں سانس لینے دیتے ہو ---- یہاں تک کہ اب اسکی پڑھائی جہاں پر وہ ثابت کر سکے کہ وہ ایک نارمل انسانوں کی طرح ہے وہ لوگوں کے بیچ چل پھر سکتی ہے

---- پر آپنے تو وہاں بھی اسے اپنی جال میں خوفزدہ چڑیا کی طرح سہما کر قید کر لیا ہے

----کیا اسے جینے کا حق نہیں---- وہ سر جھکائے اپنے دل کی بھراس نکالنے لگا

اور سالار کو لگا اگر ایک لمحہ وہ مزید بولا تو سامنے بیٹھے وجود کو ذرے ذرے میں تقسیم کر کے

----- کتوں کے آگے ڈال دے گا

چپ--پ--پ ----- ایک لفظ نہیں ----- ٹھا--- کی آواز کے ساتھ اسکی قہر بھری گرجدار دھاڑ گونجی ----عارز کے کان سائے سائے کرنے لگے--- اسے لگا کمرے کی چھت اسکے اوپر گری ہو ---پر وہ لاپرہ ہوکر کھڑا ہوا ----- اسکی نظر قیمتی لیپ ٹاپ پر ---- پڑی جو دور نیچے ٹکڑوں میں تقسیم اپنی بے قدری پر رو رہا تھا

سالار سرخ آنکھوں اور گہری سرد مسکراہٹ سے اسکے سامنے آیا---- عارز نے اسکی حالت ----پر نظریں اٹھائیں

--یہ جو مستی ہے تجھے جس ہستی کی

----مت بھول شہزادے

--وہ ملکہ ہے سالار کی بستی کی

--- ہاہاہاہا---کہنے کے ساتھ قہقہہ لگا اٹھا اسکی حالت پر

----اسکے سرد لفظوں میں شدت پسندی اور غرور کے ساتھ تمسخرا تھا

--- عارز کو لگا اسے تھپر مار کر منہ کے بل گرایا ہو

----- ایس تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو ---- اب کی بار عارز غصے میں غرایا

آواز نیچے ---- اسکی گرج اس سے بھی اوپر تھی ---- دونوں کی نظریں ایک دوسرے کو

----- چاہتے ہوئے بھی بھسم نہیں کر پارہی تھی ---- ایک سمندر تھا تو دوسرا آندھی

سمندر میں ڈوبنے والا وجود زندہ نہیں ہوا کرتا ---- اسکی سانسیں سمندر کی مٹھی میں ہوتی

ہیں ---- اسکا وجود سمندر نگل لیتا ہے ---- وہ وجود خود کو بچانے کے لیے چیختا چلاتا روتا

تڑپتا ہے ---- ہاتھ پیر مارتا ہے پر کیا ہوتا ہے ----- پوچھنے کے ساتھ کی اسکا قہقہہ گونجا

ہاہاہاہا---- بے بس ہوجاتا ہے سانسیں خود دے دیتا ہے ہاتھ پیر ساکت کردیتا ہے اور خود

--- کو سپرد کردیتا ہے ----- تب جاکر سکون سے سوتا ہے

تب سمندر جھومتا ہے قہقہے لگاتا ہے سرشار ہوتا ہے ----- اپنی طاقت پر اور اسے اپنے

قید میں لے کر چھپا دیتا ہے ----- دنیا سے ---- اور دنیا دو دن روتی ہے تیسرے دن

--- اسے بھول کر اپنی زندگی میں الجھ پڑتی ہے

اسکی بات کا مطلب سمجھ کر عارز نے مٹھیاں بھینچی ۔۔۔۔۔ اسکی گردن کی رگیں واضح ۔۔۔۔۔ ہونے لگی ۔۔۔۔ کندھے پر رکھے اسکے ہاتھ کو جھٹکے مسکرا کر بولا

اور جس وجود کو تم نگلنا چاہتے ہو وہ شیر کی بستی میں اسکے آغوش میں پلتا ہے ۔۔۔۔۔ جہاں سمندر کا نگلنا ناممکن ہے ۔۔۔۔۔ اسکی نیلی آنکھوں میں اپنی گہری آنکھیں گاڑ کر بولا

۔۔۔۔

۔۔۔۔ اسکی بات پر سالار نے پھر قہقہہ لگایا

تمہیں زار کی بات بتائوں ۔۔۔۔ اسکے قریب ہوا اور سرگوشی میں بولا ۔۔۔۔ کہیں نا کہیں عارز ۔۔۔۔ کو اس نفسیاتی انسان سے خوف آنے لگا ۔۔۔۔ جسکی سوچ تک پہچنا ناممکن تھا

اس وجود پر شیر خود اپنا لمس چھوڑ چکا ہے ۔۔۔۔ اگر سمندر کے قریب جائو گے تو وہاں بھی ۔۔۔۔ تمہیں اسکی چاپ ملے گی

۔۔۔۔ کہتے سگریٹ سلگایا

عارز نے دانت پیس کر آخری اور گہرا وار کیا ۔۔۔۔۔ اسکی نظریں گری شرٹ میں اسکی

مضبوط چوڑے پشت پر تھی اور سامنے نظر آتے اسکے دھنوے پر ۔۔۔۔ بیشک اگر اس دیوار ۔۔۔۔ سے وہ ہزاروں طوفانوں کا سامنا کرتا تو اسکے وجود پر کھروچ نا آتی

تمہیں پتا ہے اگر میں ابھی شہریار کے سامنے ہاتھ پھیلائوں اسکے آغوش میں چھپے پھول کو لینا چاہوں تو خالی نہیں جاسکتا ---- بنسبت تمہارے ---- اسکا گہرا وار سگریٹ کے کش ---- لیتے سالار کو مسکرانے پر مجبور کر گیا ---- گہری مسکراہٹ کے ساتھ مڑا

پتا ہے کیوں ------ ؟ وہ ہلکا سا ہنسا --- عارز اس حسن کے دیوتا کو دیکھنے لگا ---- اور ----اسکے سوال پر اپنی مسکراہٹ غائب ہوتی محسوس ہوئی

اگر بادشاہ کے در پر بھیک مانگو گے تو خالی نہیں جائو گے ---- اور نسبت تمہارے سالار ---- مانگتا نہیں چھینتا ہے ---- وہ چاہے شیر کی بستی ہو بادشاہ کی کوٹھی

اور تم سے بھتر کون جانے سالار کو ---- وہ قدم قریب آیا اور اسکے مقابل ہوکر اسکی گہری ----آنکھوں میں وحشت بھری آنکھیں ڈال کر بولنے لگا

اور اگر ایسا ہوا تو تمہیں پتا ہے نا میں کیا کرتا ---- بس سمپل ---- اسنے چٹکی بجائی ---- سگریٹ شوز کے نیچے مسل کو اسے دیکھا جو سنجیدہ سا دیکھ رہا تھا

ساری دنیا میں آگ لگا کر ---- اس کے (اسکا اشارہ معصومہ کی طرف تھا)وجود کے ٹکڑے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے کر کے اپنے کمرے میں اسکی قبر بناتا چاہے مردہ یا زندہ وہ ہوتی ---- سالار کی

اسنے جو نقشہ معصومہ کا کھینچا عارز کا دل ڈوب کر ابھرا ۔۔۔۔ اسے اپنی دھڑکن سست ۔۔۔ سی محسوس ہوئی ۔۔۔۔ آنکھوں میں لہو سا ٹپکنے لگا

تم ایک وحشی ہو تم اس سے پیار نہیں اذیت دینا چاہتے ہو ۔۔اسے بالکل پاگل بنانا چاہتے ۔۔۔ ہو۔۔۔ وہ چیخا

جس پر سالار سکون سے بیٹھا تھا ۔۔۔ یہ تمہاری نظر ہے ۔۔۔۔ اگر میری نظر سے دیکھو تو یہ میرا عشق ہے ۔۔۔ اور دوسری بات ۔۔اسکا لہجہ سرد ہوا ۔۔۔ اگر اسنے مجھ سے دور جانے کی یا اپنا راستا بدلنے کی کوشش کی تو ۔۔۔ تو کو لمبا کھینچا ۔۔۔۔ آگے تم بھتر جانتے ہو ۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے اب میں کیا کرونگا سالار ۔۔۔۔۔ اسکی وحشی سوچ اور حالت پر عارز کا دل ۔۔۔۔ سب کچھ تہس نہس کرنے کو چاہا

اسنے سامنے صوفے پر بیٹھے مغرور وحشی کو دیکھا جو لاپروہ جنونی شدت پسند تھا ۔۔۔ بیشک وہ ۔۔۔۔ کبھی عورت کو نا چاہا تھا اور نا ہی ان کی طرف کسی نظر سے دیکھتا تھا

کبھی اسنے اسے کسی عورت کی طرف یا عام مردوں کی طرح اسے عورت کے پاس دیکھا ہو ۔۔۔۔ وہ ان سب کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا پر پتا نہیں کیسے معصومہ پر

اسکی نظر پڑ گئی ---- اور یہی عارز کو کچل کر مارتا تھا لمحہ ---- اگر اسے پتا ہوتا تو وہ اسکی پرچھائی بھی معصومہ پر پڑنے نا دیتا ---- پر جب پتا لگا تو مجبور تھا --- اپنے مقصد کو ---- اسکے قید میں دیکھ کر

پر اب اسنے سوچ لیا تھا وہ معصومہ کو اس سے دور رکھے گا کچھ بھی ہوجائے ---- وہ ----- اس سے دشمنی تو مول نہیں لے سکتا ----پر اپنی کوشش ضرور کریگا

تم کچھ بھی کرلو عارززززز------ اسکی بھوری مائل موچھوں تلے سرخ عنابی لب ہلے ----- ---- سالار کی لٹل گرل کو اس سے جدا نہیں کرسکتے

---- ہونہہ ---- عارز نے سر جھٹکا --- اور ایک نظر اس پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلاگیا

اسکے محل نما بنگلے سے باہر آکر سامنے ہی اپنے تین منزل گھر کو دیکھا --- اور آہستہ سا چلتا -----گیٹ کھول کر اندر آیا

روم میں آکر بیڈ پر گر گیا ---- اسکا خاموش تنہا گھر اسکی سانسیں بند کر کے ان میں ---- گھٹن پیدا کر رہا تھا

---- کچھ دیر لیٹنے کے بعد اٹھ اپنی بائک کی چابی لیے وہاں سے نکلا

وہ کسمسائی جب اسے محسوس ہوا اپنے ہاتھ پر جیسی کوئی ٹھنڈا مرہم لگا رہا ہو --- پہلے ---- اسے لگا پری ہے اپنی ماں کے لیے اسکی سرخ پنکھڑیاں پھڑپھڑائی

----م--مما

پر دماغ کی بیداری پر اوپر جو سایہ تھا اس سے روح تک سکوت چھاگیا --- وہ آنکھیں میچ گئی ---- چاہا کر بھی وہ اپنے ہاتھ کو حرکت نا دے سکی خوف کی شدت میں ---- بدن پر --- لرزا طاری ہوا

یہ سوچ ہی رونے پر مجبور کر رہی تھی کہ وہ کیوں ایک دن بھی اسے اکیلے سکون سے --- سونے نہیں دیتا --- کیوں اس پر اپنا سایا بنایا ہوا ہے

ہاتھوں کی ہتھیلی پر صرف ٹھنڈے مرہم کے علاوہ اور کوئی لمس محسوس نہیں ہورہا تھا

کیسی طبعیت ہے لٹل گرل ---- سرگوشی نما بھاری آواز --- معصومہ اپنی تیز چلتی سانسوں کو اسکی آواز پر روک گئی --- اسکا دل کر رہا تھا دھاڑے مار کر روئے --- چیخے ---- سب کچھ نوچ کر رکھ دے --- پر کچھ نہیں کر پارہی تھی

---- اسکی سانس روکنے والی حرکت پر سالار مسکرایا

تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا پر تمنے مجبور کردیا لٹل گرل ---- اپنے چہرے پر سرکتے بال دل کی دھڑکن سست کر گئے ---- آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے ---- وہ --- اندر ہی اندر سسکنے لگی

کک--کون ۔ بے بس سی سرگوشی معصومہ کے لبوں سے نکلی --- وہ جو اسکے ہاتھ کی ---- ہتھیلی کو دیکھ رہا تھا مشکل سے سننے میں آئی آواز پر نظریں گھمائی

تو اسکی بگڑی حالت پر پڑی ---- اسکے لب مسکرائے گہری مسکراہٹ تھی ---- وہ خوش ----- ہوا اسکے سانسیں واپس لینے پر

گڈ نائیٹ ---- لٹل گرل ---- سرگوشی بالکل کان کے قریب ہوئی ---- معصومہ کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی ---- آنکھیں خوف سے پھٹ کر کھلی ----- اے سی ---- کے باوجود وہ پسینے میں نہائی ہوئی ٹھر ٹھر کانپ رہی تھی

آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی --- چارو طرف دیکھا ایسے ہی اسے پتا تھا وہ کہیں نہیں ہوگا --- مدہم روشنی میں سامنے گارڈن میں کھلی کھڑکی سے پورا چاند اپنی آب و تاب سے جگمگا رہا تھا

۔

آآ۔۔۔آپ کیوں نہیں روکتے اس بھوت کو ۔۔۔۔ وہ شکوہ کنا نظر چاند پر ڈال کر چہرا ۔۔۔۔ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

روتے روتے آنکھیں بوجھل سی ہونے لگی تو آہستہ سے سکڑی کمبل میں گھس گئی ۔۔۔۔ ۔۔۔ اور پھر سے آہستہ آہستہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی

۔۔۔۔ اس گہری نیند کے باوجود اس انجان کا خوف اس پر سوار تھا

.....

رات کو سیفی بھائی نے تم سے بات کی تھی حیا کے لیے آئے رشتے کی ۔۔۔۔ نوشین اسکے کمرے کی چیزیں درست کرتی ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے اپنے خوبرو نوجوان بیٹے ۔۔۔۔ سے مخاطب ہوئی

۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھیں پڑھ سکتی تھی جو انتہائی سرخ تھیں

ہاں ۔۔۔ یک لفظی جواب ۔۔۔ دیکر چوڑی کلائی میں واچ پہننے لگا ۔۔۔۔ چہرا کسی بھی تاثر ۔۔۔۔ سے پاک تھا

۔۔۔۔ وہ الجھ گئی

۔۔۔ تمنے کیا جواب دیا ۔۔۔۔؟ الجھ کر پھر سے بولی

میں کیا کہتا --- بس یہی کہا آپکو اچھا لگے تو ہمیں کیا تکلیف ہوگی --- وہ بیڈ پر بیٹھ کر ---- شوز پہننے لگا

--- اب کی بار اسکے جواب پر نوشین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا

تم حیا بیٹی کو چاہتے ہو ---- اسنے سیدھی بات منہ پر کردی جو ماں ہوکر اسکی آنکھیں پڑھ ---- سکتی تھی

مصطفیٰ نے ذرا کی ذرا اپنے سامنے دل عزیز ہستی کو دیکھا ---- جو غصے میں کسی بچی کی --- طرح جھنجھلائی ہوئی تھی

---- لبوں پر مسکراہٹ ذرا سی نمودار ہوکر وہیں دم توڑ گئی

ہاں ---- اسکے جواب پر وہ غصے سے سرخ ہوئی اسنے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا --- پر --- جب ہاں کو سمجھی حیرت سے اسے دیکھا

پھر تم اس رشتے سے راضی کیوں ہوئے --- تمنے انکار کیوں نہیں کیا ---- نوشین کے --- لہجے میں دکھ سمانے لگا

--- مصطفیٰ نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے اپنے پاس بیٹھایا اور اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیا

کیونکہ انکل خوش تھے اور میں انکی خوشی چھیننا نہیں چاہتا --- مجھے سب سے پہلے اس گھر -- میں بسنے والوں کی خوشی عزیز ہے بعد میں میں

نوشین کی آنکھیں نم ہوگئی ---- اسکی سوچ پر --- وہ دیکھ سکتی تھی مصطفیٰ کی چاہت --- بچپن سے ہی حیا کے لیے

میرا بیٹا تمہاری خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے جان --- اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیتی نوشین ---- نم لہجے میں بولی

میں جانتا ہوں میری پیاری ماں---- اسے اپنے سینے سے لگائے سر پر بوسہ دیا ---- پر انکل اسکا باپ ہے اسکا حق ہے اپنی بیٹی پر --- اور رہی بات میری تو میں اسکا صرف ہیرو ---- ہوں --- کہتے لب مسکرائے اور ولن ---- مجھے پہلے انکی خوشی عزیز ہے

---- نوشین کی آنکھیں آنسوں سے بھر گئی

---- میرا بچا ---- اسکے ماتھے پر بوسہ دیا

افف --- ماں اب تو بچا نا کہیں --- اچھا خاصا جوان ہوں --- عجیب لگتا ہے جب آپ ---- بچا کہتی ہیں ---- بالکل بچے والی فیلنگس آجاتی ہیں

---- وہ منہ بنا کر بولا ---- نوشین ہنس دی

ہٹ بدمعاش ---- بوڑھے ہو جاؤ پھر بھی میرے بچے ہی رہو گے ---- کہتی پھر دونوں ---- ہی ہنس دئے

دونوں کے بیچ خاموشی چھائی تھی --- پر عادت سے مجبور بیچاری اداکارہ کب تک چپ رہتی ----

ہیرو کیسے جی لیتے ہو منہ پر ٹیپ لگا کر مجھے تو گھٹ ہوتی ہے اگر نا بولوں تو ----- ایک ---- دوسرے میں بھینچے اسکے لبوں کو دیکھ کر جھرجھری لیتے بولی

---- مصطفیٰ کچھ نا بولا خاموش ڈرائیونگ کرتا رہا

---- حیا دیکھا اور سوال سوچا --- جو جلد ہی مل گیا

اچھا یہ بتائیں --- آپ موویز کیوں نہیں دیکھتے اور (منہ بناکر) مجھے بھی نہیں دیکھنے دیتے ---- ---- وہ اہم سوال بول کر جواب کے منتظر ہوئی

----- کیونکہ مجھے پسند نہیں

اسکے چار لفظی جواب پر حیا صدمے اسے دیکھنے لگی ---- پر مجھے تو پسند ہیں ----- انتہائی --- دکھ اور صدمے سے بولی

---- تو ---- ؟؟ اسکے تو پر حیا کی نتھنے پھولنے لگی

تو کیا آج سے میں دیکھوں گی ---- آپ تو ہیں ہی جنگل میں رہنے والے مگلی--- اپنی بیوی کو بھی قیدی بنا دیں گے اور یہ نا کرو وہ نا کرو کہہ کر اسکا جینا حرام کردیں گے --- پر یاد رکھیں ولن پلس سمتگر میں حیا سفیان ہوں ---- اچھے اچھوں-------- کو

----باقی کے لفظ گاڑی کے اچانک بریک اور مصطفیٰ کے بگڑے تیور کو دیکھ کر چپ کر ----- گئی اور ہڑبڑا کر ناخون کترنے لگی

آآآپ ڈرائیو کریں بب---باتیں تو ہوتی رہیں گی ---- حیا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اسے ---- اپنی طرف مڑتے دیکھ گھبرائی کالی آنکھیں پٹپٹاکر بولی

کیا کہا تھا میں اپنی بیوی کا جینا حرام کردونگا --اسے قید کرلونگا--ہاں --؟اسکے بازو سے پکڑ ---- کر کھینچا تو وہ درخت کی کٹی شاخ کی طرح کھینچتی اسکے چوڑے سینے سے لگی

نن--- نہیں --- نہیں تو ---- کک---کب ----- وہ ہڑبڑائی گھبرائی آنکھیں پھاڑے ----- دیکھتی اپنی بات سے مکر گئی

تمنے ٹھیک کہاں ----- میں اپنی شدتوں سے اسکا جینا حرام کردونگا ---- بالکل ٹھیک کہا ---- قید کر لونگا ---- وہ مسکرایا معنی خیزی سے گھمبیر آواز میں اسکے کان میں بولنے لگا

اور حیا کو لگا اسکی سانسیں بند ہوجائیں گی --دل حلق میں دھک دھک کرنے لگا بلند آواز --- میں -- اسکی گھمبیر آواز پر ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

پر شکر اسے ٹھیک کہہ رہا تھا ورنہ اپنی زبان خود گدی سے کاٹ دیتی ---- جو ہمیشہ پھنسا ---- دیتی تھی

ہا-----ہاں ٹھیک کہتے ہیں ایسا ہی ہونا چاہیے ---- بالکل ---- بالکل ٹھیک کہا مینے ----- ----وہ زوشور سے ہاں کرتی اس سے دور ہوئی

دوپٹا ٹھیک کرتی ناخون کترنے لگی ---- اور اسکی نظریں خود پر دیکھ کر پھر اثبات میں ---- سر ہلانے لگی

مصطفیٰ اسکی بوکھلائی گھبرائی حالت سے محظوظ ہونے لگا ---- وہ بہت کیوٹ تھی --- اگر بولتی تو جو منہ میں آیا بولتی ہی جائے گی پر جب وہ اسکی بولتی اپنے طریقے سے بند کرتا تو ---- ایسی ہی حالت ہوتی جس سے مصطفیٰ بھرپور خط اٹھاتا

جی جناب بالکل ایسا ہی کریں گے --- وہ انگلی سے اسکے ماتھے سے پسینہ چنتے اسکی -------آنکھوں میں دیکھ کر بولا

---- حیا اسکے جزباتوں سے چوڑ گرے آنکھوں میں دیکھتی بوکھلائی نظریں جھکا گئی

---- وہ خاموش سا پیچھے ہوا اور واپس ڈرائیونگ کرنے لگا

ہونہہ آیا بڑا ---- ایسی پٹیاں پڑھاؤنگی ---- روتے ہوئے میرے پاس نا آئے شکایتیں ---- گوانے تو تیرا نام بھی مصطفیٰ نہیں --- وہ دانت پیس کر سوچنے لگی

ہائے ہائے میں کیا پڑھاؤں گی ولن کی بیوی کو ---- وہ اپنی سوچ پر ماتم کرتی سوچنے لگی ---- اور کچھ دماغ میں آیا تو چپ ہوکر خاموش ہوئی

.....

وہ اپنی دھن میں چلتی آرہی تھی جب سامنے سیڑھیاں چڑھتی ملازمہ کو اوپر آتے دیکھا ---- پریہا کے لیے چونکنے والی بات یہ تھی کہ وہ اپنے ہی خیالوں میں چلتی شرمائی مسکرائی آرہی ----- تھی ---- یہاں تک کے اسکے قریب سے گذر گئی کچھ ہوش نا تھا

---- وہ ٹھٹھکی جب اسکے قدم شہروز کے کمرے کی طرف دیکھے

رک لڑکی سن ---- وہ غصے سے لال ہوتی اسکے سامنے آئی ---- ملازمہ اچانک اسکے سامنے ----- آنے پر ہڑبڑائی اور پائوں بریک پر رکھا

جی----- بی بی جی ---- وہ اپنے خیالوں میں اسکی ٹانگ ارانے سے بدمزہ ہوتی منہ ---- بناکر بولی

کس سوچ میں لال پیلی ہو رہی ہو ذرا میں بھی تو سنو ۔۔۔اور کہاں جارہی ہو بن ٹھن کر ۔۔۔۔۔اسنے لڑائی کے لیے آستین اوپر فولڈ کی اور اسکے سرخ زیب تن کیے ہوئے ڈریس ۔۔۔۔ کو دیکھ کر ابرو اچکائے

۔۔۔۔۔ ملازمہ بیچاری اسکے خطرناک تیوروں سے گھبرائی اپنے پہنے ہوئے سوٹ کو دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔ بی بی جی وہ اماں نے کہا پہنو ۔۔۔۔۔ وہ پھر تھوڑا شرمائی

اماں کی لالی ابھی کہاں جارہی ہو ۔۔۔۔۔ مطلب ماں بھی ملی ہوئی ہے بیٹی کی سوچ میں ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ پریہا سوچ کر غصہ ہوئی

وہ۔۔۔وہ بی بی جی بیگم صاحبہ نے بولا ہے چھوٹے صاحب کو بلا کر آئوں ۔۔۔۔ ملازمہ ۔۔۔۔ الجھ کر اسے بتانے لگی ۔۔۔۔ یہ بی بی جی کو کیا ہوا ہے ۔۔۔۔ اسنے سوچا

تو پھر ایسے بن ٹھن کر جاتے ہیں چھوٹے صاحب کو بلانے ۔۔۔۔ہاں ۔۔۔۔ وہ آگے ہوئی ۔۔۔۔۔ ۔۔۔ ملازمہ گھبرائی پیچھے ہونے لگی

وہ۔۔وہ اماں نے کہا پہن کر جائو ۔۔۔۔۔وہ اپنی خطرناک بی بی نما چڑیل سے ڈرتی پیچھے ۔۔۔۔۔ ہونے لگی جو مارنے کے در پے تھی

۔۔۔۔۔ کیوں ں

وہ -- وہ بی بی جی ہمارا پرسوں نکاح ہوا تھا اس لیے ---- اب جہاں اسے شرمانا چاہیے تھا وہاں اس خوفزدہ ہورہی تھی ---- اپنی صفائی پر ملازمہ تو کچھ نا سمجھی پر پریہا ضرور ----- ریلیکس ہوئی تھی

اچھا اچھا ---- بھئی مبارک ہو ---- اب ذرا میرے لیے بھی دعا کرو کھڑوس مان جائے ---- ایکدم وہ بدلی اور اسے مبارک دیتی گلی ملی ---- یہاں تک کہ خود کے لیے بھی دعا ---- لینے لگی

اللہ کہیں بی بی جی پر جن ون کا سایہ تو نہیں ----- ملازمہ کو اور بھی خوف آنے لگا ---- ----- وہ زبردستی مسکرائی اور وہاں سے جانے لگی

رکو لڑکی ---- افف بیگم صاحبہ نے کہاں پھنسا دیا ----- اسکے پھر رکو کہنے پر دل میں بولی -----

تم یہ بیگ لے جاؤ اور مما کو بولو آرہا ہے --- تب تک میں کچھ اپنے والے کو پٹاؤں ---- ملازمہ ہونق بنی بیگ پکڑے اسے دیکھنے لگی جب پریہا نے اسکے آگے چٹکی بجائی ---- ----- کیا ہوا بھئی جاؤ

---- ہاں---ہاں ---- وہ کہتی وہاں سے بھاگی ---- پکا بی بی جی پر سایہ ہے

ہریہا کندھے اچکاتی شرارتی مسکان لب میں مچلتی دبائے ---- خود شہروز کے بلانے آئی

وہ جو دونوں ہاتھوں سے دروازہ کھولتی دہرام سے اندر آنا چاہتی تھی پر اگلے ہی لمحے شہروز کے گلے کا ہار بنتی ٹھا کی آواز کے ساتھ دونوں نیچے گرے ---- صورتحال یہ ہوگئی کہ شہروز ----- بیچارہ وردی میں فل تیار نیچے پڑا مینڈکی کے وزن سہتا کراہ اٹھا

----- دور ہٹو مینڈکی سر پھوڑ دیا ----- وہ سر پکڑے اپنے اوپر پڑی پریہا پر غصہ ہوا

ہائے مینے کیا کیا ---؟ وہ اسکے سینے پر دونوں بازو رکھتی ان پر سر رکھکر آنکھیں پٹپٹائی بولی

تمنے سنا نہیں مینے کیا کہا ----- وہ اسکے نازک جسم کو خود کے اوپر محسوس کرتا غصے سے ----- غرایا

نو بالکل بھی نہیں ----- پریہا اسکے غصہ سے سرخ چہرے کو دیکھتی آنکھیں گھما کر اسے ----- اور غصہ ڈلانے لگی

تمممم۔۔۔۔۔۔ وہ ایکدم اسے خود سے دور دھکیلتا کھڑا ہوا اور جھٹکے سے پریہا کو بازو سے پکڑ گھسٹا تو وہ اٹھی اور شہروز نے زور سے اسے دیوار سے لگایا ۔۔۔۔۔درد تو بہت ہوا پر اتنا بھی نہیں ۔۔۔۔ اسکے خوبصورت چہرے اور سنہری آنکھوں میں دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی

۔۔۔۔۔

تم ۔۔۔ تم چاہتی کیا ہو ۔۔۔ کیوں اتنا گر گئی ۔۔۔۔۔ اسکی بازو پر پکڑ انتہائی سخت تھی ۔۔۔۔ ۔۔۔کہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو اب تک اپنا بازو تڑوا چکی ہوتی

تمہیں ۔۔۔۔ آنکھوں سے اشارہ کیا ۔۔۔۔ اس پر شہروز کی پکڑ تھوڑی سی ڈھیلی ہوئی تو ایک جھٹکے سے اس لمبے چوڑے وجود کو دیوار سے لگایا پھر بغیر اسکے سمجھنے تک پاؤں کی انگلیوں پر کھڑی ہوتی اسکے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی اور اسے شاک بے یقینی آندھی ۔۔۔۔۔ طوفان کے زد میں چھوڑتی گویا ہوئی

تمہیں چاہتی ہوں ۔۔۔صرف تمہیں شہروز ملک ۔۔۔۔ اور صرف تمہارا نام چاہتی ہوں اپنے نام کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔ وہ چاہت اور محبت کی جنونیت سے ایک دیوانی کی طرح اسکی شولا برساتی آنکھوں میں دیکھتی آنکھ دبا کر بولتی اسے وہیں چھوڑ کر وہاں سے بھاگی ۔۔۔۔۔ شیر ۔۔۔۔ کے بگڑنے سے پہلے

تم---- تم بے ہودہ لڑکی ---- تمہیں تو میں مسل کر رکھ دوں ---- نفرت ہے مجھے تم جیسی لڑکیوں سے جو اپنے منہ آتے جزباتوں پر لگام نا دے سکیں ---- وہ زوردار مکہ دیوار پر ---- مارتا دل کی بھراس نکالنے لگا ---- اگر سامنے وہ ہوتی تو پتا نہیں کیا کر بیٹھتا

--- ناشتے کی ٹیبل پر تینوں اسکے منتظر تھے

میں جاکر دیکھتی ہوں ---- طبعیت تو ٹھیک ہے اسکی ----. مشال فکرمندی سے کہتی ---- چیئر کھسکا کر اٹھی

بیگم صاحبہ وہ صاحب تو چلے گئے ---- لائونج سے آتی ملازمہ بولی --- اور بہت غصے میں تھے ---- ہمنے ناشتے کا کہا تو غصے میں جھڑک دیا ---- وہ سر جھکائے بولتی مشال کو ---- پریشان کر گئی

----- لگتا ہے اتنے میں ہی پیٹ بھر گیا بچے کا ----- پریہا مسکراہٹ روک کر بڑبڑائی

---- آپ نے کچھ کہا بیٹے ---- دراب نے پوچھا

---- نہیں -- نہیں تو ----- وہ کندھے اچکا کر انکار کرنے لگی

----- تو وہ ہلکا سا ہنس دئے

سنیے --- آپ ذرا فون کرکے معلوم تو کریں ٹھیک ہے میرا بچا ----- وہ غصا تو نہیں ----- کرتا بہت احترام کرتا تھا ملازموں کا ---- پر آج یہ صبح صبح کیا ہوگیا

کچھ نہیں ہوا بیگم جس طرح کی اسکی ڈیوٹی ہے اس طرح کے موڈ بنتے رہتے ہیں دن میں

آپ شروع کریں بیٹا کھانا ----- انہوں نے مشال کو ریلیکس کرکے پریہا کو کھانے کا ----- کہا ---- جو فرمانبداری سے سر ہلاکر کھانے لگی

اور کچھ دیر بعد باہر مصطفیٰ کی گاڑی کا ہارن سن کر دونوں سے پیار لیتی بیگ اٹھائے ---- نکلی

مسکراہٹ مچل رہی تھی ---- لبوں پر آنے کے لیے ----- آخرکار اسنے آزاد کر ہی دیا اپنی ---- مسکان کو ----- اور قہقہہ لگاتی باہر کو بھاگی

------- بیچارا میرا شیرو

.....

**********.

سفیان تم انہیں جواب دے دو ہمیں یہ رشتہ پسند نہیں ----- حسن کی آواز کمرے میں ----- گونجی ---- نوشین حوریہ اور سفیان نے حسن کی طرف دیکھا جو بالکل سنجیدہ تھا

پر بھائی ----- وجہ کیا بتائیں سب کو پسند ہے ---- سفیان کو حسن کا انکار سمجھ نا آیا ----- پہلے تو کچھ نا بولا پھر اب کیا ہوا --- ابھی ہی حسن نے سب کو اپنے روم میں ----- بولایا تھا اور اس رشتے سے انکار کرنے کا کہہ رہا تھے

وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی لاڈو پلی بیٹی حیا سفیان کو اپنے جان سے عزیز بیٹے مصطفیٰ حسن کے لیے اسکا رشتہ مانگتے ہیں اگر تمہیں منظور ہوتو بتائو ---- اسکی بات پر حور کی مسکراہٹ کھلی ساتھ ہی نوشین نے رب کا شکر ادا کیا کہ اپنے بیٹے کے بغیر بولنے پر ہی حسن سمجھ -----گیا اسکی پسند

سفیان نے پہلے حیرت بے یقینی سے اور پھر بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ صوفے سے اٹھ ------کر انکے گلے سے لگے

اوہ ---- بھائی آپنے تو دل کی تمنا پوری کردی ---- سفیان کی یہ تو دلی خوائش تھی ---- اس لیے اسنے جان بوجھ کر مصطفیٰ سے اس رشتے کا ذکر کیا تھا --- ایک پل کے لیے تو

اسکے چہرے کا رنگ بدلا تھا --- پر جلد ہی خود پے کنٹرول کرگیا ----اور اسے اسکی مرضی پہ چھوڑ دیا ---- تب سفیان کافی مایوس ہوا ---- اور سوچا شاید میں جو سوچ رہا ہوں ویسا نا ہو ----

پر بھائی مصطفیٰ بیٹا --- اسکی مرضی ہے ---- اسے مصطفیٰ پریشانی تھی ---کہیں وہ انکار نا کردے ----

کیا تم اتنے سالوں ساتھ رہنے کے باوجود اسے نہیں جان پائے سیفی ---- حسن ہنسا تو سب ہنس پڑے -----

تم جانتے ہو نا جب اسے کوئی بات یا کوئی فیصلہ یا کچھ بھی پسند نہیں آتا تو پہلے وہ اس سے دور ہوجاتا اور جب اسے اپنی مرضی خلاف ہوتے دیکھتا تو اچانک ہی دھماکے کی طرح سب الٹا کردیتا ہے ویسا کرتا ہے جیسا وہ چاہتا جس میں اسکی مرضی ہوتی ---سب کچھ اسی طرح کرتا پھر چاہے کچھ بھی ہو ----- وہ تو صرف چیزوں تک --- حیا بیٹی کو تو اسنے انگلی پکڑ کر چلنا سیکھایا ہے ---- تو کیسے اس دور جاتے دیکھ سکتا اس گھر سے ----

حسن کے لفظوں میں شفقت محبت تھی اپنے بیٹے کے لیے ---- سفیان مسکراتا اثبات ----- میں سر ہلانے لگا ---- نوشین نے حور کو گلے لگایا

حور بیٹا آپ حیا بیٹی سے انکی رائے پوچھیں ---- مینے چھوٹی مما (عائمہ بیگم) سے بات کی ---- ہے انہیں اس رشتے سے خوشی ہوئی اور وہ چاہتی بھی یہی ہیں

---- حور کے سر پر ہاتھ رکھ کر حسن بولا

جی بھائی مجھے امید ہے حیا کو اس رشتے سے کوئی اختلاف نہیں ہوگا --- پھر بھی آپ --- سب کی تسلی کے لیے میں اسکی رائے ضرور لونگی

پھر خوشی خوشی باتیں کرنے لگے --- حور کو جو ٹینشن تھی اپنی بیٹی کے مستقبل کے لیے --- پر مصطفیٰ جیسے جیون ساتھ کا اپنی بیٹی کے لیے جو تصور کیا تھا پورا ہونے پر پاؤں ---- نہیں ٹک رہے تھے زمین پر

جلد ہی سب کی رائے کے بعد شادی کی ڈیٹ فکس کریں گے --- انشااللہ --- حسن بولا ---- ---- سفیان نے بھی نم آنکھوں سے انشااللہ کہا

---- دوسری بات سب سے شیئر کرنی تھی

----- حسن پھر سے مسکرا کر گویا ہوا تو سب اسے دیکھا

دراب شہریار سے پریہا بیٹی کا رشتہ مانگنے جانے والا ہے کچھ دنوں میں شہروز کے لیے

اللہ ایسے ہی ہماری خوشیاں سلامت رکھے بہت اچھا سوچا بھیا نے ---- نوشین مسکرا کر

---- بولی

آج ہی آفس میں باتوں باتوں میں شہروز کی بات نکل تو انہونے اپنی دلی خوائش کا ذکر کیا

------ اور جلد ہی اسکا ذکر عائمہ بیگم سے کرکے شہریار سے رشتا مانگے گا

----- خوشحال ماحول میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی ---- ہر کسی کے دل میں

آپ کیوں خاموش ہیں ---- کمرے میں سفیان کو گہری سوچ میں دیکھ کر حور ساتھ بیٹھ ---- کر پوچھنے لگی

---- کچھ نہیں بس ایسے ہی ----- اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر بولا

----- کس بات کی ٹینشن ہے سیفی ----- وہ آج بھی سیفی ہی کہتی تھی

بس سوچ رہا ہوں کہ کل کی تو بات ہے جب وہ چوزے جتنی میرے ہاتھوں میں آئی تھی ---- اور آج اسکی شادی کی باتیں ہورہی ہیں --- وقت گذرنے کا پتا ہی نہیں چلتا ---- ---- اسکی آنکھیں نم ہوئی

مجھ بہت خوشی ہے کہ میری بیٹی میری آنکھوں کے سامنے ہوگی ---- حور بھی مسکرائی ---- بھاری آواز میں بولی

حور --- سفیان نے کچھ سوچ کر پکارا ----ہوں ---- حور اسکی سنجیدہ پکار پر اسکی طرف ----- متوجہ ہوئی

کیا ہم ٹھیک کر رہے ہیں ----وہ کچھ دیر خاموش ہوا جیسے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو --- حور الجھی ----؟ --- مطلب

مطلب مصطفیٰ کی ایج اور حیا کی ایج دونوں میں بہت فرق ہے --- وہ سنجیدہ پریکٹیکل ہے ----- اور حیا شرارتی غیر سنجیدہ ---- اسکی کشمکش پر حور ہنس دی

آپ بھی نا ---- میں سمجھی مصطفیٰ نہیں پسند ---- وہ مسکرائی ---- سفیان بھی اسے ---- دیکھ کر مسکرایا

مصطفیٰ کسے ناپسند ہوسکتا ہے بھلا ----- دیکھتی نہیں ہیں لوگوں کی نظروں میں اس کے لیے ستائش ----- ماشااللہ اللہ ایسا بیٹا سب کو دے ---- اکیلا ہی کافی ہینڈل کرتا ہے

بزنس کو اور وہاں لمحہ لمحہ بھائی کی دوائو کا خیال رکھتا ہے اسکی طبعیت کی --- منا بھی ---- بہت کرتا ہے کہ آپ آرام کریں پر بھائی مانے تو

ہماری بھی کتنی عزت کرتا ہے --- مجھ اس میں ایسی کوئی کمی نظر نہیں آتی ---- جس سے انکار ہوسکے میں تو خود یہ رشتا چاہتا تھا ---- پر مصطفیٰ کو سوچ رہا ہوں کہیں ایسا نا ہو ----کہ وہ کہے کچھ یا انکار ---- اسنے اپنا خدشہ ظاہر کیا

ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سوچ رہے ہیں --- مجھے امید ہے مصطفیٰ کو حیا اپنی شریک حیات کے روپ میں منظور ہوگی ---- اور رہی بات ایج ڈفرنس تو بھائی اور پری بھابھی کو ---- ہی دیکھ لیں

حیا پری بھابھی جیسی نادان تو نہیں نا ---- وہ کتنی خوش تھی شیری بھائی کے ساتھ ----

آپ ایسے ہی پریشان ہورہے ہیں --- مجھ یقین ہے دونوں کو اس فیصلے سے انکار نہیں ہوگا ----- ورنہ آپ تو دیکھتے ہیں کتنی بار مصطفیٰ کے لیے باتوں ہی باتوں میں آپی سے

انکی دوستیں پوچھ گچھ کرتی ہیں ---- اور اپنی بیٹیوں کی تعریف کے دھیر لگادیتی ہیں ----

مجھ تو سنتے ہی ہنسی آتی ہے --- اللہ سلامت رکھے --- سب کو آپنے اب کچھ نہیں سوچنا ---- ایسا ویسا

بہت اچھی لگے گی میری اداکارہ کی جوڑی مصطفیٰ بیٹے کے ساتھ ---- اور یہ آپی اور بھائی ----کی بھی خوائش ہے شاید آپ بھول رہے ہیں

آپ بیٹھیں جب تک میں حیا کی طرف سے ہوکر آتی ہوں ---- وہ مسکراتی بولی اور سفیان ------کو دیکھتی کمرے سے چلی گئی --- سفیان بھی سوچتا مسکرادیا

میری پیاری بیٹی کیا کر رہی ہے ----؟ حور حیا کے کمرے میں داخل ہوتی بولی ---- --- اسکی اچانک آمد پر وہ جو ناول پڑھ رہی تھی --- اچھلی

افففف---- اوہ مدر ماں آپنے تو ڈرا ہی دیا --- میں سمجھی ولن ہے ---- وہ اٹھ کر بیٹھی ---- اور ناول تکیے کے نیچے چھپا کر آنکھیں سکڑے حور کے رویے کو دیکھنے لگی

آہم آہم ---- بڑے مسکے لگائے جارہے ہیں ---- سب خیریت مدر ماں ---- حور جو اسکے ساتھ بیٹھ کر اسکے ماتھے پر پیار کیا تھا بغیر اسکی ڈائجسٹ کی طرف دیکھے ---- اسکی جملے پر دانت پیسے ---- بیٹی کس کی ہو --- کچھ ہضم ہوتا ہے تم سے ---- دل میں سوچا ------ --- پر منہ پر مسکراہٹ ہی رکھی

آج میں اپنی بیٹی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی ہوں --- کیوں تمہیں تکلیف ---- ---- دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے سے آگے تھی

ہائے پہلے یہ تو بتائیں سچ میں رات کا خواب تو نہیں دیکھ رہی ---- میری مدر ماں مجھ پر پھول برسا رہی ہے ---- حیا سے ہضم نہیں ہورہا تھا اسکا یوں ڈائجسٹ کو اگنور کرنا اور ---- میٹھے لہجے میں بولنا

بس تم ان سب کو چھوڑو --- آئو میرے پاس --- اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اپنی اداکارہ سے کیسے جان چھڑوائے ---- حیا کا سر اپنی گود میں رکھ کر بالوں میں انگلیاں چلانے لگی

ایسا نہیں تھا کہ دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ نہیں بنتی تھی --- بات یہ تھی کہ وہ صرف اسے الٹی حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کرتی رہتی تھی اس لیے حیا سے آج کا برتائو ہضم نہیں ہورہا تھا ----

تمہیں پتا ہے نا حیا کہ ہم تم سے کتنا پیار کرتے ہیں سب ---- وہ سوچ سمجھ کر موضوع پر آئی ---- پر وہ بھی حیا تھی ----

--- ہاں ---- تو اصل بات پر آئیں ---- حیا مسکراہٹ دبا کر بولی --- حور نے ماتھا پیٹا

---- حیا بی سیریس ----- اسنے ڈپٹا ---- اوکے ---- حیا نے منہ پر انگلی رکھی

----- میری جان کبھی ہمیں غلط نا سمجھنا ---- ہم سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں

جی --- اسنے اثبات میں سر ہلایا ---- حور نے گہرا سانس لیا ---- اس ڈر تھا وہ انہیں ----- غلط نا سمجھے ---- اور مصطفیٰ سے بدگمان نا ہوجائے جسے اپنا ہیرو مانتی تھی

بیٹا مصطفیٰ آپکو کیسا لگتا ہے ---- بالوں میں انگلیوں کو پھیرتی عام سے لہجے میں بولی

امم۔ ----- اسکے سوال پر وہ سوچنے لگی ---- اور بولی تو اسکے لفظوں میں مصطفیٰ کے ----- لیے اپنا سا احساس تھا

تھوڑا کھڑوس تھوڑا بہت اچھا ---- اور تھوڑا ولن ٹائپ چین کا سانس نہیں لینے دیتا ---- ---- یہ نا کرو وہ نا کرو ---ہونہہ ---- میں بھی کونسا مانتی ہوں ---ہاہاہا

---- وہ اپنی ماں کے مطلب سے انجان تالی بجا کر بولی

---- مطلب اچھاا تو لگتا ہے نا ---- ؟ تسلی چاہی

---- ہاں لگتا ہے ---- وہ بھی بغیر شرم کے بول پڑی ----- حور مسکرائی

---- تو بیٹا ہم سب نے ایک فیصلا کیا ہے کیا آپ اسے قبول کریں گی

جی مدر ماں بتائیں کونسا فیصلہ لیا ہے حیا سفیان کے لیے ---- حور نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا ---- اور حیا کے دماغ میں ناول میں پڑھی ماں کے اس میٹھے انداز والا سین چلنے لگا

---- ہیں--- ایسا ہی تو ہوتا ہے ---- وہ بڑبڑائی

بیٹا تمہارے پاپا نے یہ فیصلا کیا ہے کہ ---- وہ تھوڑا خاموش ہوئی --- حیا آنکھیں پھاڑے کان کھولے سننے لگی ---- خطرے کی گھنٹیاں زور سے ٹن ٹن کرنے لگی

کہ وہ اپنی پرنسس کے ہمسفر کے روپ میں مصطفیٰ کو دیکھ رہے ہیں --- مطلب آپکا اور ----- مصطفیٰ بیٹے کا رشتا طے کر رہے ہیں اگر آپکو ---- وہ مزید بولتی جب حیا بولی

مدر ماں بس آج کے لیے اتنا ہی جھٹکا کافی ہے ---- میں بے ہوش ہورہی ہوں میرے کان بھاری ہورہے ہیں ---- آگے کچھ مت بولیے گا ----- وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر نا نا کرنے لگی --- اور بے ہوشی پر سیدھا پیچھے گری --- جھٹکا ---- ہی اتنا تیز تھا

ولن بنا شوھر ----- ہائے اللہ --- اسکے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی --- حور نے اپنا ماتھا پیٹا ------

.....

میں ہرگز بھی اس کے ساتھ شادی نہیں کرونگا پاپا ---- وہ پتا نہیں کیسے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے گھر میں برداش کرتا تھا وہ بھی وبال بن جاتا جاتا تھا خود پر --- جیون ساتھی کے روپ میں وہ بھی پریہا کو جس کے بارے میں وہ خواب میں بھی سوچے ---- تو ہزار بار خود پر لعنت ملامت کرے

وہ ایک اپنی سوچ رکھنے والا تھا --- اسے اپنی جیون ساتھی ایسی چاہیے تھی جو کچھ شرمیلی عام لڑکیوں جیسی --- سگھڑ گھریلو جو شوھر کے گھر آنے پر اپنے ہاتھوں سے اچھے اچھے کھانے بناکر اسکا انتظار کرے --- جیسے عام بیویاں کرتی ہیں ---- پہننے اوڑھنے میں ایک ---- دم ایسی کہ سر پر دوپٹے کو بھی نا سرکنے دے

اور لہجہ میٹھا دھیما شیریں ادائیں ---- بس دل کرے سنتا ہی رہے ---اور جب ٹھک ہار کر شام کو گھر آئے تو اسے دیکھتے ہی ساری ٹھکن پھوچکر ہوجائے --- ایکدم خود کو فریش ---- فیل کرے ------یہ تھی اسکی پسند اور اسکا باپ کیا کہہ رہا تھا

اس مینڈکی سے شادی کرے جسے ---- شرم نام کی تو چیز نہیں ہائی جاتی اس میں --- یہاں تک کہ اسے پتا نہیں کہ یہ کونسی بیماری ہے --- کھانے بھی صرف کھانے تک محدود اچھے سے ایک ڈش کا نام نہیں آتا صرف بریانی کے علاوہ ---- اور سگھڑ پن ----- ----ہونہہ ---- سگھڑ پن نہیں اسے صرف جنگلی پن کہا جاسکتا تھا

پہننا اوڑھنا بالکل ایسا کہ اسکے دماغ کی رگین پھاڑ دے غصے سے --- ٹائٹ جینز شارٹ ------ شرٹ اور دوپٹا --- لاپروہ سا گلے میں

لہجے کی تو بات ہی بیچارے سے کوئی نا کرے --- جب بولتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے منہ پھاڑ پھٹا ہوا سپیکر لاؤڈ ---- جو کان کے پردوں میں ہزار چھید کردے ----اور جب اسے دیکھتا ہے ساری ٹھکن جانے کے بجائے بڑھ جاتی ہے --- اسے دیکھ کر دورے پڑنے ---- لگتے ہیں چڑچڑے پن کے --- فریش فیل کرنا تو بھاڑ میں جائے

مطلب تمہیں انکار ہے میرے فیصلے سے ----؟دراب کچھ سخت آواز میں بیڈ پر بیٹھا سامنے صوفے پر بیٹھے اپنے ضدی بیٹے سے بولا ---- جسے خدا ہی جانے کونسی اتنی پیاری ---- اور شرارتی کزن سے چڑ تھی ---- اس سوال پر شہروز نے سر جھکایا

-- میں آپکے فیصلے کا احترام کرتا ہوں پر -------- لب بھینچے
آپ جہاں کہیں گے آنکھیں بند کرکے سر کو خم دونگا ---- پر پریہا سے نہیں ----
اسکے لفظ پریہا میں ناپسندگی بول رہی تھی ---- جو باہر دیوار کے ساتھ لگی ٹرے میں کپ لیے کھڑی پریہا نے باخوبی محسوس کی تھی ---- اسکا مضبوط دل اس لمحے تڑپ تڑپ کے

رو رہا تھا --- اتنا درد اسے مارشل آرٹس کی کلاسس میں نہیں ہوا تھا جتنا ابھی ہورہا تھا

پر وہ خاموش تھی اور اسکی نفرت کو سننا چاہتی تھی --- سرخ لبوں پر البتہ گہری مسکراہٹ تھی اسکی بے بسی پر -----

کیوں کیا ہے میری پیاری بیٹی میں جو تم انکار کر رہے ہو ---؟دراب کی آواز میں پریہا کے لیے محبت ہی محبت تھی ----

پاپا مجھے لڑکی سے شادی کرنی ہے لڑکے سے نہیں --- اس میں ایسی ہے ہی کونسی خوبی جسے لڑکی کہا جائے ---- وہ تو لڑکوں سے بھی چار قدم آگے ہے ---- کیا آپنے آج تک ملک خاندان میں کسی لڑکی کو بائک چلاتے دیکھا --- باہر لڑکوں سے لڑتے دیکھا --- نہیں کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی لڑکوں سے آنکھیں ملا کے بات کرے --- پر یہاں مس پریہا ---- جس میں شرر -----

شہر۔۔۔۔وز ۔۔۔۔۔ اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دراب دھاڑا ۔۔۔۔ خبردار جو تمنے ایک لفظ بھی مزید منہ سے نکلا ۔۔۔۔ یہیں تمھیروں سے چہرا سرخ کردونگا ۔۔۔۔ جائو یہاں سے ۔۔۔۔انہونے غیض غضب میں اسے باہر کی جانب اشارہ کیا ۔۔۔۔ اور شہروز مٹھیاں بھینچے لب سختی سے دبائے باہر نکل آیا ۔۔۔۔

تیز تیز چلتا غصے میں اسکا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا ۔۔۔۔ پیچھے دراب کو ہزاروں سوچوں کے گرد چھوڑ کر ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ سمجھتا کیا ہے خود کو باپ کو انکار کرے گا

تو شہروز آج دیکھ ہی لی پریہا شہریار نے تمہاری نفرت ۔۔۔۔ سمجھ بھی گئی کتنی نفرت ہے تمہیں ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔آج تمنے میرا دل دکھایا ہے نا۔۔۔ کل میں خود تمہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردونگی

اور کیا کہتے ہو تم میں کافی بولڈ مطلب بیہودہ بدتمیز اخلاق سے گری ہوئی لڑکی ہوں ---- یہاں تک کہ لڑکی والی کوئی کوالٹی نہیں مجھ میں ---- ہونہہ --- اب تم دیکھو اصل پرہبا ہے کیا چیز ---- اور رہی شادی کی بات وہ تو اب تم خود بڑے پاپا سے بات کروگے --- وہ بھی سون ----- وہ اپنی سرخ آنکھوں سے اسکی نفرت دل میں محسوس کرتی تمسخرے ---- سے بولی

وہ مزید شہروز کے کڑوے لفظ نہیں سن سکتی تھی اس لیے وہاں سے چلی آئی اپنے روم ---- میں

اسے خود پتا نا لگا کب لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار کرتے شہروز کی محبت دل میں پیدا ہوئی ---- کب اسکے سنہری نین کٹوروں میں شہروز کے خواب امڈ آئے -----

ایک یہ ظلم کم تھا کہ وہ کھڑوس نفرت کے بھی قابل نا تھا ---- اس سے محبت ہوئی ------ ---- اوپر سے اس ظالم کے دل میں نفرت بڑھا کر ستمگر بنا ڈالا

اسنے ہمیشہ ہر جگہ محبت سمیٹی تھی ہر کسی سے محبت پائی تھی ---- یہاں تک وہ شہروز کی نفرت بڑھے جملوں کو بھی انجوائیمنٹ کے لیے سر پر رکھتی تھی ---- پر اسے کیا پتا تھا ---- وہ اس پر سچ کے وار کرتا تھا

شہروز بہت غلط کیا تمنے میری محبت کو بیہودگی کا نام دے کر بہت غلط کیا ------- پر کچھ بھی کر لو پاکر تو تمہیں رہوں گی اور ----- جہاں تمہارے یہ سوکالڈ سپنے ہیں نا اچھی ---- بیوی کے مسل کر رکھ دونگی

بیڈ پر پڑی ایک عزم سے کہتی سر جھٹکا ---- اور مسکرائی ---- جسکے ساتھ سنہری سرخ ----- آنکھیں بھی دینے لگی

ٹھا---- کی آواز کے ساتھ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ---- اسکی نظر سیدھا بیڈ پر ---- پڑی آنکھیں لہو ٹپکانے لگی

---- پریہا اس طرح آنے پر غصے سے مڑی

یہ کیا بدتمیزی ہے کسی کے روم میں آنے کی ---- وہ بھی ایک لڑکی کے ---- شرم بھیج دی کیا ----- اسکی شولا برساتی نظروں میں دیکھ کر گہرا طنز کیا ----- اور اٹھی بیڈ سے ----

شہروز جو اسے اچھی خاصی سنانے آیا تھا ---- اسکی سنہری سرخ آنکھوں اور طنز پر مسکرا پڑا ----

اوہ تو لگتا ہے مینڈکی کے مبارک کانوں نے سب کچھ سن لیا ---- ٹھیک کہا نا ---- وہ چلتا ہوا قریب آیا ---- دونوں مقابلے آچکے تھے ----

--- ہاں سن لیا شیرو بہت اچھی طرح سمجھ بھی لیا ---- وہ چبا چبا کر بولی

افففف ---- کچھ جلنے کی بو آرہی ہے ---- وہ یہاں وہاں دیکھتا اسکی حالت پر طنز کرنے ----- لگا

---- تمہارے اندر سے ہی کچھ جل رہا ہوگا

سنا ہے میری بیوی بننے کا خواب دیکھ رہی تھی --- پر افسوس مینے چکنا چوڑ کردیے سارے خواب --- اور جانتی ہو نا ----- اسنے اسکا جائزا لیا ---- پینٹ ریڈ شرٹ پر ریڈ سکارف ---- ---- کھلے پیٹھ پر گھنگرالے بال

آئی---- ہیٹ ---یو ----- پھر کیسے تم میرے خواب دیکھ سکتی ہو بیبی --- وہ اسکے ---- قریب آکر کان میں بولا

پریہا مسکرائی ---اسکے بیبی کہنے پر ---- اور تم بھی جانتے ہو نا آئی--- لو---- یو --پھر کیسے تم کسی اور کے ہوسکتے ہو ---- وہ بھی اسی کے انداز میں اسکے کان میں بولی --- ---- شہروز کو آگ لگا گئی

بڑی ہی ڈھیٹ عورت ہو ---- شرم بھیج کر آئی ہو کیا ---- اسنے ایکدم اسکی کلائی موڑی ---- اور پیٹھ سے لگائے منہ پر غرایا

یہ تم پر ہے اب اسے بے شرمی سمجھو بولڈنیس یا محبت ---- وہ آگ میں تیل ڈالنے لگی ---- ----- اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھ کر

تمم------ ایک جھٹکے سے چھوڑ کر غصے میں جیسے ہی ہاتھ اٹھایا تو ہوا میں ہی اسنے پکڑ لیا ----

یہ غلطی مت کرنا شہروز ----- وہ ابھی بھی نرم لہجے میں بول رہی تھی ---- ورنہ اسکے جگہ ---- پر کوئی اور ہوتا تو اب تک کھا بھی چکا ہوتا

کیا کر لوگی ہاں ------ ایکدم دونوں بازو سے پکڑ کر زور سے اسے دیوار سے لگایا ----
بتاؤووو----- کیا کرلوگی ----- وہ اسکے منہ پر گرجا ---- انداز ایسا تھا دیوار میں ہی دفنا
---- دے گا ----- اسکی سخت انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی محسوس کر رہی تھی

ابھی تو کچھ نہیں پر بہت جلد ----- کچھ بھی -----وہ بے خوفی سے اسکی بھوری
آنکھوں میں دیکھ کر بولی --- نہیں بلکہ وارن کرنے لگی ---- وہ بہت آگے نکل آئی تھی
اسکی محبت میں شاید جنونیت بنالی تھی اسنے اپنی محبت کو ---- اور شہروز کی نفرت اپنی
محبت کے آگے کچھ بھی نہیں لگ رہی تھی ---- تبھی تو اسکے ارادے مضبوط و بلند تھے
---- ---- پہاڑ کی طرح

یووو--- سٹوپڈ گرل --- زبان گدی سے کھینچ لونگا ---- وہ سختی سے اسکی ٹھوڑی جکڑے
----- چیخا ----- کتنی نفرت جتا رہا تھا پر باز ہی نہیں آرہی تھی ---- جاہل عورت

پریہا خاموش ہوتی اسکی تیز گرم سانسیں خود پر محسوس کرتی چپ کرگئی ---- پھر مسکرا کر ---- آنکھ دبائی

ذرا شرم کی بک کھول کر ریڈ کرلو کیونکہ اس وقت تم اپنی شرم بھلائے میرے بہت قریب آچکے ہو ----- سو پلیززززز اپنی شرم جگاؤ ----- اسکے طنز بھرے الفاظ پر وہ جو اسے مارنے کے در پر تھا ہوش میں آتے اپنے اور اسکے بیچ فاصلے کو دیکھا ---- جو ذرا بھی نہیں چھوڑا تھا ----- اسکی تیز سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرکے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں ---- تمسخرا تھا

دفع ہوجا یہاں سے ---- اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو اب میرے سامنے مت آنا ---- ورنہ میں تمہارا خون کرنے سے بھی نہیں گھبرائونگا ----- وہ اسے بیڈ پر پھینکتا بولا ----- اور ---- ایک قہر بھری نظر اس پر ڈالتا دب دب کرتا وہاں سے نکلتا چلاگیا

کر دو غم کسے ہے ----- لو یو غصیلے اے ایس پی ---- ہاہاہاہا---- قہقہہ لگاتی اپنی ---- ٹھوڑی پر موجود اسکی انگلیوں کے لمس پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگی

.....

دن ویسے ہی گذر رہے تھے جیسے پہلے تھے ---- وہی اسکا رات کو ڈر ڈر کے سونا ----
سرگوشیاں سننا رونا تڑپنا --- اگلے کو بھی جیسے اسکے حال کی کوئی پروہ نا تھی یا وہ اس میں
یہ عادت ڈالنا چاہتا تھا --- اسے اپنا عادی بنانا چاہتا تھا ---- اس پر اپنی اصلیت کھولنا
---- چاہتا تھا جو معصومہ سمجھنے سے کاثر تھی

کبھی کبھی تو جیسے ڈر سے دل بند ہونے کو ہوتا تھا --- دل کرتا تھا کہیں چھپ جائے نا
دنیا ہو نا یہ سرگوشیاں --- کسی سے بھی ذکر کرنا چھوڑ دیا تھا گھر میں ویسی ہی تھی جیسی
پہلے ہوتی تھی --- فرق صرف یہ تھا کہ اب وہ اپنی اس حالت کا کسی سے ذکر نہیں کرتی
---- تھی --- نا ہی اپنے ماں باپ سے --- کبھی کبھی عائمہ بیگم کے ساتھ سوجاتی

پر اگلی ہی رات اپنے کمرے میں سرگوشیاں اسے ایسا کرنے سے باز آنے کا کہتی ---- اس پر واضح کرتی کہ وہ مکمل قید ہے --- اسکی سانسیں بھی کسی کی مٹھی میں ہیں ---- ---- وہ صرف ایس کی ہے ---- صرف اسکی

معصومہ خاموشی سے سانسیں روکے سنتی رہتی کوئی بھی ایکشن نا لیتی --- جب تک وہ ختم نا ہوجاتی --- اور جب وہ سانسیں روکتی تو اگلے ہی لمحہ سرگوشیاں بند ہوجاتی جیسے ایس ----کو اسکا یہ عمل پسند نا ہو

ایک تو رات کم تھی ---- جو صبح بھی یونی کے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جیسے وہ خود کو کسی کی --- تیز نظروں کے حصار پاتی

صبح نئے پروفیسر کی کلاس میں الجھی خوفزدہ رہتی --- ایسا لگتا جیسے پروفیسر ایسے دیکھ رہا ہو --- اسکی تیز آنکھیں اپنے اوپر محسوس ہوتی --- پر جب وہ ڈرتی سر اوپر کرتی تو پروفیسر ---- اپنے کام میں مصروف ہوتا یا کسی کو کوئی ٹاپک سمجھارہا ہوتا

وہ بہت سخت اور معصومہ کے مطابق ڈائنوسور جیسا تھا خطرناک ---- معصومہ کو اسے دیکھتے ہی خوف آتا تھا ---

آج بھی وہ عذر کے ساتھ یونی آئی ہوئی تھی --- پریہا سے وہ روز باتیں کرتی تھی --- اور عذر بھی بہت خیال رکھتا تھا ---

اریشہ جو پہلی فرینڈ تھی اس کے ساتھ بھی بہت اچھا ٹائم گذر رہا تھا --- ہما آج کل خاموش تھی اس لیے وہ باقیوں کی نظروں سے بچ کر کلاس میں آجاتی تھی ---

ابھی بھی وہ کلاس میں اکیلی بیٹھی تھی اریشہ آج نہیں آئی تھی --- اور نیو سر کی بھی آج کلاس نہیں تھی اس لیے پرسکون تھی ---

سنو لڑکی ---- وہ جو اپنی سوچوں میں تھی اچانک ہما اور اسکی فرینڈز کے سر پر کھڑے ہونے پر ہڑبڑا گئی ---

سنا نہیں ہم تم سے ہیں سائیکو ۔۔۔۔ وہ کچھ تیز آواز میں بولی معصومہ کا ایک آنسو گال پر ۔۔۔۔ پھسلا

وہ ابھی بھی خاموش تھی پتا تھا یہ صرف تنگ کرنے آئیں تھی ۔۔۔ اور اریشہ بھی اسے ۔۔۔۔ ہدایت کی تھی کہ کسی کے تنگ کرنے پر کوئی جواب نا دے

بہری ہو کیا کب سے بول رہے ہیں میڈم سننے کو تیار نہیں ۔۔۔۔ وہ چیخی ۔۔۔ معصومہ ۔۔۔ گھبرا گئی

۔۔۔۔ جج۔ ۔۔ جی ۔۔۔ آنسو صاف کرتی کھڑی ہوئی

۔۔۔ یہ ٹسوے کیوں بہا رہی ہو ۔۔۔ ایک نے آنسوں کی طرف اشارہ کیا

چھوڑو اسے یہ بہتے رہتے ہیں سمندر ہے آنکھوں میں ۔۔۔۔ ارم نے طنز کیا ۔۔۔ ۔ ہاہاہاہا۔

۔۔۔ سب ہنس دیں ۔۔۔چپ کرو سر نے کیا کہا ہے ۔۔۔۔ وہ کام کہنے آئے ہیں ۔۔۔۔

آگے سمندر ہو یا نالی ہمیں کیا --- ہما اسکی سبز آنکھوں کو دیکھتی -- حسد سے بولی --- --- جس پر سب کھی کھی کرتی ہاں کرنے لگی

ایک منٹ ہما مجھے اسے کچھ بتانا ہے ---- ساتھ کھڑی ایف ایس سی کی اسکی دوست سامنے آئی --- معصومہ نے ذرا کی ذرا نظریں اٹھائیں ---- اسے اس لڑکیوں کے گھیر میں گھبراہٹ سی ہورہی تھی --- کیوں انہیں رحم نہیں آتا --- کیوں سب کا مزاق بنانے پر ---- تلی ہوتی ہیں

---- اسکے تھوڑا آگے آنے پر معصومہ پیچھے ہوئی

رہنے دو یار مرنا جائے ---- آج وہ چپکلی بھی نہیں جو سہارا دے گی --- ارم نے اس لڑکی ---- کا ہاتھ پکڑا

نہیں مرتی --- یار چھوڑو ہاتھ ---- وہ ہاتھ جھٹکے سے چھڑواتی معصومہ کی طرف متوجہ ہوئی ----

سنا ہے تمہارے پیچھے بہت لڑکے ہیں --- سینئرز بھی --- کیا جادو کرتی ہو ان سبز نین کٹوروں سے ہاں ---- وہ معصومہ کی پھٹی آنکھوں میں دیکھتی معنی خیزی سے بولی --- ---- سب اسکی بات پر ہنسنے لگی

ہاں ---ہاں ذرا پوچھو تو ----دوسری لڑکیاں بولیں --- معصومہ نے دروازے کی طرف ---- دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا اسکی ہیلپ کے لیے

مم- -میں ایسی نن- -- نہیں ہوں --- وہ روتی ہوئی بولی ---- بدن پر انکی باتوں پر ----کپکپاہٹ سی ہونے لگی تھی --- جو سامنے والی کو مزا دے رہی تھی

اچھا تو تم کیسی ہو ---- ڈرپوک --- کیا ہمیں پتا نہیں کہ تم چھپ کر لڑکوں سے ملتی ہو ----- --- ہمارے سامنے معصوم بنتی ہو --- وہ خطرناک تیور کے ساتھ اسکی طرف بڑھی

--- معصومہ کو ان کے ارادو سے خوف آنے لگا --- وہ اور تیز رونے لگی

مم۔۔۔میں کسی۔۔۔ سے نہیں۔۔۔ ملتی ۔۔۔مجھے جانا ہے ۔۔۔وہ آنکھیں مسلتی ہچکیوں ۔۔۔۔ سے روتے بیگ اٹھاکر وہاں سے جانے لگی

رک تمہاری تو بھاگ رہی ہو ۔۔۔۔ دروازے کی طرف بھاگتی جب وہی لڑکی سامنے آئی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ایک جھٹکے سے اسکی لمبے بالوں کی چوٹی سے پکڑا

۔۔۔۔ مماااا ۔۔۔۔ وہ خوف سے چیخی ۔۔۔۔ ٹھرٹھر اسکے پکڑنے پر کانپنے لگی

لیلیٰ کیا کر رہی ہو کوئی آجائے گا ہمارے یہ تو پلائن نہیں تھا ۔۔۔۔ ارم ہما اسکے پاس آئی ۔۔۔۔

تم دونوں اپنی بکواس بند رکھو ۔۔۔ اسنے دونوں کو جھڑکا ۔۔۔۔ یار اسکی حالت خراب ہو رہی ہے ۔۔۔چھوڑو مر جائے گی ۔۔۔۔ معصومہ کی خوف سے تیز تیز چلتی سانسوں کو دیکھ ارم ۔۔۔۔ خوفزدہ ہوئی

کچھ نہیں ہوتا ناٹک ہے یہ سب --- دیکھنا کیسے سیدھا کرتی ہوں اسے ---- آئی بڑھی ---- معصوم

وہ کندھے پر موجود اسکے ہاتھ کو غصے سے جھٹکتی بولی --- اور روتی معصومہ کے بالوں پر --- پکڑ سخت کی

آہہہ --- پپ--- پاپا ---- مما ---- وہ معصوم جسے کسی نے پھول بھی نا مارا ہو اسکی ---- سخت پکڑ پر روتی چیلانے لگی

ہما میں جارہی ہوں یہ آج مرے گی ---- ارم کہتی کلاس روم سے بھاگی ---- باقی ---- لڑکیاں بھی اسکے ساتھ ہوئی --- کسے اپنا سال برباد کرنا تھا

چٹاخ ---- اسکے چلانے پر لیلیٰ نے زوردار تھپر نازک پھولی سرخ رخسار پر مارا ----- ہما ---- منہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگی

کیا ہو رہا ہے---یہ -----؟؟ دھاڑ نما گونج دونوں کو ساکت کر گئی --- کلاس ڈور پر کافی سٹوڈنٹس جمع ہوکر تماشا دیکھنے لگے ---- جہاں لیلیٰ کے ہاتھ میں جکڑی اسکی چوٹیاں --- اور سسکتی معصومہ بالکل خاموش تھی ---- آنکھیں اپنے اوپر بیتے ستم کی داستان سرخ ہوکر سنا رہی تھی ---- وہ لرز رہی تھی ---- اسکی سرخ رخسار پر موجود انگلیوں سے ---- نشان اسے وحشی بنا ڈالا ---- اسکی حالت جیسے سینے پر وار کرنے لگی

---- گیٹ آئوٹ ---- وہ دھاڑا سٹوڈنٹس پر جو گھبرائے بوکھلائے وہاں سے چلے گئے

سس--- سر ---- معصومہ سسکتی سالار کی طرف ہاتھ کر کے پکارنے لگی ---- وہ تو جیسے تڑپ اٹھا ---- نیلی آنکھیں لال ہوگئی ---- اندر بیٹھا وحشی سالار چیخ کر چلانے لگا ---- --- اور اسے جکڑے وجود اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر اکسانے لگا

لیلیٰ اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر ایکدم معصومہ کو چھوڑ کر دور ہوئی ---- ہما بھی اپنے ---- انجام سے کانپ رہی تھی

اسکے چھوڑنے پڑ وہ لہرا کر گرتی جب کسی ہوا کے جھونکے سے بھی تیز سالار اس تک پہنچا ---- اور اسے گرنے سے بچا کر اپنے آغوش میں لیا

سالار کی سانسیں خود پر کنٹرول کرنے سے تیز ہوچکی تھی ---- چہرا اور آنکھیں لال جیسے ---- کوئی خونخوار جانوار شکار کے سامنے ہونے کے باوجود کچھ بھی نا کر پار رہا ہو

ہما اور لیلیٰ کانپ رہی تھی دونوں کے چہرے پر جیسے موت کے سائے منڈلا رہے تھے

سس--- س۔ سر----- ہما اسکی سرخ نیلی آنکھوں سے آنسوں گرتے دیکھ کر خوف سے ---- بولی --- لیلیٰ کے منہ پر جیسے تالے چپک گئے تھے

آ۔۔ئو۔۔ٹ ۔۔۔۔۔۔ وہ گرجا دونوں کو لگا جیسے پوری بلڈنگ انکے سر پر آگری ہو ۔۔۔۔ اچھل کر وہاں سے بھاگی ۔۔۔۔ تو اندر کی طرف ہڑبڑاہٹ میں تیز آتے عذر سے ٹکرائیں ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ سس۔۔۔سوری ۔۔۔ کہتی وہاں سے بھاگی ۔۔۔۔ دونوں کو جیسے نئی زندگی ملی ہو

عذر جو اسکی حالت کا سنتے بھاگتا آیا تھا پر اسکے بے ہوش وجود کو ایس کی گرفت میں دیکھ ۔۔۔۔ کر ساکت ہوگیا

۔۔۔۔ تمنے دیر کردی عارز ۔۔۔۔ وہ اسکے سرخ نشان پر انگلیاں پھیرتے سرد آواز میں بولا

عذر سنتے اندر بھاگا ۔۔۔۔ دور رہو اس سے ایس ۔۔۔۔۔ یہ تمہارا گھر نہیں یونیورسٹی ہے ۔۔۔۔

اس سے معصومہ کو چھیننا چاہا ۔۔۔۔ جس پر اسنے اپنی سرخ آنکھیں اٹھائی اس میں موجود پیغام پڑھ کر اندر تک کانپ اٹھا ۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے اسنے مجھے پکارا ۔۔۔۔ وہ خوش ہورہا تھا ۔۔۔۔ یا اسے جلا رہا تھا ۔۔۔ غلط فہمی ہے تمہاری وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی ۔۔۔ اگر کیا بھی تو خوف میں جس میں وہ دشمن یا درندے کو نہیں پہنچانتی ۔۔۔۔ وہ اسکی گرفت سے معصومہ کو لیتا بولا ۔۔۔

اسے ہاسپٹل لے جاؤ ۔۔۔۔ وہ احتیاط سے اسے دیتا حکم دینے لگا ۔۔۔ جس پر عذر نے دانت پیسے ۔۔۔۔

تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔۔ وہ اسے لیکر جانے لگا ۔۔۔ جب شاک اور گھبرا کر مڑا جہاں پیچھے وہ کھڑا سرخ آنکھوں سے مسکرا رہا تھا ۔۔۔۔ پراسرار سی مسکراہٹ ۔۔۔۔

---- ایس تم کچھ ایسا نہیں کروگے ---- سوچ کر ہی وہ جھرجھری لے اٹھا

جائو عارز جتنی دیر لٹل گرل بے ہوش ہوگی اتنی ہی میری وحشت بلند ہوگی ---- اسکے الفاظ --- میں وارنگ تھی وہ لب بھینچے وہاں سے نکلا ---- پیچھے وہ کھڑا مسکرا رہا تھا

.....

**********❤

میں اپنی شدتوں سے اسکا جینا حرام کردونگا ----"اسکے ذو معنی جملے جب کان میں " گونجے تو بے ساختہ جھرجھری لے اٹھی --- حور نے اسے بری طرح وارن کیا تھا کہ خبردار اسنے اس رشتے کے خلاف ناکی یا کچھ الٹا سلٹا سوچا --- وہ ہر قیمت پر یہ رشتہ چاہتی ہے

حیا سے تو سوچا نہیں جارہا تھا کہ کیسے وہ اسے ہیرو یا ولن کے علاوہ کسی اور نظر سے دیکھے وہ بھی ہمسفر کے روپ میں -- سوچتے ہی وہ کان کی لو تک سرخ ہوجاتی ---- اور جو

اسکی سخت نظروں اور اچانک حملے سے گھبرا کر دور بھاگتی تھی --- پھر جب شادی --- ہوجائے گی تو کیا ہوگا ---- یہ سوچتے اسکی سانسیں اتھل پتھل ہوجاتی

میں تو اسکی بیوی کو پٹیاں پڑھوانے کا سوچ رہی تھی ---- اب خود کو کیسے پڑھوائوں --- ----کیسے بچوں گی اس سے

اللہ اللہ ہمیشہ اس بلڈنگ نما انسان کو ہی کیوں میرے سامنے کھڑا کر دیتیے ہیں ---- وہ سخت پریشان ناخون کترتی کمبل میں بخار کا بہانا کیے دبکی مسلسل سوچوں میں تھی ---- ---- اب تو سچ میں وہ مجھے قید کرلیں گے ---- وہ رونے جیسی ہوگئی

کچھ دیر خاموشی کے بعد اسنے کچھ سوچا اور اس پر عمل کرنے کا طے کیا --- یہ جانے بغیر اس فیصلے سے مصطفیٰ کا کیا ری ایکشن ہوگا ---- یہ ٹھیک ہے ---ہاں نکاح کردیں پر رخصتی نہیں میں نہیں جی پائونگی اس کے قید میں ----- وہ نقلی آنسوں بہاتی ----آنکھیں پونچھنے لگی

فراز ولا میں سب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی --- نوشین تو کھل سی گئی تھی --- حور نے حیا کا صرف نکاح پر ماننے کا فیصلہ سب تک پہنچایا تو کسے بھی کوئی اعتراض نا ہوا --- --- سب خوش تھے

حسن نے مصطفیٰ سے رشتے کا ذکر کیا تو بظاہر تو وہ بہت خوش تھا اندر کہ چلو سیدھی طرح حاصل ہوگئی ورنہ تو اسنے کافی آگے کا سوچ رکھا تھا --- اور اسنے بغیر ہچکچائے ہاں کردی ---

--- حسن سفیان بہت خوش ہوئے --- اور اسے گلے لگایا سفیان نے

شہریار پریہ اور عائمہ بیگم کے آنے پر نکاح کی تقریب رکھی گئی اور حیا کے راضی ہونے کے --- بعد شادی بہت دھوم دھام سے کرنے کی تھانی

نوشین نے مصطفیٰ سے حیا کے فیصلے کا ذکر کیا جو اسے نامنظور تھا ۔۔۔۔بلکہ تیور بگڑ گئے

۔۔۔۔۔

پر بیٹا ہمیں اسکے بارے میں سوچنا چاہیے ۔۔۔ صرف کچھ ماہ جب اس رشتے کو اور تمہیں اپنے ہمسفر کے روپ میں قبول کر لے گی تو ۔۔۔۔ پھر کوئی ایشو نہیں ہوگا وہ خود راضی ہوگی رخصتی کے لیے ابھی تم کچھ مت کہو ۔۔۔اپنی مما کے لیے خاموشی سے نکاح کرلو

۔۔۔۔

اسکی بات پر مصطفیٰ نے لب بھینچے اور نوشین کو گلے سے لگایا ۔۔۔ آپکے لیے تو جان بھی ۔۔۔۔ حاضر مما ۔۔۔۔۔ اسکے ماتھے پر لب رکھے

نوشین کے جانے کے بعد مصطفیٰ نے پری کو کال کی ۔۔۔۔۔ اسکی دعائوں کچھ یہاں وہاں کی باتوں کے بعد جلدی آنے کی تلقین کی ۔۔۔ جس پر مسکرا کر اسنے ہاں کی

۔۔۔۔۔

ابھی وہ صوفے پر بیٹھا تھا --- اسکا ارادہ اس اداکارہ کی کلاس لینا کا تھا ---- پر اب رشتا بدلنے پر کیسے جائے --- خیر کہتے تو اب بھی کوئی کچھ نا پر اسے خود اچھا نہیں لگ رہا تھا --- اور یہ بھی برادشت نہیں ہورہا کہ وہ اندر کمرے میں دبکی قسمت کے کھیل پر ماتم کر --- رہی تھی

---- سوچتے اسکے لب مسکرائے

اب تمہیں پتا لگے گا جانم کہ اصلی ولن کیسا ہوتا ہے --- مسکراہٹ گہری ہوئی جب ---- آنکھوں کے سامنے اسکا بوکھلایا چہرا گھوما

---- سنو گڑیا ---- عذر نے خاموش بیٹھی معصومہ کو پکارا

جج---جی ---- خاموش اپنے ساتھ لڑکیوں کے رویے اور انکے حملے کا سوچتی اندر ہی اندر --- آنسو بہا رہی تھی عذر کے پکارنے پر بوکھلائی

پریشان مت ہو ہم پرنسپل سے بات کریں گے --- اور ایک بات --- ایک ہاتھ اسکے سر --- پر رکھا

--- جج--جی ---وہ صرف اتنا بولی

تم اس حادثے کا ذکر گھر میں کسی سے نہیں کرنا ---- مانو گی نا میری بات ----اسکی بات پر معصومہ نے سرخ لب بھینچے اور ذرا سی نظریں اٹھا کر عذر کو دیکھا --- اسکی لمبی خمدار گھنی بھیگی پلکوں کے باڑ کے نیچے بڑی سی سبز سرخ آنکھیں --- عذر نے بے ساختہ ---- نظریں چرائی

پپ--پلیز بب--بھائی اا----انہیں ---کہیں مجھے ---تنگ نا کریں مم---میں پڑھنا چاہتی ہوں ----پاپا کی بریو گرل بب---بنا چاہتی ہوں --- وہ سسکتی بولی ---- عذر کو ---- لگا اسکا دل دوب جائے گا

نہیں کریں گی تنگ ۔۔۔ سامنے سڑک کو دیکھ کر بولا۔۔۔ جس پر معصومہ نے گہرا سانس لیا ۔۔۔۔۔

شاید اب رہیں بھی نا ۔۔۔۔۔۔ عذر کے دماغ میں سوچ آئی ۔۔۔۔ جو شاید نہیں یقیناً سچ تھی ۔۔۔۔

آنسوں پونچھو ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا انشااللہ ۔۔۔۔ ویسے بھی چاچو نے کہا ہے کہ جلد نے گھر آئیں تو ان کی بریو گرل کے لیے سرپرائز ہے ۔۔۔۔۔

اسکی خوشخبری والی بات پر اسنے جلدی سے آنسو صاف کیے ۔۔۔۔ اور مسکرا کر اسے دیکھا ۔۔۔۔

بھیگی آنکھیں سرخ سپید چہرا گلابی ہونٹوں ہے مسکراہٹ ۔۔۔۔ حسن کے حسین منظر میں سے ایک تھا ۔۔۔ کہ دل میں عذر کو جیسے سالار سے نفرت ہونے لگی ۔۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا اسکے وجود کو کہیں تباہ کر دے ۔۔۔۔ کہ اسکا سایہ بھی معصومہ پر نا ۔۔۔۔۔۔ پڑے

۔۔۔۔ انتہائی ضبط کے باوجود اسکی رگیں تن گئی

اور معصومہ اسکی حالت سے بے خبر دماغ کی سوچوں میں نیلی آنکھوں کو اپنے قریب محسوس کرتی جو اسنے بے ہوشی میں جانے سے پہلے اپنی آنکھوں میں محسوس کی تھی ۔۔۔۔۔ بے ساختہ جھرجھری لے اٹھی ۔۔۔۔ وہ بار بار اپنی آنکھوں کے سامنے ان سرخ نیلی آنکھوں کو گھومتی محسوس کر رہی تھی ۔۔۔۔ اچانک ایسا محسوس ہوا جیسا ان سرخ نیلی آنکھیں نے اسے اپنے حصار میں لیا ہو ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ آہہ ۔۔۔۔ بے ساختہ اسکے منہ سے مدہم چیخ نکلی ۔۔۔ عذر ہڑبڑا گیا

۔۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔ معصومہ ۔۔۔۔ پسینے سے نم اسکی حالت کو دیکھا

کک۔۔کچھ نن۔۔نہیں ۔۔۔۔ وہ جلد خود کو سنبھالتی گہرا سانس لے کر بولی ۔۔اسکی ۔۔۔۔ سانسیں پھولی ہوئی تھی

میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں ڈرو نہیں ۔۔۔۔ عذر نے تڑپ کر اسکے سرد پڑتے ہاتھ پر اپنا ۔۔۔۔ ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس کیا

مم۔۔۔مجھے گگ۔۔۔گھر جانا ہے ۔۔۔ جج۔۔جلدی ۔۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ ۔۔۔۔ نکال کر نم بھاری آواز میں التجا کرنے لگی

۔۔۔۔ بس پہنچ گئے ریلیکس

۔۔۔۔ اسنے کہہ کر گاڑی شہریار پیلس میں انٹر کی

معصومہ اپنے گھر اور اپنے ماحول ماں باپ کے پاس آکر دل کر رہا تھا دھاڑے مار مار کر ۔۔۔ روئے

اور انہیں بتائے کہ انکے آغوش کے علاوہ وہ کہیں بھی محفوظ نہیں ہے --- پر خاموش --- لب بھینچے گاڑی رکنے پر ڈور کھولتی اندر بھاگی

عذر صرف بے بسی سے لب بھینچے اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا -----اور غیض و غضب ---- سے زوردار مکہ سٹیرنگ وہیل پر مارا

کاش تمہیں میں ختم کر پاتا ---- وہ دل میں سالار سے مخاطب ہوا ---- پر جب اپنی ---- مجبوری سامنے آئی تو شرمندہ سا ہوگیا

---- افففف ---- مما --- وہ سسکا

اندھیرا سا پھیلا ہوا تھا --- وہ کمرے کے بیچ کھڑی سسک رہی تھی --- ہاتھ پیچھے بندھے --- ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا --- خوف سے نا ہل سکتی تھی نا آواز نکال سکتی تھی --- بے تحاشہ سسکتی روتی کانپ رہی تھی

---- اسے یاد تھا جب چھٹی کے ٹائم وہ جارہی تھی کہ اسے پیچھے سے پکارا گیا

--- وہ اپنا نام سن کر مڑی --- تو پیچھے ایک لڑکی کھڑی تھی

کیا آپ لیلیٰ ہیں ----؟اسنے پوچھا تو لیلیٰ نے کہا ---جی میں ہی ہوں لیلیٰ --- اوہ شکر مل گئی --- آپکو اور ہما شاید پتا نہیں وہ کہاں ہے --- دونوں کو پرنسپل بلا رہے ہیں --- اسکے بات پر لیلیٰ گھبرا گئی -- کہیں معصومہ کی بات --- اسے اپنے پوری سال کی محنت --- برباد ہوتی نظر آئی

آپ تو ڈر رہی ہیں --- گھبرائیں نہیں شاید سنا ہے کہ پرنسپل اصل بات سننا چاہتے ہیں --- آپ بے خوف جاکر بتادیں کہ آپکی کوئی غلطی نہیں وہ پہلے سے ہی پا--- مطلب ڈری ہوئی تھی ہماری تھوڑی بات کرنے پر ہم پر جھپٹ پڑی اس لیے اسے تھپر مارا --- ---- اس لڑکی نے کہا

--- جو لیلیٰ کو صحیح بھی لگا شاید اسے وہ بچ سکتی ہے -- یہ سوچتے وہ خوش ہوگئی

--- پر ہما تو چلی گئی اور ساری یونی بھی خالی ہوچکی ہے

وہ لڑکی بھی پریشان ہوئی ---- کوئی نہیں آپ جاکر اپنی طرف سے بتا کر آئیں --- پرنسپل --- ویٹ کر رہے ہونگے --- بائے میں چلتی ہوں -- باقی آپکی مرضی

وہ کہہ کر چلی گئی --- اسے اپنی اسٹڈی کی ٹینشن ہونے لگی --- پھر وہ خود میں ہمت جما کر کے اندر کی طرف قدم اٹھائے --- ابھی کچھ سیڑھیاں چڑھی ہی تھی --- کہ اسے --- اوپر کی طرف جاتی سیڑھیوں سے کسی لڑکی کی رونے کی آواز سنائی دی

پہلے تو وہ گھبرا گئی ---- اور واپس بھاگنے کا سوچا -- پر سدا کی طرح باتیں پھیلانے والی کے ہاتھ اتنی بڑی بات آئے تو وہ کیسے پیچھے رہ سکتی تھی --- اسنے سوچا کہ وہ دیکھے گی ---کہ وہ کیوں رو رہی ہے پھر صبح سب کو بتائے گی

اپنی عادت سے مجبور کھائی کی طرف قدم اٹھانے لگی --- یہ سمجھے بنا کہ سب چلے گئے ---- ہیں آخر اکیلی ایک لڑکی اوپر کیوں روئے گی

وہ بھی ان میں سے تھی جو لوگ ہوتے ہیں اپنی فطرت سے مجبور ، خود ہی اپنی موت کے لیے قدم اٹھانے لگی --- اگر وہ چاہتی تو کسی کو بلا کر بتا سکتی تھی -- پر وہ کیسے یہ کرتی --- اسکے ہاتھ سے چٹ پٹی نیوز جو چلی جاتی

---- وہ اوپر آئی جہاں بند کلاسیں تھی اور انہیں اوپر جانے سے سخت منا کیا گیا تھا

وہ اس آواز کو ڈھونڈنے، اس لڑکی کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگی جب پیچھے سے اسکے --- منہ پر ہاتھ رکھا گیا --- اور گھسیٹ کر ایک کلاس میں لایا گیا

----- وہ لڑکیاں تھی ---- اور اسکے منہ ہاتھ باندھ کر دور ہوگئی

بند کمرے میں ہاتھ منہ بندھے ہوئے اور اندھیرے کی وجہ سے خوف سے رو رہی تھی --

------- وہ تڑپ رہی تھی اسکا باپ اسکے انتظار میں ہوگا

--- کیسے مارا تمنے اسے بتاؤ --- جاہل عورت -- کیسے تمہاری ہمت ہوئی اسے چھونے کی

جس پر میں کسی کی نظریں برداشت نہیں کر سکتا کیسے پھر تمنے اسے تھپر مارا ----

اچانک کسی نے اسکے گلے سے پکڑا اور زور سے اسکا سر دیوار پر مارا کہ آنکھیں پھٹ پڑیں

---- پورا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا ----- وحشت بھری سرد آواز کانوں میں پڑی تو اسکا پور پور لرز اٹھا ---- پر اس سب سے گلے میں چبھتی سخت انگلیاں ایسا لگ رہا تھا کہ اسکی گردن تن سے الگ ہوجائے گی --- سانس گھٹنے لگا --- وہ تڑپنے لگی ---- زمین پر زور ---- زور سے پیر مارنے لگی جب کسے نے اسکے پیر باندھ دئے

کوئی ایک نہیں تھا ---- دو لوگ تھے --- اسکی آنکھیں ابلتی سرخ ہوگئی ---- بتائو ---- ایک بار پھر اسے دیوار پر مارا --- جب ایسے محسوس ہوا کہ ایسکا پیچھے سے سر پھٹ گیا ہو ---- ---- کیسے بتاتی اس وحشی کو منہ تو بند کیا ہوا تھا

چٹاخ ---- بھاری تھپڑوں کی چہرے پر برسات ہوئی اسکی اندر منہ سے گال پھٹ گئی ---- اور زور سے اسے زمین پر پھینکا ---- وہ منہ کے بل زمین پر گری ---- نتیجاً اسکا ---- ناک اور ماتھا لہولہان ہوگیا

وہ میری معصومہ تھی -- معصوم نازک سی سالار کی معصومہ --- تمہاری ہمت بھی کیسے ---- ہوئی میری لٹل گرل کو تکلیف پہنچانے کی

تمنے اسے تکلیف دیہی---- وہ ایک درندے کا روپ لیے زور سے اسکا سر زمین پر مار رہا ---- تھا ---- پورا وحشی جانور بن کر

کھڑکی سے آتی سورج کی مدہم کرنوں سے وہ صرف ایک دوسرے کے سائے دیکھ رہے تھے ---

وہ ابھی بھی آنکھوں میں اسکا بے ہوش چہرا سمائے اسے زور سے مار رہاتھا ---- کہ ساتھ کھڑی لڑکیاں کانپ گئی ----وہ اس میں ابھی ایک احتیاط تھا جیسے ابھی اسے زندہ رکھنا ----- چاہتا ہو

---- ایک ڈرتی ہوئی آگے بڑھیں

سر کوئی آرہا ہے --- یہ مر چکی ہے ----اس لڑکی نے ہمت کی اور پاس ہوکر کہا --- --- اگر کوئی اور جگہ ہوتی تو ہرگز ایسا نا کرتی پر یہاں ضروری تھا

وہ خاموش ہوگیا اسکے سر سے ہاتھ نکال کر آنکھیں بند کی ---- اور گہرا سانس لیا ---
--- کمرے میں ایک بند رہنے کی بو اور دوسری خون کی

--- اسکے لب مسکرائے ---- گہری مسکراہٹ چھائی ---- اور کھڑا ہوا

زندہ ہے اور زندہ رہنی چاہیے --- کہ میری لٹل گرل اسے دیکھ کر جانے کہ اب اسے کوئی
---- چھو نہیں سکتا

وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا --- اور ان لڑکیوں نے ایک افسوس بھری نظر اس کی پشت پر
---- ڈالی اور خون میں رنگی لیلیٰ کے منہ ہاتھ پیر کھولے اور اسے لے کر باہر آئی

اسے اٹھانے پر پتا لگا کہ سچ میں وہ زندہ تھی ----وہ مارتا بھی تھا اور سانسیں بھی گھنٹتا تھا
------ --- یہ بھی جانتے کہ اسکی سانسیں باقی کتنی بچی ہیں

---- اسے بڑی چادر میں لپیٹا اور وہاں سے نکلی --- قدموں کے قریب آنے سے پہلے

جان سکتا ہوں کونسا بخار ہوا ہے تمہیں ---- ؟وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو سامنے --- ہی وارڈ روب سے ڈریس نکالتی حیا سے کرخت آواز میں بولا

جج--جی ---- حیا جو کھوئی کھوئی سی تھی ---- اسکی اچانک آواز پر اچھل کر مڑی ---- --- اور سامنے ہی خشمگیں نظروں سے گھورتے مصطفیٰ کو پاکر حلق تر کرنے لگی

---- وہ--وہ کچھ بولا آپنے ---- نظریں یہاں وہاں گھماتی ہلکلائی

ہینے کہا کونسا بخار ہوا ہے تمہیں جو باہر نہیں آرہی --- اسکے ہاتھ سے ڈریس لے کر بیڈ پر ---- پھینکا اور اسکی طرف قدم اٹھائے

میں کیوں ڈر رہی ہوں ---- ہونہہ--- کیا کر لیں گے ---- دو آنکھیں ہی دیکھائیں گے نا بس ---- یہی ٹائم ہے جم کے مقابلہ کرنے کا ---- وہ سوچوں کی گہراہیوں میں گھم ---- ہوئی

مصطفیٰ نے بوکھلائی اپنی پرنسس کا جائزہ لیا ---- جو لب دونتوں میں دبائے کچھ سوچ رہی تھی ---- سر پر دوپٹہ کالی بڑی آنکھوں میں کاجل ان کو اور بھی حسین بنایا گیا تھا ----اسکی چھوٹی سی ناک میں چمکتی ڈائمنڈ پن اسکا حسن مزید نکھار رہی تھی ----

---- سادہ سی کاٹن کے سوٹ میں وہ بہت پیاری اور کیوٹ لگی اسکو

--- مینے کچھ پوچھا ہے پرنسس ---- اسنے قریب ہوکر آہستگی سے کہا

جج--جی مینے سن لیا --- وہ بہت تیز بخار تھا ویکنیس کی وجہ سے چکر سے آرہے تھے --- اور --اور کھانا کھانے کو بھی نہیں دل کر رہا تھا --- تو ---- وہ پیچھے کھسکی دانتوں میں ---- نیل کترتی وجہ بتائی

اچھاا---- اور یہ سب ہماری شادی کا سنکر کیوں ہوا ---- اسنے ماتھا چھو کر بخار چیک کیا جہاں بخار نہیں پر پسینے ضرور تھے --- مصطفیٰ نے اپنی مسکراہٹ دبائی --- اور ابرو ---- اچکائے

آپ کو کوئی کام ہے ----- مجھے سونا ہے ---کہہ کر وہ جانے لگی ---- جب مصطفیٰ نے بازو سے پکڑ کر واپس کھینچا ---- تو وہ لہراتی اس کے چوڑے وجود سے ٹکرائی-----

---- حیا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا

---- آآ--آپ ---- وہ کچھ کہتی جب مصطفیٰ بیچ میں ہی بولا

رخصتی سے منا کیوں کیا تمنے پرنسس ---- اسکے بالوں کو کان نے پیچھے اڑستے کالی آنکھوں میں دیکھ بولا . . اور حیا کو لگا اسکی روح پرواز کر جائے گی ---- اپنی ایکٹنگ بھی جیسے میلو دور بھاگ گئی ہو ---کوئی جملہ ساتھ نہیں دے رہا تھا نا ہی الفاظ--- سب جیسے دشموں ----- کی طرح ولن کے قید میں دیکھ کر ساتھ چھوڑ گئے ہوں

---- اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنا جیسے موت کے برار لگا

---- ہہ---ہیرو ---- وہ منمنائی

---- جواب دو پرنسس

مجھے ابھی رخصتی نہیں کرنی ---- وہ آنکھیں میچے ایک سانس میں بول گئی ----- اور ---- مصطفیٰ خاموش سا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

پر مجھے کروانی ہے ---- وہ سرگوشی سے گھمبیر آواز میں بولا ---- ہاتھ بھر کے فاصلے پر --- کھڑی حیا نے پھٹ سے آنکھیں کھولی

بریک پر پائوں رکھ ولن --- میں ناول کی معصوم ہیروئن نہیں جو ولن سے ڈر جائوں گی ---- ہونہہ --- اچھے اچھو کو سدھارا ہے حیا سفیان نے --- آپ تو معمولی سی چیونٹی --- کے برار ہو

ایک دم وہ ہمت کرکے ساری ایکٹنگ کھینچ لائی --- اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چھ فٹ سے نکلے قد اور کسرتی وجود کو دیکھتی چیونٹی کہنے لگی --- بلکہ انگلیوں سے مسلہ بھی ----چیونٹی کو

اچھاااا---- سچ میں میری پرنسس اتنی بہادر ہے ---- کہ رخصتی سے ہی ڈر جائے ---- ---- اسے واپس اپنی طرف کھینچ کر جیسے مزاق اڑایا

ہونہہ ---- کسنے کہا حیا ڈر گئی --- میں نہیں ڈرتی کسی سے انڈرسٹنڈ --- !اور ویسے بھی میرا خود سے پرامس ہے (جھوٹ -- کچھ زیادہ ہی اڑ رہی تھی) کہ اپنے شوھر سے نہیں ڈروں گی ---! وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لمبی چھوڑنے لگی ---- جس پر مصطفیٰ --- قہقہے کا گلا گھونٹا

پر مجھے تو کہیں سے بہادری نہیں نظر آرہی --- اسنے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکے --- بوکھلائے تاثرات سے محظوظ ہوتا --- بظاہرا بہادری ڈھونڈنے لگا

اب چھوڑیں بھی اس ملتی ہے بہادری --- وہ گھبرائی کچھ دور ہوئی --- کہیں اتنی لمبی ---- چھوڑیں ہیں پکڑ نا جائے

اچھا تو بہادری کا ثبوت دو ---- پھر میں مانو کہ میری پرنسس واقع بہادر ہے --- وہ اسکی طرف قدم اٹھانے لگا تو حیا آنکھیں دیکھاتی وارڈ روب سے لگی --- وہ جان بوجھ کر اسے بوکھلا رہا تھا -----

---- ہاں تو بولیں کیا کرنا ہے --- کس کا ناک منہ سوجانا ہے --- وہ آستین چڑھاکر بولی

----- پہلے پرامس اگر چیلنج نا پورا کر سکی تو چپ چاپ رخصتی کے لیے مان جائو گی اگر پورا کر گئی تو میں کچھ سال تک کچھ نہیں بولوں گا ---- حیا کی تو جیسے کچھ سال کا ---- سن کر بانچھیں پھیلی

---- سچی ہیرو -----؟ وہ خوشی سے اچھلی ---- اور یقین دہانی چاہی

ہاں اب جلدی پرامس کرو فاسٹ ----- اسنے اسکے دہمکتے چہرے سے نظریں چرائی اور اپنا ---- مضبوط چوڑا ہاتھ سامنے پھیلایا

پکا والا پرامس ---- اسنے اپنا نازک ہاتھ اس پر رکھا -----اب جلدی بتائیں کیا کرنا ہے ---- فٹافٹ جیتوں گی چیلنج آپ صرف دیکھتے رہ جائیں گے ---- وہ اتراتی کہتی بیڈ پر ----- بیٹھی --- مصطفیٰ خاموش مسکراہٹ کا گلا گھونٹے اسے دیکھ رہا تھا

ہاں تو تمہیں کرنا یہ ہے کہ تم ابھی اپنی مما کو کہو گی کہ تم رخصتی چاہتی ہو ----- وہ ---- بھی بغیر خوف یا ڈر کے ---- بتاؤ اتنی بہادر ہو ---- وہ اسے اکسانے لگا

حیا بھی شاید جزباتی ہورہی تھی --- تبھی تو وہ اسے دیکھے بولا تھا ---- وہ کیسے نہیں جانتا ---- اپنی پرنسس کو کیسے ناواقف ہوتا اسکی کمزوریوں سے

---- بس اتنی سی بات ----- اسنے چٹکی میں اڑائی

ہاہاہا --- یہ ہیرو تو بڑا بیوقوف نکلا ---- شکر ہے زندگی تو اچھی گذرے گی ---- ابھی مما سے کہتی ہوں اسکے جاتے ہی منا کردونگی ----- وہ دل میں اچھلتی کودتی اس کی عقل پر ---- ماتم کرنے لگی

----- آر یو شور کرلوگی پرنسس ----- وہ جیسے خود کو حیران پریشان ظاہر کرنے لگا

بس دیکھتے جائو حیا کو ----- وہ اٹھی ----- اور دروازے کی طرف مڑی --- مصطفیٰ بھی ---- ساتھ ہوا

---- آپ کہاں ---- وہ سامنے آئی ---- مصطفیٰ نے ابرو اچکائے

آپ یہیں رہیں ایسا کریں باتھروم میں جائیں میں مما کو یہیں لیکر آتی ہوں ---- آپ بھی ---- تو آنکھوں اور کانوں سے دیکھے سنے ---- پھر ایسا نا ہو بعد میں مکر جائیں

اچھا اچھا جلدی کرو ---- وہ بیچ میں ہی بولا کہیں الٹا اس سے نا پرامس لے ----وہ سر ----- ہلاتی باہر گئی

پیچھے وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبانے لگا ---- واقعہ ہی میری پرنسس بہادر ہے ---- کہتا --- بیڈ پر بیٹھ گیا

کیا ہوا حیا کوئی کام ہے ---- حور ملازمہ کے بلانے پر سیڑھیوں پر کھڑی حیا سے پوچھا ----

جی مدر ماں بہت بڑا کام ہے آپ آئیں تو ---- وہ خوشی سے جھومتی حور کا ہاتھ پکڑ کر ----- اپنے کمرے میں لائی ----- حور کو بیڈ پر بیٹھا کر ایک نظر باتھ روم کو دیکھا

---- اب بتائو گی کونسا کام ہے --- اسے یونہی کھڑے دیکھ حور بولی

---- آں ہاں ---- ہے ہے بہت بڑا ---- وہ اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھی

---- مدر ماں---وہ ---- افف بہت مشکل ہے تھوڑا --- دل میں سوچا

ہاں بولو کیا بات ہے حیا ---- حور نے اسے سنجیدہ دیکھ کر جو ہونٹ چبانے میں لگی کسی کشمکش میں تھی ----

بول دے حیا کیا ہوتا ہے صرف تھوڑی ہمت پھر آزادی ہی آزادی ----- اسکے اندر سے آواز آئی ----- جس پر اسنے خوف کو دور پھنکا اور ہمت کی ---

مدر ماں مجھے رخصتی کرنی ہے -- میں راضی ہوں رخصتی کے لیے ----- وہ آنکھیں میچے ایک ہی سانس میں بول گئی ---- اور حور کے حملے کے انتظار میں تھی پر کچھ نہیں ہورہا تھا ---- دروازے کے اوٹ میں کھڑے مصطفیٰ نے اپنے لب دانتوں میں دبائے ----

صرف خاموشی ہی رہی تو آہستہ سے حیا نے اپنی آنکھیں وا کی ---- تو حور پوری توجہ اور سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی ---- پتا نہیں کیوں حیا نے اپنی آنکھیں جھکائی ---- شاید ---- شرمندگی سے

کیا حیا اپنی مرضی سے فیصلہ کر رہی ہو --؟؟ ----- حور نے تسلی کے لیے پوچھا ابھی تو اسکے نکاح کی ضد سب تک پہنچائی تھی ---- اور اچانک ہی رخصتی بھی ---- ویسے یہ تو ---- سب کے لیے خوشی کی بات تھی پر وہ اس سے تبھی بھی پوری تسلی چاہتی تھی

یہ تو کچھ زیادہ ہی ہورہا ہے ----- دماغ نے دخل اندازی کی ---- افففف ---- پھر کچھ ----- سال بھی تو دے رہا ہے ----- دل نے کہا

دیکھو میری جان سوچ سمجھ کر بتائو اپنی مرضی تاکہ آخری بار میں فیصلہ کر سکیں ---- یہ نا ---- ہو-----وہ آگے کچھ کہتی جب بولی

مدر ماں ٹھیک کہہ رہی ہوں ----- وہ صرف اتنا بولی --- زیادہ صفائی یا یقین دہانی نہیں ---کروانا چاہتی تھی کیونکہ پھر انکار بھی تو کرنا ہے

ماں صدقے ---- مجھے فخر ہورہا ہے کہ تم نے اپنی زندگی کا اچھا فیصلہ لیا میں بہت خوش ہوں میری جان اور تمہارے ساتھ بھی ہوں ---- وہ ایکدم خوشی سے حیا کے ماتھے اور گالوں پر پیار کرتی سرشار ہو اٹھی ---- پاک پروردگار دو جہانوں کا مالک میری پھولوں جیسی بیٹی کی زندگی خوشیوں سے بھردے میں ابھی سب کا منہ میٹھا کرواتی ہوں ---- وہ ایک بار پھر اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھ کر اٹھی ---- ہمیشہ خوش رہو ----- افففف نوشین آپی کتنی ---- خوش ہوگی

حیا جو بازی جیتنے پر خوشی سے سرخ چہرے کے ساتھ اندر بنگڑے ڈال رہی تھی کہ اچانک اپنی بیوقوفی پر ٹھٹھکی ---- اور حور اسکی سرخ چہرے کو شرم سمجھ کر نحال ہورہی تھی کہ -----(کم از کم کچھ عقل ہی استعمال کر رہی ہے (عقل سے پیدل

ہیں یہ کیا کردیا --- مدر ماں تو سب کو میٹھائی کھلانے والی ہے ---- وہ ایکدم شاک کی ------ حالت میں اٹھی

مد------- وہ ابھی ڈور سے خوشی سے جاتی حور کو پکارتی جب پیچھے سے صورتحال کو سمجھتے ایکدم مصطفیٰ اسکے منہ پر ہاتھ رکھا ----- اس کی آنکھیں پھٹ پڑی ---- دل ---- دھک دھک کرتے منہ کو آگیا ---- دماغ قہقہے لگاتے اسکا مزاق اڑانے لگا

بس بس پرنسس ہوگیا ----- وہ سرگوشی میں کان میں بولا ---- اپنے اتنے آسانی سے ---- بیوقوف بن جانے پر حیا کا ایک آنسوں مصطفیٰ کے ہاتھ پر گرا

آنسوں کیوں بہا رہی ہو میری پرنسس بہت اچھا فیصلہ لیا ہے ---- دیکھا نہیں آپکی مما کتنی خوش ہوگئی تھی ---- وہ آہستہ سے رخ اسکا اپنی طرف کرتے آنسوں صاف کرنے لگا ----- ---- اور ساتھ نرمی سے سمجھا بھی رہا تھا

آپ بہت جھوٹ ہیں ولن --- میں کبھی بھی رخصتی نہیں ہونے دونگی --- بلکہ اب میں چیخ چلا کر پاپا سے شادی سے ہی انکار کرتی ہوں ---- ہرگز نہیں کرونگی آپ سے ---- شادی ---- آپنے مجھے چیٹ کیا ---- وہ ایکدم اس سے دور ہوتی غصے سے بولی

---- مصطفیٰ کا تو مانو اسکے ضد پر دماغ گھوم گیا

ششش---- اپنی طرف کھینچ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا ---- چپ ایکدم چپ ---- اسکی کالی بھیگی آنکھوں میں اپنے سخت تاثرات گرے آنکھوں میں سمائے اسکی آنکھوں میں دیکھا

تمہیں وقت چاہیے نا --- وہ میں تمہیں دونگا --- حیا بے یقینی اور برستی آنکھوں سے خاموش اسکے ہاتھ کے نیچے اپنے لب بھینچے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی ---- جہاں غصے کے سوا ---- کوئی اور تاثر نہیں تھا ---- اندازہ ایسا تھا کہ ایک لفظ نکالا تو جان نکال دوں گا

جتنا وقت چاہے لے لینا ---- میں کچھ نہیں کہوں گا جب تک صبر کے دائرے میں رہی ------ پر رخصتی کے بعد ----- وہ اسکے چہرے کے قریب ہوا کہ حیا اسکی سانسیں ----- محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی ---دل تھا کہ باہر کو آرہا تھا

اگر ذرا بھی واویلا مچایا یا پھر کوئی انکار کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا نکاح تو ہوجائے گا --- پھر تم میری شریعی اور قانونی بیوی ہوگی ---- ایک منٹ بھی نہیں لگاؤں گا اپنے ----- روم میں لانے میں اور وہ کرونگا جو میری پرنسس سوچ بھی نہیں سکتی

وہ اسکی میچی آنکھوں کو پیار سے دیکھتا مگر سخت آواز میں بولا --- اب باہر آنے کی کوئی ضرورت نہیں یہیں بیٹھو اور جب تک شادی نہیں ہوجاتی کوئی اداکاری مت دیکھانا ---- ورنہ بہت سخت پنشمنٹ ملے گی ---- وہ اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا کر گال تھپتھپا ئے ایک آخری نظر بت بنی کھڑی اپنی جان سے عزیز پرنسس پر ڈال کر ڈریس اسکے ہاتھ میں دیا

اب جاؤ فریش ہو آؤ کھانا یہی بیجھ دونگا ---- وہ کہہ چلا گیا اور حیا قالین کو گھورتی وہیں ساکت کھڑی تھی ---- اپنی سانسیں بحال کرتی بیڈ پر بیٹھ گئی --- آنسوں روانی سے بہنے ---- لگے

میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ہہ۔ ۔۔ہیرو ۔۔۔۔۔ کیا اتنی خوائش میری نہیں پوری ۔۔۔۔ کرسکتے تھے ۔۔۔۔ وہ تکیے میں منہ دے کر پھوٹ کر رو پڑی

بڑا آیا اٹھانے ۔۔۔۔ہونہہ ۔۔۔کرلیں ابھی اپنی ۔۔۔۔ میرا بھی وقت آنے والا ہے ۔۔۔ سو ۔۔۔۔۔ سو کرتی دوپٹے سے کان پونچھتی ۔۔۔ خود سے مصطفیٰ کو گرگڑانے کا احد کیا

حور نے نوشین سے حیا کے فیصلے کا ذکر کیا ۔۔۔۔ جس پر وہ اس پر صدقے وار ہو رہی ۔۔۔۔ تھی

۔۔۔۔۔ اور دونوں نے یہ فیصلہ حسن اور سفیان تک پہنچایا

انکو بھلا کیا اختلاف ہو سکتا تھا ۔۔۔۔۔ سب خوش ہوئے ۔۔۔ اور یہ طے رکھا گیا کہ اب سیدھا دھوم دھام سے شادی ہوگی ۔۔۔۔ ہر فیصلے سے دراب شہریار اور پریہ سب کو آگاہ کیا ۔۔۔۔۔ انہیں بھی اچھا لگا یہ ۔۔۔۔ اور عائمہ بیگم نے انہیں تیاریاں کو کہا اور اپنے جلد ۔۔۔۔۔۔ آنے کی اطلاع دی

۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں جی ۔۔۔۔۔ نوشین حسن کے پاس بیٹھی بولی

۔۔۔۔ حسن نے مسکرا کر اسکے خوش چہرے کو دیکھا

میں کل سے ہی تیارا شروع کر رہی ہوں ۔۔۔۔ اپنے پیاری بیٹی اور بیٹے کے لیے ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ انہونے سر ہلایا ۔۔۔ اور اسکی جلد بازی پر ہنس پڑا

سفیان اپنے بھائی کی خوشی میں خوش تھا ۔۔۔ کیونکہ اسکی طبعیت مسلسل خراب رہتی تھی ۔۔۔ تبھی وہ اسکی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا مقصد اسے خوش رکھنا تھا ۔۔۔ ورنہ وہ اتنی جلد حیا ۔۔۔ کی شادی نہیں ہونے دیتا

مصطفیٰ خاموش سا حیا کے نئے فیصلے سے خط اٹھا رہا تھا --- دل جھوم رہا تھا ---- کہ آخرکار وہ واپس پھر اسکے کمرے میں آئے گی ہمیشہ اسکی بن کر ---- اسے بے صبری ----- سے اپنی پرنسس کے اپنی زندگی میں ویلکم کے لیے انتظار تھا

--- عذر بیٹا معصومہ کہاں ہے ---؟ عذر کو اندر آتے دیکھ پری نے پوچھا

جی وہ شاید اپنے روم میں چلی گئی ہوگی --- اسنے اوپر کی جانب اشارہ کیا --- تو پری نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا --- وہ چلتا ہوا اندر داخل ہوا تو عائمہ بیگم کے کمرے سے --- نکلتے مصطفیٰ کو دیکھ

--- مصطفیٰ بھائی آپ کب آئے کراچی سے --- عذر گلے ملتے بولا

--- بس ابھی اور اپنی گڑیا کا بے صبری سے ویٹ کر رہا تھا --- کہاں ہے

--- اسنے بھی معصومہ کا پوچھا --- جس پر وہ ہنس دیا --- کمرے میں گئی ہے

اور سنائو سٹڈی کیسی جارہی ہے --اور آنٹی کی طبعیت کیسی ہے ---- سنا ہے بہت مہنگا علاج چل رہا ہے اسکا اگر کسی قسم کی ہیلپ چاہیے تو بے جھجھک کہنا -- بھائی ہوں -- تمہارا ---- وہ خوش دلی سے بولا

بس آپ سب کا پیار چاہیے --- اور مما کا علاج چل رہا ہے انشااللہ جلد ہی ٹھیک ہوجائیں گی --- آپکا بہت شکریہ -- اب چلتا ہوں --- کافی دیر ہوگئی ہے -- پھر ہاسپٹل بھی جانا ---- ہے --- وہ مسکرا کر بولتا ایک آخری نظر اوپر اٹھائیں --- جہاں سے وہ گئی تھی

بیٹا کھانا کھا کر جائو ---- پری نے کہا جس پر اسنے سہولت سے انکار کردیا اور ایک نظر سامنے جینی پر ڈالی جو اسے دیکھ مسکرا رہی تھی ---- شاید اسکی حالت سے واقف تھی ----

----- وہ دانت پیسے وہاں سے نکلتا چلا گیا

بہت اچھا بچا ہے --- پری نے اسے جاتے دیکھ کر کہا جس پر مصطفیٰ نے سر ہلایا
---- ---- وہ یہاں سے عائمہ بیگم کو لینے آیا تھا

----- اور شام کی انکی فلائٹ تھی کراچی کی

میں گڑیا کی طرف جارہا ہوں --- بہت یاد آرہا ہے --- میں کیوٹ سے ڈول کی ---- وہ
--- پری سے کہتا اوپر کی طرف جانے لگا پیچھے وہ مسکرادی

---- شہریار شام پانچ بجے آنے والا تھا

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اسے سرپرائز دینے کے لیے اندر آیا تو سامنے ہی وہ وائیٹ
---- یونیفارم میں وہ مرر کے سامنے گال پر ہاتھ رکھ کر کھڑی کھوئی کھوئی تھی

اسکی دودھ جیسی سفید رنگت پر چہرے پر گولڈن بال بھیگے چپکے ہوئے تھے --- شاید وہ روئی تھی --- مصطفیٰ کے تیور بگڑے کس کی ہمت تھی کہ اسے رولائے --- وہ ملک ولا میں ہر فرد کی جان تھی --- سب کی سانسیں بستی تھی اس میں کون اسے رلا سکتا ہے

---- گڑیا ---- اسکی حالت دیکھی نا گئی

وہ جو مرر میں اس نیلی حصار میں کھوئی ہوئی تھی جانی پہچانی آواز پر اچھل کر مڑی ----
تو سامنے ہی دروازے پر کھڑے مصطفیٰ کو دیکھ اسکے چہرے پر خوشی سے گلابیاں بکھر گئی

---- مامو---- وہ خوشی سے چیخی دوڑ کر اسکے گلے لگی

---- مامو کی جان ---- کیسی ہے میری گڑیا ---- اسکے سر پر بوسہ دیکر بولا

بہت خوش آپ کیسے ہیں ری آآ--آپی بھی آئی ہے ---- وہ سرخ چہرا اٹھائے خوشی سے ---- پوچھنے لگی

مصطفیٰ نے اسکے سرخ چھوٹی ناک کو دیکھا تو ہنس دیا --- ری آپی نے اپنی گڑیا کے لیے --- بہت پیار بھیجا ہے --- اسکے مرجھائے چہرے کو دیکھ وہ پھر کتنی دیر اسے ہنساتا رہا

اور سب نے ملکر کھانا کھایا --- اور اسکے ساتھ بیٹھ کر عائمہ بیگم اور پری نے بہر ساری بات کی اور جلد آنے کا کہا --- ابھی معصومہ کے امپورٹنٹ ٹیسٹ شروع ہونے والے ---- تھے تو وہ جلد نہیں آسکتے تھے

شہریار آیا اور مصطفیٰ سے ملا دونوں نے باتیں کی اور اسے مبارک دی --- اور شام کو انکی --- فلائٹ کا ٹائم ہوا تو سب سے ملکر معصومہ کے پاس آئی جو منہ لٹکائے کھڑی تھی

اسے گلے لگایا اور پیار کیا ---- جس پر وہ رودی --- دل ہی چڑیا جتنا تھا کہ کسی کے اسے ---- ملنے یا کسی بھی حساس لمحے میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتی

شہریار اور پریہ میری بچی کا دونوں خیال رکھنا --- مجھے ذرا سی بھی شکایت ملی تم دونوں کی تو کان کھینچ لوں گی --- اگر میری بچی کا ایک آنسوں بھی گرا تو ---. دونوں کو سختی سے ---- ہدایات دیتی --- آخر میں پری سے چھپاکر اسے چاکلیٹ دئے

جنہیں ہاتھ میں لیتی معصومہ کھلکھلا پڑی ---- مصطفیٰ نے بھی دئے تھے اسے چاکلیٹ --- سب کو پتا تھا پری کی طرح معصومہ بھی چاکلیٹ کی دیوانی تھی ---- پر پری اسے ---- زیادہ کھانے نہیں دیتی تھی

---- دونوں سب سے ملکر روانہ ہوئے

وہ کھڑی شہریار پیلس سے گاڑی کو جاتے دیکھتی رہی ---- اور پھر نم آنکھوں سے اندر آئی

ہر طرف گھنا جنگل تھا --- خونخوار جانور کی آواز اور گھپ اندھیرے نے اسے مزید خوفناک --- بنا دیا تھا

وہ روتی چیختی بھاگ رہی تھی ---- جہاں جہاں پیر رکھتی بھاگتی پاؤں چھبتے کانٹوں سے لہولہان ہوجاتے --- پاپا --- وہ سسک رہی تھی درد سے تڑپ رہی تھی --- پر پھر بھی --- بھاگتی گئی

پیچھے سے فائرنگ کی آواز اسکا معصوم دل سکیڑ جاتا ---- سبز آنکھیں مسلسل برس رہی تھی --- --- آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہونے لگا

کہ اچانک چیخ سے گری --- پاپا مجھے بچالو ---- وہ ہچکیوں سے روتی پھر سے اٹھی کیوں --- کہ حیوان نما انسان اسکے قریب آرہے تھے --- وہ گرتی پڑتی --- پھر سے بھاگی

-----کہ ان سامنے ہی ان درندوں کو پاکر چیختی پیچھے ہوئی --- نن--- نہیں نہیں مما پاپا

وہ الٹے قدم اٹھانے لگی --- جب پیچھے سے وہی کالی پرچھائیاں قہقہہ لگاتی اسکی طرف آئی

ریییبی آپی مجھے بچالوں ---- وہ چیختی روتی کسی بچے کی طرح نیچے بیٹھ گھٹنوں میں منہ چھپا --- گئی

پاپاااا۔۔۔۔ اوپر خود پر برستی خون کی بارش کو دیکھ کر اسکی خوفناک چیخ پورے جنگل میں گونجی ۔۔۔۔

معصومہ ۔۔۔ معصومہ۔۔۔ میری معصومہ ۔۔۔۔ پریہا ایک دم چلاتی اٹھی ۔۔۔ میری بہن ۔۔۔۔

۔۔۔ حیا جو ساتھ سوئی ہوئی تھی ہڑبڑا کر اٹھی

کک۔۔۔کیا ہوا ری ۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو، کیا ہوا معصومہ کو ۔۔۔۔ پریہا کے پسینے سے نم وجود کو دیکھتی بوکھلائی حیا اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھکر پوچھنے لگی ۔۔۔ پریہا نے برستی آنکھوں سے اسے دیکھا ۔۔۔

حیا مینے بہت برا خواب دیکھا ۔۔۔ میری بہن پوری خون سے لتھ پتھ تھی ۔۔۔ اللہ جی رحم کرو ۔۔۔ وہ روتی موبائل اٹھا کر کال کرنے ہی والی تھی جب حیا نے بیچ میں ہی فون چھین لیا ۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے حیا دو مجھے ---- پریہا ناگواری سے بولی --- ایک تو اسکی جان نکل رہی تھی ----

ری ایک تو وہ مشکل سے سوتی ہے اوپر سے تم اسے یوں اسے گھبرائی بوکھلائی اسکی نیند خراب کروگی تو اسکی کیا حالت ہوگی --- یہ سوچو ذرا --- تم تو پھر سو جاؤ گی مگر معصومہ --- وہ ساری رات ڈرتی روتی گذارے گی ----- اسکے آنسو صاف کرتی حیا نے اسے سمجھایا ----

وہ اسکے گلے لگی ---- حیا دعا کرو میری بہن نارمل زندگی گذارے ---- اب پتا نہیں کیسے جائے گی یونی ---- اگر اسنے اس لڑکی کے سیڑھیوں سے گرنے سے ہاسپٹل میں تھی اسکا ---- سن لیا تو بہت ڈر جائے گی

سب ٹھیک ہوجائے گا حیا ٹینشن نا لو ---- اللہ بھتر کریگا ---- آج ہی نیوز میں اسنے لیلیٰ نام لڑکی کا سنا تھا اپنی یونی کا کہ اس سیڑھیوں سے گرنے سے اسکا سر پھٹ گیا تھا اور ---- یہ بھی اسکی گردن پر کسی کی انگلیوں کے واضح نشان ملے

کسی درندے نے بہت بے رحمی سے اسکا گلا دبایا کہ موت کی سیر کرواکر واپس زمین ہر پٹکا ----

ہر طرف ہلچل مچ گئی تھی ---- کسے بھی اس ظالم انجان شخص کا نشان نہیں مل رہا تھا ---- ---- کون تھا کیوں اس پر ظلم کیا --- کچھ خبر نا تھی

سوجائو اب ---- اسے مسلسل بیٹھے سوچوں میں گھم دیکھ کر حیا بولی --- جس پر وہ لب کاٹتی لیٹ گئی ---- دل ہی دل میں وہ معصومہ کی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھی ----

آج ہی وہ ملک ولا سے عائمہ بیگم کے ساتھ یہاں آئی تھی --- وہ تو چلی گئی پر حیا نے منت کرکے اسے یہاں روک لیا اور اپنے روم میں سونے کا کہا جس پر وہ خاموش ساتھ ----- سوگئی ---- وہ چاہ کر بھی شہروز کے رویے کو نہیں بھول پارہی تھی

بلب کی مدہم لائیٹ میں وہ سنہری بالوں کے پیچھے چھپے اسکے چہرے کو بڑے گھور سے دیکھ --- رہا تھا ---- جہاں وہ دنیا جہاں سے بیگانی نیند کی گہرائیوں کے مزے لے رہی تھی

وہ اسکے برف کی ماند سفید چہرے پر چھائی معصومیت کو دیکھتا نجانے کیا ڈھونڈ رہا تھا

اچانک اسے اسکی گال پر تھپر کے نشان یاد آئے --- اسنے آہستگی سے ایک انگلی کی مدد --- سے بال چہرے پر ہٹائے

تو اسکا معصوم چہرا نمایا ہوکر بالکل چاند کی روشنی کی طرح دیکنے لگا --- اسکی نظر گال پر گئی جہاں اب نشان نہیں تھے --- وہاں سے ہوتی خمدار گھنی پلکوں پر آئی --- جنکے نیچے چھپا جھیل تھا --- اس میں ایس کی سانسیں موجود تھی ----

آگے سے اسنے نظریں چرائی --- وہ ایسی کوئی نظر اس پڑ نہیں ڈالنا چاہتا تھا جب تک وہ اسکے پنجرے میں نا آئی -----

---- وہ اسے دیکھ کر مسکرایا جب وہ کسمسائی

Mad, crazy and absolutely insane are the times spent with you,

Sweet, innocent and strong is the love that I feel into without a clue.

Little Girl you bring magic into my life, more magic than I can even imagine,

It is you my love, who has set in my life the red carpet of celebration.

I wish I could only show you how thankful I am to you my love,

You are the most beautiful angel I have ever seen from heaven above.

Little girl .....

You are mine , Only your "S".....

معصومہ بغیر سانس لیے ایک ایک لفظ سنتی سرخ ہوتی جا رہی تھی --- یہ سرخی شرم کی نہیں خوف کی تھی --- جسے وہ محسوس کرتا لب بھینچ گیا --- آہستہ سے ایک نظر اسکی بند ---- سانسوں کو دیکھ دور ہوا ---- اسکی حرکت پر مٹھیاں بھینچی

یہ وہ محسوس کر چکا تھا کہ وہ بار بار اسے دور کرنے کے لیے یہی عمل دھرا رہی تھی ----- ---- جو اسے سخت ناگوار گذر رہا تھا

خاموش ایک نظر جنبش کرتی پلکوں پر ڈالی -- اسکی آنکھوں میں اسکا کلاس میں بیٹھا عکس لہرایا ---- وائیٹ یونیفارم میں سر پر سختی سے دوپٹا جمائے ---- لرز رہی ہوتی ---- اور --- کبھی بوکھلائی بوکھلائی سی اس پر بھی ڈرتی نظر ڈال لیتی

بہت حسین روپ تھا اسکا کہ اسکا دل کرتا کہیں چھپادے اسے سب سے دور ہر رشتے سے --- دور صرف اپنے پاس رکھے --- اپنا رشتا دے اسے

معصومہ کو جب احساس ہوا کہ کوئی نہیں روم میں تو وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی --- اور اپنا پسینے سے نم چہرا صاف کیا --- کپکپائے ہاتھوں سے کمبل سر تک لیا اور اس میں ---- گھس گئی

.....

**********❤

اندر آؤ گی گڑیا یا یہیں بیٹھنا ہے ------؟ وہ گاڑی سے نکلتا معصومہ سے پوچھنے لگا ------- دونوں اس واقعہ کے کئی دن بعد آج یونیورسٹی جا رہے تھے -----کہ اچانک عذر کو اپنی اسائمنٹ یاد آئی جو وہ گھر میں ہی بھول آیا تھا ------ واپس لینے نا آتا اگر آج لاسٹ ڈیٹ نا ہوتی ------اسے یقین تھا سالار اب تک جا چکا ہوگا ------- اس لیے وہ ------ معصومہ کو اپنے ساتھ لے آیا

نن--- نہیں بھائی میں یہی ٹھیک ہوں ----- آپ لے کر آئیں -------- وہ آہستہ سے بولی ------ جس پر عذر مسکرایا ------- ٹھیک ہے تم بیٹھو میں دو منٹ میں آیا ------ وہ ڈور بند کرتا ایک نظر سامنے ہی سالار کے بنگلے کے بڑے سے انٹری گیٹ پے ڈالی جہاں دونوں طرف گارڈز کھڑے تھے ------- ستم تو یہ کہ سارا دن کھڑے رہنے والے بیچارے گارڈز کے لیے دو چیئرز نہیں تھی کہ وہ بیٹھیں ------- اس سے واضح اشارہ تھا کہ جسکا جو کام ہے اور جو اوقات ہے یاد رکھے -------- ویسے بھی احساسات اور رحمدلی وہ کیا جانے ------- عذر نے سر جھٹکا اور اپنے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر ---------- داخل ہوا

اسکے جانے کے بعد معصومہ اسے یہاں وہاں دیکھنے لگی وہ پہلی دفعہ یونی اور اپنے گھر ملک ولا سے ہٹ کر کہیں اور آئی تھی -------

مسکرا کر ایسے ہی شیشہ نیچا کیا اور باہر کو دیکھا -------- جہاں سامنے ہی خوبصورتی کو نمایا کرتا سالار کا بنگلا اسکی توجہ کھینچ گیا -------- اسکی بناوٹ اور اس میں بسنے والے کی شخصیت ظاہر کر رہی تھی -------- اسے تو وہ کسی زندہ دل انسان کا گھر لگا جس کی دل کا حسن اس سے دیکھائی دینا لگا --------- پر یہ اسکی بے وقوفی ----کہ لازمی نہیں ہر کوئی حسین ہونے کے ساتھ اندر کا بھی اتنا ہی حسین ہو ------ کئی دفعہ ایسے حسین خونخوار درندے بھی سامنے آتے ہیں ---------

ویسے ہی اس خوبصورت بنگلے کی وحشت تو اس میں رہنے والے جان سکتے ہیں جن پر بیتی ہو ----------

معصومہ کی سبز آنکھیں پھٹی جب اندر گیٹ سے وہ نظارہ لہرایا ------ جہاں ایک چھوٹا سا سفید بالوں والا پپی اچھل کود کر رہا تھا -------- اسکے آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے ------- خوشی اور غم کی حالت میں وہ سسکتی کار کا ڈور کھولتی باہر نکلی

پ---پی------- اسنے ہچکی کے درمیان اپنے چھوتے سے کتے کے بچے کا نام ادا کیا ------- وہ کیسے بھول سکتی تھی اسے ------ اسنے جب پہلی بار ٹی وی میں ایسے پپی کو دیکھا تھا --------- تب سے اسنے اپنے پاپا شہریار کا سر کھایا ہوا تھا کہ اسے یہی پپی لاکردیں ------- شہریار نے اسے کافی سمجھایا پر وہ نا مانی مجبوراً اسکے آنسوں نا دیکھتے شہریار ----------کو اسکا پپی لانا پڑا

جسکے ساتھ وہ سارا دن پیچھے گارڈن میں کھیلتی رہتی تھی ------- اس میں اسکی جان تھی --------- پریہا کو ہاتھ بھی لگانے نہیں دیتی تھی --------- اسے اپنے سینے سے لگائے کھیلتی تھی اس سے اپنے دکھ راز شیئر کرتی تھی --------- پر اچانک ہی ایک رات وہ غائب ہوگیا -------- اسکے غائب ہونے پر کتنی راتیں وہ بخار میں تپتی رہی تھی ------- شہریار کے سارا گھر دیکھنے پر بھی نہیں ملا -------- تو اسنے دوسرا لاکر دیا تب بھی وہ نہیں مانی اسے اپنا پپی چاہیے تھا -------- جو اسے نہیں ملا اور پھر سب

کے سنبھالنے پر آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہوتی گئی ---------- پر اندر میں اسے آج بھی اپنا ----------پی یاد تھا

وہ روتی سسکتی اسکے پیچھے آئی ------- اسے یہ بھی ہوش نا تھا کہ وہ کسی غیر کے گھر میں داخل ہوگئی ہے ------- پر اسے تو صرف اپنا پپی چاہیے تھا -------- جو اس سے ---------- اچانک چھینا گیا تھا

میڈم کہاں --------؟ گارڈز نے کالج کے سفید لباس کالی چادر میں اس چھوٹی سی لڑکی -------کو روتے سسکتے اندر کی جانب جانے کی کوشش میں دیکھا تو گھبرا گئے

معصومہ نے سر اٹھاکر ان خوفناک گارڈز کی طرف دیکھا اگر ہوش میں ہوتی تو ضرور یہی بے ہوش ہوجاتی پر ابھی تو سامنے اپنے پپی کو دیکھ کر وہ سب کچھ کھو بیٹھی سارے حواس بھلا بیٹھی تھی --------- اس تو عذر کی اندر ہی بیٹھی رہنے کی ہدایت بھول گئی تھی

مم۔۔۔میرا پپی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے آنسوں پونچھ کر سامنے کی طرف اشارہ کیا تو وہ جو گارڈز سالار کی گاڑی کے لیے گیٹ وا کیے کھڑے تھے اندر کی جانب دونوں نے دیکھا

جہاں ایک چھوٹا سا سفید کتا بال سے کھیل رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہیں یاد آیا کہ یہ اچانک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہی صبح پایا جانے والا کتا تھا ۔۔۔۔۔۔ جسے اسکے صاحب نے ہی رہنے دیا تھا

اور پھر مسکراتی اس چھوٹی سی حسین برف کی ماند سفید رنگ رکھنے والی لڑکی کی طرف دیکھا

وہ کسی امیر گھر کی ہی لڑکی دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر یوں کسی اور کے گھر میں جانے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی کیسے بے وقوفی کر سکتی تھی

بیٹا یہ آپکا نہیں ہے ---------- آپ جائیں واپس صاحب بہت سخت ہیں -------- ہمیں سزا ملے گی ---------- وہ ابھی کچھ مزید کہتے جب معصومہ انہیں بوکھلائے چھوڑ ---------- کر اندر بھاگی ---------- ایسا نا کرتی اگر اسکا پپی بنگلے کی اندر نا جارہا ہوتا

---------پپ---بیبی-------- وہ روتی پکارتی اندر آئی

پیچھے گارڈز بھاگے -------- میڈم رکو ------- واپس آئو بیٹا ---------- پر انکے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اندر بنگلے میں داخل ہو چکی تھی -------- دونوں نے بوکھلائے ایک -------- دوسرے کو خوف سے دیکھا

افففف ------- یہ لڑکی تو اندر چلی گئی اب کیا کریں -------- ایک گارڈ نے دوسرے کو پریشانی سے کہا ------- ہمارا کیا ہے ہمنے روکا پر وہ خود اگر موت کو گلے لگانا چاہتی ہے -------- تو ہم کیا کرسکتے ہیں

پر یار بہت معصوم بچی تھی ------ اللہ رحم کرے ہمارے صاحب کو رحم آئے ------- دوسرے گارڈ سالار کے بھاری ہاتھ اور معصومہ کی نازک رخسار آنکھوں کے ------- سامنے گھومے تو -----پریشانی سے بولا

ہاہاہا ------ تم بھی کمال کرتے ہو جسے بوڑھے ملازموں پر ترس نہیں آتا وہ کیا اس پر ------ ترس کریگا ------- دونوں واپس گیٹ پر اپنی پوزیشن میں آئے

معصومہ ہچکیاں بھرتی شوز میں مقید پاؤں نرم گداز قیمتی قالین پر رکھا ----- اور لاؤنج میں داخل ہوئی ------ اسکی بے چین نظریں اپنے پپی کو دیکھنے لگی جو اوپر جاتی سیڑھیوں سے ------ جارہا تھا

پپی -------- وہ چیخی -------- رکو ------ وہ کہتی اسکے پیچھے بھاگی ------- گھر میں ہوتی پہلی بار اتنی تیز آواز پر سب ملازمین بوکھلائے باہر نکلے ------ سالار کی موجودگی میں تو کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ذرا سی آواز گلے سے نکالیں -------- پورا بنگلا

سناٹے میں ہوتا تھا ------ جس سے سب کو وحشت سی ہوتی تھی ------- اس وحشت میں پہلی بار کوئی آواز گونجی تھی ------ شیریں سی چیخ ------- نم آواز کی

سالار جو مرر کے سامنے مصنوعی شیو لگا رہا تھا -------- چیخ جو کانوں میں پڑی نیلی آنکھوں میں حیرت سے جاگی ------- اس سے یقین ہونا مشکل ہوگیا کہ وہ اس کے گھر میں کیسے ------- وہ بھی چیختی ہوئی ------ ایکدم شیو وہیں پھینک کر ڈور کی جانب

---------- مڑا

معصومہ سیڑھیوں پر اوپر بھاگتے اس پپی کو دیکھتی خود بھی روتی اسکے پیچھے جانے لگی --------- ملازم سب منہ کھولے ہونق بنے اچانک نازل ہونے والی اینجل کو اوپر ------- جاتے دیکھتے رہے -------- جو پپی کے چکر میں سب کچھ بھلائے بیٹھی تھی

دوڑنے کی وجہ سے اسکی چادر سر سے ڈھلک کر کندھوں پر آگئی تھی ------- سبز بڑی سی آنکھوں سے نکلتے آنسوں نے رخساروں کو نم کیا ہوا تھا چھوٹی سی ناک سرخ تھی -------- سرخ لب کاٹتی ------ اسکے بدحواس کا فائدہ اٹھاتی دونوں سنہری چوٹیوں سے ------ نکلتی شریر لٹیں چہرے کو چومنے لگی

وہ دوڑتی اسکے پیچھے آئی ------ سیڑھیوں کے اوپر سیڑھیاں اسے ٹھکنے پر مجبور کر گئیں------- پھولی سانس کے ساتھ پسینے سے نم بھاگتی رہی ------- کیسے بھی ------کرکے اسے اپنا پی حاصل کرنا تھا

آخری سیڑھی پر آکر اسنے دیکھا وہ کسی دروازے سے اندر گھسا تھا -------- سیڑھیوں کے ---------- اینڈ پر ہی سامنے ایک ڈور تھا جس کے اندر اسکا پی گیا تھا

گھٹنوں پر ہاتھ جماتی وہ لمبے سانس لینے لگی -------- مسلسل پتا نہیں کتنی سیڑھیوں سے بھاگتے اوپر آئی تھی جس سے اسکا تنفس بری طرح بگڑ چکا تھا --------- جو اتنی ---------آسانی سے تو بحال ہونے سے رہا

وہ اٹھی اور اس ڈور کی جانب قدم اٹھائے ۔۔۔۔۔ کہ اچانک ہی جیسے کسی دیوار سے ٹکرائی ہو ۔۔۔۔۔۔۔ اسکا نازک وجود لرز اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔ دماغ چکرا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے کچھ لمحے کے لیے دھند سی چھا گئی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ شاک کے حالت میں سینے سے لگے نازک وجود اسکی خوشبو اور لرزش بلند دھڑکنیں محسوس کرتا پریشان سا ہو اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اسکے باوجود اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی گہری پرکشش ۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دن پہلے ہی تو اسنے اسے پکارا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آج اسکے گھر میں اسکے سینے سے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ جب سنبھلی تو اسے لگا وہ دیوار ہے

پی تک پہنچ جانے کی خوش میں اسنے سر اٹھا کر سامنے کھڑے وجود کو دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایسا تو نا تھا جسے نظرانداز کیا جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی کشش اور نیلی

آنکھوں کی تپش پر ہی لوگ گھبرا جائیں ------- جو ہوش میں ہوں پر وہ ہوش میں ہوتی تو ---------- اسکے حصار میں جکڑتی

وہ اسکی سائیڈ سے نکلتی اندر ہال نما کمرے میں داخل ہوئی -------- سالار نے ضبط سے ---------آنکھیں مونڈیں --------- پھر جب کھولی تو سرخ لہو رنگ تھیں

معصومہ نے جیسے ہی نظریں اندر ڈالی تو گلاس وال کے ساتھ بیٹھا اپنی موت کو سامنے دیکھتا وہ چھوٹا سا کتا گھبرا کر اس سے دور بھاگنے کی کوششوں میں تھا ---------- جیسے وہ اس انسان کے بیس میں چھپے درندے کے الفاظ سمجھ گیا تھا جسنے اسے اس سے --------- دور رہنے کا کہا اور کردیکھایا تھا

پ---پی ---------- معصومہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے --------- اور گھٹی آواز میں پکارا ---------- وہ اسکے قریب جانے لگی تو وہ چھوٹا سا کتا ----بائو ----بائو ---------- کرنے لگا

پپی -----میں --------- معصومہ قریب آکر اسے اپنا احساس ڈلانے لگی ---------
وہ چھوٹا سا کتا اور تیز بھونکنے لگا --------- معصومہ گھبرا گئی ------- پپی
------------------ اسکے یوں انجان بننے پر وہ سسکی

یہ تمہارا نہیں ہے ----------- سالار سے اسکا تڑپنا نا دیکھا گیا تو آہستہ سے بولا
----------------- معصومہ اپنے پیچھے مردانہ آواز پر اچھلی
کک---ک---کون----------- وہ ایکدم اٹھی اور خوف سے دہشتزدہ سی بولی ------
--------- اسکی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگی
کھڑی ہوکر جب اسنے نظر اٹھائی تو ایسا لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے پائے گی
----------- اسکی سبز روئی روئی آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائی --------- اور وہاں
------------- سے سرکتی مونچھوں کے نیچے لبوں پر بکھری مسکراہٹ پر آئی

خود بخود اسکے قدم پیچھے ہوئے ---------- نظریں وہیں مسکراہٹ ہر ٹھہری تھیں ---------- کک---کون ہہ---ہو---------- گلاس وال سے لگی سسکی ---------- عع--عذر بب---بھائی ---------- اچانک اسے عذر کی یاد آئی ---------- وہ رونے لگی ------- اپنے انجام سے ----- وہ کانپ رہی تھی مقابل کی نیلی آنکھوں سے ----------یییہ---یہ تو سر کی آنکھیں ہہ---ہیں -------- وہ -------- بڑبڑائی

سالار کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی اسکی بڑبڑاہٹ سن کر ---------- اسنے گلاس وال سے لگی اسکی طرف قدم اٹھائے --------- معصومہ روتی جو اسکے بلیک شوز کو دیکھ رہی تھی اسے ہلنے پر اپنی طرف آنے پر ---------چیخی -------- ننن------ نہیں ------میرا پپی -------- یہ مم---میرا ہے --------اسکے قدم اپنی طرف دیکھ کر وہ --------- وہاں سے دور ہوئی --------- اور دیوار کے ساتھ لگی

کتا بھی اپنی مالکن کی طرف اسے بڑھتے دیکھ کر ------- بائو---------- بائو کرنے لگا ---------- سالار نے ناگوار نظر اس چھوٹے سے مگر بے حد خوبصورت سفید کتے کو دیکھا ---------

جو اسے ذرا برار بھی نہیں پسند تھا معصومہ۔کے قریب اپنی لٹل گرل کے اتنے قریب ہوتا تھا ---------- تبھی تو اسنے اس سے دور کیا تھا اسے اور اچھی طرح سمجھا بھی دیا تھا ---------- پھر نیلی نظریں گھمائی اور دیوار کے ساتھ لگی روتی آنکھیں میچے معصومہ پر ---------- ڈالی ----------جو ٹھر ٹھر کانپ رہی تھی

لمحے کی تاخیر کیے بنا اسنے دیوار میں لگے گلاس وال کے بٹن کو دبایا جس پر وہ وال بیچ سے دو حصوں میں تقسیم ہوکر دور ہوئی--------- اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چھوٹا سا کتا بھونکتا اس پار چلاگیا ---------- سالار نے واپس بٹن پریس کیا جس پر وہ وال واپس اپنی ---------- پہلی والی شکل اختیار کرتی اپنے اوپر پردے گرا گئی

---------- اس پار کے منظر کو چھپاتی

لٹل گرل ---------- اسنے جیسے ہی اسکے قریب پہنچ کر سرگوشی کی ----------
---------- وہ چیخ چلانے لگی

ننن---------- نہیں ---------- نہیں ---------- یہ سوچ ہی فنا کرنے لگی تھی کہ وہ کہاں ہے کس جگہ ہے ---------- کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا صرف اسکے کہ وہ اپنے پپی کے لیے پیچھے بھاگی تھی ---------- وہ تو نامل پر اس وقت وہ اس انجان سرگوشیاں کرتے اسی شخص کے نیلی آنکھوں کی تپش خود پر محسوس کرتی
---------- ----------اسکے پاس پہنچ گئی تھی

اپنی چادر کو سختی سے پکڑے چلا رہی تھی ---------- اسے قریب آنے سے روک رہی تھی ---------- پر نتھنوں سے ٹکراتی اسکی مخصوص کلون کی خوشبو ---------- کو اپنے گرد حصار بنتے دیکھ کر بے ہوش ہونے کے قریب تھی ----------

معصومہ ---------- پھولی سانسوں کے درمیاں عذر ایس کو معصومہ کے قریب جاتے دیکھ کر چلایا ---------- جس پر سالار نے اسکی طرف دیکھا ---------- غصے سے نفرت سے

معصومہ جو حواس کھونے کے قریب تھی ---------- موت کے قریب خود کو محسوس کر رہی تھی -------- عذر کی آواز پر جیسے کسی نے سانسیں واپس ڈال دیں ہوں

بب---بھ---ائی ---------- وہ سالار کے قریب آنے سے پہلے ہی وہاں سے نکلی اور دروازے پر کھڑے عذر کی طرف بھاگی ---------- بب---بھائی ممم---مجھے ----- بچالیں --------- وہ اسکے ساتھ لگی چلانے لگی ---------- اسے لگ رہا تھا جیسے وہ شخص اسے چھین لیگا سب سے ---------- آخر کتنی بار وہ اس سے کہہ چکا تھا ---------

چچ------چلو یی----یہاں سے ---------- وہ روتی اسے منت کرنے لگی لگی

بس گڑیا کچھ نہیں ہوگا میں آگیا ہوں نا ---------- ویسے لوگوں کو اصلیت واضح اور خوش فہمی دور ہوگئی ہوگی ---------- وہ مسکراتا سرخ آنکھیں لیے کھڑے سالار پر وار کرتا اسے لیے وہاں سے نکلا ---------- اسکا رخ شہریار پیلس کی طرف تھا جو اسکی حالت ہوچکی تھی اس سے تو وہ یونی جانے سے رہے ---------- یہ بھی شکر تھا جب وہ اسائمنٹ ڈھونڈھ کر اسے لیے باہر نکلا اور گاڑی کی طرف آیا تو معصومہ کی طرف کھلے ڈور کو دیکھا ---------- وہ گھبرا گیا ------- اسے یاد آیا وہ کار لاک بھی نہیں کرکے گیا تھا

بغیر لمحہ لیے وہ اسے یہاں وہاں دیکھنے لگا پر کہیں نا ملی تو اسنے گھبرا کر سامنے گارڈز سے پوچھا تو انہوں نے اسے ساری حقیقت بتائی اور سالار کی موجودگی کا بھی پتا چلا

---------- عذر کا تو جیسے دماغ کام کرنا چھوڑ گیا --------- اسے رہ رہ کر معصومہ پر غصہ آرہا تھا -------- جو خود تو اسکے شکنجے میں پھنسی پر اس کتے کو بھی نہیں چھوڑا ---------- وہ اسکی حالت کا سوچتے بھاگا اور گرتا پڑتا سیڑھیاں چڑھتا اسکے

کمرے کی طرف سے آتی چیخوں کی طرف آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں پہنچ کر سالار کو معصومہ کی طرف صرف دو قدموں کے فاصلے پر دیکھ کر دیوار سے لگی روتی کانپتی معصومہ کا حوصلا دینے کے انداز میں پکارا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بب۔۔۔۔ بھائی ممم۔۔۔۔ میرا پپی ۔۔۔۔۔۔۔ وو۔۔۔ وہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے روتے عذر کو کہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چاہا کر بھی اپنے پپی کو نہیں بھلا پارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ جو اس بھوت نما شخص کے پاس چھوڑ کر آئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ ۔۔۔۔۔ وہ ایک ایک لفظ الگ کرتا اسے سمجھانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ نے صرف ایک شکایتی نظر اس پر ڈالی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور عذر سالار کا سوچ رہا تھا کہ اسکا اگلا قدم کیا ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصومہ کے جانے اور عذر کے لفظوں نے اسکا سر گھوما دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آہہہ۔۔۔ہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے دھاڑ کر مکہ گلاس وال پر پوری طاقت سے مارا ۔۔۔۔۔۔۔ جس میں درار سی پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزار ٹکڑوں میں تقسیم پیچھے کی جانب چھنک کی آواز کے ساتھ گری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسے ۔۔۔۔۔۔۔۔کیسے ۔۔۔وہ مجھے چھوڑ کر اسکے پاس جاسکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسے وہ مجھے نظر انداز کر سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیننن۔۔۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے دور نہیں جاسکتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم صرف میری ہو صرف میری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھا اٹھا کر ہر چیز دیواروں پر مارتا ۔۔۔۔۔۔۔ دھاڑ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی جنونیت انتہائی تک پہنچ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے کیسے یوں دور ہوسکتی ہو ۔۔۔۔۔۔ کیسے مجھ سے الگ جانے کا سوچ سکتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چیخ رہا تھا

ٹھک ہار کر وہ ایک جگہ بیڈ پر بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غصہ جب ٹھنڈا ہوا تو قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔ افففف ۔۔ بے وقوف مرد خود ہی آگ بھڑکا کر اسے بھجانے کی کوشش کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا

مما یہ مینڈکی نہیں دیکھ رہی ۔۔۔۔ وہ جب سے آیا تھا اسے پریہا اسے نہیں دیکھی تھی ۔۔۔۔ ورنہ تو یہاں وہاں بھٹکتی رہتی تھی ۔۔۔۔۔ عائمہ بیگم سے ملا اسکی دعاؤں کے بعد دراب سے بات کرنے کی کوشش کی پر وہ ناراض تھا اس کے کئی بار متوجہ کرنے کی کوشش ۔۔۔کو وہ ترک کرچکا تھا اسکی کوششوں سے

شہزور پلیز تمیز سے پکارو اسے ۔۔۔۔ مشال نے کھانا سرو کرتے کچھ سختی سے ٹوکا ۔۔ جس ۔۔۔ پر وہ لب بھینچ کر رہ گیا

آپ بتا سکتی ہیں کہاں ہے ---- اسکے پوچھنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نا دیکھنے پر وہ اسے یاد آتی ہے --- اصلی مقصد یہ تھا کہ پچھلی دفعہ بھی جب وہ گھر میں نا تھی تو اسے ----پتا لگا وہ بائک ریسنگ میں گئی تھی

---- جہاں جھگڑا بھی کر کے آئی تھی

مجھے لگتا ہے تمہیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے ---- مشال نے خفگی سے کہاں جس پر اسکا چہرا سرخ ہوگیا --- اور خاموشی سے کھانا کھاکر اٹھا --- لائونج میں آکر بیٹھ گیا --- اسکی نظر بھٹک بھٹک کر اپنی ماں کی جاتی جو اندر کچن کی طرف گئی تھی --- کافی دیر --- انتظار کے بعد بھی نہیں آئی تو اٹھ کر اوپر اپنے روم میں کیس ریڈ کرنے کا سوچا

سب کھانا کھاکر ابھی اپنے روم میں تھے ---پہلے کہیں شہر سے باہر جاتا تھا تو آتے ہی دراب سے باتیں کرتا تھا اپنے باپ کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرتا تھا پر اب دراب نے سختی سے اسے منا کردیا کہ وہ اس سے بات نا کرے جب اسے اس کی خوشی کی پروہ نہیں اپنے

ماں باپ کی مرضی نہیں زندگی میں تو اب آکے دو منت کی باتیں بھی اسے نہیں چاہیے

آہہہ--- وہ جو اپنے خیالوں میں گھم چل رہا تھا --- پریہا کے روم سے گذرتے کہ اچانک کمرے سے مدہم چیخ آئی --- وہ ہڑبڑا گیا --- اور پریہا کے کمرے کے بند دروازے ---کو دیکھا

جہاں سے اسکے کہرانے کی آواز آئی --- اسکے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجیں ---- بغیر وقت لیے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ---دن کے تین بج رہے تھے پر اسکے --- کمرے میں اندھیرا تھا --- کھڑکیاں دروازہ جو بند کیے بیٹھی تھی

پریہا جو نیچے گری تھی چونک کر دروازے پر کھڑے شہروز کو دیکھا جو اندھیرے میں اسے --- ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا

شہروز کو جب وہ نا دیکھی تو اسنے ہاتھ بڑھا کر لائٹ جلائی --- تو اندھیرے میں دوبے کمرے میں تیز روشنی پھیلی --- اسنے اپنی نظریں بیڈ کی طرف پھیریں جہاں وہ نہیں تھی ----

پریہا اسے روم دیکھ کر ایکدم کھڑی ہوئی --- اسے ڈر تھا وہ کچھ غلط نا سمجھ لے -----ایک تو پہلے ہی نا پسند تھی --- اوپر سے پتا نہیں کیا کیا سوچے ------ پر جو ہونا ہوتا ہے اسے کون روک سکتا ہے --- اسے بھی جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا ----

اسکے اٹھنے پر شہروز کی نظر اس پر گئی ---- ایک منٹ ----- دوسرے منٹ ---- تیسرے منٹ خاموشی کے ساتھ ساکت نظروں سے دیکھتے اسے، شہروز کو لگا، اور جو سوچ دماغ میں آئی اس سے جیسے پوری چھت اس کے سر پر آگری ہو ----- وہ زلزلوں کے زد میں ہو ----

ایکدم اسکی بھوری آنکھیں شولا برساتی انگارہ ہوئی اور سامنے کھڑی پریہا کی لال سنہری آنکھوں سے ٹکرائی ----

ش-- شہروز جیسا تم سمجھ رہے ہو ویسں--------اسکی تاثرات دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ وہ کیا سمجھ بیٹھا ہے ---- اسکی نکلتی آواز گلے میں دب گئی جب اسنے ٹھا کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا -----اور ایک جست میں اس تک پہنچ کر زورداز تھپڑ منہ پر مارا کہ وہ واپس پیچھے کو گری ----

کیا ایسا نہیں آوارہ لڑکی ،---- ایکدم اسکے بالوں سے پکڑ کر اوپر کھینچا ----- اسکے پھٹے کپڑے ،جگہ جگہ نشان، ہونٹوں سے رستہ خون، چیخ چیخ کر اسکی اجھڑی حالت کی گواہی دے رہے تھے ---- وہ ایک پولیس والا تھا ہزار دفعہ اسے کیس سولو کرچکا تھا ---- اور ----- دوسرا کوئی چھوٹا بچا بھی نا تھا کہ نا سمجھتا

بتا کہاں منہ کالا کیا ہے!--- کس کے ساتھ گھٹیا عورت اپنی عزت ------ پریہا جو شاک میں تھی اس کم ظرف کو دیکھ رہی تھی --- اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے -----لہولہان ہوتے دیکھ رہی تھی،ایکدم دھاڑی

بکواس بند کرو چھوڑو مجھے ----- پہلے ہی اسکی حالت خراب تھی اوپر سے بغیر حقیقت ----- جانے اس پر برسنا اور گھٹیا سوچ انسان اتنے گھٹیا الزام لگانا اسکا دماغ گھما گیا چیختی ایک زور دار جھٹکے سے اسے پیچھے کو پھینکا ----- نتیجاً وہ پیر پھسلنے سے پیچھے بیڈ پر ----- جاگری

نیچ عورت -------- وہ جو اسکے دھکے سے لڑکھڑاتا پیچھے ہوا تھا --- دھاڑتا اسکی طرف لپکا ---- جس پر بیڈ پر پڑی تھی، پریہا کو لگا کہ وہ آج اسے مار دے گا

شہروز --- نہیں ------- وہ اس پر جھکا جس پر وہ چیخنے لگی --- پر وہ نہیں سن رہا تھا --- اسکے سامنے تو صرف اسکی حالت گھوم رہی تھی --- کتنا کہا تھا لڑکی ہو لڑکی بن کر

رہو --- پر اسنے نہیں سنا اور آج ---آج وہ اسکے سامنے اجھڑی اس پر ہی دھاڑ رہی تھی

ش----ہ--روز------- نیچے سب جو پریہا کے چیخنے کی آوازوں کے ساتھ شہروز کی بھی آوازیں سن رہے تھے گھبرائے اوپر بھاگے آئے ملازم سب اپنے کام چھوڑ کر جمع ہوگئے ---- ---- عائمہ بیگم نیچے کھڑی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھی

دراب مشال نے جیسے پریہا کے روم کا دروازہ کھولا تو ایسا لگا ساتوں آسمان انکے سر پر آگرے ہوں ---- پریہا چیختی بیڈ پر پڑی شہروز کے ہاتھ جکڑنے کی کوشش کر رہی تھی

----- اور اوپر وہ بھپرا ہوا شیر اسے نوچنے کے در پر تھا

----- دراب نے لمحہ لیے بغیر دھاڑا تھا جس پر شہروز نے اسکی طرف دیکھا

پاپا ----- وہ اسے جھٹکتے دور ہوا اور دراب کو بتانے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب زوردار ----- تھپر منہ پر پڑا

چٹاخ---- چٹاخ ----- بے غیرت انسان اپنی عزت پر بری نظر ڈالتے ہو ---- وہ اسے گلے سے پکڑ کر ایک کے بعد ایک تھپر لگاتے جھنجھورنے لگے ---- مشال نے روتے ہوئے پریہا کی طرف بھاگی اور اسکے اوپر چادر ڈالی ---- جو روتے ہوئے چادر کو خود میں بھینچے مشال سے چمٹ گئی ---- مما----- وہ سسکی -----

---- پا-----پا ------ شہروز نے صدمے میں خود پر لگائے غلیظ الزامات پر تڑپا

مت بول مجھے پاپا ---- مر گیا میرا بیٹا ----- ارے بے شرم دوب کے نہیں مرے ایسا سوچتے ----- اسے پیچھے دھکا دیتے دھاڑا ---- شہروز لڑکھڑاتا دیوار کے سہارے سنبھالا خود کو ----

بس پاپا بس ----- کس کی وجہ سے مجھ پر الزام لگا رہے ہیں ---- اس -- پریہا جو مشال سے لگی کھڑی بالوں سے پکڑ کر کھینچا ---- اس بیہودہ لڑکی کی وجہ سے جو ناجانے کہاں سے اپنا منہ ------ آگے وہ بولتا جب پریہا اس پر جھپٹی -----

کمینے انسان ------ کتنی ہی اس سے محبت کرتی ،پر تھی تو ایک لڑکی ہی نا، کیسے اپنی پاک دامن پر داغ سہہ سکتی تھی ---- زخمی حالت کے باوجود اسکے منہ پر زوردار مکہ مارا

بیہودہ انسان گھٹیا سوچ والے تمہاری ہمت کیسے ہوئی ----وہ اسے مارتی گئی ---- جب ----- شہروز نے اسکے دونوں بازو پکڑے

---- مجھے مارے گی ---تو ---- وہ اس پر ہاتھ اٹھاتا جب دراب بیچ میں ہی اسکا ہاتھ پکڑا خبردار ہاتھ اٹھایا بازو سے توڑ دونوں گا ----- اسے پیچھے جھٹکے پریہا کو اپنے سینے سے بھینچا

بس بیٹا اس حیوان نے جو کیا ہے اس کی سزا اسے ضرور ملے گی ---- دفعہ ہوجائو میری نظروں سے ----- پریہا کو چپ کرواتے سامنے ساکت بت بنے کھڑے شہروز پے دھاڑا

شہروز کو یقین نہیں آرہا تھا کہ کیوں اسکا باپ اسے ایسا سمجھ رہا ہے --- اسے کیوں اتنا سا بھی یقین نہیں ہورہا اپنے بیٹے پر --- اور جو گناہگار ہوکر اسکے سینے سے لگی تھی اس ---- کے نا بولنے پر ہی وہ اسے سچ مان رہا تھا ---- اسنے ایک نظر روتی اپنی ماں پر ڈالی

---- مشال نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا

اسے کہتے ہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی ---- اسنے بغیر پرہما کی حالت کے پیچھے حقیقت) سنے اسکے پاک دامن پر داغ لگایا ---- جو خدا کو نا منظور تھا تو نتیجاً وہیں فیصلہ ہوا ---- (---- خود اپنے باپ کی نظروں میں گر گیا

اس کے صرف لب ہلے ---- کیوں وہ مظلوم بنی سینے سے لگی کھڑی تھی ----- کیوں وہ یہ بھی واضح نہیں کر رہی تھی کہ جیسا آپ سوچ رہے ہیں شہروز نے ویسا کچھ نہیں کیا ----- پر شاید اسے تو موقعہ مل گیا اپنا گناہ اس پر تھوپنے کا ----- سوچوں کے زہر میں اسنے ایک نظر اسکے چادر میں چھپے وجود پر ڈالی اور دب دب کرتا وہ سے نکلتا چلا گیا

پریہا تو جیسی مٹی ہوگئی تھی --- خاک ہوگئی اپنی محبت کے منہ سے بدکرداری کے لفظوں پر ---- پتا نہیں کیوں اور کون سے درد پر اسکے جاتے ہی وہ مضبوط لڑکی بکھرتی پھوٹ ----- پھوٹ کر رونے لگی ---- کہ دراب اور مشال سے سنبھالنا مشکل ہوگیا

نانو ----- وہ عائمہ بیگم سے لگی سسک رہی تھی ---- عائمہ بیگم کو جب ساری صورتحال کا پتا لگا تو وہ بھی اپنا دل تھام کر بیٹھ گئی ----اسے تو یقین نہیں ہورہا تھا کہ شہروز ایسا کریگا ----- پر پریہا کے آنسوں اور دراب مشال کے جھکے سر وہ تو غلط نہیں ہوسکتے نا ----- اسنے ایک فیصلہ لیا اور پریہا کو چپ کروانے لگی، ساتھ مشال بھی شرمندہ سی ---- بیٹھی تھی

پریہا جو آنکھیں مونڈیں سسکتی تڑپ رہی تھی ------ کیا اتنا ساتھ اتنی کلوز رشتے کے باوجود اسکے پہناوے پر ہی وہ اسے بدکردار سمجھتا تھا ----کیا اتنی گری گئی گذری تھی اسکی ----- نظروں میں کہ موقعہ ملتے ہی وہ اس پر ایسا الزامات لگانے شروع ہوگیا

---!ضبط لازم ہے، مگر دکھ ہے قیامت برابر شہروز

------اے ستمگر ! اب بھی نا روئی تو مرجائے گی یہ محبت

سوچتے اسے اپنے ماں باپ کی شدت سے یاد آنے لگی ---- اور روتی رہی جب صبح کا ----- واقعہ آنکھوں کے سامنے لہرایا

سنو پریہا رکو پلیز ------ پریہا جو کلاس کے کینٹین کی طرف جارہی تھی -----پیچھے سے اسکی کلاس فیلو ہانی کی آواز آئی --- وہ رکی اور مڑ کر اسے دیکھا ---- جو پھولی سانسیں ---- درست کرتی اس دیکھ رہی تھی

بولو ہانی ------ پریہا نے ایک اس پر نظر ڈالکر مسکرائی بولی ---- حیا نے اپنی شادی کی وجہ سے لیو دی ہوئی تھی -------- مصطفیٰ پریہا کو ڈراپ کرنے آیا تو اسنے کہا وہ نہیں جا رہی مقصد صرف خود ڈرائیو کرنا تھا ---- تو مصطفیٰ ذرا سختی سے یقین دہانی کی اور اسکے ماتھے پر بوسہ دے کر چلا گیا ----- اسکے جانے کے بعد پیچھے وہ مسکراتی خود کار لیے یونی ------آگئی ------ یہ شکر تھا کہ وہ ٹر ٹر کرتا ہینڈ گھر میں نہیں تھا کچھ دنوں سے

پلیییییز پریہا تم سے ایک ریکویسٹ ہے ------ پلیز پلیز ہماری عزت کا سوال ہے مان لو گی -------- وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامتی منت سماجت کرنے لگی ----- پریہا نا سمجھی ---- سے دیکھنے لگی

کیوں کیا ہوا ہے ہانی ----- اسکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال کر پریشانی سے پوچھا

پلیز یار وہ ----یونی کے بیک سائیڈ بائیک ریسنگ ہے ---- اور او-----مینے اپنے بی ایف سے شرط لگائی ہے انکی طرف سے ایک ریسر ہے اور ہم لڑکیوں کی طرف سے میں تمہارا نام دے دیا ہے -------- وہ کچھ ہچکچاتی پوری حقیقت اسے سنائی ------ پریہا ----- منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

تم پاگل تو نہیں ہانی ------ میں یہاں پڑھنے آئی ہوں ناکہ یہ ریسنگ کرنے جیتنے ------- وی بھڑکی ----- ہٹو سامنے ------- جیسے شرط لگائی ہے ویسے پوری کرو مجھ ---------- سے پوچھ کر میرا نام نہیں دیا تھا ------- وہ جھڑکتی وہاں سے جانے لگی

ہانی اسے جاتے دیکھ -------- اپنی بی ایف اور اتنی بے عزتی کا سوچتی رو پڑی اور پھر ------- اسکے راستے میں حائل ہوئی

پلیز یار -------- صرف ایک اور آخری بار پلیز -------- وہ اچانک اسکے سامنے آئی اور ہاتھ جوڑ کر روتی منتیں کرنے لگی --------- پریہا اس اچانک حملے پر بوکھلائی

کیا ہوگیا ہے تمہیں ہانی پتا ہے نا اٹز اگین لا ------- وہ اسکے آنسوں دیکھ کر جھنجھلائی

یار پلیز اگر تم نہیں چلی تو اتنی انسلٹ پر میرا بریک اپ ہوجائے گا -----تو میں اپنی جان ------- دے دونگی ------- وہ آنسوں پونچھتی التجا کرتی دھمکی دینے لگی

پریہا پہلے تو دھنگ رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ پھر اسکے مگر مچھ آنسوں کو دیکھتی مجبوراً حامی بھری ۔۔۔۔۔۔۔ جس پر ہانی خوش ہوتی اسکے گلے لو یو پریہا کہتی چمٹی ۔۔۔۔۔ اور اسے یونی کے بیک سائیڈ کھلے میدان پر لے آئی ۔۔۔۔۔۔۔ جہاں کافی سٹوڈنٹس کھڑے تھے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے صبری سے ریس کے انتظار میں تھے

سب کے زبان پر "لکی" نام گونج رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں ہجوم میں کافی لڑکیاں بھی تھی ۔۔۔۔۔۔

پریہا کو تو صرف ایک ہی ٹینشن تھی کہ اگر شہروز کو پتا لگ گیا تو وہ اسکا جینا حرام کردیگا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ ایک تو پہلے ہی نفرت کرتا تھا اوپر سے ناجانے کیا کیا کہے

۔۔۔۔۔۔ ایسی سوچوں میں وہ ساتھ چلتی ہانی سے بولی

ہانی جلد یار میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں مجھے پھر دوسری کلاسیں بھی اٹینڈ کرنی ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اسنے کلائی میں پہنے واچ کو دیکھ کر کہا

------ ہاں بس دو منٹ ------ وہ کہتی لکی کے ساتھ کھڑے اپنے بی ایف کو پکارا

--------آؤ پریہا --------- وہ ساتھ لیے اسے وہاں پہنچی

زید اس سے ملو یہ ہے میری طرف سے ریسنگ میں حصہ لینے والی -----پریہا -------
ہانی نے پریہا کا تعاریف زید سے کروایا ------ تو ساتھ کھڑے لکی نے سر سے پیر تک
پریہا کا جائزا لیا --------- بلو جینز --- پرپل کرتی پر گلے میں دوپٹہ ------ اسکی
------ نظروں میں غلیظ تاثرات ابھرے

سفید رنگت پر تیکھے نقوش سرخ لب ------ سنہری دھوپ میں چمکتی آنکھوں پر کالی گھنی
پلکوں کا جالر --------- پونی میں جکڑے کالے گھنگڑالے بال --------- اسکے اندر
ہلچل سی مچاگئی ------- اسنے بھی حسن دیکھا تھا ---------- پر حسن کے ساتھ
-------- مغروریت ------مقابل کو دونوں شانے چت دھیر دے

ہائے پریٹی پریہا ------- پہلی بار لکی نے کسی لڑکی کی طرف خود اپنا ہاتھ آگے کیا

پریہا جو کب سے اسکی نظروں خود پر محسوس کر رہی تھی ------- اسکے ہاتھ آگے کرنے پر اسے دیکھا -------- جو سٹوڈنٹ کم پر جنگلی زیادہ لگ رہا تھا -------- لوفروں والا سٹائل ----- گلے میں چینز ہاتھ میں کڑے ----- پھٹی جینز ----آگے شرٹ کے بٹنز ---------کھلے ------ کوئی موالی ٹائپ ہی لگا اسے

اپنی سنہری آنکھوں سے اسکی کالی سرخ آنکھوں میں دیکھا اور سر جھٹک کر ہانی کی طرف ---------- متوجہ ہوئی

--------- مینے کہہ ہانی مجھے اگلی کلاسس بھی لینی ہے

---------- ہاں ہاں ------- چلو --------- وہ اسے ساتھ لیے آگے چلی

بیٹا تم پر کتنی ہی لڑکیاں کیوں مرتی ہوں پر یہ پریہا ہے بلیک بلیٹ کے ساتھ بائیک ریسر --------- یہ تو ہاتھ آنے والی نہیں ------- زید جیسے لکی کی سرخ آنکھوں میں مرچیں ڈالنے لگا -------- غصے سے ہاتھ جھٹکا -------- ایسی کوئی چیز نہیں جو لکی -------- کو پسند آئے اور وہ اسے نا نوچے ------ انڈرسٹنڈ

وہ لکی جس پر ہزار لڑکیاں مرتی تھی پریہا کے ایسے اگنور کرنے پر بھڑک اٹھا تھا ---------- اور موبائل نکال کر کسی کو کال کی ------ البتہ نظریں پریہا پر ہی تھی ---------

---

ہر طرف ---- لکی -- لکی --- کا شور تھا ------- صرف کچھ لڑکیاں ہی پریہا پریہا کر رہی تھیں ------ ہر طرف اسٹوڈنٹس زیادہ تر لکی کے جیتنے کی پیش گوئی کر رہے تھی

پریہا نے سر جھٹکا اور اور جیکٹ پہنی اسکے ساتھ ہی ہیلمٹ اٹھا اپنی ریسنگ بائیک کی طرف آئی --------- سب لڑکیوں کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھی اس نازک لڑکی پر -------- جو دیکھنے میں تو نازک تھی پر طاقت اور حوصلے پہاڑ جیسے تھے ------

سب کی ساتھ لکی کی نظر بھی اس پر تھی ---------

جیت نا پلیز ------- ہانی اسکے گال پر کس کرتی بولی -------- تو طرف قہقہے اٹھے ------- ------- یونی میں کسی کو نہیں پتا تھا کہ بیک سائیڈ پر کیا ہورہا ہے

پریہا نے ایک نظر دائیں جانب لکی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا ----- پریہا کو اس سے گھن آنے لگی ----- اسنے منہ پھیر کر ہیلمٹ کا شیشہ گرایا اور بائیک کو ریس دی

سڑک کے کناروں پر کھڑے سٹوڈنٹس ان دونوں کے نام کا شور کرتے بے صبر ہورہے تھے --------- پہلی بار لکی کے مقابلے ایک لڑکی آئی تھی ------- وہ جو ہر کسی سے ---------- جیتنے والا -------- سب انتظار میں تھے اس نئے تبدیلی کے

زید نے ---ون---- ٹو---- تھری ----- گو --------- کہا تو دونوں تیز رفتاری سے اکسے اطراف سے نکلے ---------- انجن کے شور، سٹوڈنٹس کی چیخوں اور دھویں کو پیچھے --------- چھوڑتے دونوں تیز رفتاری سے ایک دوسرے سے جیتنے کے جوش میں بڑھے

پریہا نے سپیڈ بڑھائی اور بائیک کو پہلے ٹائر پر اٹھایا سب کے منہ کھلے جب اسنے لکی کے منہ پر دھواں چھوڑا اور تیز رفتاری اختیار کرتی آگے ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔ سب کے قہقہے اٹھے اسکے عمل سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو جیسے تڑپ اٹھا ۔۔۔۔لکی کی جگہ پریہا نام پر

۔۔۔۔۔۔۔

پھر سے وہ اسکے برابر آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ موڑ آنے پر دونوں نے اپنی رفتار کم کی اور اور موڑ کاٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔ موڑ کاٹنے کے ساتھ ہی دونوں نے ایک بار پھر تیز رفتاری لی ۔۔۔۔۔۔۔۔ لکی نے ایک نظر ڈالی اور سپیڈ بڑھائی ۔۔۔۔۔۔۔ پریہا سے آگے نکلا ۔۔۔۔۔۔۔ جب سامنے سے وین کو آتے دیکھ اسنے رفتار کم کی اور اطراف سے نکلا ۔۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے ہی پریہا نے بائیں جانب بائیک جھکائی اور تیز رفتاری سے نکلتی پھر سے ون پوزیشن پر آئی

۔۔۔۔۔۔۔

آخری موڑ کاٹتے ہی دونوں تیز رفتاری سے نلکے، پر لکی کا سرخ چہرا اور آنکھوں سے نکلتی چنگاریاں اسکی ہار کی گواہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پریہا ایک نظر پیچھے دیکھا اور بائیک کو آگے جھکائے انجن کی آواز کے ساتھ دھواں ہوا میں اڑاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سٹوڈنٹس کی شاک اور پریہا نام کے چلانے کی آواز کے ساتھ

--------- فنشنگ لائن پر آگے کے ٹائر کا گول دائرا بنایا اور اس میں کھڑی ہوئی ----------یہ ایک پیغام تھا اپنی بلندیوں کا -------- سب سٹوڈنٹس پر یہا پر یہا چلاتے اس نازک سی لڑکی کو دیکھنے لگے جو بائیک کے ساتھ ٹیک لگائے لکی کو پہلی بار ہار کا مزا چکھاتی ------ ہیلمٹ اتار -------- اور زید کی طرف پھیکا جس نے سلوٹ کے ---------- ساتھ اسے کیچ کیا

یاہووو--------- مائے ڈارلنگ ہم جیت گئے -------- ہانی چیختی اسکی طرف لپکی --------- دفع ہوجا کمینی محبوب کا قانون تڑوا دیا ---------- اسے پیچھے کرتی یونی کی طرف بھاگی -------- پشت پر لہراتے اسکے کالے گھنگڑالوں بالوں پر لکی کی سرخ آنکھیں ------ جمی تھی

ہاہاہاہا--------- ہانی ہنستی زید کی طرف بھاگی --------- لکی نے زید کو اپنی طرف آتے ---------- دیکھ کر بائیک پر بیٹھا اور وہ سے اڑتا چلا گیا

وہ جو تیز ڈرائیونگ کرتی گھر جارہی تھی --------کیونکہ دو دن سے اسنے شہروز کو نہیں دیکھا تھا -------- دل کی عجیب سے حالت ہورہی تھی ---- آنکھیں اسکے دیدار کو تڑپ رہی تھی ------ چہرے پر قاتلانا مسکراہٹ سجائے جلدی سے گھر پہنچنا چاہتی تھی ---------- اس پتا تھا آج وہ آنے والا ہے ------ اس لیے سب سے پہلے اسکے دیدار خود کرنا چاہتی تھی ---------

اچانک اپنی کار کے گرد چاروں طرف بائیکرز کو دیکھ کر بریک پر ہائوں رکھا --------- چار بائیک سوار اسکے کار کے اردگرد گھوم کر اس ہر دائرا بنا رہے تھے -------- وہ غصے سے باہر نکلی ------- جب سب کار کے سامنے کھڑے ہوئے -------. اور بیچ میں کھڑا------ لکی ---------- پریہا جھنجھلائی ------ کونسی مصیبت پڑ گئی اس موالی پر ---------- اسنے واچ کو دیکھا جہاں شہروز کے پہنچنے میں صرف آدھا گھنٹہ تھا ---------

یہ کیا بدتمیزی ہے ہٹو سامنے سے ----------وہ دھاڑی ------- اپنی بیچینی پر

افففف -------- بیب اتنا غصہ -------- لکی بائیک سے اتر کر سامنے آیا ----- اور

------- اسے دیکھ کر آنکھ مارتے گھٹیا پن سے بولا ------ جس پر پیچھے قہقہے گونجے

--------- تمیز سے بات کرو ---------- وہ غصے سے پھنکاری

ہمیں تو لوٹ لیا تیرے گھنگڑالے بالوں نے -- گورے گورے گالوں نے --------- وہ

اسکی گال پر اپنی انگلیاں گھماتے آگے بولتا ------ جب پریہا نے اس اچانک حملے پر

شاک سی ----- خود پر اس کے غلیظ ارادوں کو سمجھتی ------ ایک جھٹکے اسے اسکے

ہاتھ کو گھما کر پیچھے کیا اور اسکی انگلیوں کو ہاتھ کی پشت پر موڑا -------- لاتعداد

--------(----ٹھک---- کی آواز کے ساتھ لکی کی چیخ بلند ہوئی ---------(گالی

کمینے کتے تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی ---------- وہ اسکی پیٹھ پر وار کرتی

---------- دھاڑی

جس پر اسکے دوسرے ساتھی بھی اسکی طرف لپکے ------- لکی اس اچانک حملے سے چلاتا پیچھے ہوا اور ہاتھ اسکے بازو پر ڈالا اور کھینچا جس سے آستین پھٹی -------- اس سے -------- تو اپنی ہار تسلیم نہیں ہورہی تھی کہاں اس پر اس نازک لڑکی کا حملا

پریہا اپنے پھٹے بازو اور اس پر اسکی جلد پر کھروچ کے نشان پر زخمی شیرنی بن گئی --------- اور اکیلی ان پانچوں کو پیٹنے لگی --------- گتھم گتھائی میں وہ کافی زخمی ہوگئی ------. اسے جیسے ہی نظر سڑک کے کنارے پر پڑے لوہے کے سڑیے پر پڑی --------لپک کر اٹھایا -------- اور ایک بعد ایک کو دھیر کرتی گئی

لوگوں کو جمع ہوتے دیکھ ان تماشائیوں سے بچنے کے لیے ایک آخری وار لکی پر کیا جسنے اس کے جگہ جگہ سے کپڑے پھاڑ دلئے تھے -------- وہاں سے بھاگی اور کار میں بیٹھی -------- انکے پاس ہتھیار نہیں تھے اس لیے انکے شدید وار سے بچ گئی تھی --------- وہ سب تو صرف اسے لکی کے اشارے پر نوچنے آلئے تھے پر یہ نہیں جانتے تھے کس پر آنکھ اٹھا رہے ہیں ------- انہیں زمین پر کہراتے چھوڑ کر اپنی حالت کو

دیکھا اور شیشے اوپر چڑھائے کار کے --------- وہاں سے ریورس کرتی کار دوسرے راستے -------- پہ ہوئی

اسنے اپنی حالت مرر میں دیکھی ------- تو اسے خوف آنے لگا ------- اگر کوئی بھی دیکھتا تو یقیناً پہلی سوچ غلط ہی اخذ کرتا --------- اسنے گھبرا کر راستے میں ہی کار روکی ------- اور ہانی کا دیا ہوا جیکٹ پہنا اور منہ پر دوپٹہ اوڑھے تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کی

ملک ولا میں داخل ہوتے اسکی نظر شہروز کی جیپ پر گئی ------ وہ حواس باختہ ہوتی آہستہ سے گاڑی سے نکلی اور اندر داخل ہوئی ------ جب لاؤنج میں بیٹھے شہروز کو دیکھا --------- بے ساختہ سرخ خون آلودی لبوں پر مسکراہٹ پھیلی

اسکی نظروں اور رخ کچن کی طرف دیکھ کر وہ پیچھے سے اپنے روم کی طرف لاؤنج سے نکلتی آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر قدم رکھتی سوچ میں گھم شہروز پر ایک آخری نظر ڈالی اور روم میں بند

ہوگئی ------- وہ تو رب کا شکر کر رہی تھی کہ مصیبت سے جان چھوٹی ------ پر
--------- اسے کیا پتا تھا قسمت کروٹ بدل لی تھی

وہ ہانی کی اور زید کی کلاس لینے کا سوچتی جیکٹ اتارا اور دوپٹا نیچے پھینک کر لائٹ آفف کرتی جیسے ہی باتھ روم کی طرف ہوئی پیر مڑنے کی وجہ سے نیچے گری
---------- -------- بے ساختہ درد سے ------- مدہم چیخ منہ سے نکلی

---------- اور سنہری سرخ نظریں دروازے کی طرف اٹھی

پری کا دل پتا نہیں کیوں بہت گھبرا رہا تھا --------- اسکی حالت بگڑنے لگی تھی--------- اللہ میری بیٹیوں کو اپنے امان میں رکھ ------ یا اللہ انہیں مصیبت سے ------- دور اپنے پنہا میں رکھ ------- وہ کہتی آنسوں بہانے لگی

--------- میڈم سر کی کال ہے ---------- جینی نے موبائل اسے تھمایا

--------- ہیلو ------- وہ نم آواز میں بولی

پری مما نے کل ہی بلایا ہے ۔۔۔۔۔ تم سب کی پیکنگ کر کے رکھنا ۔۔۔۔۔۔۔ اب سیدھا مصطفیٰ کی شادی اٹینڈ کر کے پھر آئیں گے واہس ۔۔۔۔۔۔ کچھ ہی دن تو ہیں اسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شادی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار کی سنجیدہ آواز گونجی

جی ٹھیک ہے میں پیکنگ شروع کرتی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ موبائل بند کرتے وہ جینی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مخاطب ہوئی

بیٹا جاؤ ذرا معصومہ سے کہو آپکی مما بلا رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صبح سے آئی ہے ابھی تک ۔۔۔۔۔۔۔۔ روم میں ہی بیٹھی ہے

جی میم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سرہلاتی چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے پرسوچ سی پری موبائل کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھتی انجانے خوف میں گھم تھی

ہر طرف شور سا تھا ۔۔۔۔۔۔ فراز ولا پورا جگمگا رہا تھا ۔۔۔۔۔ اسے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ۔۔۔۔ باہر لان کو خوبصورتی سے گلاب چمبیلی اور گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا

----- فینسی لائٹنگ پورے لان کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی ----- آج حیا کی مایوں کی ------- رسم تھی -------- سب مہمان آچکے تھے

وہ اسٹیج پر زرد رنگ کے لہنگے پھولوں کے زیور سے سجی مصطفیٰ کے ساتھ بیٹھی تھی -------- دونوں کے چہرے پر پیاری سی مسکان تھی ------- مصطفیٰ پانے کی خوشی ----------میں ------ تو حیا اپنے بدلے گھن گھن کے لینے کی خوشی میں

شہریار پری معصومہ کے ساتھ دوسرے دن ہی ملک ولا پہنچ گیا تھا ------ جہاں پریہا کی حالت دیکھ وہ بگڑا تھا تو اسے عائمہ بیگم نے سمجھایا کہ وہ سیڑھیوں سے گری ہے ----- اسنے پھر پریہا سے پوچھا اور وہ ہاں کرتی سر جھکا گئی ------- جس پر اسنے اسے سینے سے بھینچ لیا -------- تو پریہا باپ کے سینے سے لگی سارا غبار نکالنے لگی ------- پر حقیقت اس سے چھپائے ہی رکھی --------- اسے اپنے باپ کے غصے کا پتا تھا --------- اگر لکی یا شہروز کے بارے میں پتا لگتا تو دونوں کو چیڑ پھاڑ ڈالتا ---------- جسنے خود ہی اپنی بیٹیوں کو ایک آنسوں بہانے نا دیا ------ دوسرا کوئی انہیں تکلیف پہنچائے تو اسکے ذرے ذرے کردیتا --------- اسی ڈر سے پریہا نے کچھ -------- منہ نا کھولا

معصومہ اس سے ملی اور بہت روئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا نے اسے چپ کرواکر اپنے ساتھ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔ تب سے وہ اسکے ساتھ چپکی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے دماغ میں رہ رہ کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار گھوم رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو سامنے آتے ہی اس کا سکون لوٹ گیا تھا

رات کو بھی وہ پریہا کے ساتھ چپکی سوتی دن کو بھی ڈر میں ہوتی کہ کہیں وہ اسے سچ میں نا

لے جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ چھپ چھپ کر روتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ڈر سا دل میں سب سے الگ ہونے کا بیٹھ گیا تھا

شہروز جیسے گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب تک مڑ کے بھی نہیں دیکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ مشال رو رو کر سجدوں میں سب ٹھیک ہونے کی دعائیں مانگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دراب خود پریشان سا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ شکرگذار تھا ۔۔۔۔۔۔۔ پریہا کا کہ اسنے شہریار سے کچھ نہیں کہا ۔ نالائق کی گری حرکت کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں اسکا سامنا نہیں کر پارہے تھے

پریہا نے بہت کوشش کی دراب اور مشال کو سچ بتانے کی پر ایسا کوئی موقعہ ہی نہیں دے رہے تھے دونوں، وہ جھنجھلا گئی اور سب کو حیا کی شادی ہونے کے بعد حقیقت بتانے کا طے کیا ----------

---

فنکشن اپنے عروج پر تھا ---------- ہر کوئی رسم ادا کر رہا تھا ------- بڑوں کے بعد چھوٹوں کی باری آئی تو مصطفیٰ وہاں سے اٹھا اور شہریار والوں کی طرف چلا گیا

آج کچھ زیادہ ہی شرمانے کی ایکٹنگ نہیں ہورہی -------- مصطفیٰ کے جانے کے بعد --------- پریہا ساتھ بیٹھی شرمائی سی حیا سے بولی

ہاں بہت شرم آرہی ہے ---------- حیا دانتوں میں لب لیے شرمائی سی بولی

------ --------- معصومہ ساتھ بیٹھی اسکے جواب پر ہنسنے لگی

دونوں نے سمپل پیلے ڈریس اور میک اپ کے نام پر صرف لپسٹک لگائی تھی

اور وہ کیوں آج تو صرف مایوں ہے رخصتی تو ایک دن بعد ہے، بھائی کے روم میں حیا جی ---------- پریہا شرارت سے آنکھیں سٹپٹائے معنی خیزی سے بولی

بدکواس بند کر کمینی ------- اس وجہ سے نہیں شرما رہی -------- حیا نے گھور کر ---------- اسکی جملے کی معنی پر جھڑکا ------- جس پر پریہا نے قہقہہ لگایا

اچھا جی تو کس پر شرما رہی ہیں -------- کہیں بھائی نے کچھ رومانٹک باتیں تو نہیں ------- کردیں اداکارہ سے ---------- ہلدی اسکی سرخ ناک پر لگاتی چھیڑنے لگی

تم------ وہ سرخ ہوتی اسکی بات پر ہلدی سے دونوں ہاتھ بھر کر اسکے چہرے پر حملہ کیا

آہہہ -------- پریہا اس حملے سے چیخی -------- سب کا قہقہہ لگا اسکی حالت پر ---------- اسکا سارا منہ ہلدی ہوگیا

ہاہاہا------ ری آپی ---------- معصومہ منہ پر ہاتھ رکھ کر پریہا کے چہرے پر ہنسنے لگی -------- حیا بھی منہ پھاڑ اسکا ساتھ دے رہی تھی ------ سب کی نظریں اسٹیج پر تھی ------ اس کھلکھلاتی دلہن پر --------

اگر آج دلہن نا ہوتی تو اچھا سبق سیکھاتی ---- پر شکر کرو ماموں کی بیوی بننے جارہی ہو جس وجہ سے چپ ہوں -------- وہ اپنے چہرے کو صاف کرتی ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرنے لگی --------

ڈارلنگ تم بھی اس کمینی کا ساتھ دے رہی ہو ، ---------شاباش اپنی آپی کا بدلا لو، تب تک میں فیس واش کرکے آئوں --------- اسنے ہنستی معصومہ کو آنکھیں دیکھا کر کہا جسنے فرمانبداری سے سر ہلایا --------- تو پریہا ایک گھورتی نظر حیا پر ڈالی جسنے اسے آنکھ ماری ---------

بڑی ہی کوئی بے شرم کمینی دلہن ہو ------- وہ دانت پیس کر کہتی اسٹیج سے اتری -------

------ تم سے ہی سیکھی ہے یہ کمینی ادا --------- پیچھے حیا بولی

آپی ------ حیا کو دیکھتی معصومہ ہلدی سے ہاتھ بھر کر اسے پکارا -------- حیا اسکے --------- پکارنے پر دل میں ہنسی

ہاتھ صاف کرو معصومہ نہیں تو تمہیں پتا ہے کیا ہوگا -------حیا نے اسے ساتھ بیٹھا کر کچھ خوفناک آواز میں کہا ---------- جس پر معصومہ نے اسکی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ---------- ہو کیا ہوگا

جب تم مجھے ہلدی لگاؤ گی میں تمہیں لگاؤ گی جس وجہ سے تم یہاں سے بھاگو گی اور آگے جاؤ گی تو سامنے سے آتے تمہارے ہیرو کو دیکھ نہیں پاؤ گی، نتیجاً تم اس سے ٹکراؤ گی اور وہ تمہیں گرنے سے بچائے گا اپنی باہنوں کے سہارے ---------- تم ڈر کے دیکھو گی اور وہ تمہاری سبز بڑی سے آنکھوں میں کھو جائے گا ---------پھررر پتا ہے کیا ہوگا

وہ دلہن نہیں چڑیل بنی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکی پٹر پٹر چلتی زبان کو دیکھتے نیچے سب شرمندہ تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ بیچارے کو تو اسکی طرف منہ کرنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا اگر دیکھ گیا تو شرم سے خود دوب جائے گا

معصومہ تصور میں کسی انجان شخص کی بانہوں میں خود کو پاتی سرخ ٹماٹر لال پیلی ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکے بدلتے تاثرات دیکھتی حیا فل انجوائے کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے پھٹی آنکھوں کو دیکھتی حیا مزید اپنی رٹی کہانی اسکے کانوں میں انڈیلی

وہ سارے فنکشنز میں صرف تمہیں دیکھے گا ۔۔۔۔۔۔ رات کو تمہارے خواب دیکھے گا ۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ اور شادی ختم ہوتے ہی اپنے ماں باپ کو ماموں کے پاس لے آئے گا اور تمہارا رشتا مانگے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر لڑکا اچھا ہوگا ماموں دیکھ کر ہاں کردے گا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر تو تم گئی

مطلب پھر شادی اور شادی کے بععد ----------آگے میں کچھ نہیں کہتی ---------- وہ اسے شاک میں چھوڑتی اپنی ماں کو آتے دیکھ چپ چاپ بیٹھ گئی

معصومہ اپنا خشک گلا تر کرتی سوکھے لرزتے لبوں پر زبان پھیرتی آہستہ سے بغیر اسے ہلدی لگائے اسٹیج سے اتری، اپنے ہاتھ وہیں صاف کرلیے-------- اور احتیاط احتیاط سے قدم رکھتی پری اپنی ماں کی طرف جانے لگی ---------- جو نسرین بیگم کے ساتھ باتیں کر رہی تھی ----------

حیا نے اسکے جاتے ہی قہقہ لگایا ----------ہاہاہاہا------- آئی بڑی بدلا لینے ------ ------ بیچاری کا خون خشک ہوگیا ----- افففف

حیا یہ کیا بدتمیزی ہے تم دلہن بنی ایسے دانتوں کی نمائش کر رہی ہو------- اپنی ماں کی عزت کا نا صحیح مہمانوں کا ہی کچھ خیال کرلو ------- دیکھو کیسے تمہیں دیکھ رہے ہیں -------- ------- وہ اسکے دوپٹے کو درست کرتی شرم دلانے لگی

افففف------ اگر شرم کروں تب بھی مصیبت نا کروں تو بھی ------ جائوں کہاں

------- وہ جھنجھلائی ------- مہربانی کرو صرف چپ رہو، یہی بہت ہے .------ وہ

--------- مسکرا کر چڑ سے بولی

------- جس پر اسنے چپ کی --------- اور پریہا کی راہ دیکھی

وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی اور حیا کے روم میں آکر باتھروم میں اپنا فیس واش کرنے لگی

------- ------ جو سارا پیلا پڑ گیا تھا

اللہ دیکھے تجھے کمینی فیس کا ستیاناس کردیا ------- بڑبڑاتی تولیے سے چہرا پونچھا

--------- ------- جہاں رگڑنے کے بعد بھی کچھ پیلاہٹ باقی تھی

وہ مگن تھی کہ اچانک ہی اسکے کانوں میں کمرے کا دروازا لاک ہونے کی آواز آئی

-------- اسے حیرت ہوئی ------ اور جلدی سے تولیے رکھ کر باتھ روم سے باہر نکلی

---------- باہر آنے پر ہی اسکی نظر جس پر پڑی تھی ------- آنکھوں میں غصہ

سا ابلنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک پل تو اسے غصہ آیا اسکی حرکت پر، پر جلد ہی اپنے تاثرات چھپائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اب اسکے منہ لگنا گوارا نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز جو مصطفیٰ کی دھمکیوں اور شہریار کے کال کرکے غصے سے بلانے پر یہاں آیا تھا اور وہاں پہنچ کر دراب سے بات کرنے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا پر ۔۔۔۔۔۔۔ کوئی فائدا نہیں ہوا ۔۔۔۔۔البتہ اسکی ماں مشال نے اسکے سامنے ایک شرط رکھ دی تھی جس سے اسکا دماغ ہل گیا تھا اور وہ غصے سے وہاں سے آیا پر یہاں آکر اسنے دیکھا جو اسکا خون جلا اسکا وہ خود ہی جان سکتا ہے ۔۔۔۔وہ اپنے ماں باپ کے سامنے نظر نہیں اٹھا پارہا تھا بغیر غلطی کے ۔۔۔۔۔۔۔اور جسکی غلطی تھی، جسنے گناہ کیا وہ مزے کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

اور وہ غیض و غضب میں کب سے اسے کھلکھلاتے قہقہے لگاتے دیکھ کر اندر ہی اندر جل رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو اسکو سب کی نظروں اپنے ماں باپ کی نظروں میں گرا کر خود مزے سے قہقہے لگا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کافی دیر اسے اسٹیج پر حیا کے ساتھ دیکھتا رہا ---------- پر کچھ دیر میں اسے اندر کی ---------- جانب جاتے دیکھ خود بھی سب کی نظروں سے بچتا وہاں آیا

پریہا اسے اگنور کیے جانے لگی ---------- جو دروازے پر دیوار بنا کھڑا تھا ---------- اسکے سامنے آنے پر بھی نا ہلا ---------- پریہا کی رنگت میں غصے سے ---------- سرخی گھلنے لگی ------ جو خود پہ ضبط کیے کھڑی تھی اسکے ہٹنے پر

ہٹو ---------- وہ غصے سے بولی -------- سب باہر لان میں تھے ------- صرف کچھ ملازمین کے علاوہ کوئی یہاں نہیں تھا وہ بھی نیچے تھے اور یہ دونوں اوپر اکیلے روم میں ---------- پریہا کا تو سوچتے دماغ گھومنے لگا

اسے رہ رہ کر اس پر غصہ آرہا تھا ---------- ایک تو پہلے اتنا بڑا مسئلہ ہوگیا تھا اوپر سے یوں اسکے پیچھے کمرے میں آنے کی کیا وجہ تھی ---------- کیا نہیں جانتا تھا اسکا باپ بھی یہیں موجود ہے ---------- جو یہ جان جائے تو قتل کرنے سے گریز نا کرے کہ جنکو اسکی بیٹیوں کی عزت نہیں کرنی آتی وہ کونسے رشتے ---------- اب لفظوں کا رخ چاہے اسکے بڑے بھائی کے مقام رکھنے والے دراب کا اکلوتا بیٹا ہی کیوں نا

ہوتا ---------- وہ اپنی عزیز جان بیوی کو بھی اپنی بیٹیوں پر غصہ کرنے نہیں دیتا تھا ---------

نام بتاؤ اپنے یار کا ---------- وہ نفرت اور بدلے کی آگ میں حد سے زیادہ گر گیا تھا -------- پریہا کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں ڈالکر نفرت سے گویا ہوا

---------- اسکے الفاظ پریہا کو جھلسا گئے ------ اسے لگا جیسے کسی نے تپتی سحرا میں پھینک دیا ہو --------- پر وہ کوئی تماشا نہیں چاہتی تھی اس لیے خود پر ضبط ------کرنے لگی ---------- پر چہرے کی سرخی سے غصے کا پتا بخوبی لگ رہا تھا

---------- دیکھو میں کوئی تماشا نہیں چاہتی اس لیے سیدھی طرح ہٹو دروازے سے ورنہ ورنہ کیا ہاں -------کیا کروگی ------ صرف یار کا نام ہی پوچھا ہے تاکہ میں ثابت کر سکوں کس کے---------- وہ اسکے ورنہ پر بھڑکا اور اسکے بازو میں اپنی مضبوط انگلیاں --------- دھنس کر پھنکارا

------ پریہا نے پہلے اسکے ہاتھ کو دیکھا ---------- پر اسکے لفظ سن کر دھاڑی

بسسس۔۔۔۔۔۔۔ بند کرو اپنی بکواس ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر دور ہوئی

۔۔۔۔۔۔۔۔ میں آخری بار کہہ رہی ہوں اگر حقیقت نہیں جانتے تو ایسی بیہودگی بھی ناکرو

۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ گھٹیا انسان

میں بیہودہ گھٹیا ہوں اور تم پارسا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تیش میں اسکی جانب بڑھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حالت ایسی تھی کہ ابھی سب کچھ تباہ کردیگا

ہاں ہو تم گھٹیا بیہودہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اخلاق سے گرے ہوئے ۔۔۔۔۔ تمیز کی پہنچ سے دور

جاہل مرد کہیں کے ۔۔۔جانور ہو تم ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ درد اور صدمے سے چیخی۔۔۔۔۔۔۔

اور تم کیا ہو۔۔۔ ہاں! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تو ہوں ہی ایسا، پر تم تو بڑی پوجارن تھی

میری پھر کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تیش کے عالم میں اسکے دونوں بازوں سے پکڑے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ پر غرایا

مجھے تمہارے منہ ہی نہیں لگنا چھوڑو مجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا اپنے بازو اسکی سخت گرفت

سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت درد ہو رہا تھا اسے

۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گرفت پر نہیں خنجر سے دل پر وار کرتے جملوں سے

اس سے پہلے کہ وہ مزید گرے وہ نہیں سننا چاہتی تھی ------ نہیں دیکھنا چاہتی تھی کہ اسنے اس سے ٹوٹ کر محبت کی اس کو چاہا ---------- اسکے لیے اپنی مریادا روند کر ------- محبت کا اظہار کرتی تھی ---------- بہت درد ہورہا تھا

پر اب چاہے جتنی محبت کرتی ہو -------- اسے پتا تھا اسکی محبت کبھی کم تو نہیں ہوسکتی، یہ جانتی تھی کہ اس محبت پر مصنوعی نفرت کا پردہ ضرور ڈال دے گی -------- اس سے نفرت کرے بے انتہا نفرت کرنے کی کوشش کریگی

اس سے پہلے وہ اسکے سامنے ٹوٹ جائے وہاں سے بھاگنا چاہتی --------- اس جگہ جانا ---------- چاہتی تھی جہاں شہروز نام کا سایہ بھی آس پاس کی ہوائوں پر نا ہو

میرا ٹیسٹ اتنا گرا ہوا بھی نہیں کہ تمہیں منہ لگاؤں ---------- وہ اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرا لاکر تمسخرے سے بولا ---------- پریہا چاہا کر بھی خود کو اسکی گرفت سے ------- آزاد نہیں کرپارہی تھی

منہ تو مینے تمہیں تب بھی نہیں لگایا جب تم اپنے منہ آتے جزباتوں کے ساتھ میرے آگے پیچھے پھرتی تھی -------- اب تو پھر بھی بات کچھ اور ہے ---------- اسکے تلوار کے وار پر پریہا کے اندر چھنک سے کچھ ٹوٹا --------- آنکھیں سرخ ہوتی جلنے لگی ---------- جلن کے درد سے اسنے اپنی آنکھیں میچی

شہروز نے نفرت سے اسے دیکھا ---------- جو اسکی گرفت میں آنکھیں میچی کھڑی تھی ---------- اسکے چہرے سے وہ کوئی تاثرات کھوجنے میں ناکام رہا -------- شاید یہ بھول گیا تھا کہ اسکی گرفت میں کھڑی لڑکی کوئی اور نہیں شہریار کی بیٹی ہے ---------- جسے چاہا کر بھی وہ کھوج نہیں پائے گا ---------- جب تک وہ ---------- خود نا چاہے

بی ریڈی مس پریہا شہریار !------ جلد ہی تمہاری سانسوں کی ڈوریاں میرے ہاتھ میں آنے ولی ہیں ---------- اور یہ میرے ناکردا گناہ کی سزا ہوگی --------- اسکے منہ پر ---------- سرد آواز میں بولتا نخوت سے پیچھے پھینک کر جیسے آیا تھا ویسے چلا بھی گیا

اور پیچھے وہ قالین پر منہ کے بل پڑی ساکت تھی ---------- جیسے اسکے لفظوں نے سب کچھ ختم کردیا ہو ---------- ماردیا ہو پریہا کو ------- فنا کردیا ہو پریہا کی ---------- روح کو

بہت کچھ کہنا چاہتی تھی بہت رونا چاہتی تھی ------چیخ کر چلانا چاہتی تھی ------ پر شاید آنکھیں اسے رونے نہیں دینا چاہتی تھی یا شاید اسکے لفظوں کی آگ سب کچھ جلا کر --------- بھسم کرگئی تھی

پر مما ایسے کیسے ہوسکتا ہے --------- شہریار نے بے یقینی سے عائمہ بیگم کو پوچھا

کیوں نہیں ہوسکتا شہریار ---------- عائمہ بیگم نے کچھ سخت آواز میں کہا

دراب مشال پری بھی سامنے صوفے پر بیٹھے تھے------- مشال نے پری کو بھی نہیں بتایا تھا کہ کہیں انکے رشتے پر اثر نا پڑے یا اپنے بھائی سے الگ نا ہوجائے ---------
پری بھی حیران تھی اچانک عائمہ بیگم کے فیصلے سے ----- البتہ دراب مشال خاموش تھے ---------

بھائی آپ تو جانتے ہیں نا پریہا بچپن سے ---------- شہریار نے خاموش بیٹھے دراب سے کہا ------- جسنے سر اوپر اٹھایا ---------

میں مانتا ہوں کہ پریہا کو تمنے بچپن سے سالار کے نام کردیا تھا ---------- اسے یقین دلایا تھا اپنے خاندان کا حصہ ہونے کا ---------- پر کیا ہوا وہ تب بھی نا بدلا چلا گیا اب بھی ویسا ہی ہے ----------

میں مانتا ہوں پریہا بیٹی کے سالار کے نام ہونے کے باوجود اسے اپنے بیٹے کے لیے مانگ رہا ہوں -------- ویسے بھی اس رشتے کا اور کسی کو تو نہیں پتا نا -------

اب تم چاہے ہاں کرو یا نا مجھے تم سے ایک ہی امید رہے گی وہ بھی ہاں کی

آپ لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے ------- اگر کل کو وہ میرے پاس آگیا تو میں کیا جواب دونگا ---------- وہ سخت پریشان ہوگیا تھا --------- اسنے بچپن سے ملک ولا میں جب پہلی بار وہ نیلی آنکھوں والا پندرہ سال کا غصیلا بچا آیا تھا ------ تو سب خاندان والوں نے اسے یہاں سے جانے اور ناجائز کے لفظوں سے مارنے کی کوشش کی ---------- بہت برا بھلا کہا اسے یہاں تک کہ اسے بھگانے کے لیے ملک ولا آگئے ----.------ غیرت کے نام پر

اس وقت شہریار لڑا پورے خاندان سے -------- اور یہ بھی پورے ہوش و حواس میں کہا کہ وہ یہی رہے گا اور اس خاندان کا حصا بنے گا -------- اس لیے اسنے اپنی بیٹی پریہا کو اسکے نام کیا ---------- اور اس یتیم بے سہارا کو اپنے آغوش میں لینے کا فیصلہ کیا --------- کافی دن وہ شہریار کے گھر رہا ---------- انکی فیملی کے ساتھ رہا پر چپ چپ خاموش کمرے میں بند --------- آخرکار وہ مسلسل لوگوں کی لفظوں کو اپنے

کانوں میں محسوس کرتا چیختا چلاتا نسرین بیگم والوں سے لڑ کر انہیں واپس لیکر چلا گیا ہمیشہ کے لیے ----------

بھائی اس بات کو کافی ٹائم ہوگیا ہے اور شاید وہ کسی اور کو پسند بھی کرتا ہو ----وہاں ---------- مشال بولی ---------- جس پر وہ چپ ہوا

تم میرا فیصلہ مان رہے ہو یا میری آخری خوائش کو ٹھکرا رہے ہو شہریار
---------- اسے خاموش دیکھ کر عائمہ بیگم نے دوٹوک لفظوں میں کہا

---------- پر مما ---------- اسنے خاموش بیٹھی پری کی طرف دیکھا

----------مجھے صرف جواب چاہیے ---------- عائمہ بیگم نے سخت لہجا اپنایا

اچھا میں پریہا سے بات کروں ---------- آخرکار وہ ہار کر بولا ----------
اسے اپنی زبان سے پھرجانے کا افسوس تھا پر دکھ نہیں کیوں کہ وہ جانتا تھا جہاں اسکا اولاد خوش ہوگا وہیں فیصلہ لیا جائے گا ----------

بسس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عائمہ بیگم نے غصے سے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کا کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور دراب کی طرف رخ کیا

دراب بیٹا مصطفیٰ بیٹے کی شادی کے دوسرے دن پریہا بیٹی کا نکاح ہے وہ بھی شہروز سے، تم پوری تیاری کر دینا ہم آگے کچھ نہیں سننا چاہتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر کسے اعتراض ہے یا اسے منظور نہیں میرا فیصلا تو میرا مرا منہ دیکھے گا میرے فیصلے کے خلاف جانے کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب بتا سکتا ہے کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ کسے نامنظور ہے میرا فیصلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے تو جیسے سب کو تڑپا دیا اپنے لفظوں سے

مما یہ کیا کہہ رہی ہیں ۔۔۔۔ اللہ آپکو سلامت رکھے ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دراب شہریار تڑپ کر بولے

تو کیا کروں ۔۔۔۔۔ کیا میرا اتنا حق نہیں تمہارے بچوں پر ۔۔۔۔۔۔۔ صرف نام کے رشتے تک محدود ہوں میں ۔۔۔۔۔ کون سا غلط فیصلہ لیا ہے ۔۔۔۔۔ گھر کا بچا ہے دیکھا بھلا ہے

------ اگر یہ رشتا ہوجائے دونوں بھائیوں میں تو کیا غلط ہے -------- میں اتنا بھی نہیں سوچ سکتی بڑی ہونے کے درجے سے ---------- وہ خفگی سے شہریار کے ہاتھ جھٹک کر بولی ---------

نہیں مما آپکو پورا حق ہے ------- میں تو بس پریہا کی بھی رضا چاہتا تھا بھلا مجھے کیا پرابلم ہو سکتی ہے شہروز سے ------- ماشااللہ فرمانبدار بچا ہے ------- جیسا آپ کو ٹھیک لیگے ہمیں منظور ہے -------- پر ایسے ناراض تو نا ہوں ------ شہریار اور پری نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بولیں --------- جس پر عائمہ بیگم نے دونوں کا سر اپنے سینے سے لگایا ---------

انشااللہ میرا فیصلہ بہت اچھا رہے گا پریہا بیٹی کے لیے -------- کوئی شکایت نہیں ہوگی اسے --------

آخرکار عائمہ بیگم کی ضد کو دیکھ کر سب راضی ہو گئے ----- اور مصطفیٰ حیا کی شادی کے دوسرے دن دونوں کا نکاح رکھاگیا --------- رخصتی انکے ولیمے میں ---------- یہ بھی عائمہ بیگم کا فیصلا تھا -------- شہریار چپ خاموش ہوگیا جلد تو -------- لگا اسے مگر پھر عائمہ بیگم کو دیکھتے چپ ہوگیا

پریہا اور معصومہ فنکشن سے آکر سو گئی تھیں اور شہروز اپنے روم میں بند تھا -------- اسے پتا تھا عائمہ بیگم کے کمرے میں اسکی قسمت کا فیصلہ ہورہا تھا -------اور یہ فیصلہ اسکے حق میں بھی نہیں تھا یہ بھی جانتا تھا پر جان بوجھ کر اب چپ تھا چاہتا تو صفائی دے سکتا تھا پر اب وہ خود پریہا نام کی چڑیا کو اپنی مٹھی میں پھڑپھڑاتے دیکھنا چاہتا تھا ----------

نیند تو آنی نہیں تھی اس لیے ریلیکس سا کیس ریڈ کر رہا تھا جس کے لیے وہ کراچی آیا تھا ---------- وہ یہاں جس کام سے آیا تھا وہ مکمل ہوگیا تھا ---- اسکی پوسٹنگ حیدرآباد میں تھی -------

یہاں وہ لکی نام کے لڑکے کی جانچ پرتال کر رہا تھا جسکی جانکاری مکمل ہوگئی تھی اور اسکے نام کی فائل جو ابھی وہ ریڈ کر رہا تھا ---------

یہ تو طے کرلیا تھا کہ رخصتی کے بعد وہ اس چڑیا کو اپنے ساتھ لے جائے گا
---------- ---------- پھر فیصلہ کریگا کیا کرنا ہے آگے

دن ہوا تو مصطفیٰ اور حیا کا نکاح پڑھوایا گیا ------ اور گواہوں اور اپنوں کی موجودگی میں حیا سفیان سے حیا مصطفیٰ بنی -------- وہ کافی روئی کہ حور سے چپ کروانا مشکل ہوگیا

------- پھر بہت منت سماجت کے بعد وہ مہندی کے لیے تیار ہوئی اور مہندی لگائی پریہا سے عائمہ بیگم نے خود بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور شہریار کو بھی بتا دیا تھا

شہریار نے بھی ایک درخواست کی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی ٹھیک سے کرنا چاہتا ہے
------- نکاح آپ جیسے چاہیں کریں پر شادی وہ اپنی پوری خوشی سے بڑی کرنا چاہتا ہے

اسنے یہ فیصلہ دراب سے کیا تھا اور نے کوئی اعتراض نا کیا ۔۔۔۔۔۔۔ خود بھی یہی چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

آج بارات کا دن تھا ۔۔۔۔۔۔۔ بارات کے لیے میرج ہال بک کروایا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ سب وہاں پہنچ گئے تھے بارات بھی آگئی تھی سب نے بہت شاندار طریقے سے ویلکم کیا اور اب مصطفیٰ اسٹیج پر اپنی دلہن کے انتظار میں تھا ۔۔۔۔۔۔

حیا کے ساتھ پریہا پارلر گئی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ سمپل ساگھر میں ہی تیار ہوئی تھی شہریار نے اسے باہر جانے سے منا کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی اسے میک اپ کرنا خاص پسند نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔

گولڈن لہنگے میں اور گولڈن نفیس جیولری میں وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہری بالوں کی لمبی سی چوٹی بنائے سر پر پنو سے دوپٹا اچھی طرح سیٹ کرلیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور حیا کے کھیچائے تصور کے تحت وہ پری کے ساتھ ساتھ تھی

۔۔۔۔۔۔۔

سارے گیسٹ آچکے تھے جنہیں شہریار اور سفیان ویلکم کر رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز ۔۔۔۔۔۔۔ بھی انکے ساتھ تھا ۔۔۔۔۔ اسنے بلیک تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا

کچھ ہی دیر میں دلہن آنے کا شور مچا تو سب اس کی طرف ہولئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں ریڈ اور گرین برائیڈل ڈریس میں حیا سجی سنوری پریہا اور اپنی فرینڈز کے ساتھ کھڑی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

پریہا نے نیوی بلو کلر کا لہنگا پہنا ہوا تھا اور ساتھ لائیٹ میک اپ میں وہ۔ بہت پیاری لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ گھونگریالے کالے بال پیٹھ پر پھیلے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔ نفیس جیولری میں وہ پینٹ شرٹ والی پریہا تو لگ نہیں رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

شہروز کی جب پہلی نظر اس پر گئی ۔۔۔۔۔۔۔ پہلے تو پہچان نا پایا پر جب پہچانا نفرت سے رخ پھیر لیا ۔۔۔۔۔۔۔

سب کے ساتھ حیا کو اسٹیج پر لایا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں مصطفیٰ نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بیٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کی تو اس سے نظر نہیں ہٹ رہی تھی ۔۔۔۔۔ اپنی پرنسس کا دلہن روپ دیکھتے وہ تو جیسے دونوں شانے چت ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی جھکی نظریں ناک میں پہنی بالی اور ہونٹوں پر ڈیپ بلڈ کلر لپسٹک ۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کے جزباتوں کو بھڑکا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو مائے پریٹی وائیف ------ اسنے دھیرے سے کہا -------
------- حیا نے مسکراہٹ چھپائی اور دل میں سوچا

دیکھلیں ولن کہیں بعد میں رونا نا پڑے -------- وہ کچھ کہتی پر لوگوں کا خیال کرکے
--------- چپ ہوگئی

---------- آہستہ آہستہ سب اسٹیج پر آکر دونوں کو مبارکباد پیش کر رہے تھے

بہت پیاری جوڑی لگ رہی ہے ماموں آپکی اداکارہ سے ----ایکدم زبردست -------
معصومہ پریہا کے ساتھ اسٹیج پر آئی اور مصطفیٰ حیا کو دیکھ کر مصطفیٰ سے آہستہ سے
سرگوشی میں بولی ---------- مصطفیٰ نے مسکرا کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا اور
-------- بے ساختہ قہقہہ لگایا

ظاہر ہے میری گڑیا کو پسند تھی تبھی تو مینے پسند کی --------- اسنے محبت سے کہا

آہ۔ ۔۔۔ کتنا جھوٹ آپکو حیا آپی پہلے سے پسند تھی ۔۔۔۔۔۔ اسنے پہلے آنکھیں پھاڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر معصومیت اسکا پول کھولا

افففف۔۔۔۔۔ گڑیا کیا کر رہی ہو، مروائو گی اپنی اداکارہ سے ۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے گھبرا کر اسے اپنے ساتھ بیٹھایا اور آہستہ سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔ جس پر معصومہ نے قہقہہ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ ماموں آپ تو بہت ڈرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔وہ ہنستی کہنے لگی

نیچے سب سے ملتے سالار کی تیز نظریں بھٹک بھٹک کر اس پر جا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ جو ۔۔۔۔۔۔ کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی

شہریار دراب سفیان سب سے ملکر اسکا رخ اسٹیج کی طرف تھا ۔۔۔۔۔ جہاں اسکی لٹل گرل ۔۔۔۔۔۔۔ مسکرا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ آنکھوں میں دھیر ساری محبت لیے اوپر آیا

وہ یہاں نا آتا پر مصطفیٰ سے اسکی اچھی خاصی دوستی تھی ------ دونوں ایک میٹنگ میں ملے تھے ------ اور تب سے دونوں کے بیچ اچھی دوستی چل رہی تھی۔ ------ شہریار سے بھی وہ کبھی باتیں کر لیتا تھا ------ مطلب ملک خاندان سے اسکی بات چیت تھی ---------

کونگریچولیشن برو ------ سالار خوشدلی سے کہتا مصطفیٰ کے گلے لگتا بولا پر نظریں اسکی پیچھے ------ پھٹی آنکھوں سے دیکھتی معصومہ پر تھیں -------- جسے دیکھتے وہ مسکرانے لگا

معصومہ کو تو یہ اچھی طرح یاد تھا -------- کیسے وہ اسے بھول سکتی تھی ------- اسے اپنی طرف دیکھ کر مسکرانے پر اسکا گلا خشک ہو گیا ------- سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی آہستہ سے اسٹیج سے جانے لگی -------- اسکا کمزور سا دل دھک دھک کر رہا تھا ------ اسکی نظروں کی تپش پر اسکے ہاتھ پسینے ہونے لگے ------- جنہیں وہ دوپٹے --------- سے صاف کرتی وہاں سے اپنی ماں کی طرف آئی

سالار اسکے وہاں سے جانے پر بدمزہ ہوگیا اور جلدی سے دونوں سے ملکر اسٹیج سے اترا ---------- سامنے ہی دیکھتے اسکے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ سے ابھری

معصومہ پری کے اوٹ میں بیٹھی چھپ کر اسٹیج کی جانب دیکھ رہی تھی پر جب سالار کی نظریں اپنی طرف دیکھی تو گھبرا پیچھے ہوئی ---------

یی۔ --یہ تو وہی ہے --------- پروفیسر بھی بھوت بھی ------ پپی کو چرانے والا چور بھی اور کزن بھی ---------- وہ خود سے ہی سرگوشی کرنے لگی ----- پر جب اتنے روپ سامنے آئے تو بوکھلا گئی ---------

یی۔ --یہ تو سچ میں ڈائنوسور ہے ------ پورا پھیلا ہوا ------ چہرے سے پسینے صاف کرکے وہ بڑبڑائی ----------

السلام علیکم --------- بھاری آواز میں سلام کیا گیا --------- معصومہ نے جھٹ سے آنکھیں میچیں ---------

نسرین بیگم اور پریہ نے دیکھا تو سالار تھا ---------- وعلیکم السلام میرا سالار ---------- نسرین بیگم روتی اسکے گلے لگی -------- پری نے بھی مسکرا کر جواب دیا ---------- معصومہ کی آنکھیں بند ہی تھی ڈائنوسور کے قریب آواز پر ------- ٹیبل پر رکھے اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھتا سالار مسکرانے لگا ---------- پر اس میں اسکی ---------- ناپسندیگی چھپی ہوئی تھی جو صرف نسرین بیگم سمجھ سکتی تھی

اپنے ڈیڈ سے ملے سالار بہت یاد کرتا ہے تمہیں ---------- اسکی نظریں معصومہ پر ---------- دیکھ کر نسرین بیگم پری کا خیال کرتی گھبرائی بولی

---------- یس پہلے ان سے ہی ملا ہوں ---------- اسے واپس چیئر پر بیٹھا کر بولا

کیسی ہو معصومہ ---------- پریہ کو نظرانداز کرکے معصومہ سے مخاطب ہوا

پری اسے جانے کے بعد پہلی بار دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے پرسنلٹی کا اندازہ گھورتے گیسٹ سے ہورہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر طرف اسکا ذکر ہورہا تھا اور وہ لاپرہ ساتھا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے ان سب کا عادی ہو

پریہ کو سخت ناپسند آیا اسکا یوں اپنی بیٹی کو مخاطب کرنا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ بھی اسکے یوں مخاطب کرنے پر حیران پریشان اپنی ماں کے ہاتھ کو سختی سے پکڑ کر اپنی لرزش پر قابو پا ۔۔۔۔۔۔۔۔ رہی تھی

چلو میرا بچا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے یوں معصومہ کو دیکھنے پر پری ایک نظر اس پر ڈالکر معصومہ کا وہاں سے لیکر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے وہ اسکی پشت لو دیکھتا مسکرا دیا پراسرار سا

۔۔۔۔۔۔۔

یہ سالار تو بڑا عجیب تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کو پریہا کے ساتھ چھوڑتی پری حور سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حور نے سامنے مصطفیٰ سے بات کرتے سالار کو دیکھتے پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس سیدھا معصومہ سے مخاطب ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے منہ بنا کر بگڑے تیور سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ۔۔۔۔۔۔۔ حور کو بھی حیرت ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پری نے غصے سے اسکی پشت کو دیکھا اور پھر رخصتی کا شور مچا ۔۔۔۔۔۔۔۔

**********❤

رخصتی کے بعد حیا کو پری اور نوشین مصطفیٰ کے روم میں اسکی سجی سجائی سیج پر بیٹھا کر گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بیچاری تو چپ تھی انکے سامنے دل میں تو سب کو کوس رہی تھی اتنی دیر بیٹھانے پر

ہائے مدر ماں میری کمر ------- کمر پر ہاتھ رکھ کر وہ پھولوں سے سجے بیڈ سے اٹھی اور دہائیاں دینے لگی ----- افففف ایسے بھی کوئی کرتا ہے کیا ظالم سماج ----- بھاری لہنگے کو سنبھالتی دروازے کی طرف چلی اور آہستہ سے اسے لاک کرتی واپس مڑی ------ پہلے تو اس آفت ڈریس کو چینج کروں ------ منہ بنائے کہتی مصطفیٰ کے ارمانوں پر دھیر سارا ------ پانی انڈیلنے لگی

وارڈروب سے ایک نائیٹ ڈریس نکالا اور بیڈ پر رکھا ----- پھر چلتی ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی ---- آہستہ آہستہ گنگناتی سارے زیور اتارنے لگی ----- وہ ابھی رخصت ہوئی دلہن ------ تو نہیں کسی کی خوائشوں کا گلا گھونٹنے والی چڑیل زیادہ لگ رہی تھی

اس مدر ماں نے تو قربانی کی گائے سے بھی زیادی سجا دیا ----- وہ اپنی نتھ اتارتی چڑکر ---- بولی ---- پھر مصطفیٰ کا سوچ کر ہنس دی ----- بیچارا میرا ہیرو

ہونہہ --- ولن نا ہو تو ----- پہلے اس پر رحم کرتی بولی پر جب اپنا بیوقوف بنانا یاد آیا تو ----- غصے سے منہ موڑ گئی

گن گن کے بدلے لوں گی ولن ----- دانت پیس کر کہتی باتھ روم میں بند ہوگئی ------

کچھ دیر بعد دلہن سے اداکارہ واپس اپنے روپ میں آتی ------ اور سجے روم کو دیکھنے لگی ----- ----- جہاں پھولوں سے سارے کمرے کو سجا دیا تھا

ہائے مجھے تو شرم آگئی ----- شرمائے لہجے میں کہتی اپنے حنائی ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی ------ ----- یہ زندگی بھی نا عجیب عجیب موڑ لاتی ہے

نچلے لب کو دانتوں میں دبائے ہنسی دبانے لگی ----- یہ تھا میرا موڑ جو حیا سفیان سے حیا مصطفیٰ بن گئی ----- اب آئے گا آپ کا موڑ جہاں ہیرو سے زیرو بنے گے ----

ہاہاہا۔۔۔۔ اپنے سوچے منصوبے پر عمل کرتی وہ گلا پھاڑ ہنسنے لگی ۔۔۔۔۔ چھوڑو مسز مصطفیٰ بعد میں ہنسیں گ ء پہلے کام تو کرلیں ۔۔۔ نہیں تو ولن کی انٹری پر منہ کے بل ۔۔۔۔ گروں گی ۔۔۔۔ وی بوکھلائی خود سے کہتی جلد جلد ہاتھ چلانے لگی

پہلے پھولوں سے شروع ہوئی اسکے بعد صوفے سے پھر کشنز اور فارغ ہوتی بیڈ پر آئی خود پر ۔۔۔۔۔ کمبل درست کرتی ۔۔۔۔۔۔ زور سے ہنسی

ہوگیا ۔۔۔۔ہوگیا شاباش حیا ویلڈن ۔۔۔۔ لمبے لمبے سانس لیتی لیٹی ۔۔۔۔ ہائے مینے تو ناول کی ہیروئن کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ۔۔۔۔۔ ہاتھ کی مدد سے خود کے گال پر پپی دیتی داد دینے لگی ۔۔۔۔۔ اور تکیے میں منہ دے کر آنکھیں بند کر گئی کیونکہ ولن کے قدموں کی آہٹ ۔۔۔۔۔ قریب آرہی تھی

قدموں کی چاپ جیسے جیسے قریب آتی گئی وہ اور تیز درود پاک پڑھنے لگی ۔۔۔۔ کیونکہ جو ۔۔۔۔۔ کارنامہ سرانجام دیا تھا اس سے یہی عمل ہونا تھا

اتنے ناول چھپ کر پڑھ لیے تھے کہ یہ سب کرنا تو معمولی لگ رہا تھا پر نئے نئے بنے مجازی خدا کا ڈر اور پرانے ولن کی خوائش مار کر جو سو رہی تھی اس سے یہ سب ہونا تھا

مصطفیٰ نے اسے اچھی طرح کہہ دیا تھا کہ جب تک میں نا آؤں چینج نہیں کرنا

ہونہہ ---- کیا کر لے گا وہ ہیرو ہے تو میں بھی اب اسکی ہیروئن ذرا سی اونچی آواز میں بات کی تو دھرنے ڈال دوں گی یہاں ------ سیلاب آنکھوں سے لاؤں گی ------ وہ بڑبڑاتی دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھتی آنکھیں میچ گئی ---- کچھ بھی تھا ----پر تھی ---------- تو وہی دلہن ہی نا

.....

مصطفیٰ سرشار سا سالار کو رخصت کرتا ۔۔۔۔۔ انتظار میں بیٹھی اپنی کیوٹ سی پرنسس پلس دلہن کا مزید امتحان لینے کا ارادہ ترک کرکے اپنے دھڑکتے دل کی سنتا روم کی طرف قدم ۔۔۔۔۔۔۔۔(اٹھانے لگا ۔۔۔۔۔۔ (بیچارہ خوش فہم

آج خوشی سے اسکی گرے آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی ۔۔۔۔اپنی پرنسس کو واپس پاکر ۔۔۔۔۔۔۔دل اچھل اچھل کر اڑنا چاہتا تھا جسے ڈپٹ کر ایک جگہ بیٹھایا ہوا تھا پر وہاں بھی ۔۔۔۔۔ اچھل کود کرنے سے باز نہیں آرہا تھا

بار بار آنکھوں کے سامنے اپنی شریک حیات کا سجا سونا روپ روپ جگمگا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر وہ مبہوت سا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ جلد ہی اس تک پہنچنا چاہتا تھا اور اس پر اپنے عشق کی داستان بیان کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔ اور جی بھر کر اسے دیکھنا چاہتا تھا ۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ اپنے دل میں بسانے کی حد تک

مسکراہٹ آنے پر لب کاٹے وہ دروازہ کھولنے لگا ----- دل میں منظر تھا ---وہ سرخ گھونگھٹ کیے سرجھکائے تہہ دل سے اسکے انتظار میں ہوگی ------- شرم حیا کے نئے رنگوں سے اپنے پیاری سے چہرے کو اور خوبصورت بنائے سرخ گلابوں کے بیچ بیٹھی اسکے -------- منتظر تباہی مچادے گی دل میں

پر اسکی اداکارہ کیسے اپنے ہیرو کے دل میں تباہی مچاتی وہ تو سیدھا ایٹم بم دھماکے کرنے والی تھی دروازہ کھولتے ہی -------- جیسے اس وقت وہ دروازہ کھولے بیچو بیچ کھڑا صدمے ----- میں تھا

کیا یہ میرا روم ہے؟--- خود سے سوال کیا گیا ----- کہیں میں کسی اور کے روم میں تو نہیں آگیا ----- لب پھڑپھڑائے ------ سامنے بیڈ پر کشنز سے بنے بارڈر کو دیکھ کر ------ وہ صدمے میں تھا گہرے صدمے میں ------ یہ وہ پہلا دلہا تھا جو دروازہ کھولتے ------- ہی اپنی دلہن کو دیکھتے صدمے میں آگیا تھا

چھنک۔۔۔۔۔۔ چھنک ۔۔۔۔کرتے سارے خواب ٹوٹ کر اسکے سر پر گرتے گئے ۔۔۔۔
دل جو اچھل کود کر رہا تھا منہ کے بل گرا اور آنکھیں پھاڑے بیڈ پر سوئی اس دلہن کو دیکھنے لگا جو کچھ دیر پہلے پھولوں سے نہائے ہوئے کمرے کو جھاڑو لگائے بیڈ پر سارے کشنز سے دیوار بنائے خود کمبل میں دبکی سوئی ہوئی تھی شاید مزے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔
مصطفیٰ کا دل بیچارہ کبھی بت بنے کھڑے اسے دیکھتا کبھی عام سے حلیے میں سوئی ہوئی پہلی رات کی دلہن کو ۔۔۔۔۔۔ دونوں کو اپنے حال پر چھوڑتا خود شرافت سے اپنی جگہ بیٹھ ۔۔۔۔ ایسے پتا تھا اب مصطفیٰ بیچارے کی ❤۔۔۔۔۔کر روزمرہ کا کام سرانجام دینے لگا یہی زندگی ہے ۔۔۔۔۔۔ ولن سے بیچارہ بن گیا۔۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے اندر آیا مزید کھڑا رہتا تو خود کی ہی بے عزتی ہوتی ۔۔۔۔ اسلیے اندر آکر دروازہ بند کیا اور پلٹا۔۔۔۔۔

لاک کی آواز پر حیا نے گلا تر کیا ۔۔۔۔۔ اور ایسی بن گئی جیسے گہری نیند میں ہو ۔۔۔۔۔۔
ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چلتا ہوا اسکی سائیڈ بیڈ کے قریب کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔ جہاں وہ گہری نیند میں ہونے کی بھرپور کوشش کرتی ۔۔۔۔۔۔ سو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے اسکے چہرے کو دیکھا جو ہر سینگار سے پاک تھا ۔۔۔۔۔ نم بھیگا صاف شفاف چہرا ۔۔۔۔۔ اسکے میک اپ اتارنے کی گواہی دے رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے پرنسس ۔۔۔۔۔۔ اسکے قریب بیٹھ کر ماتھے سے پسینا صاف کیا ۔۔۔۔ حیا اسکی انگلیوں کے لمس پر آنکھیں سختی سے میچ گئی ۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے مسکراہٹ روکی ۔۔۔۔۔۔

اداکاری نہیں دیکھاؤ گی جانم ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے چہرے سے کمبل سرکا کر گھمبیر آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔ اسکے جانم کہنے پر آنکھیں پھٹی ۔۔۔۔۔۔ پر بند ہی تھی ۔۔۔۔۔ کیونکہ اتنی بیوقوف ابھی نہیں بنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

چہرے پر پھیلتی سرخی کو مصطفیٰ دیکھتا قہقہہ دبانے لگا ------- اسے پتا تھا یہ رنگ جانم ------- لفظ پر ہی آیا ہے

میری سوچ سے بھی تیز نکلی ------ وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی میں بولا ------- خیر جتنا آزمانہ ہے آزما لو ------ ہم خاموش ہیں جانم ------ پر جب ہمارا صبر لبریز ہوا ------- نا تو تمہیں یہ اداکاری بھی بچا نہیں سکے گی

تمہیں پتا ہے نا کتنا تم سے پیار کرتا ہوں ------ تو مزید میرا امتحان نا لینا ------ محبت سے مجھے ہیرو کو اور اس خوبصورت رشتے کو قبول کرلینا جانم ---------- وہ آہستہ سے بولتا اسکی لرزش کرتی پلکوں کو دیکھتا ----- شبنم کے قطروں سے نم پشانی پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑ کر اٹھا ---------

-------- اور وارڈروب سے ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہوگیا

------ اسکے جاتے ہیں وہ رکی سانسوں سے اٹھی

اللہ اللہ یہ کیا تھا ------- وہ سرخ چہرے سے اٹھی اور اپنی دہکتی پشانی پر ہاتھ رکھتی باتھ روم کے بند دروازے کو گھورنے لگی ------ ایسے جیسے اندر موجود وجود کو کچا چبا دے گی ------

یہ ہیرو نہیں بے شرم ولن ہیں ------- اسکی قربت پر اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی دانت پیسنے لگی -------- اور تکیے کے نیچے سے چلی سپرے نکال کر اسکے ------- پورے بیڈ پر سپرے کرنے لگی ------ جو پہلے ہی سمندر بنا ہوا تھا

------- باتھ روم کے دروازے پر آواز کا سنتی جلد سے پہلے والی پوزیشن میں آئی

وہ تولیے سے بال رگڑتا ڈریسنگ آئینے کے سامنے آیا ------ لبوں پر اپنی اداکارہ کی حرکت پر مسکراہٹ مچل رہی تھی ------ وہ چلتا بیڈ کی دوسری طرف آیا اور مسکرا کر بیٹھا جیسے -------- ہی لیٹا

لگلے ہی لمحے وہ سی سی کرتا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ افففف ۔۔۔۔۔۔ یا اللہ لڑکی یہ کیا کیا ہے ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اسے اچھلتے مچلتے بیڈ کے نیچے دیکھ

۔۔۔۔۔۔ حیا قہقہہ لگا اٹھی ۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ہی ہی ہی ہی ہی

ایکدم اپنے جلتی تپتی پشت کو چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔جو زور شور سے پیٹ پر ہاتھ ۔۔۔۔۔۔ رکھے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہورہی تھی

یہ کیا کیا ہے پاگل لڑکی اب میں کہاں مروں گا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بولا ۔۔۔۔۔ اور اپنی نئی نویلی دلہن کے کارمانے کی طرف اشارہ کیا ۔۔۔۔۔ جہاں بیچ میں کشنز کی دیوار کے ساتھ اسکی سائیڈ پر پانی ڈال کر پورا گیلا نم کیا ہوا تھا اور شاید مرچیں الگ ۔۔۔۔۔۔ جس ۔۔۔۔۔۔ سے پشت جل کر تپ رہی تھی

ہیں ۔۔۔۔۔ مینے کیا کیا ولن ۔۔۔۔۔۔۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائے بھولے پن ۔۔۔۔۔۔ سے بولی

ابھی بتاتا ہوں رکو کیا کیا ہے تمنے ------- کڑے تیور سے کہتا جلد سے واش روم کی ------- طرف بھاگا

ہاہاہاہا----- جائو جائو ----- مینے کیا کیا ہے ------ ہر کوئی مجھ سے ہی کہتا ہے ------ کوئی نہیں سمجھتا یہ بچی کتنی معصوم ہے ------- وہ ناک چڑھا کر شکایتی بولی اور کمبل اوڑھ کر اندر گھس گئی ------- اب آئے تو قریب نانی یاد نہیں ڈلائی تو میں بھی حیا مصطفیٰ نہیں ----- ہونہہ ----- چلی سپرے کو مضبوطی سے تھامے وہ بھی ---------- شکاری پر حملے کیلئے پوری طرح تیار تھی

ہٹو پیچھے ---------- وہ باتھروم میں اچھی طرح نہاتا اپنی پشت کورگڑ رگڑ کر ملتا اس پر سے مرچوں کی جلن ختم ہونے پر دوسرا ڈریس پہنے باہر نکلا تو نظر سیدھا صوفے پر گئی جہاں ایک چادر اور تکیہ رکھا ہوا تھا -------- جس سے میڈم کی ساری کارستانی سمجھ میں ------- آئی ------- مطلب اسنے صوفے پہ سولانے کیلئے اتنا جلایا تھا

پہلی رات کی دلہن کی طرف سے ملے محبت کے بدلے جلن کے گفٹ پر جلتا کڑتا اس ---------- کی سائیڈ آیا

کمبل میں گھسی حملے کے انتظار کے بدلے اسکے ہٹو پیچھے پر آنکھیں پھٹی نہیں باہر کو آگئی

کک۔۔۔کیا مطلب ۔۔۔۔۔ وہ ذرا سی آنکھیں نکال کر ہلکلائی ۔۔۔۔۔ جو خونخوار تیور لیے

۔۔۔۔۔ اسکے سر پر کھڑا تھا

مطلب پیچھے ہٹو مجھے بھی سونا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کیا ساری رات یونہی بیٹھا رہونگا ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسنے لفظ چبا چبا کر ادا کیے

حیا سر سے پاؤں تک لرز اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ میری بلا سے جاؤں کھڑے رہو ۔۔۔۔ آپ کی

تو سائیڈ گیلی ہے یہ تو میری سائیڈ ہے جاؤ صوفے پر مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو

۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہتی واپس کمبل میں گھس گئی

افففف ۔۔۔۔۔ یہ کیا کردیا ۔۔۔۔۔۔۔ حیا ۔۔۔۔۔ مینے تو سوچا تھا پاس سے دور ٹھیک

۔۔۔۔ پر مجھے کیا پتا تھا یہ گلے پر جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ رونی صورت سے خود کو ہی

۔۔۔۔۔۔ کوسنے لگی

تمہیں کیا لگتا ہے میری جان میں اتنا بیوقوف ہوں میں بنتی چٹنی کی خوشبو سمجھ نہیں پاؤں گا کہ کس ٹائپ کی ہے --- کھٹی یا میٹھی ------ وہ کہتا ساتھ بیٹھنے ہی والا تھا جب وہ ---------- ایکدم اپنے ہتھیار کے ساتھ اٹھی

خبردار قریب بھی آئے --------- وہ چلی سپرے سامنے کرتی دور رہنے کا اشارہ کرنے لگی ------- آپ کو کیا لگا چٹنی اتنی آسانی سے بنائو گی کہ ولن شلن آکے دیکھ لیں ---------- ہاہاہہاہاہا ------ می حیا ! حیا مصطفیٰ ڈونٹ کم سمجھنگ ---- انڈرسٹنڈ -------

وہ بیڈ پر گھٹنوں کے بل اسکے سامنے چلی سپرے لیے شیرنی بنی ہوئی تھی --------- اور اسے صوفے کی طرف جانے کا اشارہ دینے لگی ---------- مصطفیٰ حیران پریشان سا -------- اپنی پرنسس کو دیکھنے لگا

یہ کیا ہے پرنسس -------- تم اپنے ہیرو کو ایسے جلائو گی ----------اسنے چلی ----- سپرے کو دیکھا

کچھ تو رحم کرو ----- ذرا میرے قد کو ہی دیکھ لو -------- وہ اپنے چھ فٹ سے نکلتے ---------- قد کی طرف اشارہ دینے لگا ------ جوکہ پیروں کی طرف تھا

ہاں تو کیا ہوا سو جائیں ---------- ناول میں بھی تو ہیرو سوتے ہیں ------ وہ بھی اتنے ہی قد کے ہوتے ہیں ------- وہ منہ بنا کے کہتی اسکے پیرو کی طرف دیکھنے لگی ---------- اور مصطفیٰ یہی چاہتا تھا اسکی نظریں بھٹکیں ---------- اسنے جیسے ہی نیچے بیڈ کے اسکے پاؤں کو دیکھا مصطفیٰ نے سیکنڈ کی بھی تاخیر کئے بغیر اسکے ہاتھ سے ------------ چلی سپرے چھینا

حیا اس اچانک حملے سے چیخ جاتی اگر مصطفیٰ سپرے پھینک کر اسکے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ ---------- نا جماتا

---------- وہ حیران پریشان پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

ہیرو ۔۔۔۔۔۔۔! وہ آنکھوں سے التجا کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں جزباتوں کا سمندر ٹھا ٹھیں مار رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا کی سانسیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ رکنے لگی تھی

مصطفیٰ بس بے خود سا دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حسین آنکھوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آنکھیں پیغام تھا محبت کا تو حیا کی آنکھیں التجا اور حیا سے لبریز

اسنے آہستہ سے اسکے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکی میچیں آنکھوں کو دیکھ کر ہنس دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ریلیکس پرنسس ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہارا ہیرو ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی قربت پر اسے سانسیں بھرتے دیکھ کر پیار سے سرگوشی میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور حیا شرما کر اسکی کمزور گرفت سے خود چھڑوا کر کمبل میں گھس گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حرکت پر مصطفیٰ نے قہقہہ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ سرشار سا

ساتھ ہی فاصلے پر لیٹ گیا ۔۔۔۔۔۔ مسکراہٹ ساتھ ہونٹوں سے کھیل رہی تھی

دونوں اپنے اپنے خیالوں میں کب نیند کی وادیوں میں چلے گئے پتا نہیں لگا

حیا نے سوتے ہوئے خود کو اسکی گرفت میں محسوس کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں وہ اسکے سینے سے لگی سوئی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

فجر کی نماز کے وقت وہ کسمسائی ۔۔۔۔۔۔۔اور آنکھیں مسلنے لگی۔۔ پر خود پر من بھر کا وزن محسوس کرتی ایکدم بوکھلا گئی ۔۔۔۔۔۔

جب دیکھا تو خود کو مصطفیٰ کے حصار میں پاکر ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا چہرا شرم سے سرخ پڑگیا

اسکی بند آنکھوں کو دیکھ کر آہستہ سے اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی بغیر اسے جگائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی کوشش میں کامیاب ہو کر چھلانگ لگائے بیڈ سے اتری ۔۔۔۔۔۔۔

اور اسے دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ افففف ۔۔۔۔ حیا بہت مشکل ہے زندگی ۔۔۔۔۔۔ مصنوعی سی ہچکی لیے وہ فریش ہونے چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ ہی دیر میں باہر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔

نماز پڑھ کر دعا مانگی ۔۔۔۔۔۔۔ کیا مانگتی ۔۔۔اس پاک ذات نے تو بن کہے سب کچھ دے دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ صرف خوشی کے آنسوں بہا کر شکر ادا کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جسنے اتنا اچھا ہمسفر دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

وہاں سے فارغ ہو کر اٹھی تو بیڈ پر دیکھا جہاں وہ پھیلا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ وہاں تو ہرگز جا نہیں سکتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے خود ہی صوفے پر آکر لیٹ گئی کون ولن کے شکنجے میں پھنسے ۔۔۔۔۔۔۔ رات کو بھی پتا نہیں کیسے نیند آگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا کے رنگوں سے

گلنار چہرے پر پیاری سے مسکان سجائے چادر میں چھپ گئی ---------- کب سوچا تھا ---------- ولن ایسا نکلے گا

.....

دروازے پر ہوتی مسلسل دستک پر اسکی آنکھ کھلی -------- اسنے پہلے اپنے پہلو میں دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا ---------- پھر باتھ روم کی طرف دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تو اسے حقیقت میں پریشانی ہوئی -------- کہیں باہر تو نہیں ------- یہ سوچتے اسنے جیسے نظریں گھمائی بائیں جانب ہی وہ صوفے پر سوئی ہوئی تھی ---------- جو آدھی نیچے اور آدھی صوفے پر تھی ----- مصطفیٰ کے عنابی لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ چھائی ----

وہ دستک پر جلد سے اٹھا------ حیا کو تو ہوش نہیں تھا ---- وہ ایک نظر اس پر ڈالکر دروازہ آدھا کھولا تو نوشین تھی ------- اسنے مسکرا کر سلام کیا ---- جس کا نوشین نے ------ محبت سے جواب دیا

فریش ہوکر آجاؤ سب ڈائینگ ٹیبل پر انتظار کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔ پھر ولیمے کیلئے حیا بیٹی ۔۔۔۔۔۔۔کو پارلر بھی لے جانا ہے

جی مما بس ابھی آئے ۔۔۔۔۔۔ اسکے جواب پر نوشین اسے خوش رہنے کی دعائیں دیتی چلی گئی ۔۔۔۔۔ پیچھے وہ مسکرا کر دروازہ بند کرتا صوفے کی طرف آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں وہ دنیا جہاں سے بیگانی گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے آہستہ سے اسے بیڈ پر ٹھیک سے لیٹایا ۔۔۔۔۔ پھر تھوڑا دور ہوکر پیار بھری گستاخی کرتا لب دبائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنا ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہوگیا

سیلاب ۔۔۔۔ سیلاب آگیا بھاگو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے اوپر گرتی پانی کی بوندوں پر ہڑبڑائی بوکھلائی ایکدم اٹھ کر چلانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ جو اسکے اوپر بالوں سے نکلتی بوندیں گرا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس رد عمل پر قہقہہ لگا اٹھا

ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہو تم لڑکی ! کون کہہ سکتا ہے تم پہلی رات کی دلہن ہو ۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔ نہیں ہے سیلاب ۔۔۔۔۔۔ اسکے شانوں سے پکڑ کر ہوش میں لایا

حیا ہونق بنی اسے دیکھنے لگی یا حالات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ سیلاب
۔۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔؟ بے یقینی کے عالم میں پوچھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔۔ نہیں بیوقوف بالوں کا پانی تھا

حیا کی نظر اسکے بالوں کی طرف گئی جو سچ میں بھیگے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس
سے ہوتی نظریں اسکے بغیر شرٹ کے چوڑے سینے پر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں اسکے چہرے
۔۔۔۔۔۔۔۔ کے تاثرات بدلے وہیں مصطفیٰ نے شرارت سے اسے اپنے سینے سے لگایا

۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت جلد ہوش آگیا ۔۔۔۔۔۔ وہ معنی خیز سا اشارا دینے لگا

ہاں تو ایسے کریں گے تو کس کو ہوش نہیں آئے گا ------ بہت بدتمیز ہیں -----پیچھے ہٹے ------- وہ اسے دھکیلتی گھبرائی اپنا ڈریس نکال کر باتھ روم بند ہوگئی --------
مطلب صرف اپنے جھینپ مٹانا تھا ------- جو اسکے قریب آنے پر گھبراہٹ چھائی تھی

--------مسلسل اپنی حرکتوں سے مصطفیٰ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر رہی تھی

.....

آپ سب میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ----؟ کمرے میں موجود پری مشال اور --------عائمہ بیگم سے اسنے بگڑے تیوروں سے شکوہ کیا

اب سب مجھ سے پوچھ رہی ہیں ---- جب ساری تیاری کرلی تب میں یاد آئی ہوں کہ -----اس سے بھی پوچھ لیں -------- اسکا لہجہ گستاخیہ ہوگیا

پریہا تمیز میں رہ کر بات کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔ پری نے اسے ٹوکا ۔۔۔۔۔۔ اسے بھی مشال نے ساری حقیقت بتائی تھی ۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ بہت ہریشان تھی اور پریہا اپنی بچی پر دکھی ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اسنے سیدھا پریہا سے بات کی جس پر وہ بگڑی ہوئی تھی

پری کے سخت لہجے میں ٹوکنے پر وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی اور خود کو نارمل کرنے لگی جو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کے ساتھ نکاح کا سنتے ہی اسکا پارہ ہائے ہوا تھا

تو مما آپ ہی بتائیں کیا آپ سب نے یہ بھی ضروری نا سمجھا کہ حقیقت ہی جان لیں پھر کوئی فیصلا کریں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کئی بار آنکھوں دیکھا سچ نہیں ہوتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس طرح ۔۔۔۔۔۔۔ سے لوگ بھٹک جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ راہیں بھول جاتے ہیں

کم از کم حقیقت جان لینے کی ہی کوشش کی جائے پھر جو مناسبت لگے وہ کریں

۔۔۔۔۔۔۔

کیا آپ سب نے یہ ضرورت محسوس کی -------- نہیں ------ صرف جو دیکھا اسے سچ مان کر ابھی بھی ویسے ہی لڑکی کو چھوڑ کر بغیر اسکی رائے لیے اپنی مرضی اور لڑکے کو منت سماجت کرکے اس پر لڑکی کو تھوپ دیا ---------- کیوں ہر بار ایسا ہی ہوتا ہے ---------- میں کوئی گستاخی نہیں کر رہی صرف حقیقت واضح کر رہی ہوں

اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا آپ سب سمجھ رہے ہیں کہ شہروز میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو ایسا کچھ نہیں تھا ---------- اسنے تو جیسے سب کے سر پر بم پھوڑا ------- مشال اور عائمہ بیگم نے حیرت سے دیکھا

------ تو میرا بچا جلد بتاؤ حقیقت کیا تھی --------- مشال نم آواز میں بولی

پریہا نے پہلے اپنی اور پھر مشال کو دیکھ کر ساری حقیقت انہیں بتائی -------- سب ---------- جیسے جیسے سن رہے تھے انکا منہ ویسے ویسے کھلتا جارہا تھا

اب آپ سب ہی بتائیں کیسے ایک ایسے انسان سے میں نکاح کروں جسے نا عورت کی عزت کرنی آتی ہو بلکہ الٹا اسکے پاک کردار پر کیچڑ اچھال کر اس پر بہتان لگائے

بلکہ یہ بھی کچھ نہیں اسنے تو حد کردی ------- بغیر حقیقت کو سنے میں چیختی رہی بغیر جانے مارنے کی کوشش کرنے لگا ---------- وہ ساری حقیقت بتاتی آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی ---------- عائمہ بیگم نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگایا

بس میرا بچا روتے نہیں ------- عائمہ بیگم نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی --------
مشال بھی شرمندہ سی بیٹھی تھی ------ اور شکر ادا بھی کر رہی تھی کہ یا اللہ جو تیرا لاکھ لاکھ شکر کہ میرے بچے نے یہ گری حرکت نہیں کی -------- پر ایک افسوس بھی تھا ---------- کہ کیسے اسنے اتنی پیاری بچی کا دل توڑا

دروازے کے اس پار کھڑا شہروز ساری حقیقت جانتے شرمندہ سا سر جھکائے اپنے روم کی جانب چلا گیا ---------- نانو وہ بہت گندا ہے میں بہت نفرت کرتی ہوں اس سے ----------

---------- اسکی شکایت پر شہروز کے لب مسکرائے جنہیں وہ کچل کر دبانے لگا

.....

❤**********

دروازے پر دستک ہوئی تو مشال پریہا کے پاس اٹھ کر دروازہ کھولنے لگی تو سامنے ہی ملازمہ تھی --------

بیگم صاحبہ گاڑی چلی گئی ہے مولوی صاحب کو لینے ---- مشال نے ہی اسے کہا تھا کہ اسے بتائے ---- اس لیے وہ گاڑی کو جاتے دیکھ مشال کو آگاہ کرنے چلی آئی -------

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ ------ وہ اسے بیج کر دروازہ بندکرتی مڑی تو آنکھوں میں آنسوں تھے --------

کیا ہوا آپی -----؟ پری نے اسکی نم آنکھیں دیکھ کر پوچھا -----مشال نے پری کے پوچھنے پر اسکی طرف دیکھا -------- اور بولی تو لفظوں میں التجا اور خوف تھا --------

بھابھی آپ تو جانتی ہیں --- ابھی نکاح سے منا کیا گیا جو کہ مولوی کو بھی لینے گاڑی بیجھ دی گئی ہے --- تو ضرور وجہ پوچھی جائے گی پریہا سے انکار کا ------- اور بھائی تو جلد سمجھ جائیں گے پہلے جلد نکاح کروانے اور پھر پریہا کے انکار کو دیکھ کر --------- پھر تو آپ جانتی ہیں نا انکی تیز طبعیت کو -------

اور اگر مشال کے طور پر نکاح نا ہوا اور یہ بات کہیں سے انہیں پتا لگ گئی تو اماں آپ بھی جانتی کہ وہ حقیقت جاننے کے بعد شہروز کا تو پتا نہیں کیا کرے پر ہم سب سے منہ موڑ جائیں گے ----- وہ روتی بولی ------

کیونکہ انہونے پہلے ہی سب پر واضح کر دیا تھا کہ جہاں اس کی بیٹیوں کی عزت ہوگی ---- اس کے پاس اس کی عزت ہوگی اور اگر جہاں اسکی بیٹیوں کے بابت کسی نے تھوڑی سے بھی غلط بیانی یا انکی خلاف کچھ الٹا سوچا --- پہلے تو وہ اس انسان سے کوئی رشتہ نہیں اگر رشتہ نہیں تو رحم نہیں ------ کوئی بھی رشتہ جو دلوں کا ہو وہ ہر بندھن کو

جوڑتا ہے اور ان کے بیچ محبت اور رحم دلی رکھتا ہے ------ اور اگر یہ رشتا ہی ختم ہوگیا تو سارا خاندان ٹوٹ جائے گا ----- اور وہ اس شخص کا کیا حال کرتا جو ایک غلط فہمی کی بنیاد پر اسکی بیٹی پر ہاتھ اٹھائے ------ تو ہم سب جانتے ہیں کیا ہوگا ---------- وہ کی آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے ----- عائمہ بیگم اور پری کی بھی آنکھیں نم ہوئی اسکی بے بسی پر ----- پریہا حیران پریشان شاک کی حالت میں مشال اپنی بڑی ماں کو دیکھ رہی تھی کہ اسے اسکی حالت نظر نہیں آرہی بلکہ اپنے خاندان کی پڑی ہے

-----کہیں وہ اسے --- مطلب جیسا شہروز کہہ رہا تھا تمہاری سانسوں کی ڈوریاں اپنی مٹھی ------ میں کریگا ---------- وہ سوچتی گئی اور آنکھوں میں چنگاریاں بھڑکنے لگیں

میں آپ دونوں کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں -- اسنے اپنے ہاتھ جوڑے ----- ہم بھائی بہن ----- کے رشتے میں دراریں پڑنے سے بچالیں

اماں آپ تو جانتی ہیں ہمیں کتنا عزیز ہے شیری بھائی بچپن سے ---- میں اس سے دور نہیں رہ سکتی اپنے بھائی سے --------- پلیز بیٹا یہ نکاح کرلو ------آپکی بڑی مما آپکے سامنے ہاتھ جوڑتی ہے --------- وہ بھیگے لہجے میں پریہا کو منت سماجت کرنے لگی

مما یہ کیا کر رہی ہیں ۔۔۔۔ پریہا نے تڑپ کر اسکے ہاتھ کھولے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو بیٹا میری بات مان لو ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لگا کر ماتھے پر بوسہ دیتے بولی ۔۔۔۔۔۔۔ پریہا نے سرخ آنکھیں میچی درد سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسے وہ اس جنگلی کے ساتھ رشتا رکھتی ۔۔۔۔۔۔ جسے عزت لفظ کی معنی معلوم نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اب وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کرسکتی تھی جیسا مشال چاہتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر ابھرتے تاثرات دیکھ کر مشال مزید غمزدہ ہوگئی ۔۔۔۔۔۔ پری بے بسی کا بت بنی اپنے اولاد کو تڑپتے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔اگر اولاد کا ساتھ دیتی تو کافی رشتے بکھر جاتے ۔۔۔۔۔اگر مشال کا ساتھ دیتی تو اولاد جگر کا ٹکڑا بکھر جاتا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کرتی تو کیا ۔۔۔۔ کس کے ساتھ اپنے لفظ جوڑتی ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک طرف اولاد تو دوسری طرف شوھر اسکے رشتے

عائمہ بیگم بھی گہری سوچ میں تھی جیسے کسی بات کے لیے لفظ چن رہی تھی یا حکم کے ۔۔۔۔۔ لیے لمحہ

وہ ایک عمر گذار چکی تھی بوڑھاپے کی دہلیز پارکر کے آئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کے جزباتی پن اور پریہا کے بھی بکھرنے کا ہس منظر جانتی تھی ۔۔۔۔ کیسے نا پڑھ پاتی دونوں کو اسکے ہاتھوں میں پل کر بڑھے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اٹھو دونوں نکاح کے لیے تیار کرو پریہا کو ۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جیسے پریہا کے سماعتوں پر بم پھوڑا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ جھٹکے سے مشال سے الگ ہوکر پاس بیٹھی اپنی دادی کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے لگا اسنے غلط سنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مشال اور پری نے بھی عائمہ بیگم کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

نا۔۔۔۔۔نو ۔۔۔۔۔ اسنے تڑپ کر پکارا ۔۔۔۔۔۔ پری اگر میرا فیصلہ درست لگے تو اٹھو اور لڑکی کو تیار کروائو اگر نہیں تو سمجھ لیں آئندہ میں کسی کے معاملے میں نہیں بولوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے میری اوقات معلوم ہوجائے گی کہ اب میں بوڑھی ہوگئی ہوں کہ اپنے بچوں کی اولاد پر بھی کوئی حق نہیں میرا ۔۔۔۔۔۔۔۔ عائمہ بیگم نے پریہا کی پکار کو نظرانداز کرکے پری سے کہا جو روتی پریہا کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے ایک گہرا سانس خارج کیا اور مبہم سا بولی ----- اماں آپنے بھتر فیصلہ لیا ہے میری بچی کے لیے ------- مجھے یقین ہے وہ شہروز کے ساتھ خوش رہے گی ---------
پری پریہا کو دیکھتی کہنے لگی ------ پر ری کو تو وہ لفظ نہیں ہتھوڑے لگ اپنی سماعتوں ----- پر ------- وہ جیسے کرچیوں میں تقسیم ہوگئی

مشال نے اپنے آنسوں پونچھے اور اپنی ماں کے ہاتھوں پر بوسہ دیا ---- پری صوفے سے اٹھ کر اسکے پاس آئی پریہا نے ضبط سے آنکھیں میچی ------- مشال اسکا سرخ نکاح کا ---------- جوڑا لینے چلی گئی اپنے کمرے کی طرف

کبھی کبھی انسان جتنا بھی پڑھ لکھ جائے کتنا بھی خود کو عقلمند اور دانا کیوں نا سمجھے ------ چاہے کتنا مضبوط اور دشوار راہوں کو پیروں تلے روند کر کیوں نا آگے بڑھ جائے ----- پر جب بات ماں باپ کی ہو اپنی زندگی کا اہم فیصلہ انکی طرف سے ہو تو اسکا دماغ کسی طور یہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا ------- وہ ایسا ہرگز نہیں چاہے گا کہ تم اتنے دانا تمہارے آگے کوئی چیز مشکل نہیں تو اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ دوسروں کے ہاتھ کیسے دے سکتے ہو ------. یہ تمہارے لیے بربادی ہے ----یہ تمہیں بھٹکا رہے ہیں اپنی

منزل سے ------- پر حقیقت وہ یہ نہیں جانتا کہ اصلی منزل ہی ماں باپ ہیں انکی ذرا ذرا سی خوشی کے لیے جتن کرنا انکے چہرے پر مسکراہٹ لانا ہی اصلی جیت ہے --------

پر دل جسکے ساتھ آپکا ان سے رشتہ ہوتا ہے انکی زنجیروں سے قید ہوتے ہیں وہ آپکو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیتا ہے ------ اس طرح کہ آپ چاہ کر بھی کھڑے نا ہوپائیں ------ اور وہی لمحہ ہوتا ہے کہ آپ جھکتے ہیں تو بلند ہوتے ہیں ------- جیت قدم چومتی ہے ---- وہی جھکنا آگے چل کر زندگی کے کسی موڑ پر آپکو احساس دلاتا ہے زندگی کی چمک احساس جزبات اور اپنو کی ---- یہ سب ملکر آپکو بتاتے ہیں کہ تم ایک نہیں ہو ------- تم اکیلے نہیں ------ بہت سارے تمہیں اٹھانے کے لیے ہیں تمہاری ایک ------ قربانی کافی دلوں کو جگا دیتی ہے

مانا کہ فیصلہ مشکل ہوتا ہے اگر دماغ سے سوچو گے ------ کیونکہ وہ تمہیں صرف تمہارے بارے میں بتائے گا کیونکہ اسکا تعلق ہی ایسا ہے -------- پر جو تم دل سے --------سوچو گے تو وہ تمہیں بتائے گا صحیح کیا ہے غلط کیا

.....

پری خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جو اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔ کسی سوچ میں گھم ۔۔۔۔۔۔

ری بیٹا اولاد چاہے کتنا بھی خود کو کیوں نا چھپائے پر وہ ماں کے سامنے کھلی کتاب ہوتا ہے ۔۔۔۔ کتنی جتن کیوں نا کرے خود تک خود کو محدود کرنے کی پر وہ اپنے ماں باپ سے کچھ نہیں چھپا سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس پاک پروردگار نے اتنی طاقت ضرور دی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کھوج سکیں انہیں بغیر کسی دشوار کے اسکے غم اور خوشی والے پہلو کو پڑھ سکیں ۔۔۔۔۔۔۔

میرا بچا ہم جانتے ہیں ابھی آپکو یہ رشتا پسند نہیں آرہا پر جب یہ غلط فہمی دور ہوگی قسمت کی تو ضرور آپ اپنے ہمسفر پر فخر کروگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے خاموش دیکھ کر بے بس آنسوں پونچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔

پر پریہا خاموش ہوگئی تھی بت کی طرح ------ دل تو پہلے ہی ساتھ نا تھا ------- پر جو ---------آنسوں دماغ اور زبان تھی وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے

مشال کے آنے پر خاموشی سے اسے تیار کیا گیا اور کچھ دیر اکیلا چھوڑنے کے لیے باہر ---------- نکل گئی سب کہ وہ اپنا غبار نکال سکے من سے

سب کے جانے کہ بعد بھی وہ ویسی ہی بیٹھی رہی ------ سرخ لہنگے سر پر دوپٹہ سجائے ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ ویران سنہری آنکھوں سے ایک ہی نقطے کو دیکھتی ---------- ---------- بہت خوبصورت لگ رہی تھی پر اداس

آپی آپ ماشااللہ کتنی پیاری لگ رہی ہیں -------- معصومہ کمرے میں داخل ہوتی دروازہ ---------- بند کرتی ساتھ اسکے بیڈ پر بیٹھتی بولی

پریہا نے نم آنکھوں سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا جو تعریف کو اسکی کر رہی تھی پر شرما ------- خود رہی تھی --------- اسکے فیس پر خود بے خود مسکراہٹ آگئی

اور تم بہت کیوٹ ڈارلنگ ۔۔۔۔۔! وہ اسکے گال پر کس کرتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ایسا کرنے پر معصومہ شرما کر اسکے گلے لگ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپی ڈارلنگ نا بولا کریں مجھے شرم آتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ممنائی ۔۔۔۔۔۔ تو پریہا کا قہقہہ لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہائے میری ڈارلنگ کو شرم آتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ پھر تو میں بولوں گی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے گدگدی کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آآپیپی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ چیخی ۔۔۔۔۔۔۔ اور گدگدی ہونے پر زور سے ہنسنے لگی ۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ آ۔۔۔پی۔۔ چھوڑو ۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی پیٹ پر ہاتھ رکھے ۔۔۔۔۔۔۔ پر پریہا تب بھی باز نہیں آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔۔۔پی ۔۔۔۔ وہ کھلکھلاتی ہاتھ جوڑنے لگی منہ سرخ ہوگیا ساتھ ہی آنکھوں میں آنسوں آگئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تب جاکر وہ پیچھے ہٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افففف ۔۔۔۔۔ آپی ب۔۔بہت ظالم ہیں آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستی اس سے دور ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا بھی ہنسنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے یوں ہنستا دیکھ کر کافی خوشی مل رہی تھی

-------- ورنہ وہ کہاں ایسے ہنستی تھی ----- چپ چاپ سی رہتی تھی ----پر یہاں آکر وہ کافی حد تک خوش رہنے لگی تھی -------- یہاں آؤ ڈارلنگ ------ پریہا نے بازو پھیلائے --- معصومہ مسکراتی اسکے قریب آئی تو دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ گیئں

آہم------- میری ڈارلنگ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہے ------- پریہا شرارت سے بولی

نن--- نہیں--- نہیں تو ------ وہ بوکھلائی سی بولی ------- افف اگر آپی کو معلوم ہوگیا کہ کل انکا برتھ دے ہے تو میرا سرپرائز . . . اور ابھی تو مینے آپی کا گفٹ نہیں لیا ----پر سب سے پہلے مینے ہی وش کرنا ہے ------- کچھ بھی کرکے -------- وہ -------- دل میں سوچنے لگی

میں کیا آپ سے چھپاؤں گی آپی ---------- آپ ہی کچھ چھپا رہی ہیں -------- -------- دونوں کی برتھ ڈیٹ ایک تھی

------ نہیں میں بھی کچھ نہیں چھپا رہی ------ پریہا نے مسکراہٹ چھپائی

پر میں جانتا ہوں میری دونوں شہزادیاں کیا چھپا رہی ہیں -------!!شہریار روم میں داخل ہوتا بولا ------ جس پر دونوں ایک دوسرے کو دیکھا اور قہقہہ لگایا ------- پھر چھپ کر منہ پر انگلی رکھ کے اسے چپ رہنے کی منت کی -------انکے رازداری اشارے پر اسنے ------ منہ پر انگلی رکھ لی ------ پر آنکھیں مسکرا رہی تھی

بیٹا تم ذرا باہر جاؤ ہمیں آپی سے کچھ باتیں کرنی ہیں ---- شاباش ----- وہ معصومہ -------- کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا ------ تو وہ سر اثبات میں ہلائے چلی گئی

--------- اچھا تو ہمارا بیٹا خوش ہے نانو کے فیصلے پر ----- ذرا بتائے گا

------- وہ ساتھ بیٹھ کر پوچھنے لگا

پاپا کیا آپکو شہروز پسند ہے ------؟؟ شہریار نے سر جھکائے بیٹھی اپنی بہادر بیٹی کو دیکھا

پہلے بھی پسند تھا پر اب اپنی شہزادی دے رہا ہوں اسے تو بہت عزیز ہے ------- اپنے ---------- باپ کے جواب پر وہ چپ ہوگئی

پاپا اگر کبھی کوئی آپکی بیٹی کو تکلیف دے تو -------؟ اسنے بے خیالی میں سوال کیا ------

---------- تو میں اسے ناسور دوں ------- شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگایا

کیا بیٹا آپ خوش ہیں --------- اگر نہیں تو مجھے آپکی خوشی سے بڑھ کر کچھ بھی عزیز نہیں ابھی بھی آپ جواب دے سکتی ہیں ------ اگر آپکو پسند نہیں یہ فیصلہ یا آپکو تکلیف ------- دے رہا ہے ---------- اسکا لہجہ محبت سے چوڑ تھا

ن-- نہیں پاپا میں خوش ہوں -------- وہ بولی تو صرف اتنا -------- پر جیسے اسی جواب وسیلی خود سے سوال کرنے لگی ---------- پر اندر سناٹا چھایا ہوا تھا جسکا کوئی جواب نا ------ ملا ---------- شہریار نے ادکا ماتھا چومہ -------وہ آنکھیں میچ گئی ضبط سے

کچھ ہی دیر میں وہ پتھرائی آنکھوں اور درد سے کانپتے ہاتھوں سے سائن کرتی تین جملوں پر اپنے تمام جملہ حقوق شہروز ملک کے نام کر گئی ------- اور خود پریہا شہریار سے پریہا ----، شہروز بنی بے بسی کا بت بن گئی ----------کہ چاہ کر افف بھی نا کہہ سکتی

.....

آپ چل رہے ہیں کہ نہیں انکل---؟ یا میں پیدل ہی جاؤں پھر پاپا سے آپ خود ہی بات کیجیے گا ------- وہ چادر سر پر درست کرتی جلدی سے ڈرائیور کے انکار پر بولی ---------- میرون گھیریدار فراک میں بلیک چادر سے خود کو چھپائے ماتھے پر پسینے اور --------- چھوٹی سے ناک پر غصہ سجائے ڈرائیور سے کڑے تیوروں میں مخاطب تھی

وہ چھپ کر اپنے کمرے سے پیسے لیے نکلی تھی اور سب کی نظروں سے بچتی باہر پارکنگ ایریا میں آئی تھی ------- پر اب یہ ڈرائیور چل نہیں رہا تھا --------- اسے کیسے بھی کر کے پریہا کے لیے برتھدے گفٹ لینا تھا اور آج رات ہی اسے سب سے پہلے وش کرنا

تھا ------ یہی سوچ کر وہ ڈرائیور کے پاس آئی بغیر اپنے باپ کو بتائے اگر اسے بتاتی تو ------- یقیناً جانے نہیں دیتے

اور سب کو معلوم ہوجاتا خاص کر کے حیا کو جو اس سے پہلے خود وش کر دیتی پچھلی بار کی طرح ------- پر اب اسنے سوچ لیا تھا ایسا وہ ہونے نہیں دے گی ------ اس لیے اسنے ڈرائیور سے مدد لی کہ وہ اسے کسی اچھے مال میں لے چلے جہاں سے وہ اپنی آپی کا ------- اچھا سا گفٹ لیکر واپس آئی گی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں پڑے گی

پر بیٹا آپ اکیلی کیوں جا رہی ہیں ---- کسی کو ساتھ لے چلیں ------- وہ ڈرائیور اسکی ---------- ضد پر پریشان ہوا

اچھا ٹھیک ہے آپ کسی کو بھی ساتھ لے جائیں میں خود اکیلی جارہی ہوں ----- وہ چڑ ---------کر بولتی جانے لگی ------- ڈرائیور ہڑبڑا گیا

بیٹا آپ سنو تو -----اچھا ٹھیک ہے چلو -------- وہ جلدی سے اسکے سامنے آیا اور ہار ------ مان کر اسے ساتھ لے جانے کی حامی بھری

معصومہ خوشی سے لب دبائے احسان کرنے والے انداز میں ناک چڑھائے چلتی دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھی اور ملک ولا کے داخلی دروازے کو دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا سب اندر پریہا کے روم میں تھے ------- ابھی اسے اپنی بہن اور شہروز بھائی کو نکاح کی ---------- مبارک باد بھی دینی تھی

وہ بہت خوش تھی پر اکیلی جانے پر ڈر بھی رہی تھی ------- سوچوں میں گھم ملک ولا سے نکلی ------ اکیلی بغیر کسی کو بتائے ----- شام کے سائے پھیل رہے تھے ------ ----- ابھی اسے واپس آکر حیا اور مصطفیٰ کے ولیمے کیلئے بھی تیار ہونا تھا

انکل ذرا تیز ڈرائیو کریں ----- تاکہ جلد واپس آئیں ------ اچانک ہوتی گھراہٹ پر ہاتھ مسلتی ممنائی -------- مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا ---------- دل میں سوچنے لگی ---------- ------- پر جو ہونا ہے اسے کون روک سکتا ہے

---------- جی بیٹا ---------- ڈرائیور کی پریشان آواز آئی

.....

لگتا ہے آج کچھ زیادہ ہی خوبصورت لگ رہی ہوں ---------- نیوی بلو ہیوی میکسی میں برائیڈل میک اپ کئے ہوئے بے انتہا خوبصورت آئینے کے سامنے کھڑی خود کو تنقیدی ------- نظروں سے دیکھتی پر جب ہرانداز سے پیاری لگی خود کو تو چہک کر بولی

پر مجھے تو چہرے پر صرف آٹا ہی نظر آرہا ہے ------- کیا بن گئی ہو ایکدم چڑیل --------- پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیکر ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھ کر منہ بنائے ------- مہارت سے سجی اسکی آنکھوں کو دیکھ کر بولا

حیا جو اپنے آپکو دوسری بار اتنے خوبصورت میک اپ میں دیکھتی خوشی سے جھوم رہی تھی --------- اچانک ہی پیچھے سے مصطفیٰ کی بھاری آواز اور اپنی گرفت میں لینے پر بوکھلا گئی ---------- ------- پر جو آٹے والا لفظ سنا، اسکے تو جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی

آپ۔۔۔ آپ کو شوھر نہیں سوتن ہونا چاہیے تھا میری ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ سے جلتے آئیں ہیں مجھ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایکدم اسکے پیٹ میں تیزی سے کہنی مارتی غصے سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ ولن نا ہوتو

آہہہ ۔۔۔۔۔۔ ظالم لڑکی ۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ اسکی کہنی پیٹ میں مارنے پر کہراہ کر پیچھے ہٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دور رہا کرو سوتن کہیں کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی بے عزتی پر تپی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ ابھی اتنی محنت سے پارلر والی اسے تیار کرکے گئی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ اسے صرف آٹا ہی دیکھ ۔۔۔۔۔۔۔ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا تو دل خون کے آنسوں رونے لگا

افف ۔۔۔۔۔ ایک تو تم لڑکیوں سے حقیقت ہضم نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیر منہ ٹیرا کر کے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔ بلیک تھری پیس سوٹ میں خود بھی تیار تھا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کافی ہینڈسم بھی لگ رہا تھا

ایک منٹ --ایک منٹ -------ایکدم وہ لڑاکا عورتوں کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر ------ ابرو سکیڑے گویا ہوئی

یہ کتنی لڑکیوں کو حقیقت دیکھا چکے ہو ---ہاں ---------- اسکی ادا پر مصطفیٰ نے ---------- مسکراہٹ روکی

----- اللہ کا شکر ہے بہت ----- پر کبھی غرور نہیں کیا

اگر تمہیں یقین نہیں ہوتا تو رکو ابھی رخسار سے ہی مٹھی بڑھ آٹا دیکھا سکتا ہوں

وہ شرارت سے بولا ---------- ایسا نہیں تھا کہ اسنے زیادہ میک اپ لگایا ہو یا منہ پر اٹا ہوا ہو -------- وہ ایسے ہی صرف اپنی اداکارہ کو تنگ کر رہا تھا ---------- وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کہ دل کر رہا تھا دیکھتا جائے ---------- پہلے تو نہیں پر اب --------تو اس پر جائز رشتہ تھا تبھی پورے حق سے جی بھر کر دیکھ رہا تھا

-------- اسکے ہاں کہنے پر حیا کی آنکھیں پھٹی -------- اور ناک غصے سے سرخ ہوگئی

کیا مطلب کتنی لڑکیوں کے ------- اوہ اللہ جی یہ ولن مجھے چیٹ کر رہا تھا

---------- اسنے صدمے سے ماتھے پر ہاتھ مارا -------میں یہ ستم برداشت نہیں کرونگی پورے گاؤں کے سامنے صپ کا اصلی روپ لاؤں گی ----------وہ کسی دکھی عورت کی طرح چیخی -------- اسکی گاؤں والی بات پر وہ قہقہہ لگا اٹھا

------- ہاہاہاہا---------- کونسا گاؤں

مزاق کر رہا تھا جانم ---------- تم سے ہی پہلا تجربہ ہے ------- وہ اسے قریب کرکے ہنستہ بولا --------- حیا نے پہلے ناک چڑھایا پر اسکے قریب آنے پر آنکھیں دیکھائی

-------- مصطفیٰ نے بھی مسکرا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا ---------- محبت سے

بہت پیاری لگ رہی ہو -------- پر ------ اسنے اسکے نقوش کو جانچتے کہا ----.
---------- اسکے پر---! پر وہ منہ بنانے لگی

کیا پر اتنی خوبصورت تو لگ رہی ہوں --------- سیدھا یہ نا کہ آپ سے میری خوبصورتی ہضم نہیں ہوتی-------- اور تو---- اور اس جیلس میں تعریف بھی نہیں کر پارہے
-------- ---------. وہ خفگی سے بولی

اچھا تعریف سننی ہے -----ہوں ---؟ اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیاکوں میں بھر
----- کر پوچھنے لگا

---------- ہاں ------- وہ بھی ایک ادا سے بولی

وائے ناٹ مائے پرنسس -------- وہ مسکرا کر کہتا اسکے ایک ہاتھ کو اٹھا کر اپنے سینے پر دھڑکتے دل پر رکھا جسکی دھڑکنے بلند تھی ---------- حیا نے پہلے نا سمجھی سے دیکھا ----- پر ہاتھ دل پر رکھنے سے وہ گھبرا گئی اسکی دھڑکنوں سے ---------- پر اگلے ہی

لمحے وہ بوکھلائی حیران ہوگئی جب وہ اس پر جھکا ---------- حیا کا پورا چہرا حیا سے لال ہوگیا ---------- آنکھیں شرم سے جھک گئی اسکی محبت کی چھاپ پر ---------وہ خاموش اپنی اتھل پتھل کرتی دھڑکنوں سے اسکے سامنے کھڑی ---------- ---------- سر جھکائے اسکی حصار میں

اور تعریف چاہیے ---------- وہ شرارت سے سرگوشی کرنے لگا اسکے کان میں ---------- ---------- حیا نے بوکھلا کر نفی کی

پر مجھے کرنی ہے کہ تمہیں اپنی تعریف دل وجان سے قبول آئے کوئی کمی نا ہو اس میں ----------

-------- نہیں ممص----- وہ اسے دھکیل کر دور ہوئی

ہاہاہاہا---------- ہاں جانم ------ وہ قہقہ لگا کر اسے واپس کھینچ کر اپنی گرفت میں ------- لے چکا تھا

بہت پسند آگئی ہو اس لیے بہت سی پیاری پیاری تعریف کرنا چاہتا ہوں ---------- وہ معنی خیزی سے کہتا ------ حیا تو کو بے بس کرکے اس پر جھکنے لگا ------- کہ اسکی موبائل چیخنے لگی ------- وہ بری طرح بدمزا ہوگیا ------- وہ کھلکھلاتی حیا کو دیکھنے لگا جو کچھ لمحے پہلے رونے جیسی تھی پر اب جھٹکے سے دور ہوکر ہنس رہی تھی ---------

ہنس لو پرنسس صرف دو منٹ ---------. وہ لب بھینچے موبائل پر شہروز کا نام دیکھ کر ---------- اسے جتانے لگا

ہونہہ --------- نہیں چاہیے بے ہودہ تعریف --------- وہ غصے سے اسکے شوز پر اپنا ---------- پاؤں مارتی دور ہوئی

---------- پر مصطفیٰ تو موبائل سے آتی شہروز کی بات پر ہی سن ہوگیا تھا

کیا مطلب--------- کہاں ہے ------- تم لوگ کہاں ہو --------- وہ غصے سے چیخا --------- حیا اسکی اچانک دھاڑ پر گھبرا کر مڑی اور خوف سے اسکی لہو رنگ آنکھوں ---------کو دیکھنے لگی

---------- اللہ خیر یہ ولن کو اچانک کونسا دورا پڑ گیا

.....

**********❤

بیٹا مینے کہا تھا کسی کو لے لیتے ہیں ----- پر آپ نہیں مانی ------ ۴۰سال کے قریب وہ ڈرائیور اپنے پیچھے آتی گاڑی کو دیکھ کر پریشانی سے بولا --------- معصومہ کے ------- ڈر سے مسلسل موٹے موٹے آنسوں گر رہے تھے

اانکل پلیز مجھے گھر لے چلیں --- مم--مجھے پپ--پاپا کے پاس جانا ہے ------ ------ ہچکیاں لیتی مسلسل کا دہرایا جملہ پھر سے بولی

وہ جب ملک ولا سے تھوڑا دور آئے تھے کہ ڈرائیور کو احساس ہوا جیسے کوئی انکے تعاقب میں ہو --------- کسی احساس کے تحت اسنے بیک مرر میں دیکھا تو دہل کر رہ گیا ------ وہ کوئی احساس نہیں تھا سچ میں ایک بلیک لینڈ کروزر تھی ---------- ڈرائیور کا سانس ------ رک گیا --- ایک لمحہ نا لگا اسے پہچانے میں کہ گاڑی تو "جہانگیر" کی تھی

اسنے پریشانی میں بیک سیٹ پر بیٹھی گھبرائی معصومہ کو دیکھا ------- جو ہاتھ مسلتی ---------- سہمی ہوئی کبھی باہر دیکھتی تو کبھی اپنے ہاتھوں کو

--------- یا اللہ مدد فرما ---------- ڈرائیور سخت گھبرایا ہوا تھا

اسنے جب دیکھا گاڑی کو اپنے پیچھے تو واپس مڑ تو نہیں سکا پر دوسرے راستے سے لے آیا ------ ملک ولا جانے کے لیے جہاں دونوں طرف سے گھنا جنگل تھا اور سنسان راستا تھا--------- اسے کافی فکر ہوئی اور معصومہ کو پہلے ہی آگاہ کردیا کہ خطرہ سر پر ہے --------- ------ تب سے وہ لرزتی ہچکیاں لیتی دعا مانگ رہی تھی

ڈرائیور کو تو یہ پریشانی تھی کہ وہ اس معصوم لڑکی کو چھین گیا تو-------- یا کچھ غلط ہوگیا تو ---------- وہ کیسے بچائے گا اسے --------- مطلب وہ اکیلا اور اسکے پاس پتا نہیں ----------کتنے لوگ ---------- شہریار تو اسے زندہ زمین میں گاڑھ دیگا

کچھ بھی ہوجائے مجھے اسے بچانا ہوگا چاہے اپنی جان ہی کیوں نا دینی پڑی

------ ---------- وہ بڑبڑایا

--------- ب--بابا ہم بچ تو جائیں گے نا ---------- وہ سسکتی خوفزدہ بولی

------ بخش ڈرائیور تو جیسے اسکی خوف سے نم آواز اور بابا کہنے پر تڑپ سا گیا

-------- بہادر بنو بیٹا یہ بابا اپنی جان دے گا پر آپکو کچھ نہیں ہونے دے گا

--------- معصومہ کی جان دینے بات پر پتلیاں پھیلیں

مم--- مطلب ------ مم--- مینے غلط کک--کیا مجھے باہر --- نہیں آنا چ---چاہیے تھا

------ ------پاپا ------ اسکے وجود میں سرد لہر اٹھی

بب--بیٹا یہ موبائل لو جلدی ------- وہ آگے پیچھے سے گھیر چکا تھا ------- بغیر وقت لیے اسنے موبائل نکالا اور معصومہ کو دیا -------صرف خوف کے حصار سے نکالنے کیلئے ---------- وہ آگے پیچھے سے گاڑیوں کو گھیرتے دیکھ کر زرد ہوچکی تھی -------- ------- اچانک ڈرائیور کے مخاطب پر چیخ اٹھی

------- اسکا پور پور تھر تھر کانپ رہا تھا دماغ بھی کام نہیں کر رہا تھا

سنبھالو خود کو بچے -------- یہ پکڑو اور جب میں آپکو کہوں بھاگو تو بائیں جانب جنگل میں اتر جانا اور کسی جگہ چھپ کر صاحب کو آگاہ کر دینا ساری صورتحال سے -------- وہ اسکی طرف موبائل بڑھاتے بولا --------- انکے حوالے کرنے سے یہی بھتر لگا

معصومہ اور تیز رونے لگی ------ مم---- مجھ سے نہیں ہوگا ----- مم--مجھے ڈر لگ رہا ہے ------ پلیز آپ پاپا کو کال کریں وہ آجائیں گے ------ وہ پھیلتے اندھیرے میں دوبے جنگل کو دیکھکر اسکا روح فنا ہونے لگا پھر ڈروئیور سے التجا کرنے لگی ---------.

بیٹا ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ورنہ وہ آپکو لے جائیں گے ----- وہ سامنے گاڑیوں سے جہانگیر کے آدمیوں کو نکلتا دیکھ کر جھجھلایا --------

لے جائیں گے" کے جملے پر اسکے وجود میں کپکپی طاری ہوئی ------- اور بوکھلا کر "
موبائل اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے جکڑا -------- کہ یہاں سے بھاگتے ہی اپنے پاپا
---------- کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کرے گی

----------*

آقا ہم سب نے گاڑی کو گھیر لیا ہے -------- بابر جہانگیر کا آدمی اپنے ساتھ باقی گارڈز
--------- کے معصومہ کی گاڑی کو گھیرے جہانگیر کو اطلا کرنے لگا

شاباش میرے ببر ہم بھی پہنچنے والے ہیں ------- اسکا تمہیں انعام دیں گے
-------- جہانگیر کو جب معلوم ہوا کے شہریار کراچی آیا ہوا ہے تو اسنے اپنے مین آدمی
بابر کو ملک ولا پر نگرانی کرنے رکھ دیا -------- اور انہیں کافی مشکلات کا سامنا بھی
نہیں کرنا پڑا کہ وہ خود باہر آگئی اکیلی ---------- آخر خون تو خون ہوتا ہے
---------- ہاہاہا

انعام کی بات پر بابر کی باچھیں پھیلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے آنے پر ہم بی بی کو پیش کریں گے آقا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مکروہ ہنسی کے ساتھ کہتا بند موبائل کو دیکھنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت ہوگیا بلی چوہے کا کھیل شہریار صاحب اب آمنے سامنے کی تکرار ہوگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا حویلی کے حدود کو پار کرتا منزل پر پہنچنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابے باہر نکل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھاااا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوائی فائر کی آواز کے ساتھ بابر ڈرائیور پر گرجا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ زرد رنگت کے ساتھ فائر کی آواز پر چیخی ۔۔۔۔۔۔۔۔ مماااا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور خود میں سمٹ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈرو مت بچے ہمنے جو کہا ہے اس کے لیے تیار ہو جاؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈرائیور خود گھبرایا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اسے کیسے بھی کرکے معصومہ کو بچانا تھا

---------- اندھیرے پھیلنے پر اسنے آہستہ سے بڑی ٹارچ نکالی

ہم انکے منہ پر ٹارچ کی روشنی کریں گے تب آپ نکل جانا ---------- وہ اسکا درواز
---------- انلاک کرتا ہدایات دینے لگا

با---ب--ا----- مم--میں اکیلی کیسے ---------- وہ آنکھیں بھینچے سسکی
---------- اسے کیا پتا تھا اتنی سی غلطی کا یہ انجام ملے گا

بیٹا ہم آپکے پیچھے آئیں گے ---------- آپ بغیر آواز کیے چلی جانا ------ اور جلدی سے
صاحب کو آگاہ کرنا جب تک ہم انہیں سنبھالتے ہیں ---------- بخش ڈرائیور کو
گھنے اندھیرے میں دوبے جنگل میں اکیلی اسے بھیجنے سے ڈر بھی لگ رہا تھا پر مجبور تھا
---------- اسنے احتیاط سے پہلے ہی شہریار کے نمبر پر جگہ کا ایڈریس سینڈ کر دیا تھا

اسنے تھوڑا سا بیک ڈور کھولا معصومہ کے لیے ---------- اور خود بھی دروازہ کھولنے
---------- لگا ---------- اسے تیار رہنے کا کہتے

ڈرائیور نے نکلتے ہی تیز روشنی جیسے انکے منہ پر ماری معصومہ بغیر لمحے کی تاخیر کیے آہستہ ---------- سے باہر نکلتی اور دوبتے دل کے ساتھ اندر جنگل میں دوڑ لگائی

پکڑو باس لڑکی جنگل میں بھاگی ---------- پیچھے گارڈز کی نظر بھاگتی معصومہ کے ---------- سائے پر پڑی تو اسنے چیخ کر بتایا

معصومہ آواز سن کر بے ساختہ خوف سے چیخی -------اور دوبتے سورج کی کرنوں میں تھر تھراتی گرتی پڑتی سسکتے بھاگنے لگی ---------- گھنی جھاڑیوں قد آور درختوں ---------- سے لڑتی سورج کی کرنیں بھی اسکا ساتھ دے رہی تھی

ٹھاااا---------- ایک اور فائر ہوا جس کے ساتھ ڈرائیور کی چیخ بلند ہوئی ---------- معصومہ کا سانس رک گیا ----------لہولہان ہوتے پائوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر گری ---------آہہہہ-------- کانٹوں پر گرنے سے اسکے ---------- منہ سے درد بھری چیخ بلند ہوئی

دن ڈھل چکا تھا اندھیرا بڑھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گھنے جنگل کے درختوں کو چیرتی سورج کی مدہم کی کرنیں کہیں سے زمین پر پڑ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خونخوار جانوروں کی آوازیں اسکا دماغ مائوف کر رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ جو گھٹنوں کے بل پڑی یہیں کہیں ہو گی ڈھونڈو اسے جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھی گرجدار آواز اور قدموں کی چاپ پر حواس باختہ ہونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دھڑکن بھی آآپی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مما۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔ ساتھ چھوڑنے کو تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رک رک کر چلتی دل کے ساتھ پسینے سے وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔ آہ ۔۔۔۔۔۔ درد کی شدت سے منہ سے آہ نکلی

دو پٹے کو جھاڑیوں میں الجھے چھوڑ کر آگے قدم بڑھانے لگی دھندلی آنکھوں سے ۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک کمزور ہوتی سماعتوں سے شہریار کی پکار ٹکرائی

تاریک جنگل میں اسے جیسے زندگی کی نئی کرن نظر آئی ---------- پاپا --------. وہ بڑبڑائی ---------

باس وہ رہی لڑکی ---------- اسکی بڑبڑاہٹ اور سائے کو دیکھتے قریب سے ہی آواز گونجی ---------- اسکے ساتھ ہی معصومہ کے حلق سے آخری فلک شگاف چیخ نکلی

----------پاااا-----پاااا

*----------

وہ فریش ہوکر باہر آئی تو اسکی آنکھوں کے سامنے معصومہ کا کھلکھلاتا چہرا لہرایا ---------- جس پر خود بھی مسکرادی

چل کر بیڈ پر بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ملازمہ کو بلا کر معصومہ کو بھیجنے کا کہا جس پر وہ سر ہلاتی ملازمہ چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کافی دیر بیٹھی رہی اسکے انتظار میں پر انتظار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انتظار ہی رہا نا ملازمہ آئی نا معصومہ

*۔۔۔

صص۔۔۔صاحب ۔۔۔۔۔۔۔ بیگم صاحبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ملازمہ بوکھلائی بھاگتی ڈرائنگ روم میں دوڑتی پھولی سانسوں کے ساتھ داخل ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب اسکی طرف متوجہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوئے

کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مشال اسکی پھولی سانسوں پر گھبرائی پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پری ۔۔۔۔۔۔۔ بھی ساتھ کھڑی ہوئی

------ بیگم جی وہ------- وہ

کیا وہ وہ ------ جلدی بولو بات کیا ہے ---------- شہریار اسکے وہ وہ کرنے پر
--------- سخت ناگواریت سے بولا

صاحب ہمنے پریہا بی بی کے کہنے پر معصومہ بی بی کو ڈھونڈنے گئے پر

-------کیا پر ---------- شہروز دھاڑا -------- وہ گھبرائی جلدی بولی

چھوٹے صاحب وہ ہمیں کہیں نہیں ملی ------ ہر جگہ دیکھ لیا کہیں نہیں تھی اور
گارڈز کا کہنا ہے کہ بی بی بخش ڈرائیور کے ساتھ کچھ دیر پہلے نکلی ہے
---------- ---------- وہ بھی اکیلی

ملازمہ نے تو جیسے سب کو سکون لوٹ لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی اطلاع پر سکوت چھا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس سکوت کو شہریار کی موبائل نے توڑا

شہریار نے ساکت آنکھوں سے دیکھا تو آنکھیں مزید لہولہان ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں ایک جگہ کا ایڈریس اور جہانگیر کے گھیرنے کا لکھا تھا ڈرائیور نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہے شہریار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے بگڑتے دیکھ کر دراب نے پوچھا

شہروز جلد گاڑیاں نکالو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار دھاڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور موبائل دراب کی طرف بڑھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز تو دیکھ کر بھاگا اور ساتھ مصطفیٰ کو بھی آگاہ کرنا نو بھولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار میری بچی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پری کی حالت بگڑنے لگی

سنبھالو خود کو پری ---------- اسے شانوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا ---------- اور یاد رہے پریہا کو بلک بھی نا لگے ---------- کچھ نہیں ہوگا معصومہ کو

وہ کہتا اسے مشال کے حوالے کرکے وہاں سے بھاگا ---------دراب کو وہیں رہنے کا بول گیا ---------- اسکا اندر تڑپ نے لگا ---------. اور یہی حال پری کا تھا

مصطفیٰ کو جو صرتحال معلوم ہوئی وہ بھی سفیان کوآگاہ کرکے شہروز کے بتائے گئے ایڈریس کے لیے روانہ ہوا ---------. پر شاید ان سب معلوم ہوتے دیر ہوچکی تھی

---

*----------

بڑی مما معصومہ کہاں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کب سے بلا رہی ہوں اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
مشال کو روم میں داخل ہوتے دیکھ کر پریہا بیڈ سے اتر کے بے چینی سے پوچھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا وہ شہروز کے ساتھ باہر گئی ہے ضد پر آئسکریم کھانے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مشال نے اسے ساتھ لگانے پیار سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہروز کے نام پر اسکے چہرے پر ناگواریت پھیلی ۔۔۔۔۔۔ اور اسے معصومہ کا یوں بنا بتائے شہروز کے ساتھ جانا ذرا پسند نہیں آیا اگر اسے معلوم ہوتا تو ہرگز نا جانے دیتی اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مما کہاں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ بیڈ پر بیٹھتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پری اپنے روم میں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جوس گلاس میں انڈیلتی مدہم سا بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آواز جو نم تھی ۔۔۔۔۔۔۔ دل صرف معصومہ کے خیریت کی دعائیں کی جارہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب اتنے ریلیکس ہیں کیا کسی کو ولیمے میں نہیں جانا بھائی کے اور یہ شرمیلی مجھے بنا بتائے چلی گئی ------- خبر تو لے کر رہوں گی ڈارلنگ تیری ---------- وہ بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے پوچھتی آخر میں معصومہ کو کھٹی میٹھی دانٹ سے نوازنے کا سوچا

سب کو جانا ہے ---------- تمنے کب سے کچھ نہیں کھایا یہ جوس پی لو ----------اسنے اسکے آرام اور اس معاملے سے دور رکھنے کے لیے جوس میں نیند کی گولیاں ڈالیں تھیں----------

نہیں بڑی مما موڈ نہیں ---------- میں ذرا مما سے مل لوں ---------- وہ انکار کرتی جانے لگی --------پتا نہیں کیوں دل گھبرا رہا تھا ---------مشال ہڑبڑا گئی----------

چپ چاپ پیو پریہا ورنہ دانٹ پڑے گی ---------. وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ پر ---------- بیٹھاتی ذرا سخت آواز میں بولی

پریہا نے پہلی بار اسے سخت آواز میں بات کرتے دیکھ مسکرا دی --------- کیوٹ سی ساسو ماں -----ہاہاہاہا------- ایسے ہی موڈ بحال کرنے کیلیئے بولی اور ہنسنے لگی ---------- اور ساتھ ہی جوس تھام کر ایک سانس میں گلاس کھالی کردیا

--------- اسکے ساسو ماں کہنے پر مشال نے ماتھے پر اسکے لب رکھے

اچھا مما میں تھوڑی دیر لیٹنا چاہتی ہوں ، جب آپ سب لوگ جائیں تو مجھے اٹھا دینا مجھے اپنی ڈارلنگ سے ملنا ہے ---------- وہ بھاری ہوتے سر کو تھامتی بولی اور تکیے ---------- پر گر سی گئی

مجھے معاف کردو بچی یہ ضروری تھا ۔۔۔۔۔۔۔ مشال نم آنکھوں سے اسکے بال سنوارتی بڑبڑائی اور اس پر چادر درست کرتی روم کا ڈور لاک کرکے چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

*۔۔۔

بخش آنکھیں کھولو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خون میں لت پت بخش ڈرائیور کو زمین پر تڑپتا دیکھ کر شہریار اسکی نبض چیک کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ص۔۔ا۔۔ح۔۔۔ب۔۔۔۔بی۔۔۔بی ۔۔۔۔ جہان۔۔۔۔۔گیر۔۔۔۔۔۔۔ مدہم سی آواز میں کہراتے بڑبڑایا جو اسنے بمشکل سنی ۔۔۔۔۔۔۔اسے پیٹ میں گولی ماری گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز اسے ہاسپٹل لے جاؤ جلدی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پاس کھڑے شیروز کو حکم دیتا اندر جنگل کی طرف بھاگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں سرسراہٹ تھی سوکھے پتوں کو قدموں تلے روندنے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

---------- وہ اور مصطفیٰ ایک ساتھ اور اندر آئے

اس طرف جاؤ ---------- وہ مصطفیٰ کو بائیں جانب کا کہتا خود سیدھا بھاگا
---------- ---------- اور مصطفیٰ اسکے حکم پر تیزی سے بائیں جانب گیا

---------- شہروز جلد سے بخش کو گاڑی میں ڈالکر ہاسپٹل روانا ہوا

---------- شہریار مصطفیٰ شہروز، تینوں ہتھیار لیس تھے

معصومہ---------- کافی ڈھونڈنے کے بعد شہریار نے تڑپ کر پکارا

پکارنے کے ساتھ شہریار کے پاؤں میں کوئی کپڑا الجھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جھک کر جھاڑیوں میں دیکھا تو معصومہ کی چادر تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے مٹھی میں جکڑے اسنے سرخ رنگ آنکھیں بھینچی کہ آنکھوں کے سامنے دو ہنستے چہرے لہرائے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پاااا۔۔۔۔۔پاااا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور کانوں میں فلک شگاف چیخ پڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا بچا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شیریار تڑپ کر پکار کی سمت سیدھا بھاگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گرٹیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ چیخ پر بڑبڑاتا دائیں جانب لپکا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔معص۔۔۔۔و۔۔۔۔مہ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک اسکے پہنچنے سے پہلے شہریار کی دھاڑ گونجی تاریک گھنے جنگل میں اس دھاڑ کے ساتھ مصطفیٰ کا پاؤں نیچے پڑے کسی بے جان وجود سے ٹکرایا کہ وہ گرتے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گرتے بچا

----------*

**********❤

---------- مصطفیٰ نے اس بے جان وجود پر جیسے روشنی ڈالی تو آنکھیں ابل پڑیں

نیچے پڑے کسی مرد کی باڈی تھی جسے بے دردی سے مارا گیا تھا کہ خون ابل ابل کر باہر

-------- نکل رہا تھا

ایسا ایک وجود نہیں تھا کئی تھے جنہیں ایسی موت دی گئی تھی کہ موت بھی گھبرا جائے

------- اس درندگی سے

-------- اور اس طرح قتل کرنے سے اسکا ہاتھ بھی نا کانپا ہو

---------- شاید ہی وہ کوئی درندہ ہو جسے اس سب میں مہارت حاصل ہو

وہ انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا شہریار کی طرف ---------- (یقیناً ہی ایسی موت کے ---------- (بعد کسی کی سانسیں باقی ہوں

مع---صو-----مہ---------- مصطفیٰ کے منہ سے خود خوفناک سرگوشی نکلی شہریار کو ---------- گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھے دیکھ کر

------- شاید وہ بھی اس سارے منظر کو دیکھ چکا تھا ---------- تب ہار ہوا تھا

------- ٹارچ کی روشنی میں کپکپا دینے والا منظر تھا

جہاں ٹکڑوں میں تقسیم انسانی وجود اور درخت کی ٹہنی میں خون آلودہ نیکلیس لٹک رہا تھا

--------- جو انکی معصوم گڑیا کا تھا

سنبھالیں خود کو ------ اگر اس طرح کریں گے تو کبھی حاصل نہیں کر پائیں گے

---------- ------ وہ آپکی بیٹی ہے

ہم سب یہ مان چکے ہیں اور دل سے قبول کرچکیں ہیں ۔ ------ ثبوت ہیں ہمارے پاس --------

مصطفیٰ سے اسکا بکھرنا نا دیکھا گیا تو حقیقت کہنے لگا --------

نہیں ہے یہ کام حویلی والوں کا ---------- وہ اندھیرے میں دھاڑا --------- کہ آواز سائے سائے کرنے لگی -------

میں جانتا ہوں یہ کام کس حیوان کا ہے ---------- وہ مجھ سے کبھی نہیں چھین سکتا اسے ----------

مصطفیٰ اسکے لہجے کی پھنکار پر ٹھٹھکا ------- وہ اٹھا ----------

شہریار نے چپ چاپ رومال میں نیکلیس لے کر واپس کیلئے مڑ گیا ----------

اگر حویلی والے اسے نہیں لے گئے تو کون لے گیا ہے اور اتنی دیر نہیں ہوئی جیسے ہم چھوڑ

کر جا رہے ہیں ----------

آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں، پانچ منٹ نہیں ہوئے اسکی چیخ سنے --------- ابھی وہ دور نہیں گئے ہوں گے -------

------ اب کی بار شہریار کے برتاؤ کو نا سمجھتے مصطفیٰ غرایا

---------- وہ یہاں نہیں ہے

----- شہریار خود حیران تھا اسکی نظر کب پڑی معصومہ پر

پر میں یہ نہیں کرسکتا ---------- میں اسے اکیلے ان حیوانوں کے حوالے نہیں کر سکتا ---------- وہ ابھی ہم سے دور نہیں ہوگی ---------- مصطفیٰ کا بس چلے تو ---------- سارے جنگل کو آگ لگا کر معصومہ تک پہنچ جائے

شہریار بغیر مڑے رکا -------- لب بھینچ کر اسے قدموں کا رخ محسوس کرنا چاہا جو پاگل کی طرح یہاں وہاں ڈھونڈنے کے لیے بھٹک رہے تھے ---------- مطلب وہ ابھی بھی نا سمجھا اسکی بات کو ---------- شہریار کی آنکھیں لال تھی ---------- کہ ابھی اس تک پہنچ کر اسکے ذرے ذرے کر دے ---------- جو انسان نہیں واقعی حیوان تھا -------- اسے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ جو انسان اپنے سگے باپ کا ---------- نہیں ہو سکا وہ نام کے رشتوں کا کیا ہوگا

وہ گاڑی میں بیٹھ کر واپس ملک ولا چلا آیا --------اسے صبح کی فلائیٹ سے ہی امریکہ ---------- پہنچنا تھا

---------- پھر مصطفیٰ ساری رات بھٹکتا رہا یہاں وہاں پر اسے وہ نا ملی

نا ہی اسے لے جانے والے تک پہنچ سکا ---------- ٹھک ہار کر وہ بھی واپس ہوا

------؟؟؟ معصومہ کہاں ہے شہریار

----- آپ اکیلے کیوں آئیں ہیں

اسے ساتھ کیوں نہیں لائے ےےے------- شیریار جب ملک ولا میں داخل ہوا تو پری جو سب کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی معصومہ کے انتظار میں تھی۔ شہریار کو اکیلا آتے ----- دیکھ کر اسے روتی اسے جھنجھورنے لگی

پری سنبھالو خود کو ---------- حور نے شہریار کو سرخ آنکھوں سے خاموش پری کو تکتا ---------- دیکھا تو کہا

کچھ نہیں ہوا اسے خاموش ہوجاؤ ---------- اس کے گرد حصار باندھ کر شہریار نے ------- اسے چپ کروانا چاہا

شہریار وہ کہاں ہے ےےےے------وہ میری بیٹی ہے -------- پری اس کے --------- چپ رہنے کا کہنے پر چیخی

سنبھالو اسے ---------- وہ مشال اور حور کے حوالے کرتا اسے خود لمبے لمبے دنگ بھرتا ---------- روم میں چلا آیا اور ٹھا کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا

حور اس سے کہو وہ میری بچی ہے----- کیوں نہیں بتا رہے کہاں ہے وہ ---------- کیوں نہیں لایا اسے اپنے ساتھ

پری حور اور مشال کی پکڑ میں مچلتی چیخنے لگی -------- جیسے دونوں نے بمشکل سنبھال ---------- رکھا تھا

---------- سنبھالو خود کو پری

---------- مشال نے روتی پری کو صوفے پر بٹھایا جو تڑپ رہی تھی

دراب بے بس سا دیکھ رہا تھا ---------- اسنے بہت پوچھنے کی کوشش کی پر شہریار نے ---------- کچھ نا بتایا

یہ تمنے اچھا نہیں کیا سالار ---------- وہ بند کمرے میں دھاڑا جب آنکھوں کے سامنے بیس سال کا نفسیاتی لڑکا قہقہہ لگاتے گھوما جسکے ہاتھ بے دردی قتل کیے اپنے باپ کے ---------- خون سے رنگے ہوئے تھے

تم مجھ سے میری بچی چھین نہیں سکتے ---------- میں ختم کر دونگا تمہیں

اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا میں تمہیں زندہ آگ لگا دوں گا ---------- وہ بند کمرے میں

---------- پھنکارا

شہروززز ---------- دروازہ کھول کر اسنے شہروز کو پکارا ------- دماغ جب ٹھنڈا ہوا تو

اسنے آگے کا سوچا --------- سب سے پہلے اسے پریہا کو اس سے دور رکھنا تھا ------

------ ورنہ وہ معصومہ کو نا پاکر کچھ بھی کر سکتی تھی

-------- وہ اپنے جزباتی خون کو جانتا تھا

شہریار کیا کر رہے ہو کچھ بتائو گے --------- دراب نے کچھ سختی سے پوچھا

اچانک معصومہ کا جانا اور وہی سے گھوم ہونا ---------- حویلی والوں کو چھوڑ دینا

--------- سب سمجھ سے باہر تھا ---- کہاں وہ اپنی اولاد کی ذرا سی تکلیف پر

سب کو مار نے کیلیئے تیار رہتا تھا اور کہاں اب اپنی بچی کے گھوم ہونے پر خاموش تھا

شہروز کہاں گیا مصطفیٰ کا کچھ پتا نہیں ---------- وہ پوری طرح الجھ گیا

شہریار نے گہرا سانس خارج کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور سوچ لیا کہ اب وہ سالار کے روپ کو بے نقاب کر دے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی مجھے کل تک کا وقت دیں سب کلیئر ہوجائے گا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ صوفے پر گرتا کہنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ بیٹھ جائیں مجھے کچھ کہنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دراب اسے دیکھ کر چپ چاپ سامنے بیٹھ گیا

ہاں کہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ دراب اسے سوچوں کی گہرائی میں دیکھا تو بولا ۔۔۔۔۔

کل شہروز کو واپس حیدرآباد جانا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟ شہریار نے پرسوچ سا پوچھا

ہاں ۔۔۔۔۔۔۔ دراب سے اسکا یوں ریلیکس رہنا دراب سے ہضم نہیں ہورہا تھا

تو شہروز کو کہو کہ وہ پریہا کو ابھی اپنے ساتھ لے جائے ۔۔۔۔۔۔ اس اتنے آسانی سے کہنے پر دراب حیران ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار یہ تم کر کیا رہے ہو کچھ سمجھاؤ گے

مینے کہا مجھے ایک دن دیا جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر مینے ایسا نہیں کیا تو میں اپنی آنکھوں کے سامنے سب کچھ بکھرتا نہیں دیکھ سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تک معصومہ

-------- واپس نہیں آجاتی پریہا گھر سے دور رہے گی

---------- رہی بات میرے ریلیکس رہنے کی تو میں ریلیکس نہیں ہوں

--------- شہریار ایک بار پری سے بھی بات کر لو ---------- اسنے الجھتے کہا

بھائی مجھے پتا ہے صحیح کیا ہے ------- اسنے روکھے پن سے کہا ---------- دراب

------- نے لب بھینچے

-------- ٹھیک ہے میں شہروز کے آتے ہی کہتا ہوں

-------کیا وہ ابھی نکل جائیں رات کو ----------؟ بغیر دیکھے دراب نے پوچھا

---------- ہاں ---------- ایک لفظ میں جواب دیا

میں ضرور ساری حقیقت جاننا چاہوں گا ---------- جب تم بتاؤ گے ----------

------- وہ جاتے جاتے گویا ہوا

---------- ہمممم ------ شہریار کی آنکھوں میں غصے کی زیادتی سےآنسوں نکل آیا

پر پاپا میں ابھی کیسے جا سکتا ہوں ---------- ؟ شہروز جب گھر آیا تو دراب نے

--------- اسے پریہا کو لے کر جانے کا کہا -------- جسے سنتے وہ شاک ہوگیا

کیوں نہیں جا سکتے ---------- شہریار روم سے نکلتے اسکے الفاظ سنتا غصے سے پوچھنے

---------- لگا ---------- شہروز نے حیرت سے دیکھا

--------پر چاچو معصومہ

وہ گھم ہے اور میں کیسے جاسکتا ہوں اسے حالات میں سب کو چھوڑ کے -------

--------- دراب کو بھی سخت غصہ تھا شہریار پر

---------- میں ابھی مرا نہیں ہوں ---------- وہ دھاڑا

زندہ ہوں -------- تمہیں جتنا کہا جائے اتنا کرو --------- شہروز نے سر جھکا دیا

---------- اور مشال خاموشی سے اسکی پیکنگ کرنے چلی گئی

----------آپ پاگل ہوگئے ہیں شہریارررر

---------- پہلے میری ایک بیٹی گھم ہے اور تم دوسری کو بھیج رہے ہو دور

---------- پری اسکے فیصلے پر چیخی

بکواس بند کرو ---------- وہ میری بھی بیٹیاں ہیں --------- اب اگر تمنے ایک بھی آنسوں بہایا تو میں تمہیں یہیں گاڑھ دونگا ---------- اسکے آنسو اسے کتنی تکلیف دے رہے تھے کہ وہ سمجھ ہی نہیں سکتی تھی ---------- جھلسا رہی تھی اپنے ---------- آنسوں سے

پری دہل کر رہ گئی ---------- کتنے ٹائم بعد آج پھر اسے اپنے جلال میں دیکھا تھا

جاؤ یہاں سے اور دو منٹ میں نکلو ---------- وہ مڑا اور شہروز پر گرجا

جیسا آپکو بھتر لگے ---------- شہروز لب بھینچے کہتا ایک نظر دراب پر ڈال کر ---------- سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں جانے لگا

---------- پری منہ پر ہاتھ رکھ کر سسکتی بے ہوش پریہا کے روم میں بھاگی

------- حور دراب بے بسی کا بت بنے ہوئے تھے

ہنستے کھلکھلاتے گھر میں اچانک کیا ہوگیا تھا ---------- کسی کو کچھ سمجھ ---------- نہیں آرہا تھا

کل دونوں بہنوں کا جنم دن تھا -------- کل کے دن روتی پریہا کو اسکی چھوٹی سی ---------- ڈارلنگ ملی تھی

اس دن وہ کتنی خوش ہوئی تھی کہ اسے اندازہ نا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور آج دونوں بہنیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الگ ہوگئی کہ قسمت انہیں کبھی ملا پائے گی کہ نہیں

مما یہ ہو کیا رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کوئی سمجھائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز پیکنگ کرتی مشال ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے پوچھنے لگا

میں خود نہیں جانتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کندھے اچکا کر وارڈروب سے اسکے کپڑے اور ۔۔۔۔۔۔۔ یونیفارم بیگ میں پیک کرنے لگی

شہروز خیال رکھنا ری بیٹی کا ۔۔۔۔۔۔۔ شہریار تم پر یقین کر کے اپنی بیٹی سونپ رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی تم ہی اسکے سب کچھ ہو وہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر تمنے کچھ الٹا سلٹا کیا تو تمہارے لیے بھتر نہیں ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی غلطی ہوجائے تو درگذر کر دینا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یا پیار سے سمجھنا اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے پیار سے کہنے پر شہروز نے گلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تر کیا

مما آپکو اس مینڈکی کی پڑی ہے مجھے معصومہ کی ٹینشن ہورہی ہے پتا نہیں کہاں ہوگی ہماری گڑیا ۔۔۔۔۔۔ کس حال میں ہو گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار نے اسے واپس وہی جانے کے بجائے گھر بلا لیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ رات کے تین بج رہے تھے کسی کو سکون نہیں تھا

---------- ہر کوئی بے سکونی اور شہریار کے رویے کو دیکھ رہے تھے

اپنا خیال رکھنا مما میں کال کرتا رہوں گا ---------- پتا نہیں چاچو کو کیا ہوگیا ہے

--------- ---------- میں تو ابھی جانا نہیں چاہتا

نہیں بیٹا وہ ٹھیک کر رہے ہیں ---------- وہ نہیں چاہتے کہ پریہا کو معصومہ کی

--------- گمشدگی کا پتا لگے

ہمممم--------- شہروز نے گہرا سانس خارج کیا --------- اور اپنے ماں کو گلے لگا کر

ماتھا چومہ ---------- اپنا خیال رکھنا اور میری بچی کا بھی -------- مشال اسکے

---------- ماتھے پر ہاتھ پھیرتی اسے ہدایات دینے لگی

سب ٹھیک ہوجائے گا انشااللہ ------- اسکی نم آنکھیں دیکھ کر شہروز بولا

انشااللہ --------- وہ کہتے دونوں پریہا کے روم میں آئے جہاں وہ بے ہوش تھی

------ --------- اور پاس پری بیٹھی اسکا ماتھا چوم رہی تھی -------- سسکتی

چچی کچھ نہیں ہوگا ------ انشااللہ سب ٹھیک ہوگا میں اسے واپس بھیج دوں گا

---------- پری کو اپنے ساتھ لگاتے تھپتھپانے لگا --------- پری پھوٹ پھوٹ کے

--------- رو پڑی

شہروززز میری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کہاں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے تڑپ کر آس میں شہروز سے پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاچو جانتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ پری کو خود میں بھینچے بے بسی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اسکی بے بس آواز سنتے وہ ایک نظر پریہا پر ڈال کر روم سے نکل گئی

مشال حور شہروز تینوں اسے دیکھتے رہ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ ہی دیر میں شہریار نے پریہا کو گاڑی میں بیٹھایہ اور ملازمہ نے شہروز کے بیگ رکھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ سب سے ملتا گاڑی میں بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فی امان اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو دراب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جس پر اسنے آنکھیں میچی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فی امان اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کہتا ایک نظر کندھے پر سر رکھے سوئی پریہا پر ڈال کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ملک ولا سے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر بے بسی کی انتہائی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے چاہا کر بھی کچھ نہیں کر پارہا تھا اور نا ہی سمجھ

سامنے سے ملک ولا میں داخل ہوتے اسکی نظر مصطفیٰ پر پڑی ---------- جو حیرت ---------- سے انہیں جاتے دیکھ رہا تھا

شہریار کو صبح کا انتظار تھا--------- کیوں کہ اسے پتا تھا اسکی بیٹی سالار کے پاس ہی ہے ------- اگر حویلی والوں کے پاس ہوتی تو کیوں جہانگیر اپنے آدمی خود اتنی بے دردی سے مارتا -------- اور وہ اس درندگی سے پہچان گیا تھا کہ یہ سالار کا ہاتھ ہے جو ایسا ------کرنے سے نہیں کانپ سکتا

مما یہ کیا ہوگیا میری بہنوں کے ساتھ ----- حیا نوشین کے ساتھ لگی رو رہی تھی اسے جب حقیقت کا پتا لگا تو وہ شاک ہوگئی ---------- کئی لمحے اسے ہوش نا رہا --------- اور جب حواس بحال ہوئے تو چیختی رونے لگی جسے بمشکل نوشین نے سنبھالا ---------- ہوا تھا

حسن کی طبعیت ناساز تھی اس لیے اسے کچھ معلوم نہیں تھا یا اسے اس سب سے دور ------- رکھا گیا تھا -------- اس وقت وہ دوائی لے زیر اثر آرام کر رہا تھا

سب ٹھیک ہوجائے گا میرا بچا روتے نہیں دعا کرو معصومہ جہاں کہیں ہو صحیح سلامت ہو ----------پتا نہیں پری کا کیا حال ہوگا --------. بھیگے لہجے میں نوشین کہتی

ادے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا روتی اسکے گرد حصار ڈال کر سسکنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایس کو صرف اپنی جنونیت عزیز ہے لٹل گرل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر کوئی اس " کو تکلیف پہنچائے تو سمجھو خود کو تکلیف پہنچائے"

خوفناک اندھیرے میں ڈوبے جنگل کے بیچ کھڑی کانپتی اپنے باپ کی پکار کے ساتھ کسی کے پھڑکنے اور تڑپنے کی آواز سنتی ٹھر ٹھرا رہی تھی کہ گھم ہوتے حواسوں کے ساتھ پیچھے سے سرگوشی پے چیخ اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پاااا۔۔۔۔پاااا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی چیخ پاس بیٹھے پائوں کو مرہم لگاتے اسے متوجہ کر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس چہرے پر متبسم بکھرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر کو تھوڑا سا گھما کر اسکے سوکھے ہونٹوں سے نکلتی بڑبڑاہٹ کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور سرد آنکھوں سے پاس کھڑی لیڈی ڈاکٹر کو دیکھا جو اسکی نظریں خود پر محسوس کرتی ہڑبڑا گئی اور جلد سے اسے واپس نیند کی وادیوں میں بھیجنے کیلئے بازو میں انجکشن لگانے لگی

رکو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بڑھتے ہاتھوں کو دیکھ کر سرد آواز میں ٹوکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پاس کھڑیں ملازمین گھبرائی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ یہ اچانک کس کو لیکر نازل ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رات کے وقت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور انہیں قطار میں جمع کیا ہوا تھا

روکنے کے ساتھ ڈاکٹر کے ہاتھ سے انجکشن لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہونق بنی اسے دیکھنے لگی

بٹ سر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے انجکشن کو لینے اور خود ڈاکٹر بننے پر ممنائی

موو بیک ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر سرد آواز میں مزید گویا ہوا کہ ڈاکٹر خوبے خود کندھے اچکاتی دانت پیس کر پیچھے ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

The right to love and hurt her is just me .....

Get your work is done now ....

جائو اسے باہر کا راستا دیکھائو ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے سختی سے ملازمہ سے کہا جو سرخ چہرا لیے کھڑی ڈاکٹر کو باہر جانے کا اشارہ کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ایک نظر اس سرپھرے اور دوسری نظر پاس پڑی لڑکی پر ڈالکر پیر پٹختی اپنا بیگ اٹھا کر روم سے نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سمجھتا کیا ہے خود کو ---------- وہ غصے میں گاڑی میں بیٹھتی بڑبڑائی -------- ایک رات کو لوگوں کی نیند تباہ کرکے بلاتا ہے اوپر سے دھمکیاں الگ ساتھ میں بے عزتی فری ---------- وہ تیزی سے گاڑی وہاں سے نکالتی مسلسل بڑبڑا رہی تھی

وہ انجکشن لگا کر اسکے پاس سے اٹھا ---------- ابھی اسکے لیے نیند ضروری تھی ---------- نہیں تو اگر اپنا حال دیکھتی تو ضرور اپنے کمزور دل کے ساتھ حالت بگڑتی

وہ ملازمین کو سخت ہدایات دینے کے بعد انہیں وہاں سے جانے کا کہتا واپس بیڈ کے قریب آیا ---------- جہاں وہ دنیا جہان سے بیگانی نیند کی وادیوں میں تھی

مینے تو نہیں سوچا تھا کہ تم اتنی آسانی سے ملو گی لٹل گرل ---------- اسکے سنہری ---------- تکیے پر بکھرے بالوں کو دیکھتا مبہم سا بولا

بڑی آئی تمہیں تکلیف دینے ---------- اچانک اسے ڈاکٹر یاد آئی جو انجکشن اسکے نازک ---------- بازو کی طرف لے جا رہی تھی کہ اسکے اندر طوفان سا اٹھ رہا تھا

منہ نا توڑ دوں جاہل عورت کا ---------- مٹھیاں بھینچے بگڑے موڈ میں بولا

وہ ٹیکسی میں ایس ایم انڈسٹری کے سامنے رکا ۔۔۔۔۔۔۔۔ دانت بھینچے اترا ۔۔۔۔۔۔۔ اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنے اندر اٹھتے طوفان کو دباتا اندر داخل ہوا ۔۔۔۔۔۔۔ڈور پر کھڑے گارڈز نے بھی اسے نہیں روکا جیسے پہلے ہی انہیں حکم دیا گیا ہو بغیر کسی پریشانی کے اسے اوپر پہنچائے ۔۔۔۔۔۔۔ ورکر یہاں وہاں بکھرے اپنے اپنے کام انجام دے رہے تھے

۔۔۔۔۔۔

لفٹ میں داخل ہوکر پانچوے فلور پر پہنچا جہاں اسکا آفس تھا ۔۔۔۔۔۔۔ ٹھا کے ساتھ بلیک گلاس ڈور کو دھکیل کر اندر داخل ہوا جہاں وہ اپنے خوبصورت مگر شیطانی چہرے پر مسکراہٹ سجائے ریوالونگ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

او ڈئیر واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز ۔۔۔۔۔۔

اپنوں کی یوں اچانک آمد دل خوش کر دیتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے ابھی میں ناخوش ہوں

وہ لب دبائے اپنے قہقہے کا گلا گھونٹے ٹھا کی آواز کے ساتھ اسے اندر داخل ہوتے شہریار کے سرخ چہرے کو دیکھ کر خوش دلی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے مزا لے رہا ہو اسکی حالت پہ ۔۔۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی، کہاں ہے میری بیٹی ------ شہریار اسکے لہجے میں چھپے طنز کو سمجھتا ہوا دھاڑا ------ اور ایک زوردار مکہ مار ---------- کر گریبان سے پکڑا

------کہاں ہے میری بیٹی سالار ؟؟؟ ---------- اسے جھٹکا دے کر پوچھا

ہاہاہاہا -------- اب میں یہاں اپنا بزنس سنبھالوں یا تمہاری بیٹی کی رکھوالی کروں ---------- وہ قہقہہ لگا کر کمینگی سے بولا

کہ شہریار غیض و غضب میں آگیا ------- وہ اسے دوسرا پنچ مارنے ہی والا تھا کہ سالار نے ہوا میں ہی ہاتھ پکڑا ---------

آہاں ہاں ------ مسٹر شہریار ------ اسنے آرام سے ہوا میں ہاتھ نیچے کیا ---------- اور اسکی سرخ آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھی -----

یہ آپ اگر میری آفس میں کھڑے ہیں تو میری اجازت پر ------- آہستہ دوسرا ہاتھ بھی اپنے گریبان سے ہٹایا ------ اب دونوں مقابل تھے ----- ایک شیر تھا تو دوسرا سوا شیر

ایک ہی پنچ کافی تھا سرپرائز سے نکالنے کے لیے ---------- دوسرا پر آپکا سالار ادھار نہیں رکھتا ----------

آپ تو یہاں کے لا کو جانتے ہیں ----- پاکستان سے آنے اور ایس ایم پر چھوٹا الزام ---------- لگانے کے بعد اسکی آفس میں اس پر اٹیک کرنے سے کیا ہوگا

وہ بہت سکون میں تھا -------- اور تمسخرے سے مسکرا کر کہتا آدھا جملہ چھوڑ کر ---------- واپس اپنی چیئر پر بیٹھا

تم بات گھما نہیں سکتے سالار ---------- مجھے بتاؤ میری بیٹی کہاں ہے ---------- ---------- اسنے ایک لات شیشے کی خوبصورت میز کو ماری اور اس پر چلایا نفرت سے

------ یہ ہونے والا سسر تو کچھ زیادہ تیز ہے ---،سالار کانچ کے ٹکڑوں کو دیکھتا بڑبڑایا

کس بیٹی کی بات کر رہے ہیں -------تھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچا ------- شہریار کو زچ کرنے کے فل موڈ میں تھا ..

----- جہاں تک مجھے پتا ہے آپکی ایک ہی بیٹی ہے

جسکا کل ہی آپ نے اپنے اے ایس پی شہروز صاحب سے نکاح کروادیا تھا

وہ نہایت سکون کے عالم میں شہریار کو حیران کر گیا -------- غصے کی شدت سے اسکی ماتھے کی رگیں واضح ہونے لگی ----------

----------بکواس بند کرو تم ---------- زور سے ٹیبل پر اسکے سامنے ہاتھ مارا

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آرام سے میں بہت غریب ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی دونوں ٹانگیں ٹیبل پر رکھ کر قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

ریلیکس مسٹر شہریار ۔۔۔۔۔۔۔ اپنی انرجی ویسٹ نا کرو کیوں کہ ابھی تمہیں اپنے دوست، مرحوم سمیر جہانگیر کی بیٹی معصومہ سمیر کو بھی ڈھونڈنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومیت کے ریکارڈ توڑتے سگریٹ جلایا اور لبو میں قید کرکے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سامنے کھڑے شہریار کو دیکھنے لگا جو اپنی انگارا آنکھوں سے ہی سب کچھ جلا کر بھسم کر دینا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔

معصومہ کے زندگی کا دوسرے پہلو اس کے منہ سے سن کر وہ ششدر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر تو سناٹا چھایا رہا ۔۔۔۔۔۔ جسے شہریار کی گرج نے توڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ میری بیٹی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حقیقت یوں منہ پر آنے سے وہ درد سے چلا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔واقعی معصومہ کو کبھی اسنے تصور ہی نہیں کیا تھا کہ وہ اسکے دوست شہید کیپٹن سمیر کی بیٹی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اسے ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھ کر پالا ۔۔۔۔۔

جس حقیقت کو صرف ملک ولا اور خود ہی جانتا تھا اسکے یوں کہنے پر سرخ انگاروں پر جل اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ------- جس طرح آپ جانتے ہیں کہ میں کمیل کا بیٹا نہیں رائیک رائو (امریکہ کا ---- ایک اسمگلر جس پر کروڑوں کا انعام رکھا گیا تھا) کا بیٹا ہوں

------- ایک ناجائز نہیں اسکی جائز اولاد ہوں

آنکھوں میں واضح شرارت تھی ------ یہ سب اثرات معصومہ کو پاکر آئے تھے -------

--------- یا اپنے آئینے کو سامنے دیکھ کر

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ایک قاتل ہو خونی درندے ہو ----- بیسٹ ہو آپنے باپ ---------- کے خونی ہو

تم انسان نہیں بلکہ جانور ہو --------- وہ اسے بیچ میں ٹوک کر نفرت سے لفظ چبا چبا کر بولا ---------- جس پر ایک لمحے کے لیے سالار کا چہرا سرخ ہوا پر بہت جلد اپنے خول ---------- میں لپٹا

---، یہ تو نا ہی بولیں کہ میں بیسٹ ہوں

کیونکہ اگر میں بیسٹ ہوا تو آپ بھی بیسٹ ہی ہیں ------ وہ بولا تو کچھ دیر پہلے والی --------- شوخی لہجے میں معدوم تھی

شہریار نے غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا ارادہ ایسا تھا کہ ابھی زندہ ---------- زمین میں گاڑ دیگا

شاید آپ بھول گئے ہیں کہ آپ بھی ویسے ہی لوگوں کو مارتے تھے ے۔ -------- -------- اسنے تھے پر زور دیا

فرق صرف یہ ہے کہ آپ ثبوت گواہ یہ وہ اکٹھے کر کے مارتے تھے -----اسنے نظروں میں ------- بیزاری لیے یہ وہ کا اشارہ دیا

پر مجھے انکی ضرورت نہیں پڑتی --------- آپ اپنے آفیسرز کے آرڈرز کے غلام ہیں ،میں نہیں ------ باقی ہم دونوں ایک ہی ہیں ------ ہونے والے سسر ---- آخری --------- لفظ اسنے بڑبڑائے -------- شہریار خاموش سن رہا تھا

رہی بات میرے باپ کی تو وہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ایک اسمگلر تھا ----- جسنے ایک لڑکی کو اپنے جال میں پھنسا کر لڑکی کی ضد پر اس سے شادی کی اور مطلب پورا ہونے پر اسے بھی اپنی اسمگلنگ میں شامل کردیا ------- جس سے وہ لڑکی اپنے پیدا ہونے والے بچے کی جان بچا کر بھاگی ------ اور کمیل ملک کے گرلفرینڈ کے ساتھ اسکے فلیٹ میں رہنے لگی -------- دونوں اچھی دوستیں بن گئی ----- اور اپنی زندگی کی تلخیاں ایک دوسرے سے شیئر کی --------- اسکی فرینڈ یعنی کمیل ملک کی گرلفرینڈ اسکا الزام

-------- برداشت نہیں کرپائی اور اپنی جان دے دی مردہ بچا پیدا کر کے

اسکی دوست کے سر پر رائیک رائو کا خوف سوار تھا اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسکی پہنچ
--------سے وہ زیادہ دیر بچ نہیں پائے گی

اس وجہ سے اس نے رائیک رائو کے ڈر سے اپنے بچے کو کمیل ملک کے بچے کی جگہ
رکھ دیا ------- اور انکے مانگنے پر دیدیا جو آج سالار ملک ہے ---ہاہاہاہا -------اسنے سرد
قہقہہ لگایا ------- جو اپنی ماں کی زندگی کے بارے میں ایسے بتا رہا تھا جیسے کسی اور عام
------- لڑکی کی کہانی

بچے کے جانے کے دوسرے دن ہی اس لڑکی کی لاش فلیٹ سے برآمند جو رائیک رائو کی
------- درندگی کا ثبوت تھی

وہ بچا ملک خاندان کا حصہ بنا اور ناجائز مشہور ہوگیا ------- اسنے اپنے باپ کے مرنے
------- کے بعد اسکی ڈائری پڑھی جس میں شہریار ملک کا ذکر تھا

وہ شہریار ملک جسنے کمیل ملک کو اپائج کردیا اور اسے اس کے گناہ کا احساس دلایا
--------- وہ سب پڑھ کر اس بچے نے سوچا کہ اگر وہ اسکے باپ کو نامارتا تو شاید اسکا

باپ زندگی سے بیزار ہوکر اتنی جلدی نا مرتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسے لوگوں کے زہریلے لفظوں ۔۔۔ سے محفوظ رکھتا

یا اسے اپنے گناہوں کا احساس نا ہوتا تو شاید وہ ابھی اپنی ماں کے پاس نارمل زندگی گذار رہا ہوتا ۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب سوچ کر اسکے اندر بدلے کی آگ بھڑکی ۔۔۔۔۔۔ اور اسے ایسے ہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تڑپانا چاہا جیسے خود تڑپتا تھا

پر اسکا ارادہ بدل گیا جب وہ پاکستان آیا اور اس شخص سے ملا جسنے خاندان کے خلاف جاکر اسے اپنا تسلیم کیا بلکہ اپنے گھر کا حصہ بنایا ۔۔۔۔۔اپنی بیٹی اسکے نام کی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔۔۔۔ ہنسہ ۔۔۔۔ شہریار نے سرخ نظریں پھیری

اور اسے سمجھایا کہ اپنی کھوجنا کرو ۔۔۔۔۔۔ جس پر اسنے اپنی کھوجنا کی اور اسے اپنی ۔۔۔۔۔۔۔ حقیقت معلوم ہوئی جو اس شخص یعنی شہریار ملک کو پہلے ہی معلوم تھی

اور اس بیس سالہ لڑکے کو جب اپنے باپ کی۔ حقیقت اور ماں کا پتا لگا تو اسنے ویسی ہی موت دی اسے جس کے وہ لائق تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے چل کر اسنے کئی ایسے لوگوں کا ۔۔۔۔۔۔۔۔ صفایا کیا

اور یہ حقیقت جب شہریار ملک کو پتا لگی تب بہت دیر ہوچکی تھی -------- وہ چھوٹا لڑکا ---------"درندے کے روپ میں آچکا تھا ------- آپکے مطابق "بیسٹ

پر اس کی زندگی میں جب وہ معصوم سی حور آئی تب سے وہ بدل گیا ---------- صرف اپنی لٹل گرل کے لیے --------- دنیا کے لیے وہ ابھی بھی ویسا ہی ہے

-------رائیک رائو کا خون -------- پر اپنی لٹل گرل کیلئے وہ سالار ہے، سالار ملک

اپنی جنونیت بنا لیا ہے اسے ---------- اسکی اتنی سی چیز کے بابت فل انفارمیشن رکھتا ہوں--------- وہ کیا کھاتی ہے کیا پیتی ہے --------- کیا پسند ہے کیا ناپسند ہے ------- کیوں روئی یہاں تک کہ اسکے ایک آنسوں کے گرنے کی بھی پوری معلومات ہوتی ہے ، تو اسکے بابت، اسکی زندگی، اسکی اصلیت کے بارے میں مجھے کیسے ---------- نہیں پتا ہوگا

ہاہاہاہا-------- وہ جیسے شہریار کا مزاق بنا رہا تھا --------- اسے تو ایسا ہی لگا

میں یہ جانتا ہوں کہ -------- اسنے خود کو گھورتے شہریار کو دیکھا اور اٹھ کر ونڈو کے ---------- قریب آیا اور قد آور عمارتوں کو دیکھنے لگا

شہریار کی نظریں اس پر ہی جمی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا بس چلے تو ابھی کے ابھی اسکا خون کردے ۔۔۔۔پر نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس بیسٹ کے پاس اپنی معصوم بیٹی قید تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ کچھ بھی بگاڑنا نہیں چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسے بھی کرکے اس سے اپنی بیٹی حاصل کرنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسلئے مٹھیاں بھینچے اسکی بکواس کو سننے پر مجبور تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ سمیر جہانگیر کی شہادت کے بعد اسکے سوتیلے بھائی اسلم جہانگیر نے دولت کی حوس میں آکر حصے کے ڈر سے رات کو اسکی بیوی مہک سمیر جہانگیر اور ایک مہینے کی بیٹی معصومہ سمیر پر اٹیک کیا جس سے اسکے بھائی کی بیوی یعنی کیپٹن مہک کافی زخمی ہوگئی

پر اس سب کے باوجود وہ وہاں سے نکلی اور اپنی بیٹی کو میجر شہریار کے در پر رکھ کر وہیں دم توڑ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو آج معصومہ شہریار ہے ۔۔۔۔۔۔۔ آپنے اسلم جہانگیر کو اسکے انجام تک پہنچایا پر اب اسکا بیٹا ۔۔۔۔۔

آپ سب کی موجودگی کے باوجود اسے اتنی تکلیف پہنچائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ دھاڑ کے ساتھ اسنے خونخوار آواز میں کہا اور ساتھ ہی چھناکے کی آواز کے ساتھ شیشہ چکنا چور ہوگیا

یہ تمہارے مسئلہ نہیں سالار وہ میری بیٹی ہے ---------- مجھے بتائو وہ کہاں ہے ---------- شہریار زہرخند لہجے میں پوچھتا ایک بار پھر اسکے سامنے آیا اور اسکے ہاتھ کو ---------- دیکھا جہاں سے خون نیچے ٹپک رہا تھا

-------- ہاہاہاہا ---------- اسکے پوچھنے پر سالار نے تمسخرے بھرا قہقہہ لگایا

آپکو کیا لگتا ہے ---------- کہ اب کبھی آپ اسے پاسکیں گے -------- یا مجھ سے الگ کر سکیں گے -------- نہیں کبھی نہیں --------- اب اسے صرف میری ---------- موت ہی مجھ سے جدا کر سکتی ہے اب

وہ صرف سالار کی ہے -------- صرف میری اور کسی کی نہیں کسی کی بھی، نا ہی آپکی ---------- وہ جنونیت سے چیخا اپنی بے بسی کا عتراف کر گیا ---------- شہریار -------- ششدر رہ گیا

اور اگر آپنے مجھ سے اسے الگ کیا تو میں سب کچھ تباہ کردوں گا --------- سب کچھ -------- وہ جھک کر لفظ چبا کر بولا -------- نیلی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ---------- لہولہان ہوچکی تھی

--------- چاہے وہ خود مع--ص--ومہ ہی کیوں نا ہو

---------- وحشی ---------- اسکے مطلب پر شہریار نے زوردار تھپڑ اسے دے مارا

-------- ہاہاہاہا---------- سالار نے قہقہہ لگایا

مار دیں گے تب بھی اس تک نہیں پہنچ سکیں گے ---------- چاہے تو آپ ساری زندگی کوششیں کرتے رہیں ---------- یا بھول جائیں اب --------- وہ لاپروائی ---------- سے کہتا وہاں سے ہٹا

شہریار مسکرایا --------- تم مجھے چیلنج کر رہے ہو سالار --------- اسکی پشت کو دیکھ کر جتایا --------- جس پر سالار نے کندھے اچکائے --------- جیسے کہہ رہا ہو جو -------- بھی سمجھیں

--------!!ٹھیک ہے

تو یاد رکھنا --------- وہ میری بیٹی ہے --------- چاہے تم کچھ بھی کہو

اپنی بیٹی تو میں حاصل کرکے رہوں گا --------- وہ اسکے سامنے آیا --------- چاہے اسکے لیے دن، مہنے، سال لگ جائیں ------- میں اسے تمہارے شکنجے سے نکال کر رہی ---------- رہونگا ------ یہ ایک باپ کا تم سے وعدہ ہے

---------- اسنے اسکی سرخ نیلی آنکھوں میں دیکھ کر چیلنج اکسپٹ کیا

اور میں بھی پوری کوشش کروں گا کہ آپ کبھی اسے دیکھ بھی نا پائیں

---------- وہ ضدی تھا بہت -------- اور جب اپنی ضد پر آجائے تو دنیا الٹ کرجاتا تھا اپنی ضد پوری کرنے کے لیے ---------- اس بات سے شہریار اچھی طرح واقف تھا --------

پر وہ کسی طور اپنی بیٹی حاصل کرنا چاہتا تھا -------- چاہے اس کیلئے اپنی زندگی داؤ پر کیوں نا لگانی پڑے ----------ایس ایم سے ضد کرنا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا ---------- پر وہ بھی شیر تھا -------- اس دنیا کا پرانا کھلاڑی

اوکے سسر جی انشااللہ پھر جلد ملیں گے ---------- شہریار کو جاتے دیکھ کر شرارت سے پیچھے بولا ----------

میرے داماد سے انشااللہ جلد ہی ملوگے ---------- وہ بنا مڑے بولا --------- اسے پتا تھا اس کے اس جواب پر اسکی رنگت کیا ہوگی --------- اور واقعی ہی ایک منٹ ---------- کے لیے اسکی رنگت بدلی جس پر وہ جلد ہی خود کو کنٹرول کر گیا

پھر تو آئی ایم شور آپکو اسکی جان عزیز نہیں ہوگی -------ہاہاہا- ---- یہ کھلم کھلا دھمکی تھی --------جس پر شہریار ایک تمسخرے بھری مسکراہٹ اچھالتا ایک احد کے ساتھ وہاں سے نکلا اور لمبے لمبے دگ بھرتا ایس ایم انڈسٹری سے ہی نکلتا چلاگیا --------- کہ --------- بہت جلد سالار تم سے اپنی بیٹی واپس لوں گا

ابھی وہ ضد میں کچھ بھی کرسکتا تھا ------- اور یہ سب معصومہ اپنی معصوم بچی کے ---------- لیے خطرناک ثابت ہوتا اس لیے اسنے ٹھیک وقت کا انتظار تھا

ظاہر ہے ہر انسان کا کوئی نا کوئی کمزور لمحہ ضرور آتا ہے سالار ---------- کہتے درد ---------- سے آنکھیں میچیں

وہ کسمسائی ------پیاس کی شدت سے گلا صحرا ماند لگ رہا تھا -------- سر بھاری سا ------- محسوس ہورہا تھا

افف امی ------ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی ------ سر اور جسم بہت دکھ رہا تھا

---------وہ پانی پینے کی نیت سے اٹھی کہ تبھی نتھنوں سے مٹی دھول کی خوشبو ٹکرائی

ایسا لگا جیسے کئی مہینوں کے بند گھر میں ہو --------- حیرت سے آنکھیں مسلتی وہ

اپنے پورے ہوش حواس میں لوٹی ------- پر جب جگہ پر نظر پڑی ششدر رہ گئی

-------- عام سے کمرے جیسا یہ روم فرنیچر کے نام پر ایک الماری ایک صوفہ سنگل بیڈ

----- جس پر وہ بیٹھی تھی -------- اسکے حواس واپس گھم ہونے لگے

وہ تو اپنے روم میں تھی تو یہ کہاں آگئی ---------- حیرت کے شدید جھٹکے سے وہ بیڈ

سے اتری ------- جب نظر سائیڈ ٹیبل پر ایک کاغذ پر پڑی -------- فوراً اٹھا کر

گھومتے سر کے ساتھ پڑھا ------- پر اس سب سے بڑا جھٹکا تو اس کاغذ کے ٹکڑے پر

-------- لکھے لفظوں سے لگا

جہاں شہروز کی ہینڈ رائٹنگ میں لکھا تھا کہ "زیادہ اپنے ناقص دماغ پر زور دینے کی ضرورت

---------" نہیں، رخصت ہوکر میرے ساتھ آئی ہو

کیا بکواس ہے ---------- کاغذ کے ٹکڑے کو ہاتھ میں مروڑتے چلائی غصے کی شدید

---------- لہر اسکے تن بدن میں سرسراہٹ ہوئی

اور ننگے پاؤں سے باہر آئی -------- اسنے ایک نظر گھر پر ڈالی --------- دو کمرے چھوٹا سا لاؤنج جس کے بیچو بیچ دو صوفے اور سینٹر میں ایک میز رکھی تھی ------- اوپن کچن پر مشتمل چھوٹا سا مگر خوبصورت فلیٹ تھا جو اس وقت دھول گرد میں لپٹا ہوا تھا

---------- اسنے بے ساختہ دیکھ کر جھرجھری لی

مجھ نیند میں رخصت کروانے والا کمینہ گیا کہاں ------؟ وہ غصے پاگل ہورہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا ہو کیا گیا ہے ----- ٹھیک ٹھاک تو وہ بیڈ پر لیٹی تھی ------ معصومہ کے انتظار میں اور اب وہ یہاں ہے اکیلی مطابق اس کمینے کے کہ نیند میں رخصتی--------

مجھے پاپا سے بات کرنی چاہیے --------- یہ مجھے رات کو گھر سے نکالنے والا کیا چکر ہے

وہ دانت پیس کر سوچتی واپس روم کی طرف آئی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو وہ پہلے والا تو روم نہیں تھا ------- وہ بیڈروم تھا اسکا اور یہ جم --------- جہاں وہ اکسرسائز کرتا تھا نفرت سے منہ موڑ کر مڑی اور پیر پٹختی کر باہر نکلی --------- تو داخلی دروازہ کھلنے کی آواز آئی ---------

شاید شہروز تھا یقیناً -------- اسنے غصے مٹھیاں بھینچی اور باہر نکل کر واپس لائونج میں ---------- جہاں وہ پولیس کے یونیفارم میں اندر داخل ہوا تھا

شہروز نے اس پر ایک نظر ڈالی جو بغیر دوپٹے کے جینز شرٹ میں بکھرے بال غصے سے سرخ چہرا لیے یقیناً جھگڑے کے موڈ میں کھڑی تھی ----------وہ نظریں پھیر کر روم میں کی طرف جانے لگا ---------- اسکے لب دبے ہوئے تھے شاید قہقہہ دبانے کی ---------- کوشش کر رہا تھا -------- بگڑی شیرنی کو دیکھ کر

یہ کیا بکواس کی ہے ---------- میں یہاں کیسے ہوں -------؟؟ شکل دیکھی ہے دوٹکے کے گوار جانور انسان، تمہاری ہمت کیسے ہوئی رخصتی کروانے کی --------- اتنی ہمت تھی تو ہوش میں میرے سامنے یہ فرمائش کرتے ------- نیچ گرے ہوئے کمینے ---------- انسان -------- وہ بپھری شیرنی بنی لپک کر اس پر جھپٹی

شہروز جو پہلے سے ہی اس سب کی اس سے توقع رکھتا تھا ---------- اس لیے اس کے حملے سے پہلے ہی الرٹ تھا ------- پریہا کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی اسنے اسکے -------- دونوں بازو دبوچ کر پیچھے باندھے

اسکے ایسا کرنے پر وہ اور غیض و غضب میں آگئی ---------- چھوڑو مجھے، پھر بتاتی ہوں تمہیں رخصتی کا انجام کمینے اے ایس پی ---------- وہ جھٹکا دے کر خود کو ---------- چھڑوانے کی کوشش کرتی دھاڑی

---------- شہروز نے آنکھیں سکیڑی

بکواس بند کرو سمجھی -------- وہ اس پر گرفت سخت کرتے منہ پر دھاڑا

--------- پریہا نے غصے اور نفرت سے دیکھا

زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں کہ مینے یہ رخصتی کروائی ہے یا کوئی ایسی فرمائش کی ہے --------- پوچھو اپنے باپ سے کہ اسنے کیوں تمہیں میرے گلے میں ڈال دیا ---------- وہ بھی زبردستی -------- اس لیے میرے سامنے اب زیادہ پھڑپھڑانے ---------کی کوشش کی تو یہیں پر ہی کاٹ دونگا چڑیا

وہ اسکے منہ پر اسکی پھٹی آنکھوں میں دیکھتا تمسخرے سے ایک ایک لفظ چبا کر کہتا اسے دیکھنے لگا ---------- جو حیرت سے دیکھ رہی تھی ---------- اور ایک بات ---------- مسکرا کر ایک ہاتھ سے اسکی کمر میں حصار ڈالا اور قریب کیا ---------- جو ---------- سن کھڑی تھی

اگر آئندہ گھٹیا، کمینہ اے ایس پی یا نیچ گوار جانور بولا تو اسکا انجام بہت برا ہوگا مینڈکی ---------- ---------- وہ اسکے طرف تھوڑا جھک کر وارن کرنے لگا

اب زیادہ سوچ کر ٹائم ویسٹ نا کرو میں فریش ہوکر آئوں تو دونوں ملکر اپناا گھر صاف کریں گے ---------- اسنے اپنا پر زور دیا اور اسے وہیں چھوڑ کر خود روم کی طرف بڑھ ----------گیا

وہ چاہا کر بھی اپنی انا کے ہاتھوں مجبور ہوکر اپنے کیے کی اس سے معافی نہیں مانگ سکا ----------

یہ کیسے ہوسکتا ہے ----- پاپا ایسا کیسے کرسکتے ہیں میرے ساتھ --------- وہ ہذیاتی انداز میں چلائی ---------اسے یقین نہیں ہورہا تھا کہ اسکا باپ جو اس کا نکاح کرتے وقت اپنی ماں کے خلاف جاکر مجبور ہوکر اسکی مرضی ضرور پوچھی تو یہ اتنا بڑا فیصلہ کیسے کرسکتا ہے وہ بھی اس طرح ---------- جیسے مینے کوئی گناہ کیا ہو جسے راتو رات گھر ---------- سے نکال دیں

میں ایک پل بھی اس جاہل انسان ساتھ نہیں رہوں گی --------- چیخی روم کے ---------- دروازے کو دیکھ کر جہاں سے ابھی شہروز گیا تھا

مجھے پہلے پاپا سے بات کرنی چاہیے ---------- ہاں یہ ٹھیک رہے گا ------ وہ ہاتھوں کی مدد سے بالوں کو درست کرتی اپنا موبائل اٹھانے کے لیے اندر قدم اٹھانے لگی جہاں شہروز تھا --------- اسے جب ہوش آیا تو وہیں سوئی ہوئی تھی تو سوچا شاید موبائل -------- اور بیگ بھی یہیں ہو --------- اس لیے نا چاہتے بھی وہ اندر داخل ہوئی

اسکی نظر سامنے اٹھی تو باتھ روم کے بند دروازے پر پڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شاید وہ باتھ لے رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے اس سے کیا دفع کرو مٹی ڈالو ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سر جھٹکتی جلدی جلدی موبائل ڈھونڈنے لگی اپنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سیدھی اپنے بیگ کی طرف لپکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کی پیکنگ دیکھ کر وہ گنگ رہ گئی

بلاشبہ یہ پیکنگ اسکی ماں کی، کی گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسا کیوں کیا مما ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گرا

پھر جلد ہی خود کو سنبھال کر اسنے اپنا موبائل ڈھونڈا جو نہیں تھا نا پرس میں نا بیگ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاید بھول گئے ہوں گے ۔۔۔۔۔۔ وہ ہونٹ چباتی اٹھی

اب کیا کروں کیسے پوچھوں وجہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ پریشانی سے یہاں وہاں چکر کاٹنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک پیاس دوسری بھوک دونوں نے ندھال کر دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اوپر سے موبائل نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آہ۔ ۔۔۔۔۔۔۔ غصے سے کہراہ اٹھی

جب سامنے بیڈ پر رکھے موبائل کو دیکھا -------- جو شہروز رکھ کر گیا تھا فریش ہونے ---------- اسکے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ بکھری

ہونہہ آیا بڑا رخصتی والا کمینہ اے ایس پی ---------- ایک نظر باتھ روم کے بند کرواز‌ے کو دیکھ کر وہ اس کی موبائل کی طرف لپکی ---------- اور جلد سے اٹھا کر پہلے اپنی ماں سے بات کرنا چاہی اس لیے اس کا نمبر دائیل کیا اور ایک نظر پھر دروازے ----------کو دیکھ کر موبائل کی جانب متوجہ ہوئی

جہاں رنگ تو جارہی تھی پر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا ---------- ۔ اٹھاؤ مما اگر کمینے دیکھ لیا تو چھین لے گا ---------- وہ موبائل کو دیکھتی بڑبڑائی ---------- ۔ باتھروم کی --------- طرف اسکی پیٹھ تھی

کس سے پوچھ کر میری چیز کو ہاتھ لگایا ---------- اچانک پیچھے سے شہروز نے موبائل ---------- چھین کر غصے سے پوچھا اور موبائل کو اپنے ٹرائوزر کی پاکٹ میں ڈالا

پریہا اسکی اچانک آواز پر مڑی ---------- میرا موبائل کہاں ہے --؟؟؟---------- ---------- وہ اسکے فون چھیننے پر خونخوار بلی بنی غرائی

آواز نیچے مینڈکی مت بھولو یہ میرا گھر ہے ---------- وہ آنکھوں میں روعب لیے اس کی آواز کے خلاف بولا----------

اپنی فالتو بکواس بند کرو ---------- اور موبائل دو ---------- وہ اسکے بغیر شرٹ کے سینے سے نظریں پھیرتی اپنا دوپٹہ ڈھونڈنے لگی ---------- جس کی اسے شدت ضرورت محسوس ہورہی تھی --------- اسکی بے باک نظروں کو نفرت سے دیکھتی بیڈ سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر خود پر پھیلا گئی----------

اپنی بے لگام نظروں پر کنٹرول کرو اور مجھے موبائل دو تاکہ میں پوچھ سکوں ایسی کیا وجہ ہوگئی جو مجھے ایسے نکالا ---------- وہ زہرخند لہجے میں گویا ہوتی فون مانگنے لگی

شہروز جو اسے دیکھ رہا تھا ---------- اسکے ٹوکنے پر لب دبائے ---------- مطلب ---------- پہلا فارمولا کام کرگیا

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں نا ہی خوش فہمی پالنے کی ضرورت ہے کہ---------- وہ اسے قریب تھوڑا جھکا ---------- کہ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ ہے پریہا شہریار ---------- تم میرے لیے پہلے بھی ویسے تھی اور آج بھی ---------- اس ---------- لیے ایسی بیوقوفی پالو مت کہ میں تمہیں ایسی ویسی نظروں سے دیکھوں گا

---- رہی بات موبائل کی

وہ تو تمہیں تب ملے گا جب تم مجھے یہ گھر صاف کروائو گی -------- ۔ اسے پتا تھا مر ---------- کر بھی وہ اسکی ہیلپ نا کروائے ------- تبھی موبائل کی پیشکش کی

اسنے ایک ایک لفظ واضح طور پر اسکے کانوں میں سیسے کی طرح انڈیلا -------- اور شرٹ ---------- پہن کر اسے کمرے میں دھول کی طرف اشارہ کرتے باہر نکلا

وہ شرمندہ ہوگیا خود کی نظروں سے ہی ------- تبھی جو منہ میں آیا کہتا باہر نکل گیا اسے ---------- وہی تپتے صحرا میں چھوڑ کر

کئی دیر تک تو وہیں سن سی کھڑی رہی ---------- اسکے لفظوں کو اپنے گردش گھومتے ---------- محسوس کرتی

یہ اکڑ تو تمہاری میں توڑ کے رہوں گی شہروز ---------- اب تب جاکر میں سکون سے بیٹھوں گی یاد رکھنا، ایک ایک لفظ کا بدلا لوں گی کمینے اے ایس پی ---------- وہ خود سے احد کرتی ندحال بیڈ پر گری ---------- مزید سکت نہیں تھی چیخنے چلانے کی

کیا مدد کروا رہی ہو پھر ---------- برتنوں پر ہوتی کھٹ پٹ کی آواز کے ساتھ شہروز کی ---------- پکار گونجی

دفع ہوجاؤ دوٹکے کے پولیس والے ---------- یہ تمہاری خوش فہمی ہے کہ میں ایسا ------- ویسا کچھ کروں گی ---------- وہ چلاتی باہر نکلی پیاس کی وجہ سے

پر جب نظریں کچن کی طرف اٹھی تو دیکھ کر اسکی آنکھیں ابل پڑیں ---------- جہاں وہ ---------- تیز تیز ہاتھ چلاتا کسی ماہر ماسی کی طرح برتن دھو رہا تھا

آج سر پر بم کے اوپر بم پھٹ رہے تھے --اور وہ بیچاری انکے زد میں تھی

کہاں وہ مغرور شخص جو ملک ولا میں خود چل کر پانی نہیں پیتا تھا ------ کہاں پھر یہ ---------- شخص -------- اسنے سوچ کر جھرجھری لی

---------- مجھے پیاس لگی ہے --------- وہ غصے میں بولی

شہروز سن کر بھی اپنے کام میں لگا ہوا تھا ---------- اسے کل سے ڈیوٹی جوائن کرنی تھی اس لیے یہ ایک ہی دن تھا جس میں اسے پورا گھر روم لاؤنج سب کچھ صاف کرنے ---------- تھے --------. اپنے گھر کو چمکانا تھا

گونگی---------- آئی مین بہرے ہو کیا --------؟ اسے ماسی کی طرح دیکھ منہ سے بھی ویسے نکل گیا پر جب شہروز کی خطرناک گھوری کو دیکھا تو گڑبڑا کر اپنا جملہ درست کر ---------- گئی

تو تم بھی اندھی نہیں ہو آکر پی لو ---------- وہ مصروف انداز میں بولا

تو تم بھی اندھے نہیں ہو ---- تمہیں یہاں کوئی بوتل نظر آرہی ہے ---------- وہ ---------- اندر داخل ہوتی خالی فریج دیکھاتی طنزیہ بولی

------- ہاہاہاہا ---------- اسکی بات پر شہروز نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا

او میڈم ہوش میں آئو -------- اسکے آگے چٹکی بجاتے بولا جس پر پریہا نے ناگوار نظرو ---------- سے اسے دیکھا

یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں میرا ہے -------- یہاں تمہیں ہائے کوالٹی کا پانی نہیں---------- نل کا پانی پینا پڑیگا ---------- آئی سمجھ -------- وہ اسکی پھٹی شاک آنکھوں میں دیکھا پانی کا گلاس بھر کر کائونٹر پر رکھتا طنزیہ ہنسا ---------- اور ---------- واپس اپنے کام میں مصروف ہوگیا

---------- امیر باپ کی بگڑی اولاد ---------- وہ اسے شاک میں دیکھ کر بڑبڑایا

کیا تم مجھے بیمار کرکے یہیں مارنا چاہتے ہو کمینے اے ایس پی ---------- وہ نل کا پانی ---------- دیکھ کر دھاڑی

تمہارے جیسے ڈھیٹ انسان اتنی جلد نہیں مرتے ---------- وہ لفظ چبا کر بولتا اپنے کام ----------کی جانب متوجہ ہوگیا

مرو تم کمینے انسان ---------- میرا تھینگا پیے گا یہ پانی ---------- وہ غصے سے پانی کا گلاس پھنکتی وہاں سے نکلی ---------- اور کمرے میں واپس بند ہوگئی ---------- شہروز صرف افسوس سے اسکی پشت کو دیکھتا رہا

دنیا مر گئی یہ پانی پیتے اب صرف یہ رہ گئی -------- وہ ناگواریت سے کہتا نیچے سے گلاس اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھا ---------- اسے پتا تھا پانی کے سوا انسان نہیں ----- ---------- دیکھتے ہیں کتنی دیر اندر رہتی ہے

دھند دھند سی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی تھی -------- وہ کسمسا کر اٹھ بیٹھی -------- اسنے جیسے آنکھیں مسلی تو ہاتھ کی پشت پر چھبن کے احساس سے کہراہ اٹھی

اسنے ہاتھ آگے کر کے انکی پشت دیکھی تو وہاں سرخ سکن تھی ------. جہاں ہلکہ ہلکہ سا ----- درد ہورہا تھا

-------- وہاں سے نظریں ہٹا کر اسنے کمرے کو دیکھا -------- جو اسکا تو نہیں تھا

روم بہت خوبصورت تھا جیسے لڑکی کیلئے ڈیزائن کیا گیا ہو ------ اندھیرے میں ڈوبے روم میں گلاس وال جسے کے دونوں طرف سے میرون پردے لٹک رہے تھے ------- بیچ -------- سے آتی سورج کی روشنی کمرے کو روشن کر رہی تھی

اسکے ہاتھ پاؤں پھول گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ پسینے سے نم ہوتی بے ساختہ خوف سے سسکی

۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ سانسوں نے بھی بکھرنا شروع کردیا

۔۔۔۔۔۔۔ اچانک اسکی آنکھوں کے سامنے سارا واقعہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا

خوف سے اسکا وجود لرزنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ مٹھیوں میں بیڈ شیٹ کو جکڑتی پوری قوت سے چلانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پاپا۔۔۔۔۔پاپاااا۔۔۔۔۔۔ مماااا۔۔۔۔۔۔۔ وہ خوف کے حصار میں درد بھری چیخیں منہ سے نکالنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی صورت میں رواں تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔ ڈرائیور اسکی وجہ سے مرا ہے ۔۔۔۔۔ یہی

۔۔۔۔۔۔۔ سب ملکر اسے اور وحشت زدہ کر رہے تھے

۔۔۔۔۔۔ سالار جو ابھی شہریار کی روانگی کے بعد یہاں پہنچا تھا

لائونج میں بیٹھا دوسری ملازمین کو یہاں سے اپنے محل بھیج کر ایک پاکستانی ۳۵ سالہ عورت زرینہ بی ملازمہ کو ہدایات دے رہا کہ معصومہ کے روم سے اسکی چیخیں سنائی دیں

اسنے چونک کر اوپر دیکھا اور جلد سے اٹھ کر زرینہ بی جو خود اوپر کی طرف دیکھ رہی تھی اس سے بولا -------

آپ جائیں جلد سے کوئی لائٹ ڈش بنائیں اور اوپر لیں آئیں گو فاسٹ --------- وہ اسے جانے کا کہتے خود اوپر کی طرف بھاگا --------

زرینہ بی جلد سے سر ہلاتی کچن کی طرف گئی ------ جسکی اسے پہلے ہی معلومات دی گئی تھی -------

وہ دروازہ دھکیل کر کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر پڑی ہاتھ پاؤں مارتی خوف سے چیخ رہی تھی ---------

ریلیکس معصومہ --------

وہ لائیٹ جلا کر لپک کر اس تک پہنچا اور اسکے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیکر آرام سے بولا --------

ممم----- مجھے-----بچالو------ پاپا------وہ- -------- وہ مجھے------ مجھے مار دیں گے --------- وہ آنکھیں میچے چیخی ڈر سے -------

ششش ۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی نہیں مارے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بگڑتی حالت دیکھ کر وہ دھاڑا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ نے جانی پہچانی آواز اور دھاڑ پر پٹ سے آنکھیں کھولیں ۔۔۔۔۔۔ وہ خود کو ابھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھی اس خوفناک اندھیرے جنگل میں محسوس کر رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔ پر خود پر جھکی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر اپنا سانس روک گئی

**********❤

وہ ساکت آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار بھی خاموش سا اسکی

۔۔۔۔۔۔۔ خوفزدہ پھیلی سبز آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پاپا

اسکی رنگت گلابی سے پیلی ہونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سرگوشی میں وہ اپنے باپ کا پوچھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ جو سالار سے بمشکل ہضم ہوا

ششش۔۔۔۔۔۔۔۔ آج کے بعد یہ لفظ منہ پہ نا آئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سرگوشی میں سرد آواز

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں بولا

معصومہ اس سے وحشتزدہ ہونے لگی -------- اسے اپنے قریب دیکھ کر خوف سے اسکا وجود سرد پر رہا تھا ------ خون کی گردش جسم میں تیز ہونے لگی ------ وہ اس کی قریب ہونے پر چیخ چلانا چاہتی

بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی ------ کہ وہ کہاں ہے اسکے ماں باپ بہن کہاں ہے پر اسکی نیلی آنکھوں میں دہشت دیکھ کر اسکی زبان گنگ ہوگئی تھی -------- دماغ فریز ------- ہوچکا تھا

آنسوں روانی سے بہتے بیڈ میں جذب ہورہے تھے ---------اسکی حالت دیکھ کر وہ اس سے دور ہوا ---------- شہریار سے ملنے کے بعد تو اب اسکا ارادہ یہ ہرگز نا رہا تھا کہ وہ ---------- خوفزدہ ہو اس سے------ یا اسکی وحشت سے ڈر کے دور بھاگے

اب وہ ہر قیمت میں اس کے اندر اپنا خوف ختم کرکے وہاں اپنی جگہ بنانا چاہتا تھا
--------- کہ ایک لمحہ بھی وہ اس سے دور نا رہ سکے

------- اگر اس سے دوری اختیار کرنا چاہے تو اپنی موت برابر سمجھے

-------- اور اس سب سے وہ آسانی سے شہریار کو ہرا سکے ----- معصومہ کو پاکر

جب وہ اس سے دور ہوا تو معصومہ نے اپنے رکا سانس بحال کیا ----------وہ ایسے
-------- سانس لینے لگی جیسے تپتے صحرا میں کئی مسافت دوڑتے طے کی ہو

یہ تمہارا روم ہے ------ جو یقیناً تمہیں پسند آئے گا ------ وہ گلاس وال کے پردے
--------- برابر کرتے اس سے بولا

اگر نہیں پسند تو میرے روم کے علاوہ دو روم اور بھی ہیں ---------- ان میں سے کوئی
--------- پسند آئے تو زرینہ بی سے کہہ دینا وہ تمہارا سامان وہیں شفٹ کردے گی

یہاں تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے -------- اسنے وارڈروب کا گلاس ڈور دھکیل

کر اندر موجود اسکے ماپ کے ہینگ کیۓ ہوئے ڈریسز میچنگ شوز اور روزمراہ کی استعمال کی ----------- چیزوں کی جانب اشارہ کیا ---------- پر وہ دیکھے تب نا

وہ تو پاگل ہو رہی تھی -------- اس خوفناک شخص کو اپنے سامنے پاکر -------- یہاں --------- تو بچانے والا کوئی نہیں دیکھ رہا تھا ------- جو اس بچائے

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا زندگی کیوں دن بے دن مشکل ترین ہوتی جارہی تھی ------ پہلے اپنے باپ کے گھر تھی تو گھٹن میں رہتی تھی ------- پر اسکے باوجود ایک سکون ہوتا تھا ------کہ وہ محفوظ ہے

پر اب ، اب تو پتا نہیں وہ کہاں ہے --------؟ کس کے پاس ہے ------- کون --------- ہے یہ شخص کیوں اس پر، اسکی زندگی پر کسی آسیب کی طرح چھایا ہوا ہے

ڈرتے کپکپاتے روتی وہ اٹھ بیٹھی ------- تو روم میں کوئی نہیں تھا -------- وہ شخص جو اس اپنے ہر قدم پر ٹکراتا تھا ---------- وہاں سے چلا گیا تھا اسے وہیں چھوڑ ----------کر

پاپا۔۔۔۔پلیز مجھے یہاں سے لے جائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سسکتی گھٹنوں میں منہ چھپا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پہلے ہی کمزور دل ڈرپوک حساس لڑکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک اپنے ساتھ ہوئے حالات پر اسکا دل پھٹنے کے قریب ہو رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بلک بلک کر ۔۔۔۔۔۔کسے بچے کی طرح رونے لگی

یہ خوفناک شخص کون ہے اس سے کیا چاہتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں اسے خوشی سے رہنے ۔۔۔۔۔۔۔ نہیں دیتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی راتیں اسکے دن ۔۔۔ ہر لمحہ اسکے قید میں ہوتا ہے

کیوں پاپا آپ مجھے اس بچا نہیں پاتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا یہ شخص اتنا طاقتور ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ روتی چیختی خود سے ہی سوال کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ کہ دروازہ ناک ہوا

وہ اچھل پڑی ۔۔۔۔۔ اسے لگا واپس وہ شخص ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی سانسیں حلق میں روکتی سہمی ہرنی کی طرح سنہری خود پر بکھرے بالوں کی اوٹ سے دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پھیلی

۔۔۔۔۔ السلام علیکم

شیریں آواز میں زرینہ بی سلام کرتی کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوئی تو اسکی نظر بیڈ پر بیٹھی گھٹنوں پر سر ٹکائے حیرت سے اسے دیکھتی معصومہ پر پڑی

زرینہ بی جو اسکا نام سالار کے منہ سے سن کر کچھ حیران ہوئی تھی کہ یہ کیسا نام ہے "معصومہ" ------- پر اب جب اسے دیکھا تو ایسا لگ رہا تھا کہ یقیناً یہ نام اس پر ہی بنا ---------- تھا

اسے افسوس نے آگھیرا کہ اتنی معصوم لڑکی کس حیوان کے قید میں آگئی ------ پر اسے دیکھ کر یقین ہوگیا کہ یہی پیاری سی لڑکی اس حیوان کو انسان بنائے گی ---------- ---------اسے رشتوں کے رنگوں سے روشنا کرائے گی

جہاں زرینہ بی کے چہرے پر شفقت بھری مسکراہٹ پھیلی وہیں معصومہ کو تسلی ہوئی ---------کہ یہ ضرور اسے اسکے پاپا کے پاس پہنچائے گی

وو---وعلیکم --اا---السلام ------- اسنے ڈرتے ہوئے سلام۔کا جواب دیا --------
اور دروازے کی طرف دیکھا جہاں کوئی بھی نہیں تھا -------- نا وہ ڈائوسور نما شخص

صاحب نے بتایا کہ آپ بھوک کی کچی ہیں، اس لیے جلدی آپ کی صحت کو دیکھتے یہ
سوپ بنا لائی ہوں -------- وہ چلتی ہوئی بیڈ سائیڈ ٹیبل پر آئی اور ٹرے اس پر رکھا
آپنے دو دن کچھ نہیں کھایا تو اس حساب سے آپکے لیے یہ مفید ہوگا --------- وہ اپنی
---------- شفقت بھری آواز میں کہتی سوپ اسکے سامنے لے آئی

پ---پلیز، پلیز آآنٹی ------- مم---میرے پاپا کو بتائیں انکی معصومہ یہاں ہے
------- پلیز آآ---آنٹی میری ہیلپ کردیں -------. وہ سسکتے اسکے سامنے ہاتھ
------ جوڑنے لگی

مم۔۔۔مجھے ا۔۔اس شخص سے ڈر لگ رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ پاپا کو بتادیں وہ مجھے ڈ۔۔ڈھونڈ رہے ہہ۔۔۔ہوں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زیادہ رونے سے اسکی سبز آنکھیں گلابی ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ریلیکس معصومہ وہ آپکو نہیں ڈرائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ بی پریشان ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔ پر اسکی بگڑتی حالت دیکھ کر بے بس دروازے کو دیکھ کر اس موضوع پر بات کر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے سخت منا کی گئی تھی کہ وہ صرف اسکا خیال رکھے گی کھانے پینے کا ۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی ہر مسئلے سے دور رہے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا میں آپکی کوئی مدد نہیں کرسکتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے آنسو صاف کرکے بولی ۔۔۔۔۔۔۔

جس پر معصومہ نے شکواکن نظروں سے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر جلدی سے دماغ میں آئے خیال پر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تو آآ۔۔۔۔آپ مجھے موبائل لل۔۔۔۔لاکر دیں میں خود پاپا کو بتائوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں التجا سمائے ہچکیوں سے سرگوشی میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بات پر زرینہ بی کا رنگ زرد پڑ گیا ----- جتنی وہ معصوم لگتی تھی اتنی اپنی باتوں سے تو نا لگی ---------

اگر خدا نخواستہ وہ کچھ اسکی مدد کر بھی دے تو، آگے اپنے انجام کا سوچ کر ہی اسکی روح بلبلا اٹھی ------

آپ کا سوپ میں یہاں رکھ رہی ہوں --------

کچھ دیر سکوت کے بعد وہ ایکدم اپنے چہرے پر اجنبی ثاترات لئے سوپ کا پیالا واپس ٹرے میں رکھ کر معصومہ کو وہیں بے بس چھوڑ کر روم سے چلی گئی ---------- وہ سالار کے پاکستان میں اسکے ہاسپٹل میں نرس تھی ------- جہاں غریب لوگ اور خطرناک بیماریوں کے مریضوں کا مفت علاج ہوتا ہے -------

جس کے لیے مختلف ممالک سے بڑے بڑے ڈاکٹرز آتے تھے انکے علاج کے لیے جنکی فی سالار دیتا تھا ------ -------

مختلتف ممالک میں اسے کئی ہاسپٹل اور کئی یتیم بے سہارا بچوں بوڑھوں کے لیے دارلامان ---------- تھے

وہ جو ابھی فریش ہوکر نکلا تھا یہ دیکھنے کے زرینہ بی نے اسے کھانا دیا کہ نہیں پر وہاں ،کی آوازیں سن کر

سالار کے چہرے پر تبسہم بکھرا معصومہ کی فرمائش اور زرینہ بی کے جواب پر ----------
---------- وہ انکے ڈر سے اچھی طرح واقف تھا

وہ اسکے محل میں بھی کام کر چکی تھی جسکی اسے اچھی خاصی رقم ملی جس سے اسنے اپنے ---------- بیٹے کی تعلیم اور بیٹی کی شادی کروائی تھی

---------- وہ ایک نظر اسکے دروازے پر ڈال کر نیچے لائونج میں آگیا

معصومہ بھیگی آنکھوں سے دروازے کو دیکھا جہاں سے ابھی زرینہ بی گئی تھی
---------- بے ساختہ اسے اس سے نفرت ہونے لگی ---------- جو اسکی ذرا سی ہیلپ ------ بھی نہیں کر رہی تھی

سالار کے ڈر سے نا وہ چلا رہی تھی نا چیخ ------- وہ خاموش روتی واپس گھٹنوں میں سر دے گئی ------- اب اسے صرف اپنے پاپا کا انتظار تھا جو اسے اس قید سے واپس لے جائے --------

اسے شدت سے اپنی بہن یاد آئی جو اسے ہر کسی سے محفوظ رکھتی تھی ------ پھر عذر جو کیسے اس بچا گیا تھا جب وہ پپی کو لینے اس کے گھر میں آئی تھی ---- اور یہ خوفناک شخص اسکے قریب آرہا تھا ----------

وہ شدت سے روتی ایک نظر دروازے کو دیکھا جو زرینہ بی جاتے ہوئے بند کر گئی تھی

پاپا کب آئیں گے ----- مما------ مم---مجھے ڈر لگ رہا ہے ---------.وہ سرگوشی میں کہتی اپنے گرد حصار باندھ گئی -------

کاش وہ گھر میں کسی کو ساتھ لے کر جاتی تو آج یہ سب نا ہوتا -------پر اب صرف سوچ ہی سکتی تھی ----- اپنی ایک نادانی پتا نہیں کہاں لے آئی تھی --------

شہریار کے آنے پر پری نے معصومہ کا پوچھا ۔۔۔۔؟ جس پر شہریار نے اسے اچھی طرح مطمئن کروا دیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور جلد ہی ہمارے پاس ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ بھی صاف اور سخت لہجے میں کہہ دیا تھا کہ اب کوئی اس متعلق نا پوچھے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی بیٹی ہے اس پتا ہے کہ وہ کہاں ہے باقی اپنے دماغ پر زور نا دیں ۔۔۔۔۔۔۔

دراب سفیان سے اسنے کھل کر ساری بات شیئر کی ۔۔۔۔۔۔۔ جس پر کئی لمحے تک وہاں خاموشی چھائی رہی ۔۔۔۔۔۔ انہیں یقین نہیں ہورہا تھا کہ سالار ایسا نکلے گا ۔۔۔۔۔۔۔

شہریار کیا وہ ہم تینوں سے تو طاقتور نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔۔۔ ہم آسانی سے معصومہ اس سے لے سکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کیوں ۔۔۔۔۔ سفیان نے حیرانی سے کہا ۔۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں سفیان وہ ہم سے زیادہ طاقتور نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔۔ پر اسکے پاس میری پیاری پھول جیسی بیٹی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بے بس گہرا سانس خارج کیا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ کافی ضدی اور بدتمیز ہے ------ اگر اسے کوئی تکلیف ہوئی تو وہ میری بچی کو تکلیف دے گا ------ جو میں کسی طور برداشت نہیں کرسکتا -------- اور رہی بات وہ کہاں ------ ہے ------ اسکا ابھی مجھے پتا نہیں چل پارہا

میرے آفیسر اسکی ہر انفارمیشن دے رہے ہیں ----- وہاں سے کوئی ایسی معلومات نہیں مل رہی جس سے ہم معصومہ تک پہنچ سکیں ------ اسکے فارم ہائوس ---- اسکا محل ----- مرحوم کمیل کا گھر ہر اسکی جگہ دیکھ چکے ہیں ------- وہ کہیں نہیں ------

مجھے صرف یہ پتا لگ جائے کہ اسنے معصومہ کو کہاں رکھا ہے ---- پھر وہاں سے حاصل ---------کرنا اتنا مشکل نہیں میرے لیے

ہم تمہارے ساتھ ہیں شہریار ----- اس سے معصومہ حاصل کرکے رہیں گے ----- پتا ------- نہیں کیسی ہوگی ہماری بچی ------ دراب نے افسردگی سے سوچا

میں زیادہ دور نہیں رہ سکتا میری بچی سے وہ جلد میرے پاس ہوگی --------اسکی بات پر ------- سفیان نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا

---------- انشااللہ

عذر کو تو ابھی اس سب کی ہوا بھی نا لگی تھی کہ معصومہ کے ساتھ کیا ہوچکا ہے ----- اور وہ کہاں ہے ------- وہ ابھی اپنی ماں کے علاج میں پریشان سسک رہا تھا

وہ ایک ہی اسکی کل کائنات تھی ---- باپ کے بعد ----- پر اس بھی خطرناک بیماری ----- نے اپنے قبضے میں کرلیا تھا

------ جسکا کب سے علاج چل رہا تھا

-------- بس کرو اور کتنا رونا ہے میری شرٹ گیلی ہوگئی ہے گندی

سوں سوں کرتی بار بار مصطفیٰ کی شرٹ سے ناک آنکھیں پونچھتی حیا سے جھنجھلائے بولا

آپکو کیا ہے ----؟ ہونہہ----- مجھ سے پوچھیں کتنا بڑا زخم ہے دل پر --------- وہ دل پر ہاتھ رکھ کر خفگی سے مصطفیٰ سے بولی ----- جو کب سے اسے چپ کروانے کی ------کوشش میں لگا ہوا تھا

آج دوسرا دن تھا معصومہ کو گھم ہوئے ------- شہریار نے سب کو مطمئن کردیا تھا ------ ------- عائمہ بیگم نے پری کو سنبھالا ہوا تھا مشال حور بھی ساتھ تھی

پر اسے جسکو ماں سے بھی بڑا دکھ تھا ----- آنسوں ہی نہیں رک رہے تھے -------- ------- مصطفیٰ بیچارا اس سمندر کا نشانہ بنا ہوا تھا

تمہیں نہیں لگتا کچھ زیادہ بول رہی ہو ------ وہ اسکا سر اپنے سینے سے ہٹائے ابرو اچکا ------کر پوچھنے لگا

ہاں تو غم بھی بڑا ہے نا ---------سوں-------- دونوں مجھے یہیں ولن کی ٹر ٹر کے ----------بیچ چھوڑ گئی ------ مجھے بھی ساتھ لے جاتیں کیا جاتا دونوں کا

--------- اسکے غم کی وجہ سن کر مصطفیٰ کو اچھا خاصا جھٹکا لگا

لڑکی پاگل ہوگئی ہو ------- کیا بول رہی ہو-------- جھٹکے کے زیر اثر اسے شانوں سے
-------- پکڑ کر سامنے کرتے حیرت سے پوچھا

کہاں اتنی فرصت نہیں پاگل ہونے کی ------- مجھے تو اپنا غم کھائے جا رہا ہے
--------- وہ کھوئی کھوئی سی بولی -------- اب تو مصطفیٰ کو پریشانی ہونے لگی
------- وہ دونوں اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھے تھے --------- اور حیا اسکے
------ ساتھ بیٹھی اسکی شرٹ کو ناک کا نشانہ بنائے ہوئی تھی

حیا نے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا جو سچ میں پریشان ہورہا تھا اسکے لیے -------- حیا
------- کو مزا آنے لگا تبھی اور ایکٹنگ کرنے لگی

------- دو دن تکلیف میں رہنے کے بعد آج شہریار کی تسلی پر وہ کچھ مطمئن ہوئی تھی

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ایسا لگ رہا ہے سب کچھ الٹا الٹا ہے -------- وہ ہاتھوں کی
-------- مدد سے اسے الٹا الٹا دیکھانے لگی

------ اچھاااا------ مصطفیٰ بھی اسکی چالاکی سمجھ گیا

میرے دماغ پر بھوج بڑھ گیا ہے ------ مجھے آئسکریم کھانے کا موڈ ہو رہا ہے
-------- وہ چھت کو دیکھتی بولی

اور یہ کب سے ہورہا ہے میری جان ؟؟---------- مصطفیٰ اسکے تھوڑا قریب ہوکر
------ فکرمندی سے پوچھنے لگا

حیا اسکے میری جان کہنے اور قریب ہونے پر سٹپٹا گئی ------ اور تھوڑا پیچھے کو کھسکی

وہ------ وہ ----- گھبرائی سی بولنے کی مزید کوشش کرنے لگی جو یقیناً کافی مشکل
-------- ہورہا تھا ------ مصطفیٰ کے بدلتے تاثرات دیکھ کر

ہاں --ہاں میری جان میں سن رہا ہوں ------- وہ مصنوعی فکرمندی کے ریکارڈ توڑ گیا
------- اور اسکے قریب ہونے لگا کہ وہ بیڈ سے گرنے لگی تھی

-------- مم---میں گرنے لگی ہوں ----- وہ پیچھے دیکھ کر معصومیت سے بولی

گرنے کو چھوڑو مجھے بتاؤ کہ تمہیں یہ سوچیں کب سے آرہی ہیں ------- وہ اور تھوڑا قریب ہوا ------- اب حیا کا پیچھے کھسکنا ناممکن تھا ------ تبھی مصطفیٰ بہت قریب ------آگیا

جھوٹ بول رہی تھی ------- میں ٹھیک ہوں ----اب دور ہٹو، ولن کہیں کے

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتی بے بسی سے اپنے جھوٹ کا اعتراف کرگئی

---------- ہاہاہاہا--------- مصطفیٰ پیچھے ہٹ کر قہقہہ لگا اٹھا

بہت ہی کوئی پہنچی ہوئی چیز ہو -------- وہ ہنستے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے طرف کھینچتا ------- شرارت سے بولا

--------- حیا خود کے بے وقوف بننے پر رونی صورت بنائے اسے دیکھنے لگی

اب اس طرح نا دیکھو ہھر مجھے ہی قصور وار ٹھہرائو گی ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکی سرخ ناک پر پیار ۔۔۔۔۔۔۔۔ کرتا اسکے ساتھ بیڈ پر لیٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا اسکی حرکت پر بوکھلا گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔ آ۔۔۔آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مزید کچھ کہتی جب مصطفیٰ نے اسے چپ کروایا

ششش ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی اسکے گال پر پیار کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شرم سے نظریں جھکا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پلکیں لرزنے لگی ۔۔۔۔۔۔ اور وہ مبہوت سا اسکے حیا سے لال چہرے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو دیکھنے لگا

حیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ گھمبیر آواز میں اسے پکارا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سرگوشی پر حیا کا دل شور ۔۔۔۔۔۔ مچانے لگا

آ۔۔آپ کی شرٹ گندی ہو گئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے جھکتے دیکھ کر حیا کو کچھ نا سوجا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔ جلدی سے جو منہ میں آیا بول اٹھی

مصطفیٰ کو اس یہ ہرگز توقع نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔ تبھی خشمگیں نظروں سے اسے گھورنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ جو اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے منہ موڑ گئی

اڑ لو ---- جتنا اڑنا ہے میری جان -------- ہم بھی کم نہیں ------- کبھی ہاتھ آجائو

-------- وہ اسکے چہرے پر بکھری لٹوں چومتا دور ہوا ------- اور دوسری شرٹ لے

--------- کر باتھ روم میں بند ہوگیا

حیا کو جب اسکے جانے کا یقین ہوا تو اپنی میچیں آنکھیں کھولی -------- اور باتھ روم کے

------ بند دروازے کو دیکھ کر اچھل کر روم سے اللہ اللہ کرکے بھاگی

-------- افف یہ ولن بڑا خطرناک ہے -------- حیا میم بی کیئرفل

--------- وہ خود سے بڑبڑاتی جا رہی تھی کہ سامنے دیوار سے سر جا ٹکرایا

آہ------ وہ کہرا اٹھی اور ماتھے پکڑ کر وہیں بیٹھ گئی -------- اللہ جی یہ کس چیز کی

---------- سزا دی مجھ معصوم کو

یہ شوھر کو تڑپانے کی سزا ہے اداکارہ ------ہاہاہاہا ------ مصطفیٰ جو اسے روم میں نا

پاکر باہر آیا تھا ----- اسے زمین بیٹھ کر ماتھا پکڑے دیکھا تو قریب سرگوشی کرتے قہقہہ لگا

------- اٹھا اور اپنی بازوں میں اٹھاکر واپس روم میں جانے لگا

یہ----یہ کیا کر رہے ہیں، شرم نہیں نیچے اتاریں ورنہ میں شور مچاکر سب کو بلا لوں گی ------- وہ اسے بازوں میں اٹھاتے دیکھ کر ہڑبڑائی غصے سے دھمکی دینے لگی

ہاہاہا ----- مچا لو ----- اپنی بیوی کو اٹھایا ہوا ہے ------- وہ اسکی بوکھلاہٹ شرم سے ------- مزا لیتے بولا

حیا اسکی بات پر اور گھبرا گئی ------ ولن نیچے اتاریں ------ وہ غصے سے چیخی ------

ریلیکس میری جان سب جاگ جائیں گے ------ سونا نہیں کیا------؟وہ اسکی حالت ------- سے محظوظ ہوتے بولا -------- سب اپنے اپنے روم میں تھے

------ نہیں سونا مجھے ------ وہ ناراضگی سے اسے پیچھے کرتی بولی

پر مجھے سونا ہے ------ اور بہت نیند آرہی ہے اس لئے اب شاباش اچھی بیوی کی طرح سو جاؤ ------- وہ اسے بیڈ پر ڈال کر خود بھی لیٹے اسے اپنے آغوش لیکر آنکھیں مونڈ گیا --------- ------ بغیر اسکی بڑبڑاہٹ مزاہمت کو دیکھے

اسے پتا تھا وہ دو دن سے کافی ڈسٹرب رہی ہے ---- اس لئے اسکے لئے نیند ضروری تھی ---------- تبھی وہ اسکی کوئی مزاہمت نہیں دیکھ رہا تھا

اور پھر کچھ ہی دیر میں واقعی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی ------ مصطفیٰ اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ کر سینے سے لگا گیا ---------

---------- وہ پریشان پریشان سی بیٹھی تھی اور بار بار لبوں پر زبان پھیر رہی تھی

اللہ دیکھے تجھے کمینے اے ایس پی -------- پتا نہیں کن منحوس گھڑیوں میں پیدا ہوئے تھے -------- وہ بھوک سے پیٹ پر دباؤ دیتی چلائی ---------

---------- جو باہر ڈسٹنگ کرتا شہروز بے خوبی سن رہا تھا

انہیں میں جن میں تم جیسی منحوسیت پیدا ہوئی تھی ------- وہ کیا کم تھا ------- جواب دیتا مزے سے اپنے کام سرانجام دینے لگا ---------

دو ٹکے کے ملازم مجھے بھوک لگی ہے ---------- کچھ دو ورنہ میں آج ہی مر جاؤں گی ---------- وہ ندحال سی صوفے پر گری

کچھ نہیں ملنے والا مینڈکی -------- جب تک یہ جھاڑو نہیں لگایا ہے --------- وہ بھی ---------- ضد پکر چکا تھا

تم کچھ ہیلپ کروائو گی تبھی میں کچھ کرپاؤنگا -------- وہ پاؤں سے اسکی طرف جھاڑو ---------- کرتا بولا

---------- مجھ میں ذرا سی اب ہمت ہوتی تو کمینے تجھ سے بھیک نا مانگتی

اوکے تو مرتی رہو کم سے کم میری تو جان چھوٹے -------- بن بلایا گلے کا پھندا ---------- وہ وہاں کی ڈسٹنگ کرکے روم کی طرف چلا گیا

اسکے جانے کے بعد پریہا سے مزید پیاس برداشت نا ہوئی تو آہستہ سے ایک نظر روم کے ڈور --------- پر ڈال کر کچن کی طرف دبے قدموں آگئی

افففف اللہ آج تو مر ہی جاتی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ تین گلاس گھٹا گھٹ پیتی پیٹ پر ہاتھ کر گہرا سانس لیتی بڑبڑائی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ بس اتنی جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کچن کی دہلیز پر کھڑا شہروز اسکی حالت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔

*----------

❤**********

اسکے قہقہے پر پریہا کا چہرا سرخ پڑگیا ۔۔۔۔۔ وہ خود کو شرمندگی کی گہرایوں میں ڈوبتا محسوس کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

تمہیں کیا دوٹکے کے کنجوس پولیس والے ------- وہ اس پر اپنی جھینپ مٹانے کے ------- لیے چڑھ دوڑی

مجھے تو کچھ نہیں پر تمنے تو بڑی بڑی تیریں ماری تھی ---- کہ مر جاؤ گی یہ پانی نہیں پیو گی ---------- اب کیا ہوا ------- وہ شرارت سے آئی برو اچکا کر اسے اپنے الفاظ یاد --------- کروانے لگا

تمہیں زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں میری مرضی کچھ بھی کروں سمجھے ------ ایک پل میں اسے اپنی ذلت دھتکارنا یاد آیا ----پل بھر میں اسکا انگ انگ انگاروں ماند جل اٹھا ---------

اور کان کھول کر بات سنو --------- یہ جو تم مجھے ہنس کھل کر باتوں باتوں میں موبائل سے دور رکھ رہے ہو ---------- تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے اس مکروہ چہرے سے میں ------ ناواقف ہوں ------- اسکی آنکھوں میں دیکھتی مسکرا کر بولی

شہروز کو بھی اپنا موڈ بدلنا پڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی وہ صرف مسکراتے ہنستے اس لیے بات کر رہا تھا کہ وہ موبائل کی ضد چھوڑ دے پر وہ شاید یہ بھول گیا تھا کہ یہ پریہان تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ اب بھی پریہان تم سے محبت کرتی ہے ۔۔۔۔۔ نو نیور، نائو ۔۔۔۔۔۔۔آئی جسٹ ہیٹ یو شہروز ملک

میں یہاں ایک پل بھی تم جیسے گھٹیا شخص کے ساتھ نا رہوں ۔۔۔۔۔۔۔ زندگی تو دور

۔۔۔۔۔۔۔

تم سے نکاح میری مجبوری تھی ناکہ محبت ۔۔۔۔۔۔ سو اس خوش حال ہونے کا ڈھونگ رچانے سے بھتر ہے اپنے کمینے انداز میں آجائو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کمینے اے ایس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیپی

وہ لفظوں میں زہر انڈیلتی اسکے کانوں میں گونجتے چھوڑ کر اسکی سائیڈ سے نکلی اور باہر کی طرف جانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز نے غصے ہضم کرنے کیلئے اپنے دانت پیسے ۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک جست میں اسکے سامنے آکر جو ابھی لاؤنج کراس کرکے وہاں سے جانے لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے صوفے پر پھینکا بغیر پریہان کو سمجھے کا موقعہ دئے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ کمر کے بل صوفے پر گری ۔۔۔۔ آنکھیں اسکی ہمت پر پھٹنے کے قریب ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے دو بول بول کر تم یہاں سے فرار ہوجاؤ گی اور میں چوڑیاں پہن کر تمہیں دیکھتا رہوں ۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز اس پر جھکتے ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکائے تمسخرے سے گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تم یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تک میں نا چاہوں ۔۔۔۔۔۔ اور یہ سب میں تب چاہوں گا جب تم ایک اچھی بیوی کی طرح بن کر دیکھاؤ گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری بیوی بنے گی میری جوتی ---------- شہروز ملک ---- مت بھولو میں اب تم سے نفرت کرتی ہوں بے انتہا نفرت -------

جہاں تک میری محبت کی بات تھی وہ ایک نادانی تھی میری ---------- یہ لفظ وہ کیسے ادا کر رہی تھی یہ وہی جانتی تھی --------

کسی خوش فہمی میں نا رہنا کہ میں یہ رشتا رکھوں گی --------- میں یہاں سے جاتے ہی تم سے طلاق لے لوں گی -------- سمجھے -------- وہ نہایت حقارت سے کہتے اسے پیچھے دھکیل کر اٹھی ---------

تم جیسی لڑکیاں اور کر بھی کیا سکتی ہیں طلاق کے علاوہ -------- گویا اسکے کردار کا مزاق بنا رہا ہو ------- پریہان کا چہرا دھواں دھواں ہونے لگا ----------

برحال عزت سے یہاں رہو جب تک میں چاہتا ہوں ------- باقی یہاں سے جانے کے بعد تمہاری یہ خوائش پورے تہہ دل منہ پر ماروں گا ---------

--------- وہ آج بھی وہی شہروز بن گیا -------- پریہان کا دل ڈوبنے لگا

---------- تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہوئی کہ میں یہاں رہوں گی

---------- مجھے یہ خوش فہمی نہیں ہے

کیوں کہ شہروز خوش فہمی نہیں پالتا ------ وہ کہہ کر رکا نہیں -------- اور پریہان اسکی پشت کو حقارت سے دیکھتی ------- ننگے پاؤں ایک منٹ بھی نا رکنے کی قسم کھاتی ---------- وہاں سے جانے لگی

دروازے پر منہ کھولے وہ سن کھڑی تھی --------- جہاں پولیس کے دو سپاہی گارڈ -------- بن کر دروازے پر کھڑے تھے

-------- اور انکے الفاظ پریہان کا دماغ سن کرنے کے لیے کافی تھے

سوری میڈم آپ یہاں سے باہر نہیں نکل سکتی کیوں کہ ہمیں صاحب نے فل اختیار دئے ہیں کہ آپ اگر ہماری بات نہیں مانے گی تو جوابی طور پر ہم آپ کو اپنے ہتھیاروں -------- کا نشانہ بنا سکتے ہیں

---------- پھر چاہے آپ زخمی ہو یا جان سے جائیں

--------- پریہان کی آنکھیں لہو رنگ ہوگئی

-------- چٹاخ

شٹ اپ------- جسٹ شٹ اپ --------- دو ٹکے کے ملازم تمہاری اتنی ہمت ---------- وہ سامنے آتی زوردار تھپڑ جاوید کا نسٹیبل مارتی دھاڑی

ایم سوری میڈم یہ ہمارے نہیں صاحب کے الفاظ ہیں -------وہ سر جھکائے اپنی بے عزتی پر بولا ---------

پاس کھڑے دوسرے کانسٹیبل نے غصے اور نفرت سے اسے دیکھا -------- جو دوسرے مردوں کے سامنے ننگے سر پاؤں کے شرم کو چھوڑ کر حیا بھی بھولائے بیٹھی تھی --------

وہ دیکھ کر بے بسی سے سر جھکا گیا ---------

اور عام طور پر کئی دفعہ یہی ہوتا ہے انکے ساتھ -----

جب کسی بڑے بڑے آفیسرز کے ساتھ ان معمولی اوحدے والوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے تب ایسے ہی ذرا سی بات پر انکے آفیسر کی زوجہ اور خودسر اولاد کے ہاتھوں -------- ایسے ہی بے عزتی ہوتی ہے ---------

اور وہ بیچارے سر جھکا کر اپنی ڈیوٹی کا حصا سمجھ لیتے ہیں ------ اگر زبان کھولیں تو ڈیوٹی سے ہاتھ دھونے پڑیں ------ جس کے دو پیسوں کیلئے اپنے چھوٹے بچے ماں باپ بہن بیوی -------بیٹھے ہوتے ہیں -------- انہیں کیلئے وہ یہ سب برداش کرتے ہیں ------- جیسے انکی کوئی عزت کوئی اہمیت نا ہو --------

---------- پریہان

شہروز جو تھپڑ کی آواز پر باہر آیا تھا ------ پریہان کو ننگے سر کے کانسٹیبل جوید کو سخت نظروں سے گھورتے دیکھ اسکا پارہ چڑھ گیا ------- تبھی وہ ان دونوں کا خیال کرتے دبے دبے غصے سے سرد آواز میں بلایا --------

وہ اسکی نیچر سے بچپن سے واقف تھا -------- کوئی بھی چیز یا بات ناپسند ہو تو کسی کو نہیں دیکھتی ------ جو جیسا آیا کر دیتی یا کہہ دیتی تھی ------ اگر صاف لفظوں میں یہ کہا جائے کہ وہ ایک ضدی گھمنڈی اور خودسر تھی ------ تو غلط نہیں ہوگا --------- وہ صرف اپنے دل عزیز رشتوں کی عزت کرنا جانتی تھی ------- باقی لوگ جیسے خاک برابر -------عائمہ بیگم پری کی اتنی اچھی تربیت کے بعد بھی اسکی یہی حالت تھی

پریہان نے وہاں سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جو شولا بار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں شرمندہ ہوں تم سے پی سی جاوید ۔۔۔۔۔ پریہان کو منہ کھولتے دیکھ کر وہ شرمندگی سے جاوید سے معافی مانگنے لگا جسنے مسکرا کر کوئی بات نہیں سر، کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور شہروز پریہان کے بازو سے پکر کر وہ اسے اندر لے آیا بغیر اسکی خطرناک مزاہمت کو دیکھتے ۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے نیچ انسان ۔۔۔۔۔۔۔ تمنے کیا کہا ہے ان سے کہ وہ مجھے زخمی یار مار سکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری اتنی ہمت بے غیرت انسان ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کے بیڈ پر دھکیلنے پر وہ چلائی اور اس پر حملہ کرنے کے لیے لپکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چٹاخ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یوں ننگے سر باہر جانے اور ایک پولیس والے پر ہاتھ اٹھانے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے زوردار تھپڑ سے وہ واپس بیڈ پر گری ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا سمجھتی ہو تم خود کو ہاں ---------- ذرا سی بلیک بیلٹ کی کلاس لے لی -------
سب کو اپنے پیروں تلے نیچے سمجھنے لگی ہو ---------- وہ اسے بالوں سے پکڑ کر سر پیچھے
--------- جھٹکتے دھاڑا

جوتی کی نوک پر رکھتا ہوں تمہیں ------- آج کے بعد یوں کسی بے گناہ پر ہاتھ اٹھاتے
دیکھا تو جسم سے چمڑی اکھاڑ دونگا ---------- کہنے کے ساتھ اسے بیڈ پر واپس پھینکا

یو ---------- تمنے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ------- وہ درد سے چیختی سرخ آنکھوں سے پلٹ
کر بغیر شہروز کو سنبھلنے کا موقعہ دئے ------- جھپٹ پڑی اور اس پر کئی مکے تھپڑوں
-------- (سے ناک سے خون نکال دیا -------- (محبت کا انوکھا انداز

جاہل جنگلی عورت ------ اپنے شوھر کو مارو گی --------- وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنی
------- سخت گرفت میں کرتے گرجا

اور بغیر لمحے کی تاخیر کیئے ------ اسکے ہاتھ پیچھے باندھ کر پاس پڑی ہتھکڑیاں ڈال دیں

---------- پریہان پھٹی آنکھوں سے اسے ناک صاف کرتے دیکھنے لگی

جنگلی انسان تمنے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالیں -------- میں تمہارا خون پی جائوں گی ------ کمینے اے ایس پی --------- وہ واپس اسکے مقابلے آئی ------- اور اس پر اپنے لاتوں سے وار کرتی جب شہروز نے فاصلے مٹا کر اسکے دونوں پائوں پر اپنے بھاری ---------- پائوں رکھ دیئے

---------- وہ اسکے بھاری وزن سے چلا اٹھی

بہت کرلی تمنے اپنی اب میں تمہیں بتائوں گا مرد کیا ہوتا ہے -------- اور جو کام چاچی نہیں کر سکی وہ میں کرکے دیکھائوں گا -------- اب یہاں سے تم تب جائو گی جب -------- تم ایک عورت بنو گی

-------- حیا اور پرہیزگاری کا مطلب سمجھو گی

اب یہ ہتھکڑیاں تب تمہارے ہاتھوں سے الگ ہوں گی جب تم مجھ سے معافی مانگو گی

وہ اسکے کان میں کہتا اس سے اٹھتی بے خود کرنے والی مہک سے اپنا آپ چھڑواتا دور ہوا ------- دھڑکنوں نے لے بدلی اور تیز آواز میں شور مچانے لگی ------- وہ اس صورتحال سے گھبراتا باہر آگیا اور دروازہ بند کرکے اپنا باقی کا کام کرنے لگا ----------

وہ وہیں چیختی چلاتی رہی پر اسنے جیسے کانوں پر پردے ڈال دیے ہوں --------- اندھیرا ہونے لگا شام کے سائے ڈھل کر رات کے اندھیرے میں تبدیل ہو گئے ---------

شہروز بھی کھانا تیار کرتا باہر لائونج میں آیا --------- باہر کھڑے کانسٹینلز کو کب کا انہیں جانے کا کہہ دیا تھا ------ اب صرف وہ دونوں تھے اور آس پاس کا گائوں جہاں سے اس وقت مویشیوں کی آوازیں آرہی تھی

اور یہ سب سنکر پریہان جیسے سکتے میں تھی -------ابھی تو اسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا --------کہ اسے تو اچھا بھلا بنگلا ملا تھا تو یہ اتنے چھوٹے فلیٹ میں کیوں آیا ہے

پر اب آس پاس سے دیہات کے لوگوں کے پکوانوں خوشبو سونگھتے اسکے رونگٹے کھڑے ---------- ہوگئے تھے

تو کیا وہ اس وقت ایک گاؤں میں ہے جہاں سے اسے چارو طرف بھینسوں بکرویوں بیلوں ---------کی چیخنے کی آوازیں آرہی تھی

اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے ------- پر مرغے کی آواز پر وہ ہوش میں آتی صدمے ---------- سے بیہوش بیڈ پر گری

شہروز جب فریش ہونے روم میں آیا اسے بیڈ پر دیکھ کر بے ساختہ زوردار قہقہہ لگا اٹھا

-------- ہاہاہاہا

آج کی نیوز ------- ایک بلیک بیلٹ ہمیشہ عیش و عشرت میں زندگی گذارنے والی نازک --------- اندام لڑکی صرف بھینسوں کے آواز پر ہی دم توڑ گئی

------- ہاہاہاہا -------- مزیدار

اب اس یہاں رہنے کے دو مقصد تھے ایک اسے گھمنڈی لڑکی سے حساس لڑکی بنانا ---------- ------- اور دوسرا اپنا کام کرنا

گائوں میں اسکی بہت عزت تھی ----- سب اسے شہروز صاحب کہتے تھے ------ خاص کرکے گائوں کے سربراہ چودھری صاحب کی بیگم جسے سارا گائوں بے بے کہتا تھا ------ اسکی جان بستی تھی شہروز میں ------- وہ اسے اپنے بیٹوں کی طرح مانتی تھی

----- طبعیت اور لہجے کی وہ بہت سخت تھی پر دل کی بہت اچھی

اسکے دو بیٹے جو شادی شدہ تھے بڑا اکبر چھوٹا باقر ------- ایک چھوٹی بیٹی تھی ------ جو ایف ایس سی کے بعد اپنی بھابھیوں کے ساتھ گھر کا کام کرتی تھی جسکا نام رابی تھا

شہروز بھی انہیں کے گھر کا جیسے ایک فرد تھا ------- ان کے گھر آتا جاتا تھا ------ ----- سب جیسے گھر اپنے تھے

بے بے کو ابھی نہیں پتا تھا کہ شہروز آگیا ہے ------- پر جاوید نے ابھی تک بات ------- سارے گاؤں میں پھیلا دی ہوگی

اور صبح بے بے اسکی شادی کا سن کر پتا نہیں کیسا ری ایکٹ کرے ------ پر لڑکی ---------- دیکھ کر تو اللہ ہی جانے

---------*

گلاس وال کے دوسری طرف سوئمنگ پول کے چمکتے شفاف پانی پر اپنی نظریں گاڑ کر خاموشی سے اداس کھڑی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ کتنی ہی دیر وہ ایسے ہی کھڑی دیکھتی رہی ۔۔۔۔۔۔

یہ شاید بیک سائیڈ تھی ۔۔۔۔ جہاں سوئمنگ پول جس شفاف پانی جھانکتی گہرائی اسے گھبرا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ زمین پر جیسے سبز قالین بچھائی گئی ہو خوبصورت پھول اسکی خوبصورتی کو مزید نکھار رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں بیٹھنے کیلیئے قیمتی صوفے اور انکے بیچ بڑی سے میز بھی رکھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا وہ سوئمنگ کے بعد وہاں بیٹھتا ہوگا ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا اسے ڈر نہیں لگتا ہوگا اتنے گہرے پانی میں جاتے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟ اسکے اندر سے سوال اٹھنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہونہہ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ خود اتنا خوفناک ہے اسے کیسے ڈر لگے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا چہرا دماغ میں لہرایا تو خود سے بڑبڑائی پر ساتھ ہی کپکپا اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے دیکھنے کا انداز ابھی ایسا تھا کہ وہ کتنا بھی خوبصورت ہو پر اسے خوفناک ہے لگتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتی واپس بیڈ پر آ بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔ کل کے بعد سالار پھر اسکے روم میں نہیں آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ بی خاموشی سے کھانا لے کر آتی اور اسکے کھانے کے بعد برتن اٹھا کر چلی جاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح ہی اسے حکم ملا کہ فریش ہوکر ڈریس چینج کرے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ چپ چاپ زرینہ بی کے ڈریس نکال دینے کے بعد باتھ لینے چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔ واش روم دیکھ کر اسکا منہ کھل گیا تھا ۔۔۔۔۔

واقعی وہ بہت خوبصورت اور بڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں بھی ہر چیز موجود تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک نظر ہر چیز پر ڈالتی خاموش باتھ لیکر باہر آئی ۔۔۔۔۔۔۔ اور جو ڈریس اسنے زیب تن کیا تھا اسے دیکھ کر آنکھوں میں آنسوں آگئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خوبصورت رنگ بے رنگی تتلیوں والا گھٹنوں تک آتا فراک تھا -------- جو اسکے پسندیدہ ڈریسز تھے ------ پر پہان کافی چڑتی تھی اسکی پسند پر -------- پر اسے پروہ نا ہوتی -------- ------ اسکی مما اسکے ساتھ ہوتی تھی

اکثر کبھی وہ اپنے پاپا کے ساتھ شاپنگ پر جاتی تو اسکی پسند ایسے ہی پھول تتلیوں کے ------- پرنٹ والے ڈریسز کی ہوتی تھی ---------- جو شہریار کو مسرور کردیتی

------ اور وہ دل کھول کر اسے ایسے ڈریسز دلاتا کہ وہ کھلکھلا جاتی

-------- سوچتے سوچتے وہ کب مسکرائی اور کب آنکھیں بھیگ گئی اسے پتا نا لگا

پرنٹ ہوئی اڑتی تتلیوں پر ہاتھ پھیرتی انہیں محسوس کر رہی تھی کہ ڈور ناک ہونے پر وہ ------- ہوش میں آئی ------ دیکھا تو زرینہ بی تھی

------- اسکی سرخ سبز آنکھوں میں خفگی پھیلی اور منہ پھولا کر رخ موڑ گئی

--------- اسکی معصومیت اور خفگی سے رخ موڑنے پر زرینہ بی غمزدہ ہوگئی

---------- معصومہ

پھر اپنا گلا کھنکار کر اسے متوجہ کرنے لگی پر ناکام ------- وہ ہنوز رخ موڑے بیٹھی
-------- تھی

سرخ سپید چھوٹے ہاتھوں سے آنکھیں مسلتی ناچاہتے اسی کی طرف متوجہ تھی کہ اب
-------- کونسا حکم لائی ہے

گھبراہٹ سے کمزور دل پسلیاں توڑ کر باہر کو آرہا تھا -------- ہاتھوں میں واضح لرزش
--------- تھی

-------- معصومہ بیٹی ----- زرینہ بی نے محبت سے پکارا پر اسنے کوئی جواب نا دیا

صاحب نے جاتے ہوئے حکم دیا تھا کہ آپکو پورے گھر کی سیر کرائی جائے ------ پتا نہیں کیوں وہ اسے دل کے بہت قریب لگی ------ شاید اپنی معصومیت کی وجہ سے

------- کل کے بعد وہ آج اسے مخاطب کر رہی تھی ------ کچھ دیر خاموشی کے بعد ------- مزید گویا ہوئی

-------- صرف بریک فاسٹ اور ڈنر -------- لنچ وہ اپنے آفیس میں کرتے ہیں

اور آپ اب کھانا صاحب کے ساتھ ڈرائنگ ٹیبل پر کھائیں گی ------ رات کے کھانے پر اسنے آپ کو ڈائننگ ٹیبل پر آنے کو کہا ہے ------- ورنہ وہ خود آئیں گے آپکو لینے

زرینہ بی کی اطلاع پر اسے لگا وہ بیہوش ہوجائے گی -------خوف کی لہر اسکی ریڑھ کی ------- ہڈی میں دوڑی

سالار کی دہشت سے وہ پہلے ہی کمرے میں بھی ڈری ہوئی تھی پر اب -------- دل کی دھڑکنیں اسے پورے روم میں سنائی دینے لگی ------- ہاتھ پاؤں پھول گئے

مم۔ --میں نن۔ --نہیں آؤں گی بب۔ --باہر ----- دھڑ دھڑ بہتے آنسوں کے ساتھ --------- لڑکھڑائی زبان میں بمشکل جملہ مکمل کیا

اسنے صبح ہی نماز پر اپنے پاپا کے آنے کی دعا مانگی تھی ------- اپنی ماں بہن سب کی خوش رہنے اور اسے پتا تھا وہ بہت پریشان ہوں گی اور اپنی ماں کی جو حالت ہوگی اس کے لئے بھی کئی دعائیں کی تھی سب کے ساتھ ---------

بیٹا کچھ نہیں ہوگا ڈرو مت ------- میں پہلے ہی آجاؤں گی آپکو لینے اور ساتھ رہوں گی آپکے ------

ورنہ صاحب آپکے روم میں آجائیں گے آپکو لینے ------

ساتھ بیٹھ کر سرد ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی حوصلہ دینے لگی ------- اور بے ساختہ اپنے ساتھ لگا لیا --------

وہ اسے کیسے بھی کرکے راضی کرنے لگی ------ کیونکہ یہی اسکا کام تھا -------- اگر آآ۔ ---آپ اتنا پیار کر رہی ہیں ---- تت----تو پھر تھوڑی م----مدد کردیں ---------م----میں یہاں سے نکل کر آپکو بھی پاپا سے کہہ کر اا۔ --ان کے آنے سے پہلے نکال لوں گی -------

زرینہ بی نے بے ساختہ نظریں پھیریں کہیں اپنی ہی نظر نا لگ جائے پیاری سی لڑکی کو

میں آپکو ایک مشورہ دیتی ہوں جو یقیناً آپکے کام آئے گا -------- وہ ہاتھ کی مدد سے

------- اسے اٹھاتی بولی

------ معصومہ نے الجھ کر اسے دیکھا

-----؟کک-----کونسا

باہر چلو بتاتی ہوں -------- معصومہ کو جیسے کوئی امید کی کرن نظر آئی تبھی خاموشی

------- سے سر ہلاتی ساتھ قدم اٹھانے لگی

زرینہ بی کے مطابق وہ ابھی آفیس تھا اور شام کو آتا تھا ------- تبھی سر پر دوپٹہ

-------- درست کرتی آہستہ سے سہمے دل کے ساتھ روم کے باہر نکلی

اسنے آہستہ نظریں اٹھائی ------ گھر کافی بڑا اور خوبصورت تھا ------- وہ اس وقت اوپر کھڑی تھی ------- سامنے ہی سیڑھیاں نیچے جارہی تھی لاؤنج میں جو بڑا اور نہایت ------ خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

زرینہ بی کے قدموں کے پیچھے خود بھی نیچے قدم اٹھانے لگی ------ سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آئی

لٹکے خوبصورت فانوس سے نکلتی روشنیاں پورے گھر کو روشن کر رہی تھی ----- گھر کافی ------- بڑا اور خوبصورت تھا لاؤنج سے ملحقہ ڈرائنگ روم اور بڑا سا امریکن سٹال کچن

------ زرینہ بی کے علاوہ ایک اور ملازمہ تھی ----- جو دیکھنے میں ہی انگریز تھی

زرینہ بی نے اسکا نام میکی بتایا تھا -------- نام سن کر بے ساختہ وہ ہنس پڑی ----- ------- میکی ----- اسنے ادا کیا ---- جو بڑا عجیب لگا

گھر میں چار رومز تھے ، سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھے ------- پر جب اسے سالار کی روم چینج کرنے والی بات یاد آئی تو بے خیالی میں ہی اسنے سوچا تو جس میں وہ رہ رہی ------ تھی وہ روم بہتر لگا

سالار کے روم میں وہ نہیں گئی ---- یہ کہا جائے تو بھتر ہے کہ وہ روم لاک تھا اور نا ہی زرینہ بی اسے وہاں لیکر گئی تھی -----

اسکے روم کے پاس ہی اسکا روم تھا یہ سوچ کر ہی کہ وہ اسکے اتنے قریب تھا رات کو تو اسکا دل پھٹنے لگا -------

آآ---آپنے کہا کہ کچھ ہیلپ کیلئے بتائیں گی ------- وہ ہونٹ چبا کر ہاتھ مروڑتی زرینہ بی سے مدھم سا بولی --------- اس وقت وہ بیک سائیڈ پر تھی سوئمنگ پول سے دور پھولوں کو دیکھتی --------

میں ملازمہ ہوں بچے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی آپکی ------ صرف یہ ضرور کہوں گی کہ اگر آپ صاحب کو سمجھیں گی ان کی بات مانیں گی ----- تو وہ ضرور آپکا سوچتے ہوئے آپکے پاپا کے پاس چھوڑ آئیں گے -------وہ دل کے بہت اچھے ہیں ------- اگر ایسا نہیں کریں گی ڈر کر روم میں بیٹھی رہیں گی ----- تو اپنے پاپا تک کبھی پہنچ نہیں پائیں گی ---------

اسکی بات پر معصومہ کی آنکھیں بھیگ گئی ------ وہ جو کب سے یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے ضرور یہاں سے نکالے گی پر اسکی بات سن کر چھناکے سے سب خوش فہم سوچیں بکھر گئی -------

وہ اچھے نن--- نہیں ہیں ----- مجھے پاپا والوں سے دور کرکے یہاں ق---قید کردیا ہے ------ -------- وہ سسکتے ہوئے درد سے بولی

آپ قید نہیں ہیں ------ اور مت بھولیں وہ آپکو خطرے سے بچا کر لائیں ہیں

اگر صاحب آپکو یہاں نا لاتے تو وہ درندے آپکو پتا نہیں ------ اللہ معافی -------- آگے سوچ کر ہی خوف آرہا ہے -------- اسکے بات صرف کہنے سے خوف آرہا تھا --------- معصومہ سوچ کر ہی کانپ گئی ------- اور اپنی بے بسی سے چیخوں کا گلا گھونٹنے کیلئے نچلا لب کچلنے لگی -----

-------- وہ اس وقت کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی ------ تبھی خاموش ہو گئی

مم---مجھے واپس روم میں جانا ہے ------ کچھ دیر بعد وہ بھرائی آواز میں بولی ------ پر کافی دیر بعد بھی جواب نا پاکر بوکھلا کر اسنے سر اٹھایا تو کوئی نہیں تھا -------- آنکھیں -------- برسنے لگی

اٹکتی سانسوں کے ساتھ وہ صوفے سے اٹھی ------ خود کو اکیلا وہاں پاکر ------- ----- اسکی ٹانگیں لرزنے لگی تھی ------- پر یہ سکون تھا کہ سالار یہاں نہیں تھا

زرینہ بی کی حرکت سے اسے کافی دکھ پہنچا تھا ---------- سسکی دبا کر وہ مڑی ------- ------ سامنے ہی وہاں سے اندر جانے کا گیٹ تھا

اگلے ہی لمحے روانی سے چلتی سانسیں جب بلیک شوز نظریں پڑیں تو تھم گئی ------- ایک قدم پیچھے رکھتی ----- آہستہ سے نظریں اٹھائی تو خوف کا سرد پن آنکھوں میں پھیل گیا

اسکی خوف سے پھیلی سبز سامنے لمبے چوڑے سالار کے ہونٹوں میں دبے سگریٹ پر جم گئی

سالار کی پر شوق نظریں اسکے خوبصورت چہرے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے خریدے خوبصورت فراک میں دیکھ کر دل دھڑکنے لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

معصومہ کی سانسیں اٹک اٹک کر رواں ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔ اب کیسے وہ وہاں سے نکلے ۔۔۔۔۔ پائوں تو جیسے زمین سے چپک گئے تھے ۔۔۔۔۔ اسکی نظروں کی تپش سے گھبراتی بوکھلا کر اپنے دوپٹے کو سختی سے پکر کر نظریں اسکے سائیڈ سے نکلنے کی جگہ کی طرف اٹھائی ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ کوئی بھی اور نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ اس حوصلہ سمجھ کر قدم اٹھائے

۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دل سے اسکی تعریف کرنا چاہتا تھا پر اسکے خوف کو دیکھ کر ارادہ ترک کرگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔ تم باہر آئی مجھے خوشی ہوئی

وہ بولا تو معصومہ کو لگا اگر ایک پل مزید اسکے سامنے ٹھہری تو یہیں خاک ہوجائے گی

سالار مڑ کر صرف اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا جو فل سپیڈ سے بھاگتی اندر جانب چلی گئی تھی ---

وہ صرف ایک میٹنگ اٹینڈ کرتا ------ واپس آگیا تھا ----- اسکے آدمی نے اسے بتایا تھا ---کہ شہریار کے آفیسرز یہیں پھیلے ہوئے ہیں اور انکی نظر اس کے ہر قدم پر ہے

یہ سب سن کر وہ ہنس پڑا -------- اور مغروریت سے کوٹ جھٹک کر اپنی گاڑی میں بیٹھا ------- اب وہ یہاں تھا

اسنے ایسے ہی معصومہ کے روم کے کھلے ڈور سے اندر جھانکا تو وہ نہیں تھی -------- پھر اسنے میکی سے پوچھا تو اسنے بتایا کہ وہ زرینہ بی کے ساتھ سوئمنگ پول کی طرف گئی ہے

وہ جب بیک سائیڈ آیا تو زرینہ بی اسے دیکھ کر کھڑی ہوگئی اور سالار اسے جانے کا اشارہ دیا جس پر وہ وہاں سے آہستہ سے نکل گئی ------- کہ معصومہ کو معلوم نا ہوا
-------- وہ کافی دیر اسکی پشت کو دیکھتا رہا -------- پر وہ پتا نہیں کن سوچوں میں تھی --------

--------- اسکا یہی کھویا کھویا انداز اسے اور اپنی طرف متوجہ کرتا تھا

کچھ دیر وہ وہیں کھڑا رہا اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارتا ---------- پھر مسکرا کر اپنے قدم بھی اندر کی جانب اٹھائے --------

----------*

بس بھی کردو یار صرف دو ماہ کی تو بات ہے ------- آتا رہوں گا اور اپنی جان کو لمحہ بے لمحہ کال کرتا رہوں گا -------- مصطفیٰ سخت پریشان روٹھی حیا کو منانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا -------

سفیان یہاں کا بزنس سنبھال رہا تھا ------ انکی ایک برانچ اسلام آباد میں بھی تھی ------- جسے حسن کی ناساز طبعیت کو دیکھتے اور منیجر کی گداری کے بعد مصطفیٰ کے حوالے سفیان نے کی تھی ----- اور اسے کل ہی جانے کے لیے کہا تھا ---------

جب سے حیا نے اسکے جانے کا سنا تھا ------ روٹھی ہوئی تھی اور آنسوں تھے کہ روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے ---------

نہیں کرنی بات جاؤ ------- مینے کئی بار یہ سب پڑھا ہے ----- سب جانتی ہوں ----- وہ بھی یہی کہتے تھے ---- پر میں ایسا ہرگز بھی ہونے نہیں دوں گی --- آپ کو مجھے بھی ساتھ لیکر جانا ہوگا -------

اسکی سوں سوں کرتی بین پر مصطفیٰ نے حیرت سے دیکھا ---------

؟؟ ------- کیا پڑھا ہے

آئی برو اچکا کر پوچھا گیا ----- حیا نے سرخ ڈوروں والی کالی آنکھوں سے شکایت سے دیکھا

یہی کہ ناول میں ----- وہاں بھی ہیرو ایسا کرتا ہے ---- پہلے اپنی معصوم بیوی کو پیار سے بہلاتا ہے اسے کہتا ہے یہی جیسا آپ کہہ رہے ہیں روز کال کروں گا آئوں گا

پر جانے کے بعد کچھ دن کال کرتا ہے اسکے بعد مصروفیت کا رونا روتے ہے اور ---- اپنی بیہودہ کمینی سیکٹری سے چونچ لڑا لیتا ہے --------- اور ہھر اس سے واعدے وفا کرکے شادی کے بعد اپنے گھر لے آتا ہے --------- اور وہ پہلی بیوی بیچاری مظلوم نوکرانی بن جاتی ہے ------ صدمے سے ایک کونے میں پڑی ہوتی ہے --------- وہ ساری سٹوری اسکے کان میں سیسے کے ماند انڈیلتی بلک بلک کر رو رہی تھی کسی بچے کی --------- طرح

اور مصطفیٰ پر شاید خدا کو رحم آگیا تھا تبھی اسے صوفے کا سہارا دے دیا تھا جو ابھی اسکی ---------- بکواس سننے کے بعد ساکت اسے روتے دیکھ رہا تھا

تم رو مت میں چاچو سے بات کرتا ہوں -------- اور گارڈ کی صورت میں تمہیں اپنے ساتھ لے جارہا ہوں -------- بس اب رونا بند کرو -------- وہ شاک کی حالت میں کہتا ------- سر صوفے کی پشت سے ٹکا گیا ------- آج اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ کس -------- سے شادی کی ہے

. . ہاں---- صدا خوش رہو ------- وہ سوں سوں کرتی پاس سے اٹھ گئ اسے دعا دیتی اب اٹھ بھی جائیں -------- وہ جو اپنی دماغ میں اسکی چونچ لڑانے والی بات میں گھما ہوا تھا کہ خود ابھی تک اپنی بیوی سے اس نعمت سے محروم ہے ------- سیکٹری سے -------کیا یہ امید رکھے اور سوچے گا -------- بے ساختہ وہ جھرجھری لے اٹھا

-------- ہا------ہاں جارہا ہوں --------- خاموشی سے بیچارا اٹھ گیا

---------- اسکے جانے کے بعد حیا اسکی حالت کو سوچتی ہنسی سے لوٹ پوٹ تھی

------- بیچارا میلا ہیرو --------- ہاہاہا

مصطفیٰ نے سفیان اور حور سے اس بات کا ذکر کیا کہ حیا چپ نہیں ہو رہی اور ضد کر بیٹھی ہے ساتھ چلنے کا -------- یہ سنتے دونوں مسکرا دئے ------ اور حسن نوشین ------- سے پوچھ کر حیا کی بھی ساتھ جانے کی رضامندی دے دی تھی

------- پھر کل ان دونوں کی ٹکٹ تھی اسلام آباد کی

شہریار پری ملک ولا میں ہی رہ رہے تھے ---------- ان سے بات ہوئی تھی -------
شہریار نے انہیں خوش رہنے کی دعائیں دی تھی اور کہہ پریشان نا ہو سب کچھ ٹھیک ہے ۔

------ ------ اپنے بزنس پر دھیان دو

شہروز سے بھی بات ہوئی تھی اور اس کی بتانے پر کہ پریہان کافی بگڑی ہوئی ہے اور واپس آنے کی ضد لگا رکھی ------ پر آپ ٹینشن نا لیں مینے اسے کافی سمجھایا ہے ---------- جس وجہ وہ ابھی تک خاموش ہے

شہریار کیسے ٹینشن نا لیتا کافی پریشان تھا ----- ایک طرف معصومہ تھی دوسری طرف پریہان تیسری طرف اسکی جان پری --------- جو اس مشکل وقت میں منہ موڑے بیٹھی تھی -------

---------- اب وہ ان سب کے بیچ تھا

--*

**********❤

وہ وہاں سے بھاگنے کے بعد کب سے خوفزدہ پھولی سانسوں کے ساتھ ڈور لاک کئے سکڑی سمیٹی بیٹھی تھی --------

اسے ڈر تھا کہ اسکی بات نا سننے پر وہ اسکے پیچھے نا آئے ------ پر کافی دیر بعد بھی کچھ ایسا نا ہوا تو اسنے چین کا سانس لیا --------

پر اب پھر ڈنر کا وقت ہوگیا تھا ---------- اور اسکی سانسیں بکھری ہوئی تھی ------- جس ٹائم اسے ڈنر دیا جاتا تھا وہ وقت جیسے جیسے قریب آرہا تھا اسکے جسم میں خون کی گردش مزید تیز ہورہی تھی -------

وہ گڑگڑا کر دعا کر رہی تھی کہ یہ وقت یہیں تھم جائے اور اسے باہر واپس اسکے سامنے ناجانا پڑے -------- پر وقت وہ کسی کے کہنے پر نہیں رکتا --------

نا کسی کے رونے پر نا کسی کے مرنے پر اسکا کام ہے دوڑنا اور وہ دوڑ رہا تھا ------- خمدار گھنی پلکوں کا باڑ توڑنے کیلئے آنسوں مچل رہے تھے جنہیں وہ ڈپٹ کر پیچھے دھکیل دیتی ----------

دفعتاً ڈور ناک ہوا ------- بے بسی کی انتہائی پر سہمی نظریں ڈور پر مرکوز کئے لب کچلنے ------- لگی ------ اسکے ہر انداز میں بوکھلاہٹ اور ہڑبڑاہٹ تھی

بیٹا صاحب آپکا ویٹ کر رہے ہیں ------ زرینہ بی نمودار ہوئی اپنے شیریں لہجے کے ساتھ

------ اب مرتی کیا نا کرتی ------ زہریلا گھونٹ حلق میں انڈیل کر محض سر ہلایا

اسے اچھے سے باور کروایا تھا کہ اگر خود نا آئی تو وہ خود آئے گا اسے بلانے ------ اور سدا کی ڈرپوک معصومہ ایسا قطعی نہیں چاہتی تھی ------ تبھی ہاں کردی

اور وہ یہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے --------- کیوں اسے قید کیا ہوا ہے --------- چار دن بیت گئے اسے یہاں --- نا اسے اس قید کا مقصد معلوم ہوا ------- تھا ---- اور نا ہی کچھ سمجھ آرہا تھا

بس یہ جانتی تھی کہ یہ شخص ایک جال اور خوفناک سایہ ہے ------ جس میں وہ کسی بے بس زخمی چڑیا کی طرح الجھی ہوئی تھی ---- اور وہ سایہ اس اپنے قید میں کر کے اس پر پھیلا ہوا تھا ------ ڑ

کانپتی ٹانگوں کے ساتھ وہ بیڈ سے اتری اور جھنجھلاہٹ کر بلیک نفیس چپل میں اپنے گلابی پاؤں الجھائے ،

------ وہ احتیاط سے خود سے بھی گز بھر لمبے اپنے دوپٹے کو اوڑھنا نہیں بھولی تھی

نظریں جھکائے اتھل پتھل سانسوں کے ساتھ مرے مرے قدموں سے زرینہ بی کی اوٹ ----- میں پیچھے چلنے لگی

سالار کی نظریں اس پر ہی تھی جہاں وہ زرینہ بی کے پیچھے چھپنے کی ناممکن کوشش کر ------ رہی تھی

وہ بہت پیاری لگی اسے ---- دو پٹے میں ہاتھ مروڑتی پریشان گھبرائی ہوئی رک رک کر سیڑھیاں طے کرتی ------ سیدھا اسکے دل پر قدم جما کرہی تھی ------ اسکی ہر چاپ --------- اسے اپنے دل پر محسوس ہورہی تھی

وہ جیسے جیسے قریب آرہی تھی سالار واضح اسکی صبیح پیشانی پر شبنم کے ننھے ننھے قطرے ------- دیکھ رہا تھا -------- جو اسکی اندری حالت بیان کر رہی تھی

زرینہ بی اسے ڈائیننگ ٹیبل کے سامنے چھوڑ کر کچن میں میکی کے پاس چلی گئی تھی

جو ایک ماہر کوک تھی -----یہاں دوسروں کے نسبت میکی اردو میں کافی بھتر بات ------ چیت کرتی تھی

---------- بیٹھو

اسکی تیز نظریں خود پر محسوس کرتی وہ سانسیں نہیں لے پارہی تھی ----- مسلسل ہاتھ ------- مسلتی بے دردی سے لب کچلتی رونے کے قریب تھی کہ سالار سرد آواز میں بولا

اسکی آواز پر اسنے آنکھ میچیں تو پلکوں پر ٹھہرا آنسوں ٹوٹ کر گالوں پر پھسلا ۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔ جلدی سے چیئر کھسکا کر اس پر بیٹھ گئی

اسکے بیٹھنے کے بعد خاموشی سے سالار نے پہلے اسے کھانا پروسا پھر خود تھوڑا سا نکال کر ۔۔۔۔۔۔۔۔کھانے لگا پر

معصومہ نے خاموشی پاکر ذرا سی نظریں پھیر کر کچن کی طرف دیکھا جہاں زرینہ بی گئی تھی ۔۔۔۔۔۔ اسے کافی دکھ ہوا زرینہ بی پر کہ اسنے کہا تھا وہ اسکے پاس بیٹھے گی ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ پر اتنی دیر بعد بھی وہ نا آئی تو اسے کافی افسوس ہوا

اداس آنکھوں سے اسنے واپس نظریں پھیریں ۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھے وجود کا خیال آیا ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ سہمی سی نظریں اٹھائی تو دھک سے رہ گئی

وہ پوری توجہ سے کھانے سے ہاتھ روکے اسکو تک رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ گھبرا کر سر
۔۔۔۔۔۔۔۔ جھکا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہڑبڑاہٹ میں کھانے لگی

کیا کھانے کے ٹائم، کھانے سے زیادہ بھی کوئی چیز اہم ہے ۔۔۔۔۔۔۔؟؟ ناگوار لہجے میں
۔۔۔۔۔۔۔ پوچھا گیا ۔۔۔۔۔۔ ایک پل کیلئے معصومہ کا دل سکڑنے لگا

شاید وہ اسکی حرکتوں اور دماغی طور غیر موجودگی کو نوٹ کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ تبھی بولا تو لہجا
۔۔۔۔۔۔۔ سرد اور لفظوں میں ناپسندگی چھلک رہی تھی

نا۔۔۔۔۔ نہیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔ کانپتے ہاتھ سے دوپٹہ اور نیچے آنکھوں پر سرکاتی بمشکل لفظ ادا
۔۔۔۔۔۔۔۔ کرتی کھانے کی طرف متوجہ ہوگئی

۔۔۔۔۔۔ "جیسے اب اسکے لفظ اسکے منہ پر "کھانے سے زیادہ باتیں اہم نہیں

رائٹ مائے گرل ------ اسکے لفظوں کی شدت اور معنیٰ پر اسکے پھولے رخسار سرخی سے دہک اٹھے -------بے ساختہ وہ گہرا سانس کھینچ کر رہ گئی -------- جیسے اندر میں --------اچانک گھٹن محسوس ہو رہی ہو

اسکے دوپٹہ آنکھوں پر کرنے اور جلد جلد کھانے پر سالار کے ہونٹوں پر تبسم سا پھیل گیا --------سالوں بعد اپنے سامنے یوں کسی کو بیٹھے کھاتے دیکھ کر عجیب سا احساس پیدا ہورہا تھا ----- جسے خود سمجھ نہیں پارہا تھا ------ پر اتنا ضرور جانتا تھا کہ وہ سامنے بیٹھی --------کھاتے اسے بہت پیاری لگ رہی تھی

ایک عجیب سے گدگدی تھی دل میں ------- خود سے مجبور ہر نوالے کے ساتھ اس پر نظر ضرور ڈالتا -------- یہ بھی جانتا تھا وہ کیا محسوس کر رہی ہے -------- کیونکہ وہ ------ لوگوں کے چہرے پڑھنے میں ماہر تھا

وہ اپنی تیز نظروں سے دیکھ کر ہی سامنے کے چہرے اسکے اندر کو جان لیتا تھا ------- پھر کیسے اس چھوٹی سی فیری کو نا پڑھ پاتا جسے ابھی اپنے تاثرات چھپانے نہیں آتے تھے --------

تیز تیز ہڑبڑاہٹ میں کھاتی اسکی نظروں کی تپش، شدت سے خود پر محسوس کر رہی تھی ------ اسی وجہ سے کھانے کے ساتھ وہ کافی اپنی سائیڈ پھیلاوا کر گئی تھی ------اسے تب احساس ہوا جب کھانا کھا کر وہ اٹھنے لگی --------- پر جب اٹھی اور ------- اپنی جگہ پر نظریں ڈالی ، اس سب کو دیکھ کر وہ سہم گئی

------ وہ تو ایسی نہیں تھی ----- بہت صفائی پسند تھی ----- پر یہ کیسے ہوگیا

پریشانی سے نظریں بکھرے کھانے پر گھما کر ایسا لگا جیسے کسی پانچ سال کے بچے نے کھانا کھایا ہو -------- کھانا کھانے سے زیادہ تو اسنے پھیلا دیا تھا، جیسے ٹیبل برتنوں کو کھلایا ہو --------

شرمندہ سی چوڑ نظروں سے سامنے والے کو دیکھنے لگی --------- جو بڑی ہی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا -------- ایک بار پھر دونوں کی نظریں ملیں ایک میں خوف تھا تو ایک --------تاثرات سے عاری

میکی ------ اسنے سرد لہجے میں میکی کو آواز دی ---------البتہ نظریں اسی پر ہی تھی

---------- اسکی پکار پر چیئر کو سختی سے پکڑے آنکھیں میچ لیں ایک لمحے کیلئے

--------- میکی اسکی پکار پر بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی

-------- یس سر -----؟ مودبانہ انداز میں پوچھا

-------- تو سالار نے اسے معصومہ کی جانب اشارہ دیا

میکی کی نظریں جب معصومہ کی جانب ہوئی تو ایک پل کیلئے اسکی آنکھیں پھیلی

پر اگلے ہی پل خود کو سنبھال گئی ------- اور ایک مسکراتی نظر شرمندہ سی سرخ چہرے

--------- کے ساتھ خود کو دیکھتی معصومہ پر ڈال کر اپنا کام کرنے لگی

معصومہ کو خود پر بہت غصہ آیا ------- زندگی میں پہلی مرتبہ اس سے ایسا ہوا اور وہ بھی کہاں ------- اگر یہی حرکتیں اسکی گھر میں ماں باپ بہن کے سامنے ہوتی تو شاید وہ ---------- کافی انجوائے کرتے

پر سامنے بیٹھے شخص کے تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ اسکا یہ عمل اسے قطعی پسند نا آیا

س---س۔وری-------- سرگوشی میں کہتی لب کچل کر وہاں سے بھاگ آئی

پاس کھڑی میکی جو اسکا پھیلاوا سمیٹ رہی تھی وہ بھی اسکی گھٹی سرگوشی سن نا سکی ----------

اسکے ٹوٹ کر ادا ہوئے لفظ پر سالار نے چونک کر اسکی پشت کو دیکھا ------ جو سیڑھیوں کی طرف بھاگ رہی تھی ----------

---------- بے ساختہ عنابی لبوں پر تبسم پھیلا

نیکسٹ ٹائم بی کیئرفل مائے گرل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آخری سیڑھی پر تھی جب کان کے قریب ہمیشہ سننے والی سرگوشی ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکے لفظ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ کا دل دھک سے اچھل کر حلق میں آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پورے جسم میں کپکپی سی طاری ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آنسوں سے دھندلی آنکھوں سے اسنے پیچھے کھڑے سائے کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکی کلون کی خوشبو نتھنوں سے گھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لمحے کی تاخیر کئے بغیر وہ ٹھا کے ساتھ دروازہ کھولتی اندر گھسی اور اسی آواز کے ساتھ بند کرتی لاک کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تیز چلتی سانسوں اور بے ترتیب ڈھرکنوں کے ساتھ وہ بیڈ پر بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

پسینے سے نم اسکا معصوم چہرا سرخ انگارہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گہری سانس خارج کرتی بیڈ پر گری ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کک۔۔۔ کبھی نہیں جاؤں گی ۔۔۔۔۔ کتنا ش۔۔ شرمندہ کیا مجھے ۔۔۔۔۔؟ وہ ناک ۔۔۔۔۔۔۔ سکیڑ کر بولی

دفعتاً نیلی آنکھیں سامنے گھومی ۔۔۔۔۔۔ جو سب کچھ چھوڑ کر جیسے اسکے نوالے گن رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ کو احساس ہوا کہ جیسا وہ سوچتی تھی اور جیسا آج تک مردوں کی نظروں میں خود کے لئے جو دیکھتی آرہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

ویسا کچھ بھی نہیں تھا ان نیلی گہری آنکھوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنے دنوں سے خود کو چھپاتی ۔۔۔۔۔۔۔

جو سب کچھ سوچ کر وہ تڑپتی نمازوں پر گڑگڑاتی آرہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔اپنے قید کا جو مطلب وہ سمجھ پارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

آج ان بےتاثر نظروں کو دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ ہر کوئی نظر ایسی نہیں ہوتی اگر سو میں پچاس پرسنٹ لوگ ویسے ہوس پرست ہوتے ہیں تو پچاس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پرسنٹ ایسے بھی ہوتے نہیں جنہیں دوسروں کی عزت اپنی عزت برابر رکھ کر سوچتے ہیں

آج ایک خوف سے تو وہ آزاد ہوگئی تھی ------- کہ بے شک اللہ نے اسے بچا لیا تھا --------- پر ابھی بھی یہ خوف ضرور تھا کہ یہ شخص چاہتا کیا ہے کیوں اور کس مقصد ---------- کے تحت اسے بندی بنا کر رکھا ہوا ہے

آج وہ یہ سب پوچھنا چاہتی تھی پر اسے سامنے پاکر ہی وہ بوکھلا گئی تھی ---------- اور ہربات دماغ سے پھوچکر ہوگئی ----- یاد رہا تو بس یہی کہ وہ ابھی جس کے سامنے ہے وہ ---------- اسکی آہٹ ہی اسکے لفظوں پر حاوی ہے

سوچتے سوچتے وہ تھک گئی اور سب کچھ چھوڑ کر اٹھی ، وضو کرکے وہ نماز ادا کرنے لگی

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سمجھ نا آیا کیا مانگے --------- اپنے کھالی ہاتھوں کو دیکھتی --------- --------رو پڑی

پر کچھ یاد آتے ہی وہ ہنس پڑی ------- اسکے دماغ میں کسی مووی کی طرح چلنے لگا ماضی جب وہ چھوٹی تھی تو کیسے ہر چیز کے لئے جلدی جلدی کا شور مچاتی تھی -------- ،اور پری اسکی جلدبازی دیکھ کر اسے پیار سے سمجھاتی کہ

بیٹا جلد بازی انسان کو کئی مشکل راستوں پر دھکیل دیتی ہے ------ تھوڑا صبر سے کام لو صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے ----- اور یقیناً تم ٹیسٹ کرو گی تو اور میٹھا لگے گا ------ ------ انکی ماں صرف انکے دماغ کے حساب سے انہیں سمجھاتی تھی

جس پر پریہان کا قہقہہ لگتا ------ اور خود آنکھیں پھاڑے ماں کو دیکھتی کہ جلدی جلدی کی رٹ لگاتے تبھی تو جلدی ملتا تھا ------- صبر کرنے سے تو انسانی فطرت تحت چین ------- نہیں آتا

----- تو مما کیسے صبر کا پھل میٹھا کہہ رہی ہے -------- یہ تب کی سوچ تھی

-------- پر اب اسے اندازا ہوگیا تھا اسکی ماں کس صبر کے پھل کی بات کرتی تھی

اگر وہ اتنی جلدبازی نا کرتی اپنے پاپا کے فارغ ہونے کا انتظار کرکے ڈرائیور کی بات مان لیتی تو آج یہ نتیجا نا ہوتا ------

پر اب مجھے صبر کرنا ہوگا ------اپنے پاپا کے آنے تک ------

مختلف سوچوں کے ساتھ وہ بیڈ پر آئی ------ تو اسے یاد آیا کہ اسکے ایگزام میں صرف دو ہی ماہ تھے -------- ایک بے بس سوچ کے ساتھ وہ نیند کے آغوش میں چلی گئی

وہ بہت پڑھنا چاہتی تھی آگے بڑھ کر آپنے آپ کو اپنے باپ کے سامنے پروو ------ ثابت کرنا چاہتی تھی ----- پر سب کچھ بکھر گیا ----- ہر سوچ ہر خوائش -----

*----------

واہ--- ہیرو کیا ہائوس ہے -------- وہ کل اسلاآباد اپنے نئے گھر میں آئے تھے ریسٹ اور فریش ہونے کے بعد -------- وہ اپنے دو رومز، لائونج سے ملحقہ ڈائننگ روم ایک اسٹور روم کچن ----- پر مشتمل خوبصورت گھر کا کونا کونا دیکھ کر اس وقت آفیس سے آئے بالوں کو تولیے سے رگڑتے مصطفیٰ سے بولی --------

تمہیں پسند آیا میرے لیے یہی غنیمت ہے -------- ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہوئے ------- مسکرا کر بولا

ہائے پسند کا نا پوچھا ------- بہت پیارا ہے ------- بالکل ناول میں دیکھائے گئے ہیرو کے گھر کی طرح ------- اسکی چہکتی آواز میں بیان کئے لفظوں پر مصطفیٰ نے ڈرامائی انداز سے آنکھیں میچی --------

اتنی سختی کے بعد بھی یہ لڑکی پتا نہیں کہاں سے ناول پڑھ لیتی تھی ------ کہ اسکی ہر بات میں ناول کے بول تول -------

رہنے دو ------ کل کو کوئی نیا ناول پڑھو گی اور اس میں کوئی ہیرو پڑھو پھر تو تمہیں میں بھی پسند نہیں آئوں گا ------- ہم تو ٹھہرے غریب مزاج غریب صورت -------

وہ اپنے خوبصورت اور مردانہ وجاہت کے شہکار صورت کو غریب صورت کہتا گرے آنکھوں کو گھمانے لگا ---------

حیا کا تو منہ کھل گیا -------

ہائے ہائے ----- ایسا تو میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی --- سائیں ----- آپ تو میرے سر کے سائیں ہیں -- میرے شریک حیات ---میرے سرتاج ہیں ---- وہ فل بیوی بن گئی ------

اچھاااا ------ تو پھر ایسا تو کبھی نا ہوا کہ سر درد کرتے اپنے سر کے سائیں کیلئے ایک کپ چائے ہی بنا دی ہو -------- وہ اسے اپنے حصار میں لیکر ٹیرس پر آیا -------

آپ صرف حکم کریں سائیں، مدر ماں نے فل پٹیاں پڑھا کر بھیجا ہے -------

وہ بالوں جھٹک کر ایک ادا سے بولی ------ وہ ہنس دیا ----- مثلاً کیسی پٹیاں ----------؟ ٹھوڑی سے اسکے چہرے کو اوپر کرکے محبت سے پوچھا

یہی کہ آپ میرے شوھر ہیں اور مجھے آپکی خدمت کرنی چاہیے ------ اس سے مجھے ثواب ملے گا پھر جنت میں بھی میں آپکے سر پر سوار رہوں گی ------ اور ستر حوریں جو آپکو ملیں گی انہیں گنجا کرکے بھگائوں گی کہ ہیرو صرف میرا ہے --------- وہ اسکا کالر ٹھیک کرتی حور لفظ کو چبا کر باقی کی پلائنگ میٹھی انداز میں بولنے لگی -------- کہ وہ ------- قہقہہ لگا اٹھا

ہاہاہاہا ------- لڑکی پتا نہیں کب سنجیدہ ہوگی ------ اسکی ناک دبا کر ہنسا ------- پھر -------- کچھ خیال آنے پر اسکی جانب رازداری انداز میں جھکا

کیا سچ تم میری خدمت کرو گی اب --------- اسکی کمر کے گرد مضبوط حصار باندھ کر ------- شرارت میں معنی خیزی سے سرگوشی میں پوچھا

-------- ہاں کیوں نہیں -------- بوکھلا کر کہتی اسے چہرے کو دور کرنے لگی

--------- سوچ لو میری جان ----- ایسا نا ہو یہی لفظ بھاری پڑ جائیں

ہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ لفظ کیا مجھ پڑ بھاری،!! میں خود سب پر بھاری ہوں ۔۔۔۔۔۔ مثال اپنی رکھ لیں ۔۔۔۔ ۔ وہ اسکے حصار میں قید کھلکھلا کر ہنسنے لگی ۔۔۔۔۔۔ جیسے اپنے لفظوں کو خود ہی انجوائے کر رہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میری جان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھیں گے ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گال پر اپنی محبت بھری چھاپ چھوڑتا روم میں آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پیچھے وہ سرخ چہرا لیے شرمندہ سی کھڑی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کافی مصروف تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ منیجر نے گداری پر کافی کچھ نقصان کر دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس برانچ کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتا تھا ۔۔۔۔ پر شکر ہے صحیح ٹائم پر انہیں ہوش آگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح سفیان کو ساری رپورٹ دی تھی ------ اور سارا دن گھن چکر بنا رہا ------ جس کی ---------- وجہ سے شدید سر درد ہورہا تھا

پر جب گھر آکر نظر اس پر پڑی روح تک سکون پھیل گیا ------ اسکے دہمکتے چہکتے چہرو کو ---------- دیکھ کر

اور باتیں موڈ فریش کر دیتی تھی -------- سو اب پھر سے لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا ----------

سنیے جی ---- یہ لیں -------- آداب سے ٹرے میں کپ رکھ کر سامنے حاضر ہوئی ------ مصطفیٰ نے چونک کر اس سگھڑ فرمانبدار بیوی کو دیکھا -------- سر پر ریڈ کلر کا دوپٹہ سلیکے سے ٹکائے لان کے ریڈ وائٹ خوبصورت شلوار کرتے میں نظریں جھکائے ------ بھترین بیوی بنی ہوئی تھی

. . . . پر افسوس یہ سب صرف ایک اچانک پڑنے والا ایکٹنگ کا دورا تھا

ایک تو مجھے مووی دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی گھر میں چلتا پھرتا نمونہ موجود ہے
------- --------- اسکے ہاتھ سے کپ لیکر ساتھ اسے بھی بیٹھایا

اور پھر ایک آپ اور ایک آپکی سڑو طبعیت ------- کوئی مزاق کروں تو تھوڑی دیر کھی
--------- کھی کریں گے بعد میں وہی نمک کا پیکٹ

--------- وہ ناک چڑھا کر خفگی سے بولی

----- افف اتنی شکایتیں ----- مونچھوں تلے سرخ لب مسکرائے

--------- لیپ ٹاپ سائیڈ کرتا پورا اسکی جانب متوجہ ہوا ------ جسکا چہرا پھولا ہوا تھا

اور نہیں تو کیا ------ کہیں گھومنے شومنے چلیں ------ پر نہیں یہاں تو بورڈ صاف
------ کلین ہے

وہ مسکراتا چائے کے گھونٹ بھرتا چوڑیوں سے بھرے ہاتھ نچا نچا کر کہتی اسکی معصوم ادائیں دیکھنے لگا -------

میری جان بہت کچھ لکھا ہے بورڈ پر آپ توجہ تو فرمائیں ------ وہ مخمور لہجے میں کہتا کپ رکھ کر اسکا ہاتھ پکر لیا --------

حیا اسکے بدلے انداز پر بوکھلا گئی ------- جو اسکی چوڑیوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا --------

تمنے کہا میری خدمت کرو گی-----ہاں ------- اسکی آنکھوں میں دیکھتا جزبات سے چور لہجے میں پوچھتا چوڑیوں سے بھری دونوں کلائیوں پر لب رکھ لیے ----------

حیا کی سانسیں تھم گئی ------- چہرا شرم سے سرخ پڑ گیا --------

وہ ------- اسکی شرارت پر آمدہ نظریں ------- دیکھ کر اس سے بولنا مشکل ہوگیا --------

وہ کچن میں بلی گھس گئی ہے ---------- وہ ایک دم اس سے خود کو چھڑواتی بیڈ سے ---------- دور بھاگی ------- اور جو منہ میں آیا کہتی وہاں سے بھاگ گئی

ہاہاہاہا ------ بس اتنی سے خدمت --------- پیچھے دور تک اس کا ہنسنا اور لفظ حیا ---------- کے سرخ ناکوں میں گونجتے رہے

ایک تو پتا نہیں یہ اچانک ہیرو سے ولن کیوں بن جاتا ہے ------ نروس سی کاؤنٹر سے ---------- ٹیک لگائے ناخون کترتی رہی

---*

رات کا کونسا پہر تھا کہ دوسرے روم میں سوئے ہوئے شہروز کو پریہان کی بھوک کا خیال آیا ------- جس سے اسے نیند میں بھی بے چینی تھی -------- ایکدم وہ اٹھ ----- بیٹھا

------ وہ بہت پشیمان تھا

------ افف میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں ---- وہ میرے پاس ہے میری زمیداری

اسے خود سے نظریں نہیں مل رہی تھی ----- کیسے وہ ایسا کر سکتا ہے -------. کھانا ------- تو اسنے بھی نہیں کھایا تھا

سگھڑ بیوی کی موجودگی کی وجہ سے وہ بہت تھک گیا تھا اسے لیے بیٹھے بیٹھے کب نیند --------آگئی پتا نا لگا

------- وہ جلد سے بستر چھوڑ کر کچن کی طرف بھاگا

اپنا بستر وہ دوسرے روم میں سیٹ کرچکا تھا جہاں اسکا جم تھا --------- اسکے ساتھ ------ ایک روم میں سونے کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا

ایک تو جازباتی عورت تھی ، دوسرا اپنی بلیک بیلٹ کیڑے دار ہاتھوں پاؤں سے مجبور ہوکر ------ سوتے ہوئے ہی حلال کر جائے پتا ہی نا لگے

وہ جلدی سے کچن میں گیا اور وہاں سے کھانا گرم کرکے ٹرے میں رکھ کر اسکے روم میں آیا تو ویسے ہی پڑی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔شہروز کی آنکھوں میں کچی نیند کے سرخ ڈورے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ پریہان کا سر لڑھک کر کندھے پر آگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ جیسے بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی

وہ اور شرمندہ ہونے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے برتاؤ پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے یوں ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا ۔۔۔۔۔۔۔ کچھ بھی تھا وہ اسکی فرسٹ کزن تھی اور اب بگڑی منکوحہ

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ وہ قریب بیٹھ گیا میز پر ٹرے رکھ کر

۔۔۔۔۔۔۔۔ گھونگریالے بال بکھرے ہوئے تھے

اب تو شاید بیچاری کو بالوں کی کٹنگ نصیب نا ہوا ۔۔۔۔۔۔ مسکرا بڑبڑاتا آہستہ سے

۔۔۔۔۔۔۔ چہرے سے بال ہٹانے لگا

نیت صرف گال پر نشان دیکھنے کی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں اسکی انگلیوں کے سرخ نشان

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واضح طور پر ابھرے ہوئے تھے

------- شدید ندامت نے گھیرا

مجھے ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے تھا -------- عورت پر ہاتھ اٹھانا مردانگی نہیں اپنی ذات ---------کی توہین ہے

--------- اور عورتذات کیلئے بھی یہ نیکی نہیں کہ وہ مرد ذات پر ہاتھ اٹھائے

برحال وہ خود کو صحیح سمجھ رہا تھا ------- اور اگر غلط کیا تو اس بلیک بیلٹ نے اچھی ------ خاصی طبعیت بگاڑ دی تھی

------- اپنی سوچوں کو جھٹک کر اسے دیکھنے لگا

جو سوئی ہوئی بہت ہی خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی -------- اسکی نظریں بلب کی روشنی میں اسکے سوئے نقوش میں الجھنے لگی ------ سپید چہرے پر سرخ نشان ------ ------- اسکے دل میں گدگدی سی پیدا کر گئے

بے ساختہ اپنی سخت انگلیوں کے پور اسکی ملائم گال پر ٹھہرے نشانوں پر پھیرے -------- اندر میں عجیب سی ہلچل مچی -------اسکی رخسار کی نرماہٹ اپنی انگلیوں پر ------- محسوس کرتے ڈھڑکنوں نے شور مچایا

---------- بے خودی میں ہی اسکی انگلیوں کے پور سرخ لبوں پر ٹھہرے

--------- لاحول ولا ---------- اچانک ہی ہڑبڑا دور ہوا

یہ میں کیا کر رہا تھا ------- پریہان کی پلکوں کی جنبش دیکھ کر وہ خود لعنت ملامت کرتا ... سنبھال چکا تھا

--------- شکر ہے بچ گیا ورنہ اس رومانٹک وقت پر میرا قورمہ بنا ہوتا

اٹھو لڑکی کھانا کھاؤ ---------- اسے اٹھا کر بیٹھاتا پانی دینے لگا --------- پر اپنے ---------- مچلتے ہوئے جزباتوں پر مسلسل دانت پیس کر بڑبڑا رہا تھا

اچھے خاصے موڈ کا بیرا غرق کردیا ---------- منحوسیت جس پر چھاجاؤ ، میں ملازم بیچارہ ----------

اسے کھانا کھلا کر کسی بچے کی طرح منہ ہاتھ صاف کرکے واپس ٹھیک سے بیڈ پر لیٹایا ------- دانت پیس کر دیکھا

------ جہاں وہ ریلیکس لیٹی تھی

دل کر رہا ہے گلا ہی دبا دوں چڑیل عورت ------- شادی کی تھی بچا گود نہیں لیا تھا
------- بلند آواز میں کہتا دب دب کر کے جانے لگا ------- جب پیچھے پکار آئی
------ وہ حیرت سے منہ کھولے مڑا -------- کیونکہ آواز جزباتوں سے چوڑ تھی

پریہان اسکے ہرانداز کو سمجھ رہی تھی ------ اور کچھ دیر پہلے والی اسکی گستاخی بھی دیکھی
--------- تھی

--------- بولو -------- خوش فہم ، میٹھی آواز
ایک ادا سے مسکراتی ----- بولی تو لفظوں میں کاٹ تھی

اپنے بے لگام جزباتوں پر لگام دو " وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولتی تمسخرے بھری "
--------- مسکراہٹ کے ساتھ کروٹ بدل کر لیٹ گئی

شہروز کو لگا جیسے کسی نے زوردار تھپڑ مار دیا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنا کچھ کہے ایک نظر کمبل ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لپٹی پریہان پر ڈال کر مسکراتا باہر نکل گیا

سرخ چہرے کے باوجود وہ مسکرا رہا تھا پاگلوں کی طرح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کھانا کھانے کا ارادہ ترک کرکے اپنے روم میں آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

---

*____

ہائے میرے پتر مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ چھپ کے بہا رچا لیا ۔۔۔۔۔ اپنی اس بوڑھی بے بے کو تو یاد بھی نا کیا ۔۔۔۔۔۔

شہروز جب ناشتہ تیار کرکے ریڈی ہوکر اس سوئی ہوئی مینڈکی کو جگانے والا تھا کہ دھڑ دھڑ داخلی دروازہ پیٹنے لگا کوئی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ پریہان کو جگانے کا ارادہ ترک کرکے پہلے دروازے پر موجود منزلوں کو ہلانے والے کی ------ جانب روانہ ہوا تو بے بے اور اسکے ساتھ رابی تھی

بے بے شہروز کو دیکھ کر ہی اس شکوائوں کی بوچھار کردی ------- جس سے جب کر مسکراتا انہیں اندر لے آیا اور اب وہ چھوٹے سے لائونج میں صوفے پر بیٹھی ناراضگی جتا رہی ------- تھی

------- اور ساتھ بیٹھی رابی بے صبری سے دلہن کے دیدار کا انتظار کر رہی تھی

نہیں بے بے ایسی بات نہیں ----- سب کچھ اتنا جلدی ہوا کہ ------- وہ ممنایہ ------

بس بس پتر رہنے دے ------- یہ بھی جاوید نا بتاتا ہمیں تو پتا نا لگتا -------- وہ ہاتھ ------- اٹھا کر اسے ٹوک گئی

کہاں ہے دلہن ----؟ ابھی تک باہر نہیں نکلی ---- اب اتنا بھی کیا شرمانہ کہ گھر --------آئے مہمانوں کا حال احوال بھی نا پوچھے

ہمارے یہاں تو چھوکریاں شادی کے دوسرے دن ہی صبح صبح اٹھ کر پوری رسوئی سنبھال لیتی تھی ------

اور یہ ہیں شہری چھوکریاں مجال ہی جو پاؤں نیچے رکھیں -------- فخر سے کہتی دفعتاً کچھ یاد آنے پر شہروز کے جانب مڑی اور ابرو سکیڑ کر انکوائری کرنے لگی --------

ہاں بھلا پتر یہ ناشتہ مہارانی نے بنایا ہے کہ ابھی نہیں ------- ٹھوڑی پر انگلی رکھ پوچھا ---------

شہروز کو تو پانی پیتے اچھو لگا --------

الہیٰ خیر -------- بے بے اور پاس بیٹھی شرمیلی رابی کے منہ سے بے ساختہ نکلا

جس پر شہروز مسکرا دیا -------- -------

ناشتہ بنائے گی ------- ہونہہ چائے میں ہی کیا کیا ڈالا جاتا ہے یہ بھی نا معلوم اس مینڈکی کو -------- وہ کڑ کر سوچنے لگا -------

جی بے بے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کھسیا کر کچھ بولتا جب دھاڑ کی آواز کے ساتھ چنگارتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شیرنی باہر نکلی

شہروز تو نہیں البتہ بے بے اور رابی ہڑبڑا کر کھڑی ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔اور کھلے منہ پر دوپٹہ رکھ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کر ہونق بنی اسے دیکھنے لگی

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتی مما ۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ دھاڑی ۔۔۔۔۔ دوسری طرف پری ۔۔۔۔۔۔ ریلیکس سے بولی

ہمنے جو کیا تمہاری بھلائی کے لیے کیا ہے ۔۔۔۔۔۔ اگر تمہیں اپنے شوھر کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔ رخصت کرکے ہمنے غلطی کی ہے تو تم اپنے باپ کو کہہ سکتی ہو

آپ سب نے مجھے چیٹ کیا ہے مما ۔۔۔۔۔ کوئی ایسے رخصتی کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ آپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہا نکاح کرلو مینے کیا پھر یہ رخصتی کہاں سے آگئی

میں ایک لمحہ یہاں نہیں رہوں گی ------- اسکی بات پر شہروز پہلو پے پہلو بدلنے لگا
------- ------ یہ سرعام بے عزتی تھی

تم اب یہاں بھی نہیں آؤ گی، یہی تمہارا گھر ہے پریہان اب بس کردو --------- آنسو
-----پیتی پری کہہ کر سیل بند کرگئی

پریہان سکتے میں موبائل کو گھورنے لگی -------- ایک آنسوں ٹوٹ کر موبائل پر گرا

شہروز اپنے موبائل کے جنازے کو سامنے دیکھ رہا تھا --------- بس اب صرف سیکنڈ کی
-------- دیر تھی

کمینے اے ---------- وہ چیختی موبائل کو نیچے دے مارا جو ٹکڑوں می۔ تقسیم ہوچکا تھا
-------- پر اسکے لفظ سامنے موجود نمونوں کو دیکھ کر ہی منہ میں رھ گئے تھے

یا اللہ معافی ------ لڑکی کوئی اپنے سائیں کے سامنے ایسی باتیں کرتا ہے ------- وہ
بھی چار دن کی دلہن --------- انکی تو آنکھیں باہر ابل پڑیں تھی پریہان کو دیکھ کر
-------- دفعتاً اسے اپنی بیٹی کا خیال آیا

جاؤ رابی باقر باہر موجود ہے گھر جاؤ ---------- بے بے نخوت سے پریہان کے حلیے کو
------ دیکھ کر اپنی بیٹی سے مخاطب ہوئی

جی اماں --------- وہ آہستہ سر اثبات میں ہلانے لگی ---------پریہان کی بھی
------ اس نمونے سے نظریں ہٹ کر چھوٹے نمونے پر آئیں

-------آنکھیں جیسی ساکت ہوگئی ---------تازے زخموں سے پھر خون رسنے لگا

پاپا مجھے ایک لڑکی سے شادی کرنی ہے ناکہ لڑکے سے --" کان میں کسی کے لفظ "
---------گونجنے لگے ---- تو نظریں پلٹی ----- بھوری آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھی

تو مطلب پریہان تمنے جو فیصلہ لیا ہے وہ غلط نہیں ------ بے ساختہ اسکے لبوں پر
--------پراسرار مسکراہٹ پھیلی

السلام علیکم ----- چہرے پر مسکراہٹ سجائے بے بے کو سلام کرتی شہروز کو ہزار
---------والٹ کا جھٹکا دیتی ------ خاموش سی کچن میں چلی گئی

--------وہ بیچارا صدمے میں مڑ مڑ کے اسے دیکھ رہا تھا
بے بے بھی تعجب میں تھی کہ یہ کیسی دلہن ہے --------- پہلے چنگارتی انٹری ہوئی
پھر برف جیسا ٹھنڈا لہجا ----- ننگھے سر بے شرم پینٹ شرٹ میں سلام کرتی
--------غائب ہوئی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کیا تھی پتر ۔۔۔۔۔۔۔۔ تیز ترار بے بے کے بھی حواس گھم تھے

۔۔۔۔۔۔۔ کچھ بے بے ایسی ہے میری دلہن ۔۔۔۔۔۔ وہ آہ بھر کر بولا

آپ کے لیے یہی کافی ہے مجھے تو آگے کھائی دیکھائی دے رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ مینڈکیاں ہی مینڈکیاں ہیں

۔۔۔۔۔۔۔ اللہ سب بھتر کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ صدمے کی کیفیت سے کہتا اٹھا

۔۔*

۔۔۔۔۔۔۔۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ پھر سے سو گئی تھی

زرینہ بی کے جگانے پر ایکبار پھر وہ نا چاہتے صرف اسکے دہشت سے بے بس فریش ہو کر بالوں کی چٹیاں بنائے سر پر دوپٹہ ٹکائے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈائننگ ٹیبل پر آئی

کل کی طرح وہ پہلے ہی موجود تھا ---- اکیلا اسکے منتظر ------- فل تیار ----- معصومہ اس پر ایک چور نظر ڈالتی اسی چیئر بیٹھی جس پر کل اسے حکم دیا گیا تھا ------ !-- پتا نہیں کیوں ایک سستی سی پورے وجود پر سوار تھی ---- اداسی

سالار نے ایک نظر اس ڈالی جو فریش نکھرے چہرے کے ساتھ اداسی کا مجسمہ بنی ہوئی ----- تھی

تم مسکرا نہیں رہی ------؟!! ناشتہ سرو کرتے اپنی نیلی آنکھیں اس پر ٹکائے وجہ -------- پوچھی گئی یا حکم اسے سمجھ نا آیا

اسکے اچانک بولنے پر معصومہ نے نظریں اٹھائی ------- وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا ------

کیا پاگل تھا یہ شخص ---- کس وجہ سے مسکرائے ----- کونسی خوشی تھی اسکے پاس ------ جس پر وہ خوش ہو کر مسکرائے

سالار کی آنکھیں مسکرائی ------ جب شکواہ --- حیرت --- سوالات ان سبز پھیلی --------آنکھوں میں دیکھے ------ جو اب چھلکنے کیلئے بےتاب تھی

------- ششش---------- سختی سے سرزش کی

جس پر معصومہ ناک چڑھا کر ناشتہ کرنے لگی ------- سالار نے چونک کر اسکی ادا کو ------- دیکھا اور کئی لمحے دیکھتا رہا

پہلے کتنا مشکل ہوتا تھا دیکھنا ---- پر اب وہ سامنے بیٹھی تھی ----- حقیقت کے روپ ------- میں

------ اسکی بوکھلاہٹ محسوس کرتا خود بھی اپنے ناشتے کی جانب متوجہ ہوا

------ ماحول میں سکوت چھایا ہوا تھا

لائونج میں بیٹھو، بات کرنی ہے ------ اسے اٹھتے دیکھ کر نیپکین سے ہاتھ صاف سرد ------ سے لہجے میں بولا ------- جیسے کوئی گنجائش نہیں ---- نا کرنے کی

-------- اسکی بات پر معصومہ فق چہرے سے کھڑی رہی ------- ہاتھ مسلتی جائو---------- میکی سے کوٹ لیتا ناگوار لہجے میں سختی سے لفظ پر زور دیا --------- وہ ------- ہڑبڑا گئی

-------*

**********❤

سالار کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر وہ من من بھر قدم اٹھاتی لاؤنج میں آئی، ناچار منہ پھولائے بیٹھ گئی ------

لاشعوری طور اسکے سارے حواس سالار کی بات کی طرف تھے کہ کیا کہنا چاہتا ہے

زرینہ بی کے رویہ سے اسنے یہ اخذ کیا تھا کہ مصیبت میں کوئی کسی کا نہیں ----- جس طرح وہ اسے باہر لاکر اس شخص کے شکنجے میں اکیلا چھوڑ جاتی تھی ------ اس سب سے تو یہی نکلتا تھا -------

اتنی اسکی مشکور تھی کہ، اسنے جان لیوا ڈر اسکے اندر سے نکالا تھا ۔۔۔۔ اور باہر لاکر سانس لینے پر مجبور کیا ۔۔۔۔۔ تبھی اس وقت سالار کی دہشت کے علاوہ ہر طرح سے محفوظ تھی

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ یہاں صرف اسے زرینہ بی میکی اور سالار کے علاوہ کوئی نہیں دیکھا

میم۔۔! سر نے کہا ہے دو منٹ ویٹ کریں ۔۔۔۔۔ وہ جو سوچوں میں گھم تھی اچانک لڑکی کی اردو آواز پر اچھل پڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آنکھیں پھاڑے مسکراتی میکی کو دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی

ہا۔۔۔ہاں ۔۔۔۔۔۔ اوکے ۔۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نا آیا کیا بولے ۔۔۔۔۔ دفعتاً دماغ میں

۔۔۔۔۔۔۔۔ دھماکہ ہوا ۔۔۔۔۔ اور پھر لڑکی کو دیکھنے لگی

مم۔۔۔میں کہاں ہوں ۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہم سب کونسے شہر میں ہیں ۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ

۔۔۔۔۔۔ مروڑتی اسکے مقابلے کھڑی ہوتی سہمی آواز میں پوچھنے لگی

اگر کبھی بھی اپنے پاپا سے بات ہوئی تو اسے جگہ کا تو بتا سکے کہ وہ کہاں ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔

میکی اس اچانک حملے سے ہڑبڑا اٹھی ۔۔۔۔ معصومہ بھی پٹر پٹر اسے دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

بب۔۔بتاؤ ۔۔۔۔۔۔ اس اونچی لمبی لڑکی کو گھبرائے بوکھلائے دیکھ کر اس میں جیسے ہمت سی آگئی تھی ۔۔۔۔۔ تبھی گہرا سانس بھر کر کچھ سخت لہجے میں بولنے کی کوشش ۔۔۔۔۔کرنے لگی

۔۔۔۔۔۔ پر صدا کی بزدل زبان ناچاہتے لڑکھڑا گئی

سنو ۔۔۔۔رکو۔۔۔۔۔ اسے بغیر جواب دئے جاتے دیکھ کر وہ بے بس چیخی ۔۔۔۔۔۔ جواب دو ورنہ میں تمہارے سس۔۔۔سر سے شکای۔۔ت کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے پیچھے لپکنے لگی پر اپنی چوٹیاں پیچھے کسی نے جکڑ رکھیں تھی جس سے اسکے قدم زمین نے جکڑ لیے

۔۔۔۔۔۔

منہ پر جیسے تالے لگ گئے ۔۔۔۔۔ وہ بل کھا کر جیسے مڑی ۔۔۔۔اگلے ہی لمحے ایک چیخ ۔۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ مقابل کے چوڑے سینے کا حصا بن گئی

وہ کب آیا اسکے پیچھے، اور اسکی باتیں بھی سنی ------- اپنا انجام سوچ کر وہ اسکے ساکت ------- سینے سے لگی لرز رہی تھی

جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو ---- میرے علاوہ کوئی جواب نہیں دے گا مائے گرل ------- جھک کر سرگوشی میں کہا ------ معصومہ کو لگا جیسے اسنے اسکے قریب سے ---- گہری سانس کھینچی ہو یا اسکا وہم

اس کے انگ انگ میں سرد لہر اٹھی ------- آنکھیں بھینچے کانپتی وہ ایکدم اس سے دور ---------- ہوئی

اگر یہی دماغ تم کالج میں لڑکیوں سے لگاتی تو آج نتیجہ بہت اچھا ہوتا ---------- جیسے طنز ------- کیا ------- وہ ایک نظر اسکے شوز کو دیکھ کر ہی دو قدم پیچھے ہوئی

اسکا چہرا سرخ تھا ------ ایک وہم کے تحت ------ یا حقیقت ایسا ہوا -------- باتوں ------ تک اسکی پہنچ نہیں تھی

-------- بیٹھو ---------- اسے مسلسل کھڑے دیکھ کر وہ کچھ سرد آواز میں بولا

معصومہ ہڑبڑا کر پیچھے بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ یہی غنیمت تھی کہ اسنے کچھ نہیں کیا میکی ۔۔۔۔۔۔۔ سے سوال پوچھنے پر

کچھ دیر خاموش ہاتھ مسلتی رہی ۔۔۔۔۔۔۔۔ مسلسل پھیلے سکوت سے اکتا کر ذرا سی نظریں اٹھائی تو حیران پریشان رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ سامنے ہی میز پر اسکے فرسٹ ایئر کے بک ۔۔۔۔۔۔۔۔ پڑے تھے

اور پھر بے یقینی سے سامنے بیٹھے وجود کو دیکھا جو لیپ ٹاپ مصروف تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اسنے اپنے اندر ہمت جمع کی

مم۔۔۔ میں کک۔۔۔۔کہاں ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کے کانوں میں اسکے لفظ پڑے سیکنڈ کے لئے ہونٹوں پر تبسم پھیلا اور وہیں دم توڑ گیا ۔۔۔۔۔۔۔ اسے دیکھتی معصومہ ابھی ۔۔۔۔۔۔۔ محسوس بھی نا کر پائی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں کے بیچ ایک صوفے کا فاصلہ تھا

میرے پاس ------ دو لفظوں میں جواب --------- پر معصومہ کو تو جیسے کرنٹ لگا

--------- دل تیزی سے دھک دھک کرنے لگا جیسے پنجرے میں قید پھڑپھڑاتا پرندہ

پل میں اسے اپنے رخسار کے قریب سانسوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی -------- چہرا

-------- سرخ رخسار تپنے لگے

------ اسکے سامنے بیٹھی عجیب سی گھبراہٹ بوکھلاہٹ کا شکار تھی

بے ساختہ نظریں اٹھائیں ----- مانو سانسیں رک گئی ------ لیپ ٹاپ بند کئے بڑی

-------- فرصت سے دیکھ رہا تھا ------- بغیر کسی تاثر کے

ممم---میں ------ معصومہ کی پیشانی عرق آلودہ ہوگئی ----- اسے لگا دو منٹ مزید

اسکے سامنے کھڑی رہی یہیں دم توڑ دے گی ----- اس لیے اچھل کر کھڑی ہوگئی

--- -------. پر

بیٹھو ------- ایکدم پھر سرد آواز میں دھاڑا ---------- دوسرے ہی پل وہ دہرام سے ------- سانسیں روکے بیٹھی

جج----جی ------- وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر گہری سانسوں کو دباتی لب پھڑپھڑانے لگی

یہ بکس ہیں تمہارے ------ جو بھی کوئشچنز سائن ہیں ہے وہ سب سولو کرو اور ڈنر کے ------ بعد مجھے دیکھاؤ گی ------ یہیں

------ اور جو نا سمجھ آئیں انہیں چھوڑ دینا وہ میں سمجھا دونگا ---------- فائن

لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر بکس اسکی جانب کھسکائے اور ابرو اچکا کر اس طرح پوچھا کہ ------ معصومہ کی ساکت زبان لڑکھڑا اٹھی

----- ہا۔ ---ج۔ ۔جی ------- اسنے بکس کے لئے ہاتھ بڑھائے تبھی پھر بولا

------ رہنے دو میکی دے جائے گی تب تک تم یہاں انجوائے کرو

----- اجازت نامہ جاری ہوا تو بغیر لمحہ لیے وہ گہرا سانس لیکر اٹھی

اسنے سوچ لیا تھا کہ مر کر بھی وہ اسکے پاس نہیں جائے گی پڑھنے ------- اسے یاد تھا جب اسکی کلاس ہوتی تھی ----- تب بھی ایسا لگتا ساری کلاس کو چھوڑ کر وہ اسے دیکھ ------- ریا ہو ----- تب وہ کتنی خوفزدہ اور سہمی رہتی

تمنے بائے نہیں کہا-----؟ مائے گرل ------ وہ سوچوں میں گھم جب پھر کان کے ------ قریب سرزش کرتی سرگوشی ہوئی

معصومہ کے قدم قالین پر دھنس گئے ------ ٹانگیں لرزنے لگی ------ بے ساختہ منہ ----- سے نکلا

-------؟؟آ۔ آآپ م۔میرے کک۔ --کزن ہیں

اسکی کلون کی خوشبو نتھنوں سے محسوس کرتی بڑبڑائی کوئی اور وقت ہوتا تو چیخ چلاکر وہیں دم ------ توڑ دیتی

ابھی بھی کرتی پر وہ جانتی محسوس کر رہی تھی کہ وہ اسکے قریب نہیں پر پتا نہیں کیسے ----- اسکی سرگوشی کان میں آجاتی

---- نہیں میں تمہارا کچھ نہیں

----- صرف تم میری ہو ------- مائے گرل

ایک بار پھر اسکی سرگوشی گونجی ------ سالار کی نیلی مسکراتی آنکھیں اسکے لرزتے وجود ------ پر تھی -------- وہ اسکی پہنچ سے دور نہیں تو پاس بھی نہیں تھی

اسکی سرگوشی میں لفظ سنتی لرزتی اپنے پسینے سے نم سرخ ہتھیلیاں دیکھنے لگی --------

--------- اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے چہرے کا رنگ ہتھیلیوں پر آگیا ہو

بگڑا تنفس لرزتے وجود کے ساتھ وہ خود کو گھسیٹتی وہاں سے بھاگی ------- بغیر پیچھے --------- دیکھے کہ وہ اسکے کتنے فاصلے پر تھا

اسے یاد تھے تو صرف یہی لفظ کہ "صرف تم میری ہو" دروازہ بند کرتی اس سے پشت کا ٹیک لگائے گہرے سانس لیتی اپنا تنفس بحال کرنے لگی ------

ماتھے سے شبنم کا قطرا لڑکھ کر رخسار کو چومنے لگا ------- اپنی چوٹیاں جیسے ابھی بھی اسکی مٹھی میں ہوں --------

کچھ دیر بعد خود کو سنبھال کر چلتی ہوئی قدآور مرر کے سامنے آئی -------

گھنی پلکوں کا باڑ اٹھانے لگی پر ایسا لگا جیسے ان پر من بھر کا وزن رکھ دیا ہو --------

بے بسی سے بے بسی تھی ------ وہ چاہ کر بھی خود کا لرزتا وجود سرخ چہرا نا دیکھ پائی اور چلتی ہوئی منہ کے بل بیڈ پر گر گئی ------- -----

صرف تم میری ہو" ایکبار پھر وہی لفظ گونجے -------- مارے حیا کے وہ سانس نہیں "
------- لے پارہی تھی

کافی دیر ویسی ہی چھت پر لگے خوبصورت قیمتی فانوس کو دیکھتی اسکے شکنجے میں جکڑنے
------ والے سحر میں تھی ------- دفعتاً ڈور ناک ہوا

یس ------ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی -------- دیکھا تو میکی تھی سالار کے دئے بکس کے
------ ساتھ

میم سر نے دئے ہیں ------- وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی ------- معصومہ اسکی
------- پشت کو گھورتی رہ گئی

نافرمان -------- وہ ناک چڑھا کر بکس اٹھا کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور انہیں حل کرنے لگی
-------- ------ کچھ تو واقعی اسے بہت مشکل لگے جنہیں وہ چھوڑ گئی

---------- باقی کچھ وہ خود سولو کرنے لگی ------- اپنی مخصوص رائیٹنگ کے ساتھ

--------- اپنا ورک فنش کرکے وہ اٹھی اور چپل پائوں میں اڑس کر واپس باہر نکلی

------- اسکا ارادہ اکیلی ڈائینگ ٹیبل پر لنچ کرنے کا تھا کہ کچھ میزز سیکھ لے

---*

------ بے بے لاحول ولا پڑھتی شہروز کو خوشحال مستقبل کی دعائیں دیتی چلی گئی

------ انہیں روانہ کرتا کچن میں آیا

اب تو خوش فہمی مر گئی ہوگی کہ میں رخصتی کرواکر تمہیں لایا ہوں ------- وہ دانت پیس کر بولا اسکا اشارہ صبح پریہا کے پری سے بات کرنے کی طرف تھا -------

------ جی ----- پریہا کہہ کر ناشتے کی جانب متوجہ ہوگئی

------ تم ٹھیک ہو ----- ؟ اسکا جی کہنا ہضم نا ہوا تو مشکوک انداز میں تسلی چاہی

------ جی ہاں کیوں ------ وہ ابرو اچکا کر مدہم سا بولی

ہاں کچھ نہیں ------ وہ سر ہلا کر اس مریضہ کو دیکھ کر کندھے اچکاتا کیپ پہن کر ------- چلا گیا

----- بڑا آیا ---- کمینہ نا ہو تو ----ہونہہ ------ بڑبڑائی اٹھی

اسکے جانے کے بعد ناشتہ سے فارغ ہوتی ------ برتن واش کرنے لگی ------ جو ------- واش کرنے سے زیادہ شہید ہوگئے تھے

افف ----- کیسے کر لیتی ہیں مما لوگ ------- سخت جھنجھلائی جھاگ سے ہاتھ صاف ------- کرتی دور ہٹی

پر کچھ بھی ہو چھوڑنے والی میں بھی نہیں ------ نل سے نکلتا پانی کچن میں پھیلنے لگا ------- جسے جھجھلا کر بند کرتی ------ برتن رکھنے لگی ------- اپنے مطابق وہ سگھڑ ---- بیوی کی طرح اسکا کام کر رہی تھی بوجھ کم کرنا

------- وہاں سے فارغ ہوکر ----- کچن کا ستیاناس کرتی روم میں آئی شہروز کے

سارا روم صاف تھا ----- ڈریسز پہلے ہی الماری میں ہینگ کئے ہوئے تھے ---- بیڈ شیٹ تکتے سب صاف اجلے ------ یہ تو اسے پہلے معلوم تھا کہ وہ صفائی کا کیڑا ہے پر آج ------- دیکھ بھی لیا

ایک بھی سوٹ میلا نہیں تو میں کپڑوں کی دھلائی کیسے کروں ------ سخت پریشان ------ ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچنے لگی

------- دل تو کر رہا ہے کمینے اے ایس پی کا گلا ہی دبا دوں

ویسے پہلے بھی کونسے کپڑے میلے ہوتے ہیں ---- ہم خود کرتے ہیں ---- پہلے چڑ کر ----- کہتی پھر دماغ چلایا تو سمجھ آیا

وہاں سے تین سوٹ لیے اور باہر آئی ----- لائونج میں رکھ کر اپنے کپڑے لینے گئی -------

----- افف یہاں بھی سب کچھ ٹھیک ہے ---- پھر کروں کیا

------- ہاں پہلے نہا لیتی ہو پھر انہیں کپڑوں کو واش کروں گی

خود کا ایک سوٹ لیکر باتھ روم میں بند ہوگئی ------ گنگناتی باہر آئی ------ بلو جینز سفید کرتے میں وہ کافی پیاری لگ رہی تھی ..

بال سکھا کر انہیں کلپ میں قید کیا اور ایک اسکارف کمر کے گرد باندھ کر اپنا سوٹ لیے ------- باہر آئی

اوہ --- ہو ..... ابھی تو جھاڑو بھی دینا ہے ----- بالٹی میں تینو ڈریس ڈال کر ان میں ------ واشنگ پاؤڈر ڈالا

------ اپنے پنک کرتے کو رنگ چھوڑتے دیکھ کر شہروز کی سفید شرٹس کو دیکھنے لگی کچھ نہیں ہو گا شاید میل چھوڑ رہے ہوں -------- پنک رنگ کو دیکھ کر جھنجھلائی ------

------ دفع کرو کچھ نہیں ہوتا ------ آج خود دیکھا گا سگھڑ کسے کہتے ہیں

---- مجھے دھتکارا تھا نا ----- میں کچھ نہیں کر سکتی

اب جب دیکھو گے سگھڑپن کے ساتھ حسن تو جل کر مرو گے ------ پھر میں تمہیں ------ دھتکاروں گی شہروز ملک تب درد کا پتا لگے گا

------ مسلسل بڑبڑاتی ڈسٹنگ کرنے میں مصروف ہوگئی

بالٹی پانی کے بھر کر گھسیٹتی شہروز کے روم میں آئی اور گھیلا کپڑا کر کے دھول مٹی جو شہروز کل ہی صاف کر کے گیا تھا ----- اپنی کلاکاری سے صاف کرنے لگی --------

ظاہر ہے یہ ایک سگھڑ عورت تھی ------ اچھے سے صاف کر سکتی تھی -----

وہاں پر اپنی منحوسیت مطلب سگھڑپن پھیلا کر اپنے روم میں آئی اور اسے بھی صاف کرنے لگی پھر جھاڑو اٹھا یا --------

اس سب میں کافی ٹائم بیت گیا اور وقت گذرنے کا پتا نہیں لگا ------

افف پہلے فریش ہوجائو پھر کھانا بناتی ہوں ------ ایک بار پھر کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں گھس گئی اور فریش ہوکر آئی تو پورا بدن درد سے پھٹ رہا تھا -------

افف مما کیسے کر لیتی ہیں اتنا کام ------- ابھی تو کھانا بنانا ہے ------ بیڈ پر گرتے ہوئے -------- آخری سوچ دماغ میں آئی

اب اسے صرف انتظار تھا کہ شہروز آئے اور دیکھے تو منہ کھل جائے ------- اب خوشی سے یا صدمے سے --------

یہ تو مینڈکی نے جو سگھڑپن کے جھوھر دیکھائے ہیں پتا نہیں کونسا جھٹکا لگنے والا تھا اسے -------

*----------

یہ کیا حرکت ہے شہریار دروازہ کیوں بند کر رہے ہو ؟-------

پری کچن میں عائمہ بیگم جنکی طبعیت ناساز تھی ان کے لیے سوپ بنانے آئی تھی

مشال عائمہ بیگم کے پاس بیٹھی تھی ------ ------

جب اچانک کھٹکے کی آواز پر مڑی تو شہریار کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر غصے سے بولی

ظاہر ہے تمنے ہر طرح سے اپنی پہنچ سے دور رکھا ہے تو یہی کرنا پڑے گا ڈارلنگ ------- وہ شوخی ہوا ------ آج ہی آفیسرز جنکو سالار کے پیچھے لگایا تھا انہوں کہا کہ وہ صرف آفیس سے اپنے محل میں ہی جاتا ہے ----- مطلب معصومہ وہیں ہوگی ------- تو اب انکی ساری کوشیش محل کے اندر داخل ہونے کی تھی ----- جہاں سخت سیکورٹی تھی

کچھ دن مصروفیت کے وہ اسکی ناراضگی کی طرف توجہ ہی نا دے سکا ----- اور نا ہی اسنے ----- کوئی ہاتھ آنے کا موقعہ دیا

اب یہ چونچلے آپ پر سوٹ نہیں کرتے راستا دیں ------- وہ سخت چڑی ہوئی تھی

اچھا تو تم کرلو ------ روکا کس نے ہے ------- وہ لپک کر اس تک پہنچا اور ہاتھ سے

--------- سوپ لیکر رکھا جس پر پری جھنجھلا کر پیچھے ہوئی

شیری یہ کیا بدتمیزی ہے مشال آجائے گی تو کیا کہیں گی ----- اسے پیچھے دھکا دے کر

------- چیخی

-----زیادہ بول رہی ہو اب تم

کیا صرف تم ہی پریشان ہو ---- میں نہیں ہوں ----- کیا وہ میری بیٹیاں نہیں تھی

------ ------ اسے بازو سے پکڑ کر قریب کیا اور غصے سے سرد آواز میں بولا

آپ-------- پری کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی ------ ابھی کچھ کہتی جب ------ شہریار نے اپنا مضبوط ہاتھ اسکے منہ پر رکھا

میں کچھ نہیں ------- یاد رہے اگر آج واپس اپنے روم میں نہیں آئی تو سب کے سامنے اٹھا کر لائوں گا ------- پھر مجھے دونوں کی عمر کا لحاظ بھی نہیں رہے گا ------ ------ میری جانم

آج ارادے تو میرے بہت خطرناک تھے ---- پر یہ جو تمہارے ٹسوے ہیں نا ------- ------ ہر بار مجھے بے بس کر دیتے ہیں

-------- اسکی نم آنکھوں پر اپنے عشق کی مہر ثبت کرتا جیسے آیا تھا ویسے چلا گیا

پری شکوہ بھری نظروں سے اسکی پشت کو دیکھ کر آنکھیں پونچھتی سوپ کا پیالا لیکر عائمہ بیگم کے روم میں آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جب سے معصومہ گئی تھی تب سے نا شہریار سے ۔۔۔۔۔۔۔ بات کرتی تھی نا ہی اسکے روم میں جاتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔آجکل اسکا بسیرا عائمہ بیگم کے ساتھ تھا

کیا ہوا پری ۔۔۔۔۔۔۔ مشال نے اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر پوچھا ۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ نفی ۔۔۔۔۔۔۔ میں سر ہلانے لگی

کچھ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتی عائمہ بیگم کو سہارہ دے کر سوپ پلانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکی حالت اپنی معصوم پوتی کے جانے کے بعد ایسی تھی ۔۔۔۔۔۔ شہریار دراب سفیان سب اسکی روز خیر خیرت پوچھتے اور کافی وقت اسے معصومہ پریہا کے سلامتی کے دلاسے ۔۔۔۔۔۔۔۔ دیتے رہتے

---

*

**********❤

ہیرو آجائیں ڈنر ریڈی ہے ------- دروازے میں منہ دے کر کہتی واپس نیچے ڈائننگ ٹیبل پر آئی ------- جہاں مختلف پکوان بنائے گئے تھے ------- حور اور نوشین کی کڑی محنت کے بعد اسے کچن میں قدم رکھنا ہی پڑا پھر آہستہ آہستہ دونوں سے کلاسز لیتی ------- نتیجاً آج وہ اچھا خاصا کھانا بنا لیتی تھی

اور خاص طور اسکی زیادہ توجہ مصطفیٰ کی فیورٹ ڈشز کی طرف ہوتی تھی ---- اور نیو نیو ریسپی بنا کر اسے چکھاتی ----- جو چکھ کر تعریف کے پیجز اکھاڑ دیتا ----- اور سرشار ہو ------ کر پھر سب کو کھلاتی

اپنے باپ کے لیے تو وہ سب سے الگ نکال کر پیش کرتی ۔۔۔۔۔ اور حور جل بھن کر منہ بسورے بیٹھی اسکی اکڑی گردن دیکھتی رہتی ۔۔۔۔۔۔۔ دونواں ماں بیٹی میں جیسے پیدائشی جنگ ہو ۔۔۔۔۔ اور یہ جنگ سفیان کو خاصا لطف انداز کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔

واہ ۔۔۔۔۔۔ خوشبو تو بہت مزے کی آرہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ ڈائننگ ٹیبل پر اپنی پسندیدہ ڈشز دیکھ کر کف فولڈ کرتا مسکرا کر بولا ۔۔۔۔۔۔

سب آپکی پسند کی ڈشز ہیں ۔۔۔۔۔ وہ مسکرائی ۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں تھا ۔۔۔۔۔۔ اور بہت ہینڈسم لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔ حیا نے اسکی خوشی سے بھرپور آواز سن کر پلکیں اٹھائیں تھی پر اگلے ہی پل لرزتی جھک گئی ۔۔۔۔۔۔۔ آج اسے دیکھ اداکارہ کا دل اچھل کود کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ بوکھلائی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔

بہت خوب ---- دو دن سے باہر کا کھا کر منہ ہی بدذائقہ ہوگیا تھا ------ اور آج میری پرنسس کے ہاتھ کا کھا کر دل خوش ہوجائے گا --------

وہ تعریف کر رہا تھا اور حیا کا منہ پھولا ہوا تھا کہ زندگی میں پہلی بار کھاتے ہوئے وہ اس سے پوچھ بھی رہا تھا ------ ورنہ تو کہیں بھی ہوتا شہر سے باہر یا کہیں اسکی ذرا ذرا سی بات کھانے سے لیکر سونے تک کے لئے معلومات حاصل کرتا رہتا -----

------ دفعتاً وہ بری طرح کھانسنے لگا ------ حیا ہڑبڑا کر اپنے خیالوں سے نکلی

کک۔ ---کیا ہوا ----ہیرو ------ مم۔ --مرچیں تیز ہوگئی کیا ۔ ------؟ وہ جلدی سے پانی کا گلاس بھر کر اسکی طرف آئی جو مسلسل کھانسے جارہا تھا -------

س---سوری میری وجہ ------ اسکی آنکھوں میں آنسوں آگئے ---- ساری خفگی چھوڑ کر اسے پانی پلانے لگی ------ پر مصطفیٰ نے چیئر تھوڑی کھسکائی اور گلاس اسکے ہاتھ لیکر ٹیبل پر رکھا -----تو حیا نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی ---- ایسی حالت میں پانی کیوں نہیں پی رہا ------

------ پر جب سمجھی تو اگلے ہی لمحے وہ اسکی باہوں میں تھی

------ ہ---ہیرو ------ وہ آنکھیں پھیلائی کسمسا کر اسکے گھیرے سے نکلنے لگی

ہیرو کی جان کھانا کھائیں ------ وہ شرم سے سرخ دہکتے رخساروں سے اسکی گود میں ----- بیٹھی تھی ------ اور مصطفیٰ محظوظ ہوتا اسکی حالت سے، نوالہ بنانے لگا

آ---آپ ---- چھوڑیں گے تو کھاؤں ------ سانسیں روکے اسکی قربت پر ٹیبل کو پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر مصطفیٰ نے ایک ہاتھ سے اسکے کمر کو سختی سے جکڑا ہوا ------ تھا جس سے وہ مسلسل ناکام تھی

لو منہ کھولو شاباش ------ وہ نوالہ اسکے منہ کی جانب کئے بولا ----- حیا نے شرم سے منہ بسور کر اسے دیکھا ----- جو مسکراتی گرے آنکھوں میں شرارت سے دیکھ رہا تھا

آپ------آپ بہت ہی ولن ہیں -------- وہ بھیگی پلکوں سے نوالہ منہ لیتی ساتھ ------ اسکی انگلیوں کو بھی اپنا نوالہ بنایا

آہ ------ مصطفیٰ نے ایکدم کھینچ کر اپنی انگلی کو دیکھا جہاں سے خون کی ننھی بوند نکل -------آئی تھی

حیا تو دیکھ کر بدحواس ہوگئی -------- سس---سوری ----- شرمندگی کی گہرایوں میں خود کو ڈوبتا پاکر اسکی انگلیوں کو تھام کر شدت ندامت سے اپنے ہونٹوں سے لگا گئی

سس---سوری ہیرو مم---میرا آپکو تکلیف پہچانے کا کو ارادہ نہیں تھا ------ وہ شدت ------- سے اسکی انگلیوں کو چھوتی بولی

یہ سب ان منحوس دانتوں کا کیا دھرا ہے ----- وہ بھرائی آواز میں اپنی صفائی دیتی، ڈبڈباتی بھنور کالی آنکھوں میں التجا کے ساتھ اپنے موتیوں جیسے دانتوں کو دیکھاتی انہیں قصور --------- وار ٹھہرا گئی

مصطفیٰ بے خود سا اسے بوکھلائی، گھبرائے اپنے فکرمند دیکھتا رہا -------- اسے خود پر غصہ آیا کہ کیوں اسکے منہ سے "آہ" نکلی ----- جو وہ غصہ خفگی بھول کر شرمندہ ٹھہری ------

پر آخر میں جب وہ اپنے بچاؤ کے واسطے دانتوں کو قصوروار کہنے لگی تب مصطفیٰ کا قہقہہ -------- چھوٹ گیا

افف ---- متاعِ جاں ہو میری جاناں ---- میں تو صرف اس لئے پہلے کھانے لگا کیوں کہ دو دن سے تمہاری اداکاری کو بہت مس کیا پر مجھے کیا پتا تھا یہاں گولہ باری کے بجائے منہ پھول جائے گا -------. وہ محبت سے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیے -------- دونوں آنکھوں پر لب رکھ لیے

------- حیا اسکے اچانک قریب آنے پر ہڑبڑا گئی ---- تو وہ دھیرے سے مسکرادیا چلو جلد منہ کھولو ------- اسکی سخت مزاہمت اور حیا جھجھک کو بالائے طاق رکھ کر خود ------ بھی کھانے لگا اور اسے بھی کھلانے لگا

کھانے کے بعد وہ روم میں چلاگیا اور حیا ابھی تک اسکے سحر انگیز حصار میں جکڑی برتن سمیٹتی ----- باقی کا کام نمٹا کر روم میں آئی -------- مصطفیٰ کے ملازمہ رکھنا چاہا پر حیا نے منا کر دیا اور اپنی ضد پر اڑ گئی ---- اب صرف ایک ملازمہ صبح آتی تھی جو صفائی -------- دھلائی کے بعد چلی جاتی ------حیا اس دوران اپنی پڑھائی کرتی

آگئی میری جان --- یہاں آؤ ------- لیپ ٹاپ بند کرکے اسے روم دیکھ کر اپنی باہیں ------ پھیلائی اور پیار سے بلایا

------ ہاہاہاہا ------- اسکی حرکت پر حیا کھلکھلا پڑی

شو شولی ---- ولن جی ------ وہ زبان چڑھا نماز ادا کرنے کی نیت سے وضو کرنے چلی ---------- گئی، بہت اچھے طریقے سے وہ اپنی بے وقوفی کے بدلے لے رہی تھی

-------- مصطفیٰ بے چارہ آج پھر مایوس ہوکر خالی ہاتھ رہ گیا

افف ---- کیا ادا ہے ----- میری ڈرامہ کوئن کی ---------- بالوں میں ہاتھ پھیر --------کر لیپ ٹاپ لیے ٹیرس پر آگیا

جہاں رات نے اپنی جگمگاتی سیاہ چادر پھیلا کر ہر چیز لو اپنی مدہم سیاہی میں لپیٹ لیا تھا

وہ گہرا سانس خارج کرکے وہیں رکھیں چیئرز پر بیٹھ کر پھر کام میں لگ گیا

---وقت کا پتا نا لگا کیسے بیت گیا ---- رات کے دو بجنے لگے تب وہ فارغ ہوا

--- اور لیپ ٹاپ بند کرکے اٹھا

یہاں پر آکر اسکا یہی معمول بن گیا تھا ---- صبح سے کام میں لگتا رات دو کبھی تین

--- بجے فارغ ہوتا

آفس سے تھک ہار کر جب گھر میں قدم رکھتا تو حیا کا کھلکھلاتا دمکتہ چہرا اور چہکی باتیں سنتا

تو فریش ہوجاتا ---- پر اسکے باوجود تھکن سوار ہونے لگتی ---- مچلتے جزبات سکون

--- چاہتے

پر وہ چاہتا تھا کہ حیا خود اپنی رضامندی سے اسکی طرف ہاتھ بڑھائے ------ اور وہ اسے ------- تھام کر خود میں بھینچ لے جسکی دور دور تک کوئی کرن نا تھی

اسنے روم میں قدم رکھے تو ہونٹوں پر مسکراہٹ مچل اٹھی ------ اپنے معمول کے مطابق بیچ میں کشن کی بارڈر لائن بنی ہوئی تھی جو وہ اپنے ساتھ جہیز میں لائی تھی

اور خود دنیا جہاں سے بیگانی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی -------- اسکی ------ دھڑکنوں میں تلاتم مچا کر

لیمپ کی مدہم روشنی میں اسکا دوپٹے سے عاری دلنشین سراپا اسکی تمام تر سوچوں کو کھینچ ------گیا

------ مصطفیٰ نے گہرا سانس لے کر بمشکل خود سنبھالا اور اپنی نرم گرم نظریں چرائی کبھی کبھی تو لگتا تھا اداکارہ جان بوجھ کر اسکے صبر اور بے بسی کا امتحان لے رہی ہو

دھک دھک کرتی دل کی دھڑکنوں کو تھپتھپا کر تمام تر خیالات کو جھٹک کر اپنی سائیڈ آیا

اور شادی کے اول زور کی طرح اسکی بنائی بارڈر لائن کو توڑتا اسے کھینچ کر اپنے آغوش میں لیا --------

جس پر گہری نیند میں سوئی حیا کسمسا گئی ------ اور واپس پھر سے نیند میں ڈوب گئی -------- مصطفیٰ صرف ٹھنڈی سانس خارج کر کے رہ گیا ------- اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ کر خود بھی آنکھیں موند گیا اور نیند کی وادیوں میں اتر گیا------- پھر کچھ ہی دیر میں دونوں کی مدہم نیند میں ڈوبی سانسوں خاموش کمرے میں گونجتی رہی

----*

جائوں کہ نہیں ------ لب کچلتی بکس اٹھاتی پھر رکھ دیتی ---- آج زرینہ بی بھی نہیں آئی تھی لینے ڈنر کے لئے ----- جس وجہ سے سخت جھنجھلاہٹ کا شکار تھی -----

افف اگر نہیں گئی تو بھوک ۔۔۔۔۔۔پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے سوچا اور ایک گہری ۔۔۔۔۔۔سانس خارج کی

آخرکار پیر پٹختی اٹھی اور کتابوں کو سینے سے لگا کر آہستہ سے روم کا ڈور کھولا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ شرمندگی سے چہرا سرخ تھا ۔۔۔۔۔ بن بلائے جانے پر

اونہہ ۔۔۔۔۔۔۔ پھر کیا مر جاؤں بھوک سے ۔۔۔۔۔۔ ناک چڑھا کر خود سے کہتی سیڑھیاں اترنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ بکس لاؤنج میں میز پر رکھ کر خود مرے مرے قدموں سے ڈائننگ ٹیبل پر آئی اور یہ دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیلی کہ وہ اس کے ہی انتظار میں بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اپنی مخصوص منفرد پرسنلٹی اور مغرور انداز میں

اس پہلو پر معصومہ کی آج نظر پڑی تھی کہ وہ خاصا مغرور اور کم گو تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک چور نظر ڈالکر چیئر پر بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ تو سالار نے روز کی طرح پہلے اسے کھانا سرو ۔۔۔۔۔۔کیا اور پھر خود کھانے لگا

اسے احتیاط اور آہستہ آہستہ کھاتے دیکھ کر سالار کے لبوں پر مسکراہٹ مچلنے لگی ۔۔۔۔۔۔ جسے وہ خوبصورتی سے چھپا گیا ۔۔۔۔۔۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ آج کا لنچ اسنے ٹیبل پر کیا تھا

اور روم سے باہر نکلی تھی ------- اسکا پہلا قدم پہلی دیوار میں دراڑ کا کام سرانجام کر ------- گیا تھا ------- اب صرف اسے پہلی دیوار گرانے تھی

پھر آگے اسکے لیے کوئی مشکل نا تھی ------- یہ وہ بخوبی جانتا تھا -------- اسکا قدم صرف اسے خوف کے حصار سے نکالنا تھا ------- آگے اسے اپنی شخصیت پر بھرپور اعتماد ------- تھا کہ کیسے اس معصوم "فیری" کو قید کرکے اپنے رنگ میں رنگنا ہے

جائو بیٹھو میں آتا ہوں -------- ڈنر سے فارغ ہوکر ------ سالار اسے لب کچلتے دیکھ کر بولا ------ جس پر بمشکل سر ہلاتی لائونج میں آئی اور ون سیٹر صوفے پر پائوں پسارے ------ بیٹھ گئی

یکلخت اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا ------- شدید شرمندگی سرخ چہرے سے سیڑھیوں کی جانب دیکھتی وہاں سے کاپی اٹھالی جس پر اسنے پینسل سے کوئشچن سولو کیے تھے

وہ دب دب کرتا جیسے قریب آرہا تھا اسکا چہرا سرخ انار جیسا ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔ بے بسی کی انتہا تھی ۔۔۔۔۔

سالار سامنے بیٹھا تو نظریں اسکے بلش کرتے چہرے پر ٹھہری ۔۔۔۔۔۔ ہاتھ مسلتی لب کچلتی کسی پریشانی میں تھی ۔۔۔۔۔۔

دیکھاؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔؟ اسکے کاپی بیک میں چھپانا سالار کی نظروں سے اوجھل نہ رہ سکا ۔۔۔۔۔۔

معصومہ اسے اپنی طرف کاپی مانگتا دیکھ کر ہڑبڑا گئی ۔۔۔۔۔۔۔

نن۔ ۔۔۔۔ نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں نظریں پھیرتی بولی ۔۔۔۔۔

کیوں ۔۔۔۔۔؟ سالار نے گہری نظروں سے سرد آواز میں پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کا حلق خشک ہوگیا ۔۔۔، دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ ۔۔۔۔۔ وہ مم۔ ۔۔۔ میں روم میں بب۔ ۔۔ بھول گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ بمشکل پیشانی مسلتی ہاتھ کی اوٹ سے اسکے تیور دیکھتی لڑکھڑائی زبان میں جھوٹ بولا ۔۔۔۔۔۔

-------آہمم ------- سالار نے جیسے گہرا سانس بھر کر اسکا جھوٹ ہضم کیا

------ پوچھ سکتا ہوں چھپانے کی وجہ -------- برائے راست اسکی آنکھوں میں جھانکا

معصومہ جزبز ہوگئی ------- اور جھوٹ پکڑنے پر ناک چڑھا کر زبان دانتوں میں دبا گئی

------ -------- سالار کی نظریں اسکی چھوٹی سی ناک پر ٹھہریں

اگر اسے پتا لگ جاتا کہ یہ اسکی مخصوص عادت مقابل پر کیا اثر کرتی ہے تو توبہ کر جاتی

-------- اس ادا سے ہی

ایسے ہی -------- اب وہ بے خوفی سے کاپی بیک سے نکال کر سینے سے لگا گئی

------- -------- وہ حیران ہوا

------- ایسے کیوں -----؟؟ اس بار آواز سخت تھی ------- ایکدم اسنے آنکھیں میچی

رر۔ ---رائٹنگ آپکو س--- سمجھ نا--- نہیں آئی گی -------- وجہ بتانے کے ساتھ پل کے پل اسکا چہرا سفید سے سرخ رنگ اختیار کر گیا ------ جیسے شرمندگی محسوس کر رہی ہو -------

کس نے کہا ---------؟ اسکے لبوں پر تبسم تھا ------- آواز میں جال پھیلا --------

سب کک---کہتے ہیں ----- مم----مجھے بھی نہیں پسند ------ وہ اسکی آواز میں اپنا پن محسوس کرکے پھولے منہ سے بھرائی آواز میں بولی ---------

اوہ ------ دیکھاؤ ------- وہ ایک برا کھلاڑی تھا ------ جیسے ابھی کھیل رہا تھا ایک معصوم دل کے ساتھ -------

معصومہ ایک نظر اسے دیکھ ممنائی پر دے دی اسے --------

آہمم ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کافی بری ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ویل کچھ انسور رائٹ ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ بغیر لیے دیے انداز میں دل میں توڑ پھوڑ گیا

معصومہ جو بے ساختہ ہی اس سے تعریف کی آس لگا بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔ اسکے لفظ پر جیسے وہ ۔۔۔۔۔۔۔ آس چھناک سے ٹوٹ کر خود پر بکھری

ڈبڈبائی شکوہ بھری نظر اس پر ڈالی ۔۔۔۔۔۔۔ جو سامنے ہی اسے تک رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے اندر جیسے کسی نے قہقہہ لگایا ۔۔۔۔۔۔۔ جس کی چھاپ لبو پر ٹھہری

تمہیں رائٹنگ اچھی کرنی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بیچ والے صوفے کا فاصلہ ختم کرکے قریب بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اور آہستہ سے پوچھا

معصومہ نے بھیگی نظریں اٹھائی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک صوفے کا فاصلہ ختم کرگیا اپنے دکھ میں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ محسوس نا کرپائی

ہا۔۔۔۔ہاں ۔۔۔۔۔۔ سوں کرتی سر اثبات میں ہلایا ۔۔۔۔۔۔۔ کک۔ ۔۔۔کون سیکھائے ۔۔۔۔۔۔۔ گا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔ سالار دھیری سے مسکرایا ۔۔۔۔۔۔ میں

آآ۔۔۔آپ ۔۔۔۔۔ وہ حیرت سے بولی ۔۔۔۔۔۔ آپکی رائٹنگ دیکھائیں ۔۔۔۔۔۔ سالار نے کچھ چونک کر دیکھا اور پھر مسکرایا گہری مسکراہٹ ۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سے تھامی ہوئی کاپی پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ کچھ لکھا جس پر کچھ دیر پہلے پینسل گھما رہا تھا

my love, you look like a dove,

And like an angel sent from above.

Your heart is even purer and clean,

And with everything you do,

this purity is seen.

معصومہ نے کاپی تھام کر دیکھی جہاں پینسل سے دو بھیگی آنکھیں مہارت سے بنائی گئی تھی ------

اور انکے نیچے خوبصورتی سے لکھے لفاظ جنہیں پڑھ کر اسے لگا جیسے اسکے بارے میں ہو ------ دل دھڑک اٹھا ------ یکلخت ہی چہرا سرخ پڑ گیا جیسے لب کچل کر کوسنے لگی ------ اپنی کمزوری پر

بب---بہت خوبصورت ہے اور----- اور یہ---یہ آنکھیں ----- اس سے تعریف کرنا ----- محال ہوگیا

آہمم------ اسنے کاپی واپس میز پر رکھی ------ اور ہاتھ مروڑتی نروس بیٹھی اسے دیکھا -------

-----کک---کیا آپ آ--آرٹسٹ ہیں ------ اسے وہ بھیگی آنکھیں یاد آئی

------- نہیں ------ اسکے چہرے پر مایوسی پھیلی جو سالار نے بخوبی محسوس کی

-----کک---کیا مجھے بب---بریو بنا سکتے ہیں------- ؟ پھر ایک امید

کیا تم بنو گی -------- ؟ وہ صوفے پر دراز ہوگیا ------- اور الٹا اس سے سوال کرنے لگا --------

------ معصومہ کی آنکھوں میں جیسے کینڈل جل اٹھے

--------ہا-----ہاں ------ وہ جلد سے بولی -------- گویا مکر نا جائے

ٹھیک ہے ------- میں تمہیں کل اسی ٹائم جواب دوں گا مائے گرل ------- وہ خوشی سے سر ہلا گئی ------ چہرا چمکنے لگا ------ جس پر سالار کی نظریں ٹھہری ہوئی تھی --------

------- مم----میں ج----جائوں -----؟ وہ اس بے نام خاموشی سے گھبرا کر اٹھی

گڈ نائٹ -------- اسکے وش کرنے پر وہ سر ہلا گئی اور آہستہ قدم اٹھانے لگی جب ------- پیچھے بکس کا خیال اور خصوصاً کاپی کا آیا

آہستہ سے گردن موڑی ------- دل دھک دھک کر رہا تھا بغیر اجازت کے لینے پر -------- وہ آنکھیں بند کرگیا ------ اور معصومہ اسے دیکھتی لب کچلنے لگی ------- -------- جب اچانک آواز پر اچھل پڑی

--------- لے جاؤ ---------- وہ بند آنکھوں سے ہی بولا

ہا----ہاں ------. اور وہ ہڑبڑا کر سر ہلاتی بکس اور پھر چور نظروں سے دیکھتی کاپی بھی اٹھا گئی ------ ہاتھوں میں لرزش واضح طور پر دیکھ رہی تھی جیسے چوری کر رہی ہو

وہ سیدھی بھاگ کر اپنے روم میں آئی اور پھولیں سانسوں سے ڈور لاک کیا ------ اور جلدی سے مرر کے سامنے آئی ------- پر آج بھی صرف پاؤں کو تکتی رہ گئی ------- اس سے ملنے کے بعد ہمت ہی نہیں رہتی تھی کہ خود سے نظریں ملائے --------

وہ بن دیکھے آج پھر مڑ گئی -------- اور بیڈ پر بیٹھ کر کاپی کے پیجز الٹ پلٹ کرنے لگی ------ صبیح پیشانی پر بل نمودار ہوئے .-------

پر اگلے ہی لمحے آنکھیں چمکی -------- جب نظر ایک پیج پر ٹھہری جہاں وہ بھیگی آنکھیں آب تاب سے جگمگا رہی تھی ------- جیسے شدت سے انہیں محسوس کرکے بنایا گیا ہو ------- معصومہ نے سلتی سے آنکھیں بھینچی --------

دل کی دھڑکن معمولی سے تیز تھی -------- وہ خود کی حالت سے انجان تھی ------- اسکی انگلیاں اس خوبصورت رائٹنگ پر پھرنے لگی --------

****

Wait and watch shehriyar malik ....

وہ سیاہ آسمان پر پوری آب و تاب سے چمکتے چاند پر نظریں تکائے گہری مسکراہٹ سے بولا

My girl ----! I'm crazy for you .....

وہ بڑبڑایا ------ جیسے چاند میں اسکے پرنور چہرے کو دیکھ رہا ہو ----------تاریک خاموش ---------- فضا میں سگریٹ سے نکلتا دھواں بادلوں کی صورت اختیار کر رہے تھے

----------*

صدمہ ہی صدمہ تھا -------- اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا ----- کچن روم ------- لائونج ------- پورا بکھرا ہوا تھا

یہ کیا کیا ہے تمنے جاہل عورت -------- ٹوٹے گلاس کو دیکھ کر وہ سکتے میں تھا ------ پر لگلے پائوں پر گویا سات آسمان سر پر آگرے ہوں --------- اپنی پیاری --------- فیورٹ شرٹوں کو پنک رنگ میں رنگا دیکھ دل جیسے گھونسا پڑا

تھکن اسکے انگ انگ پر سوار تھی پر اب تو گھر کا حال دیکھ اس پر وحشت سوار ہونے لگی ------ تھی

------- بتائو کس گناہ کی سزا ہو ------ اٹھو نکمی مینڈکی ---- وہ اسکو جھنجھوڑتا دھاڑا ----- سوئی ہوئی پریہا اس اچانک دھاڑ پر ہڑبڑا اٹھی

کک---کیا ہوا ----- آپ آگئے ------- وہ آنکھیں مسلتی اسے خونخوار تیور میں دیکھ کر -------- حیران پریشان ہوئی

ہاں آگیا ------ اور گھر حال دیکھ کر مرا بھی نہیں ------ بنا پونچھ مینڈکی ------ وہ ------ سر پر کھڑا لفظ چبا کر بولا

پریہا حواسوں میں آتے نئے لقب پر دانت پیس کر رہ گئی ------- اور زہر بھرا گھونٹ ------- پی گئی

ہوا کیا ہے کیوں غصہ ہو رہے ہیں آپ -------؟ وہ بالکل مدہم آواز میں سلجھی ہوئی ------ لڑکی کی طرح بولی

-------- یا اللہ ------- شہروز عش عش کر اٹھا

بند کرو بکواس اور چلو باہر دیکھو ------- تم جیسی لڑکیاں شادی کے لائق نہیں ہوتی -------- انہیں صرف گھر بکھرنا توڑنا آتا ہے ------- یہ آج اپنی آنکھوں سے دیکھو ----

------- اس بار اسکے لفظوں میں جو وار تھا ------ وہ پریہا کو اندر تہس نہس کرگیا

یہ دیکھو کچن کی حالت ایسے کرتے ہیں صفائی لائونج دیکھو ------ اور میرا روم جیسے ------ سیلاب آکر گیا ہو ----- ہر چیز نم ہے

-------- وہ اسے گھسیٹ گھسیٹ کر ایک ایک چیز دیکھا رہا تھا

یہ ---- یہ میری فیورٹ شرٹس کی حالت دیکھو ----- اندھی دیکھا نہیں وہ میلی نہیں تھی ------ ----- بیوقوف

پریہا جب بالٹی میں دیکھا جہاں وہ صدمے میں دیکھ رہا تھا ------- سفید شرٹ پر گلابی -------- رنگ ----- افف ایسے جیسے اسکی صاف ستھری زندگی میں تلاتم

-------- دونوں کی حالت دیکھ کر پریہا کی ہنسی چھوٹ گئی

ناراض کیوں ہوتے ہیں شوھر جی ------- جب سیکھائیں گے تو کون کافر ایسا کرے گا -------- پھر واپس سب صاف صاف ہو جائے گا ------ پہلے کی طرح اجلا ------

وہ ایک ادا سے کہتی اسکے گلے میں باہیں ڈال کر اسکے غصے سے بھوری آنکھوں میں اپنی کچی نیند سے خمار بھری آنکھیں ڈالکر بولی -------

شہروز جو کڑے تیوروں سے اسے گھور رہا تھا اسکی اچانک حرکت پر جم گیا ------- پتا نہیں کیوں پہلے کی طرح پریہا کے قریب آنے سے اسے برا نہیں لگا تھا ------ بلکہ دل دھڑک اٹھا تھا اسکی قربت پاکر --------- اسکی سرخ سنہری آنکھوں میں خود کو ڈوبتا محسوس کر رہا تھا ---------

اسے سمجھ نہیں آیا ایسا کیوں ہو رہا ہے ------ پہلے جو یہی دل اس سے دوڑ بھاگتا تھا ----- آج کل اسکی قربت کا خوائشمند ہوگیا تھا ------- کیا یہ صرف فطری اپنے استحقاق کا اثر تھا یا کوئی انوکھا احساس ------ جو اسکے دل کو الگ لے پر دھڑکا رہا تھا -------- جیسے ابھی وہ کوئی نام نہیں دے پارہا تھا -------- ناہی سمجھ رہا تھا -------

تو پھر کیا کہتے ہیں ڈیئر ہزبینڈ ------؟ وہ اپنے آئی برو کا اچکا کر پوچھنے لگی----- تو

-------- شہروز کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ پھیلی

ایسی انوکھی آفر کو کون ٹھکرا سکتا ہے --- بے بی ------ اسکی نازک کمر کے گرد حصار ڈالکر مزید اپنے قریب کیا اور اسکی کان کی لو پر اپنے ناک کو رگڑتے سرگوشی میں بولا کہ

-------- پریہا ہڑبڑا گئی

یہ----- یہ --- دور رہو ------- وہ ایکدم سٹپٹا کر اسے دور دھکیل کر اسکے حصار سے نکلی -------- اسکی حالت پر شہروز کا قہقہہ لگا ------- وہ اندر تک سرشار ہوگیا اپنے

-------- جزباتوں کی تبدیلی پر ------- جیسے ڈھیرو سکون اتر گیا ہو اندر

-------- پر پریہا کے لبوں پر پراسرار سی مسکان تھی

چلو پھر اس انوکھی آفر کی شروعات میرے روم سے کرتے ہیں -------- یونیفارم کی

----- شرٹ کے بٹن کھولتے مسکرا کر گویا ہوا

کک۔۔۔کیا مم۔ ۔۔مطلب ۔۔۔۔۔؟؟ وہ بوکھلا کر تیخے لہجے میں بولی اور قدم پیچھے لے گئی

۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ مطلب جو سیلاب میری غیرموجودگی میں میرے روم میں آیا ہے جو میرا بستر اور چیزیں بکھیر گیا ہے انہیں ترتیب دیں ۔۔۔۔۔۔۔ نہیں تو مجھے تمہارے ساتھ رات ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے سنگل بیڈ پر گذارنی پڑے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کہتی ہو

۔۔۔۔۔۔۔ شرارت میں معنی خیزی سے کہتے آخر میں اسی کے انداز میں آنکھ دبائی

پریہا آنکھیں پھاڑے سن رہی تھی سرخ چہرے سے سٹپٹا گئی ۔۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ کمینے

۔۔۔۔۔۔ پی سی ۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بل کھا کر چیخی

ہاہاہا ۔۔۔۔۔ اے ایس پی سے پی سی ۔۔۔۔۔۔ نائیس نیم بنا پونچھ مینڈکی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ڈھیٹ ثابت ہونے والا تھا ۔۔۔۔۔۔ اسکی ناک دبا کر شرٹ اتار کر روم میں گھس گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا سنو دو منٹ میں فریش ہوکر آؤ پھر شوھر دے گا بیوی کو سگھڑپن کی کلاسیں ----

------ مصنوعی کالر جھارا

---- ہمیں تو گھایل کرلیا تیری آنکھوں نے

----- دل دھڑکنا بھول گیا تیری باہوں میں

پھر واپس مڑ کر اسے کہتا آخر میں جاتے کچھ دیر پہلے کے ماحول کو شعر میں بلند آواز میں گنگنایہ (شعر بھی ایسا جسکا نا منہ نا پونچھ) ---- پریہا صرف دانت پیس کر گھورتی رہ گئی

----- ------ کیونکہ اسے یہ سب برداشت کرنا تھا

بہت کچھ سوچا لیا تھا اسنے ---- جسکے لیے پہلے تو اسے اپنے دل کو مضبوط کرنا تھا

------- ------- جو شاید اس کے جیسی مضبوط لڑکی باآسانی کرسکتی تھی

------ کیوں نہیں شہروز ملک ----- زہرخند لہجے میں مسکرا کر روم میں آگئی

----------*

**********❤

وہ فریش ہو کر مسکراتی بالوں کو پونی میں میں قید کرکے ،کمر پر اسکارف باندھ کر کمرے سے نکل آئی -------

شہروز پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ اسنے نظریں چرائی ------- جو وہ بخوبی محسوس کرگیا تھا

کیسا لگ رہا ہوں -----؟؟ گرے کلف لگے شلوار قمیض میں بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا

------- ------- چلتا ہوا اسکے قریب آیا

----- ایکدم ------ وہ مسکراتی پھر تھوڑی توفیق کے بعد بولی تو شہروز کا قہقہہ لگا

----- بالکل کمینے پی سی

اتنا بھی نا جلو کہ کوئلی بن جاؤ -------- ہونق بنی پریہا کے کمر کے گرد بندھے اسکارف ------ کو کھول کر اسکا ننگے سر پر ڈالا -------- اور پھر جھک کر کان میں بولا

----اوڑھو اور نہ دیکھیں وہ جن کی سب بہار ہو

---- ایسا اوڑھنا ہی کیا جو بدن کو خار ہو

پریہا کا چہرا سرخ پڑ گیا -------- اپنی لمٹ میں رہو شہروز ------- وہ ایکدم بھڑک کر ------- بولی

--- ہاہاہاہا ------ بے بی میں تو لمٹ میں ہی ہوں ----- کب لمٹ کراس کی

------- پریہا نے جل کر کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے ہی تھے کہ وہ پھر سے بولا

------- اچھا بس بس رہنے دو

اور میں یہی قریب مسجد میں نماز ادا کرنے جا رہا ہوں تب تک تم بھی یہ ڈریس چینج کر کے نماز ادا کرو ------- کیونکہ تمہارے سگھڑاپے کی شروعات نماز سے کرتے ہیں -----

------- اور اپنی خوشحال زندگی کی شروعات بھی

------- اسکی ناک کو کھینچتے سنجیدہ سے بولا اور آخر میں شرارت کی

--------- سر پر ٹوپی پہن کر مسکراتا نکل گیا اور پریہا وہیں لب وا کیئے کھڑی رہ گئی

-------- ہوش میں آتے سب سے پہلے اسنے اپنے لباس کو دیکھا

اپنے حلیے کی طرف دیکھا ہے کبھی ---- کہاں سے لگتی ہو تم ایک شریف گھر کی لڑکی)

--- تم سے پیار کرنا تو دور سوچنا بھی اپنی توہین سمجھو گا) کانوں میں لفظ گونجنے کے ساتھ

------- ہی اسکے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ آئی

پریہا نے بلو کلر کی لان کا سوٹ نکالا ------- پری نے اسکے مخصوص ڈریسز کے ساتھ

----- چند لان کے سوٹ بھی پیک کردئے تھے

چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی -------- جلدے سے چینج کیا اور وضو کرکے جائے ------ نماز بچھائی

آج وہ کسی کو شکست دینے کے لیے جھکی تھی ------- کسی کے دھتکارنے پر سجدہ ریز ------- ہوئی تھی

پلکوں پر ٹھہرا آنسوں کب ٹوٹ کر رخسار پر گرا اسے پتا نا لگا ------- دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو اسے معصومہ کے سرخ ہاتھ یاد آئے جو روز صبح شام اپنی مام کے ساتھ پڑھتی تھی ------ اور کسی بھی پریشانی پر کہتی --- مینے اللہ سے دعا مانگی ہے وہ سب ٹھیک --------کردے گا --------- پریہا کے دل سے ایک ٹیس اٹھی

کتنے دن ہوگئے اپنی بہن کو دیکھے ------- ایکبار بھی اسنے کال نہیں کی ------ --------سوچتے آنسوں ٹوٹ کر بارش کا روپ اختیار کرگئے

------- مالک جہان کی بارگاہ میں سب کی خیریت کی دعا مانگ کر وہ اٹھی

---- حسن تیرا بے مثال ہے

---- میرا یار تو لا جواب ہے

------ اندر داخل ہوتے ہی اس پر نظر پڑی تو کہہ بنا نا رہ سکا

------ پریہا زہر پی کر مسکرائی

سچ میں یار پہلے ہی ایسی ہوتی تو اب تک ہماری چھوٹی چھوٹی شہزادیاں یہاں وہاں کھلکھلا ------ کر کھیل رہی ہوتی

قریب آکر اسکے گلے میں پہنے نفیس نیکلس پر انگلیاں پھیرتا شرارت سے بولا -------- پریہا -------- کے اندر جیسے آگ لگ گئی ----- چہرا سرخ ہونے لگا

بکواس بندکرو کمینے اے ایس پی ------- وہ اسے دھکا دے کر چیخی ----- دل زور سے ------ دھک دھک کر رہا تھا

------ہاہاہا ہاہا

------- ارے ارے میری بے بی کو اتنا غصہ ------- وہ چھیڑنے سے باز نا آیا

------- دفع ہوجائو ورنہ -------- وہ دھاڑی

------- ورنہ ------؟ شہروز نے اسکا جملہ پکڑا ---- اور آنکھ دبا کر چھیڑنے پر اکسایا

ورنہ ------ورنہ میں تمہارا خون پی جائونگی -------- وہ ہاتھوں کے پنجے بنا کر بولی

روکا کسنے ہے ----- بے بی ------ سارا خون ہی تمہارا ہے --- بچپن سے پیتی آرہی ہو

--------- ---- یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے ------- وہ قہقہہ لگا اٹھا

تمہارے منہ لگنا ہی بیکار ہے، ٹکے کے ملازم -------- وہ پیر پٹخ کر کچن کی طرف جانے لگی ------- بلو شلوار قمیض میں شانوں پر دوپٹہ وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی

------- شہروز نے پہلی دفعہ اسے اس ڈریس میں دیکھ رہا تھا ----- اور حقیقتاً دل پر ہاتھ رکھ کر وہ جم گیا ---------

اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ضدی لڑکی ایک بار کہنے پر ہی اسکی بات مان جائے گی ------ کچھ تو دال میں کالا ہے شہروز ملک ----------

یقیناً پوری دال ہی کالی ہے ------ وہ بڑبڑایا ----------

میرے منہ لگنے سے قسم سے ٹیسٹ برا نہیں لگے گا --- چاہو تو معمولی سا ٹرائے کرلو ---------- وہ سنجیدگی سے کہتا اسکے پیچھے آیا -------

اور اگلے ہی لمحے کراہ اٹھا ----------

آہ----- جاہل عورت کوئی ایسا کرتا ہے ---------- اسکے مکہ مارنے پر منہ پر ہاتھ رکھ کر درد سے بولا ---------

تو تم بھی اپنی حد میں رہو ۔۔۔۔۔۔۔ آیا بڑا ٹیسٹ کروانے ۔۔۔۔۔۔ ہونہہ شکل نا بگاڑ دوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری

۔۔۔۔۔۔۔ اپنی لپ سٹک سے ۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ پھر باز نا آیا

۔۔۔۔۔۔۔ یو ۔۔۔۔۔۔۔ کمینے ۔۔۔۔۔۔ وہ چیخی

اوکے ۔۔۔اوکے ریلیکس کچھ نہیں کہتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی خطرناک حالت دیکھ کر فوراً ۔۔۔۔۔۔۔ سنجیدہ ہوا

پریہا بھی اسے سنجیدہ دیکھ کر چپ کر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر دونوں نے ملکر کھانا بنایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ پریہا دیکھتی رہی اور وہ کسی ماں کی طرح اسے سکھاتا رہا

پہلی بار دونوں نے ملکر کھایا اور پریہا کے سر پر کھڑا رہ کر اس سے برتن واش کروائے

---- اچھا اب چلتے ہیں ---- تھکن سے چور پریہا کو جاتے دیکھ کر شہروز بولا

اگر رات کو ڈر لگے تو میرے روم کے دروازے کھلے ہیں ---- آجانا بے بی ---

وہ رحم دلی سے آفر کرنے لگا ---- اور پریہا اسکے جملے پر مڑ کر غصے سے دیکھا

---- ایسے نا مجھے تم دیکھو، سینے سے لگا لوں گا

---- تم کو میں اڑا لوں گا تم سے، باہوں میں بھینچ دوں گا

---- وہ گنگنایا ---- پریہا کے کان تک سرخ ہوگئے

------ تم ------ اسے سمجھ نا آیا کیا کہے

ہاں-- ہاں میرے ہی پاس آنا میری مینٹکی -------- اسکے ادھورے جملے کو اپنے انداز ------ میں جواب دیا

--- کمینے لفنگے لوفر آوارہ پی سی ------ تمہارے منہ میں خاک پڑے

------ تمہارے باہوں میں میری جوتی آئے ----- بدتمیز بے شرم

تمہارے سر پر بم پھٹے ------- مرو جاکر نہیں تو آج میں تمہارا خون کردوں گی -------

وہ جاہل عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر بد دعائیں دیتی ٹھا کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرگئی

------ شہروز سکتے میں تھا ---- کتنی ہی دیر

------ استغفر اللہ ---- ایک دن کا یہ اثر ----- یہ تو پوری دیہاتن بن گئی

یا اللہ مجھے اپنے امان میں رکھ ------ ورنہ یہ خطرناک عورت پتا نہیں کیا کرے گی میرا

افف اللہ میرے مستقبل کے معصوم معصوم بچے یتیم نا ہوجائیں ------- وہ جھرجھری لے کر روم میں آیا .-------

-------- چہرے پر سوچ اور مسکراہٹ کی پرچھائی تھی

---

*----------

----- ناشتہ بناتے حیا کا خیال پریہا اور معصومہ کی جانب تھا

کتنے دن ہوئے تھے دونوں ملے ---- پتا نہیں کیسی ہوگی ------ پریہا کا تو پتا تھا وہ ------ شہروز کو پسند کرتی تھی --- پر معصومہ نا جانے کہاں تھی

ناشتہ ٹیبل پر لگا کر وہ مصطفیٰ کو جگانے اوپر آئی جو خلاف عادت آج ابھی تک سو رہا تھا

سنیئے ہیرو ------- وہ قریب آکر اسے آواز دینے لگی ------- پر وہ ٹس سے مس نا ہوا ------ ------- وہ جھنجھلا گئی

سنیئے ولننن ------- وہ جھک کر بازو ہلانے لگی -------- اٹھ جائیں ہیرو کافی ٹائم ------- ہوگیا ہے -------- آفس نہیں جانا کیا

وہ اسکے کان میں چیخی ------ جو تکیے میں منہ دئے سوئے مصطفیٰ کو مسکرانے پر مجبور ------ کر گئی

------ اور لگلے ہی لمحے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر اپنے برابر گرایا

اوں۔۔۔۔۔۔ کہاں جانا ہے ۔۔۔۔۔ ؟ وہ گھمبیر آواز میں بولا اور چہرا اسکے نم بالوں میں چھپانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ مصطفیٰ ۔۔۔۔۔۔ حیا کے سچ مچ کے چھکے چھوٹ گئے بوکھلا کر لڑکھڑائی آواز می پکارا ۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ نے سر اونچا کرکے اسکی آنکھوں میں جھانکا ۔۔۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں تھا کہ اسکی اداکارہ نے اسے نام سے بولایا ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ دور ہٹیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ منمنائی

کیوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ آج تو صبح ہی سہانی ہے ۔۔۔۔۔ ایک میری جان میرے پاس ہے دوسرا اسنے صبح صبح اپنی پیاری سی آواز میں نام سے پکارا ۔۔۔۔۔ وہ خوشی سے کہتا اسے مزید قریب کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔

------ حیا اسکی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی بلش کرنے لگی

آپ کو ناشتہ نہیں کرنا کیا ------ مجھے بھوک لگی ہے ------- وہ اسے پیچھے دھکیلتی ------ بولی

اوہ ---ہو میری پرنسس کو بھوک لگی ہے ------- وہ شرارت کرتا اسے پھر قریب کرگیا --------

سستی چڑھ گئی ہے آپکو -------- وہ اسے بالوں سے پکڑ کر جھنجھورتی گویا ہوئی --------

----- ہاہاہاہا--------- اچھاا ------ قہقہہ لگا کر تصدیق چاہی

------- ہاں تو اور کیا ------- ناک سے مکھی اڑائی

اچھا چھوڑو میری سستی کو یہ بتاؤ ----- سارا دن گھر میں کیا کرتی ہو ------ مطلب
-------- ڈسٹنگ اور ہلکے پھلکے کام تو ملازمہ کرتی ہے ---- اور تم کیا کرتی ہو سارا دن

حیا نے نا سمجھی سے دیکھا ------- کچھ نہیں اسٹڈی کرتی ہوں ------ اور کیا

کون سی اسٹڈی --------- اسنے آئی برو اچکا کر پوچھا ------ ایک پل کے لئے حیا
-------- سٹپٹا گئی ----- پر اگلے ہی پل خود کی بات پر ڈٹ گئی

کیا مطلب ولن کہیں کے ------ اسٹڈی کونسی کرتی ہوں ------- شادی کی ہے اور میرے بارے میں یہ بھی نہیں پتا کہ میں کونسی اسٹڈی کرتی کیا کھاتی ہوں کیا پیتی ہوں ---------- -------- وہ الٹا اس پر چڑھ دوڑی

جانتا ہوں کیا کھاتی ہو کیا پیتی ہو ---- اور کونسی اسٹڈی کرتی ہو -------- وہ تکیے کے نیچے سے ہاتھ ڈالکر جو نکالا اس سے حیا کے چہرے پر اکڑ کے بجائے مسکینی طاری ہوگئی ---------

یہ ---- اسکی اسٹڈی کرتی ہو ----ہوں ------ ڈائجسٹ سامنے کرتے تیکھے لہجے میں پوچھا ---- ---------- اسکی مسکینی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہورہا تھا

ہاں تو آپ کا کیا مطلب ہے، ساری زندگی یہی کیڑے مکوڑے پڑھ کر اپنے دماغ سے فارغ ہوجائوں اور آپ کسی گوری چٹی سے تین بول قبول ہے کہہ کر میری سوتن لے

آئیں۔ ------ خوب جانتی ہوں میں ------ ابھی دماغ سے فارغ نہیں ------ وہ بولی
-------- تو مصطفیٰ کے کانوں دھواں ہوگئے ------- اور منہ وا

لڑکی ہوش میں ہو ---------- اسکے ماتھے پر ٹمپریچر چیک کیا -------- اور غرایا

ہاں وہی تو کہہ رہی ہوں ہوش میں ہی ہوں ابھی ------- لائیں دیں مجھے ------- یہ
--------- تو شکر ہے انکا جن کی وجہ سے ابھی ہوش کے ناخون لے رہی ہوں
-------- وہ اسکے ہاتھ سے جھپٹنے لگی

بہت کرلی مادام اداکاری -------- چلو پیچھے ہٹو ----- اور یہ آئی کہاں سے -------
اسی وجہ سے تمہارے دماغ میں سوتنوں کا کیڑا چمٹا ہوا ہے ---------- سب جانتا ہوں
--------- میں بھی -------- وہ اسے ہاتھ سے پیچھے کرتے بیڈ سے اترنے لگا

آپ کے جاننے کی ایسی ویسی -------- یہ میری استاد ہیں -------- دو مجھے ہیرو ------- ------- وہ اس شولڈر سے پکڑ کر پیچھے گرا گئ

ہاہاہا- ------ استاد ہے یہ اداکارہ کی -------- وہ گرا تو ساتھ اسے بھی گرا لیا

ہاں تو اور کیا ----- پڑھیں تو کتنی اچھی باتیں لکھی ہیں ------- وہ اٹھ کر اس سے ------- لینے کی کوشش کرنے لگتی جو مصطفیٰ اسے گدگدا کر ناکام کردیتا

ہاہاہاہا ------ ہی-----ہیرو پلیز -------- وہ کھلکھلا کر اچھل کر پیچھے ہونے لگی

ہیرو کی جان، پڑھی تھی مینے ایک سٹوری جس میں لڑکا اینڈ پر مر جاتا ہے اور تم رات کو سوتے ہوئے بھی میرے سینے سے ناک پونچھتی سوں سوں کر رہی تھی ----- یہ تھی ---------- تمہاری بہادری

------ وہ تمسخرے سے اٹھا

تمہیں پتا ہے میں کتنا ڈسٹرب ہوا ------ تم ایسے سوں سوں کرتی رہی اور میں پریشان ----- ہوتا رہا کہ ناجانے کیا تکلیف ہوئی ہے

------ وہ کچھ غصے سے بولا

ساری رات اسنے جاگ کر گذاری اور اسکی تکلیف کا وجہ ڈھونڈی کئی بار اسے تھپک کر ۔ پوچھا ----- پر جب اسکی نظر تکیے سے نظر آتے ڈائجسٹ پر پڑی تو ساری بات سمجھ گیا ------ اور اسکی چھوڑی ہوئی سٹوری اینڈ تک پڑھی تب جاکر اسکی تکلیف کا پتا لگا

پھر ساری رات اسکے بالوں میں سکون کے لئے انگلیاں چلاتا تھپکتا تب جاکر وہ سکون سے ---------- سوئی اور نماز کے لئے وقت پر اٹھی ------- اور تب مصطفیٰ کی آنکھ لگی

اسکی بات پر حیا کا منہ پھول گیا ------- اور مصطفیٰ کو اپنا غصہ ہضم کرنا پڑا ------
---------- وہ ہمیشہ ایسے ہی بے بس ہوتا تھا اسکے معملے میں

دیکھو میری جان -------- یہ سب تمہارے نازک ذہن کے لیے نہیں ------- ایسی
----- کہانیاں پڑھنے کے لیے لوگوں کے دماغ کو میچور ہونا ضروری ہے

تم اور تمہارے جیسی حساس دل لڑکیوں کے لیے نہیں یہ اسٹوری -------- الگ ٹائپ
پڑھو جیسے فنی ہو جو مائنڈ فریش کرے ------- ہیپی ہو -------پڑھ کر دل خوش ہو ناکہ
------- غم زدہ ------ ہم لوگ کیوں یہ ناول پڑھتے ہیں

سیکھاؤ دینی راستے نیکی کرنے کسی کی بھلائی کرنے ------ برائی سے باز رکھنے -----
بڑے، چھوٹے کی عزت شفقت سے پیش آنے --- ہزاروں باتوں اور ان پر عمل کرنے
سیکھانے سمجھانے کے لئے "قرآن پاک" ہے ----- دینی ادبی کتاب ہیں ----- یہ
---------- سب ان سے حاصل ہوتا سیکھا جاتا ہے

ناول تو ہم صرف زندگی کی بھاگ دوڑ ، پریشانیوں اور بدمزگی کی وجہ سے کچھ سیکنڈ کے لیے مائنڈ فریش کرنے کیلئے پڑھتے ہیں ----- ان میں بھی اچھی باتیں ضرور ہوں سبق سیکھنے کو ملے اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرنا -------- ان باتوں سے واقف ہوتے رہتے ہیں ------ کچھ فنی سین پڑھ کر کچھ سیکنڈ کے لیے ہی مسکراد یتے ہیں -------- ------ کچھ لمحے مسکراتے سوچتے رہتے ہیں

--------- تو ان سے پہلے کا دماغ پر جو بوجھ پریشانیاں ہوتی ہیں کم ہونے لگتی ہیں

اب تم جیسی لڑکی جو چوہے کا پیاسا دیکھ تڑپ جائے ----- وہ ساری کہانی میں ہیرو کو آگے ٹوپ چیز سمجھ کر ہزاروں آس لگائے بیٹھی رہتی ہیں ----- ان پلوں کو سوچ کر انکا کردار ڈھونڈتی محسوس کرتی ہیں -------آخر میں نتیجہ آیا وہ مر جاتا ہے ----- تو کیا فائدہ -------- حقیقی پریشانیوں سے منہ چھپانے کا

کیا فائدہ ہوا تمہارے فریش فیل کرنے دل سے بوجھ ہٹانے کا ۔۔۔۔۔۔۔ ۔ تم تو الٹا ۔۔۔۔۔۔۔ افسوس کرکے رونے بیٹھ گئی کہ ہائے کیسے مر گیا ۔۔۔۔ کتنا اچھا تھا

اور سب کے دکھ دل کو دکھانے والے لفظ پڑھ دماغ اور دل پر ڈپریشن کے ڈورے ڈال دیتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے اپنے دماغ دل طبعیت کے حساب سے ایسی کہانی پڑھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو کچھ لمحے مسکرانے پر مجبور تو کرے

اور ایسی کہانیاں وہ لوگ پڑھتے ہیں جو یہ سب برداشت کرلیتے ہیں ۔۔۔۔ ان کو خود پر سوار ۔۔۔۔۔۔ نہیں کرتے

ناکہ ساری رات شوھر کی شرٹ گندی کرکے سوں سوں کرتے رہنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خود ۔۔۔۔۔۔۔ پریشان آس پاس پریشان

۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی ناک کھینچ کر شرارت سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔ جس پر حیا مسکرادی

یہ جو ہمارا دماغ ہے نا ۔۔۔۔۔ ۔ ۔ ۔ وہ بیڈ سے اتر کر نیچے آئی ۔۔۔۔۔۔۔ اس میں ایک بڑا کیڑا ہے ۔۔۔۔ یہ ہمیں اکساتا رہتا ہے کہ پڑھو پڑھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کھلکھلا کر کہتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈائجسٹ جھپٹ کر باہر کو بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے وہ حیا حیا ۔۔۔۔۔ کرتا رہ گیا

یہ تو وہی کام ہوگیا کہ جی کیا کیا مینے تو سنا ہی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سر جھٹک کر فریش ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہونے چلاگیا

۔۔۔*

لب کچلتی مسلسل سیڑھیوں کی جانب دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ کمر اکڑ گئی

۔۔۔۔۔۔

-----کک---- کہیں سو تو نہیں گئے ------- حلق تر کرتے سوچا

------- اسے سارا دن اس وقت کا شدت سے انتظار تھا کہ وہ اسے آج جواب دے گا

پر ڈنر کے بعد اسے وہیں بیٹھنے کا کہتے خود پتا نہیں کہاں غائب ہوگیا تھا ------- زرینہ ----- بی اور میکی بھی چلی گئی تھی کواٹر میں

------ اب اسے اکیلے ڈر لگنے لگا تھا خالی گھر سے

دفع کک---کرو ---نن--- نہیں پڑھتی ------ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی اٹھی

-------- ------ اور بکس وہیں چھوڑ کر اپنے روم کی طرف آئی

-------- سالار کے روم کے سامنے بے خود اسکے قدم رکے

کک---کیا ابھی جاگ رہا ہوگا ------ اسنے خود سے سوال کیا --- اور ایک چور نظر بند ------ دروازے پر ڈالی

اگر میں بریو بن گئی تو ---- ضرور یہاں سے نن--نکل جائوں گی ----.--- دل میں خوش ------ کن سوچ آئی ----- پر اگلے ہی پل مایوسی ہوئی

---- تبھی میری ہیلپ نہیں کر رہا ڈائوسور -------- ناک چڑھا کر سوچا

شاید بھول گیا ہو ------- لرزتی ٹانگوں کے ساتھ قریب آئی اور ہلکے سے ناک کیا

----- اندر موجود وجود کے چہرے پر مسکراہٹ رینگی

یس -------- آواز کے ساتھ دروازے کے دونوں پٹ ایک دوسرے سے جدا ہوئے

وہ پوری جی جان سے لرز گئی ------- ٹانگیں اسپرنگ کی طرح چلنے لگی ----- اندر کی ------- گھبراہٹ سے پیشانی پر پسینہ نمودار ہوا

-------آ--آپ------- وہ ہڑبڑائی

اندر آئوں --------- اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے سالار کی سرد آواز گونجی

------- معصومہ نے گہرا سانس لیا اور قدم اندر رکھا

آ--آپنے کک---کہا میری ہہ---- ہیلپ کریں گے -------- میچی آنکھوں سے وہ ایک ہی سانس میں بولی --------- پر کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی جواب نا آیا

-------- اسکی سانسوں کی رفتار تیز ہوتی گئی

--------- اور گھبرا کر جھکی نظروں کو اٹھایا ------- پر اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گئی

وہ سامنے ہی جہازی سائیز بیڈ پر آنکھیں موندے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے دراز تھا ۔

--------- --------- جیسے اپنی فتح کا جشن منا رہا ہو

معصومہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ---- بنا پلکیں جھپکائے -------- اسکا دل کسی زخمی

--------- قید پرندے کی طرح پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل نے لگا

--------- اسے لگ رہا تھا جیسے ساری دنیا گھوم رہی ہو

-------- دماغ میں بجتی خطرے کی گھنٹیاں اسکے حواس لوٹ رہی تھی

کیا ایک بار پھر مینے غلطی کر دی ---------پلکوں کو جنبش دیتی وہ خود سے بڑبڑائی

--------- ------ پر جواب سامنے وجود نے دیا

ہاں -------- سالار نے آنکھیں کھولی -------- اسکی نیلی آنکھوں میں چمک تھی -----

-------- گہری

معصومہ دیکھ کر خوفزدہ ہوگئی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لیر اٹھی ۔۔۔۔۔جو پورا وجود سرد کرگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔۔آپنے کہا ہہ۔۔۔ہیل۔۔۔پ کریں۔۔۔۔ گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ بب۔۔۔بریو بننے میں ۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ مسلتی بھیگی آواز میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا یہ بہادری نہیں کہ تم اس وقت رات کے گیارہ بجے اکیلے گھر میں ۔۔۔۔۔ اکیلی میرے روم میں ہو ۔۔۔۔ وہ بھی اپنی مرضی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلتا ہوا اسکے مقابل آیا ۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ نے اپنی زرد ہوتی رنگت کے ساتھ اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں کچھ ایسا ویسا نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر بھی پتا نہیں کیوں اسے لیےپنہا خوف محسوس ہوا اسکی آواز سے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سانس روک کر الٹے قدم لینے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔ اسکا دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رودے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اتنی بے وقوف بھی ہو سکتی ہے اسنے کبھی سوچا نا تھا ۔۔۔۔۔۔

ششش۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا کہنا تھا کہ وہ روتی الٹے قدموں سے وہاں سے بھاگی ۔۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔۔۔۔ منہ سے درد بھری چیخ نکلی جب پیچھے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑا اور جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف موڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہاں آئو گی تو اپنی مرضی سے مائے گرل، پر جانے پر صرف میری مرضی چلتی ہے جھک کر غصے سے غرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چپ ------- اسے سسکتے کانپتے دیکھ کر وہ دھاڑا ------- معصومہ لب بھینچے اچھل ---------- پڑی

---------- سس---سو---ری ---------- اسکے لب پھڑپھڑائے

گڈ ---------- سالار نے پیچھے بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرا اونچا کیا جو سفید بھیگا ہوا تھا ----فانوس کی سنہری روشنیاں اسے مزید چمکا رہی تھی ------------ انگشت شہادت ---------- سے اسکی بھیگی لرزتی پلکیں چھوئی ------- وہ کپکپا اٹھی

تمہیں پتا ہے نا دو نا محرم ایک گھر میں اکیلے نہیں رہ سکتے مائے گرل -------؟ ------- ------- اسکے چہرے سے بالوں کو پیچھے کرتے بولا

معصومہ نے پٹ سے آنکھیں ہھیلی ------ تو اسکا ٹکرائو نیلی آنکھوں سے ہوا جس پر اسکے ---------- پوری وجود میں سنسنی دوڑ گئی

ہاں---- نن-- نہیں ---------- اسے خوف میں سمجھ نا آیا کیا جواب دے ------
------- بولی تو لہجہ سہما ہوا تھا

اس لئے کل ہمارا نکاح ہے ------- وہ آرام سے بول گیا پر معصومہ کو لگا پوری عمارت اسکے سر پر آ گری ہو ------ وہ اس میں دب گئی ہو -------- ایک ایک کر کے --------- سب کی تصویر اسکی آنکھوں میں لہرائی

---------ن-- نہی---ں-------پپ----پلیز

دھندلی دھندلی آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھتی التجا کرنے لگی ------- اسکی سبز ---------- آنکھیں سرخ ہورہی تھی

نن--پلیز-- -----ایسا------- لفظ اسکے حلق میں ہی پھنس گئے ------ اور وہ لہرا ----------کر اسکی باہوں میں گری

---------- سالار نے اپنی باہوں میں گری بے ہوش اسے دیکھا اور گہرا سانس خارج کیا

ایک بار پھر مسکرایا اور اسے اپنے مضبوط بازوں میں اٹھایا ---------- اسکے قدم

-------- معصومہ کے روم کی طرف تھے

---------- پائوں کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر اندر آیا --------- اور بیڈ پر ڈالا

---------- اسکا جو کام تھا اسے آگاہ کرنا اور وہ کرچکا تھا اب صرف لفظ انجام پانے تھے

--------- اسکے اوپر کمبل ڈال کر چیئر گھسیٹ کر ساتھ ہی بیٹھ گیا

انگلیاں معصومہ کے بالوں میں پھیرنے لگا ------- جو بکھر کر تکیے پر پھیلے ہوئے تھے

کل سے تم صرف اور صرف میرے لیے جیو گی ------ میرے لیے سوچو گی ------
------ میری سانسوں میں سانس لو گی

مع-----صو----مہ------- شہریار ------- ہاہاہاہا ------- وہ جنونیت سے بولا
-----.----- ----- اور تاریک فضا میں اسکا بلند قہقہہ گونجا

------- جیتنا میری فطرت ہے شہریار اور معصومہ کو پانا میری جنونیت -------- ہاہاہاہا
رات آہستہ آہستہ سرکتی رہی پر وہ ویسے ہی بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا -------- کبھی مسکراتا تو
-------- کبھی قہقہ لگاتا

_*

**********❤

آپ اٹھ گئی میم -------- میکی نے اسے کسمساتے دیکھ جلدی سے اسکی جانب لپکی
-------- اور سہارہ دے کر اٹھانے لگی

------- معصومہ نا سمجھی سے اسے دیکھا ----- بوجھل سر کو تھامے وہ اٹھ کر بیٹھی

میم پانی ------- اسے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے دیکھ کر میکی نے پانی دیا جو وہ بغیر کچھ کہہ تھام کر ایک ہی سانس میں پی گئی -------- پانی پی کر گلاس میکی کو تھمایہ
-------- اور خود گہرا سانس لینے لگی

دفعتاًآنکھوں میں چھبتی روشنی پر اسکی نظر سامنے بیڈ پر رکھے خوبصورت ڈائمنڈ سیٹ پر پڑی اور اسکے ساتھ جدید قیمتی خوبصورت بقیہ جیولری پر ------ انکی چمک معصومہ کی سبز
-------آنکھوں میں چھبنے لگی

اور ساتھ رکھا ڈیپ ریڈ برائیڈل لہنگا -------- بے ساختہ منہ سے ایک سسکی نکلی

------- اسے سجانے کیلئے ہر چیز رکھ دی گئی تھی

دماغ میں کل رات کا واقعہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا ------- اور وہ ساکت بیٹھی آنسوں

-------- بہانے لگی

میم آپ فریش ہوکر ناشتہ کرلیں تو میں آپکو ریڈی کروں ------- اسے روتے دیکھ کر میکی

------ نے خاموش فضا میں اپنی سی کوشش کی

نن--- نہیں ---- کبھی نہیں کروں گی ------- وہ چیخی اور لات مار کر بیڈ سے سب

------- کچھ نیچے گرا لیا ------- میکی ہکہ بکہ اسے دیکھنے لگی

--------- مجھے جانا ہے

------ وہ دھاڑتی بیڈ سے نیچے اتری -------- میکی اپنی بات کے رد عمل پر بوکھلا گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بھاگ کر سالار کو بلانے کے لئے چلی گئی

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی لرزتی ٹانگوں کا بوجھ نا سہہ پانے کی وجہ سے نیچے بیٹھتی چلی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

میکی کے صورتحال بتانے پر سالار بھاگتا اوپر آیا اور اسے نیچے بیٹھ کر بلک بلک کر روتے دیکھ کر اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟ وہ دھاڑہ نیچے پڑے برائیڈل ڈریس کو دیکھ کر اور معصومہ لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو اٹھو ۔۔۔۔۔۔۔۔ دب دب قدم رکھتا اسکے سر پر آیا ۔۔۔۔۔۔۔ سانس روکے بیٹھی ۔۔۔۔ معصومہ کو حکم دیا ۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ بغیر چوں چراں کے اٹھ کھڑی ہوئی اسکے مقابل

۔۔۔۔۔۔۔

نہیں کرو گی مجھ سے شادی ۔۔۔۔۔۔۔ ہوں ۔۔۔۔؟ آنکھوں میں سرد پن لبوں پر دھیمی ۔۔۔۔۔۔ آواز ۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے چونک اسکی آنکھوں دیکھا

پپ۔۔۔پلیز مم۔۔مجھے جانے ۔۔دیں. ۔۔۔۔۔ مم۔۔میں کسی کو نہیں ۔۔۔بب۔۔بتائوں گی ۔۔۔آپنے مجھے ۔۔کک۔۔کڈنیپ کیا۔۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی

۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کہاں جائو گی ۔۔۔۔۔۔۔؟ بغیر اسکی التجا کو سنی الٹا سوال کیا

۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ جلدی سے آنسوں پونچھے ۔۔۔۔۔۔۔ پاپا کے پاس

اسکی بات پر سالار نے قہقہہ لگایا ۔۔۔۔۔۔ اور اسکی ایک لٹ کو پکڑ کر کھینچا ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ معصومہ سسک اٹھی

۔۔۔۔۔ اتنی جلدی مائے گرل ۔۔۔۔۔ کچھ سال ٹھہر جاؤ دونوں ساتھ چلیں گے ابھی میرا کوئی موڈ نہیں تمہیں پاپا کے پاس بھیجنے کا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سہمی آنکھوں میں ۔۔۔۔۔۔۔ دیکھ کر تمسخرے سے ہنسا

چلو شاباش اب مسز بننے کے لیے تیار ہوجاؤ ۔۔۔۔۔ اور ہمیشہ میری سانسوں میں رہو ۔۔۔۔۔۔۔

میکی ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی لٹ کو سختی سے پکڑے میکی کا نام لیکر دھاڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ خوف ۔۔۔۔۔۔۔ سے لرزتی بے بس ہو رہی تھی

درد کی شدت سے آنسوں دھر دھر بہنے لگے ۔۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا اگر تھوڑی بھی حرکت ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی تو اپنی خال سمیت لٹ بھی اسکے ہاتھ میں ہوگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ یی۔۔۔۔۔یس سر ۔۔۔۔۔؟ وہ پھولی سانسوں کے ساتھ حاضر ہوئی

اسے تیار کرو ۔۔۔۔۔مدد کے لئے زرینہ بی کو ساتھ لو ۔۔۔۔۔۔۔۔ آہستہ سے معصومہ کو ۔۔۔۔۔۔۔ بیڈ پر بیٹھا کر اس سے مخاطب ہوا جو زور شور سے گردن ہلا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک بات ۔۔۔۔۔۔۔! جاتے ہوئے پلٹا

اگر اب کوئی چوں بھی ہوئی تو اگلی ملاقات میری تم سے ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انڈرسٹنڈ ۔۔۔۔۔۔ اسکی سرد آواز پر میکی کے ساتھ معصومہ کی بھی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔ دوڑی

ایم سوری میم آپنے اپنے ناشتے کا ٹائم ویسٹ کردیا ہے ------ وہ رساں سے کہتی اسے اٹھایا اور ڈریس اسے تھما کر باتھروم کے لئے روانہ کردیا --------

اور معصومہ سالار کی آنکھوں اٹھتی وحشت سے خفا ہوکر ہراساں اٹھی اور ڈریس تھام کر بغیر کسی چوں چراں کے باتھ روم میں بند ہوگئی --------

ڈیپ ریڈ کلر لہنگے پر گولڈن کا بھاری کام کیا ہوا تھا ------- اسکی دمکتی رنگت پر وہ کھلکھلا رہا تھا ------ اور وہ جیسے ایک خوبصورت گلاب کا نظارا پیش کر رہی تھی ------- میکی کا منہ کھل گیا اسے دیکھ کر

سرخ رویا رویا چہرا -- گولڈن کھلے لمبے بال ، سرخ آنکھیں سرخ چھوٹی ناک ----- پنکھڑیوں جیسے کپکپاتے ہونٹ ---- زرینہ بی کے منہ سے بے ساختہ ماشااللہ نکلا ------

وہ مردہ قدم اٹھاتی میکی کے سامنے آئی ---- دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رودے اور ہر ------- چیز تباہ کردے ----- یہ صرف دل کر رہا تھا --- وہ کر نہیں سکتی تھی

-------- میکی اسکے سامنے پر ہڑبڑا کر منہ بند کرگئی

---- آئیں میم ------ ڈریسنگ چیئر آگے کرتے معصومہ کو اشارہ دیا

چیئر اور ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی جیولری کو دیکھ کر ایک آنسوں ٹوٹ کر گال پر پھسلا

--------- جسے بے دردی سے رگڑ کر لہنگا سنبھال کر بیٹھ گئی

صاحب نے کہا ہے ----- زیادہ ہیوی جیولری نا پہنانا ------- زرینہ بی ہیوی بڑائیڈل ------ جیولری کو دیکھ کر انہیں سالار کا حکم یاد آیا

------ اور سالار کو معصومہ کی نازک گردن پر شاید رحم آگیا تھا

جی ----- وہ سرہلاتی جلد جلد اپنے ہاتھوں کا ہنر دیکھانے لگی ----- اور معصومہ پتھر کی ------ مورت کی طرح بے جان بیٹھی تھی

میم اگر آپ چاہیں تو ان میں سے اپنے بالوں کا اسٹائل پسند کرسکتی ہیں. -------- اسکے معصوم نقوش کو مہارت سے سنوارنے کے بعد ایک ہیئر اسٹال میگزین سامنے رکھی ------

معصومہ نے کھالی نظر سے میکی کو دیکھا اور پھر میگزین کو -------- کوئی بھی جواب --------- دئے بغیر آنکھیں موند گئی

میکی نے گہرا سانس لیا ---- جب انٹر کام بجا -------- زرینہ بی معصومہ کو نفیس ----- ڈائمنڈ نیکلس پہنا رہی تھی

خبردار جو تمنے اسکے بالوں کو ہاتھ لگایا ------- اسٹائل کرو اور دفع ہو ------ سمجھی ------- ------انٹر کام سے چنگارتی سالار کی آواز میکی کا گلا خشک کر گئی

یی---یس سر ------ ایسا ہی ہو گا --------. میکی نے جلدی سے کہا ------ یہ ------ تو شکر ہے اسنے دیکھا اور سن لیا

خدا نخواستہ وہ ایسا کر دیتی تو --------. اسکے آگے ہی سوچ پر ہی جھر جھری لے اٹھی

محل میں سب سالار کی خاموشی سے خوفزدہ تھے کہ اتنے دن ہوگئے ------ اسکی طرف سے اچانک پڑنے والے ڈورے کا دھماکہ نہیں ہوا ----- جو اسے ہر ماہ پڑتا رہتا تھا

پر آجکل خلاف توقع وہ خاموش تھا اور آتے ہی اپنے روم میں گھس جاتا ۔۔۔۔۔۔۔ اور کسی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو اوپر کی طرف آنے بھی نہیں دیتا

ملازم سب خاموشی سے اپنا اپنا کام انجام دیتے اور شام کے سائے پھیلنے پر اپنے گھروں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو روانہ ہوتے تو کوئی کواٹر میں چلے جاتے

۔۔۔۔۔۔۔ میکی واپس معصومہ کے پیچھے آئی ۔۔۔ اور بالوں کو اسٹائل دینے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔*

معصوم سی معصومہ دلہن کے روپ میں ۔۔۔۔ کوئی اوپر سے اتری حور لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ زرینہ بی میکی دونوں اسے بیڈ پر بیٹھا کر چلی گئی تھی

-------- اب وہ چپ چاپ ساکت بیٹھی تھی -------- نا کوئی آنسوں نا کوئی التجا

نکاح میں سالار کے کچھ لوگ شامل تھے اور اسکے خاص دوست جیک لوگن ----- لوگن -------- بزنس مین تھا، اور جیک ڈاکٹر جو اسکی ہی ہاسپٹل میں ڈیوٹی دیتا تھا

معصومہ کی طرف سے زرینہ بی میکی اور ایک خاص وجود ------ جو یقیناً معصومہ کے لئے -------- سرپرائز تھا

سالار کے قبول ہے تین دفعہ کہنے پر سب اسے مبارک باد دینے لگے -------- اور اسنے ----- پیپرز پر سائن کیے

---------- کسی کے دل پر آگ لگ رہی تھی --------- یہ سب سن اور دیکھ کر

وہ سب مولوی صاحب کے ساتھ چلتے معصومہ کے روم میں آئے ---------- اور معصومہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے لئے مچل رہا تھا -------- اندر کی گھبراہٹ ------ سے ہتھیلیاں بھیگنے لگی

اسنے سختی سے آنکھیں میچ لی ------- اسکی آنکھوں کے سامنے اپنے پاپا اور مما کا چہرا گھومنا لگا ------- کتنے خوش تھے وہ سب پریہا حیا کے نکاح پر -------- اور ان دونوں ----- کے ساتھ پورا خاندان

------ ایک خود تھی --- اکیلی بے بس چڑیا کی طرح قید ----- حاکم کی غلام

۔ اسے اپنے قریب اس سنگدل انسان کی خوشبو آئی تو وہ پوری سمٹ سی گئی خود میں

------- بھاری سرخ گھونگھٹ میں جھکے سر وہ غیر دماغی سے بیٹھی تھی

کیا کہہ رہے ہیں، کیا ہو رہا ہے، کیا پڑھا جارہا ہے اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا

وہ تو صرف اپنے حواسوں کو بحال رکھنے کی کوشش کر رہی تھی ------- کہ اچانک بھاری ------- سرد آواز کان میں پڑی

معصومہ ------- سالار اسے ہوش میں لانے کے لیے پکارا ------- جس پر وہ غیر ----- دماغی سے "قبول ہے" کہہ گئی --------- اور جہاں کہا گیا سائن کردیے

سامنے کھڑا وجود جیسے زلزلوں کے زد میں آگیا ------- اسے ہرگز معصومہ سے یہ توقع نا تھی کہ وہ اس شخص سے نکاح کر لے گی ------- کڑے ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ------- ہوگئی

سالار کی آنکھوں میں خاص چمک ابھری جسے ہارے ہوئے عذر نے بخوبی محسوس کی

اگر آج اسکی ماں کے خطرناک مرض کی دوا اسکے پاس نا ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر اسے زمین میں گاڑھ دیتا --------

سب آہستہ آہستہ ایکبار پھر اسے مبارک باد دینے لگے -----

ہے یار -------! آج تو کنگ ایس کی میرج تھی ------- ٹریٹ تو بنتی ہے باس

جیک اسکے گلے ملتا بولا ------- -------

یا- ---! رائٹ باس ------ لوگن نے مسکرا کر مہر لگائی ---- وہ انکی فرمائش پر مسکرا دیا -------

کیوں نہیں ------- اور ساتھ ہی قہقہہ لگایا --------

سامنے ہی عذر پر نظر پڑی جو صوفے کی بیک تھامے شکستہ کھڑا تھا سر جھکائے -------

عذر شہزادے وہاں کیا کر رہے ہو ------ اپنے لٹل ڈول سے نہیں ملو گے ------- وہ --------- سب اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے

سالار کے مخاطب کرنے پر اسنے چونک کر سرخ آنکھیں اٹھائی ------- وہ اپنی ماں کے علاج کے لئے یہاں تھا ----- جب سالار نے اسے بلایا ------ وہ خاموشی سے چلا آیا ------ --- پر اسے کیا پتا تھا کونسی قیامت اسکے منظر ہے

اسے پتا ہی نہیں چلا --- کسی نے بتایا ہی نہیں کہ معصومہ سالار کے پاس ہے --------- ------- اسکے تو پیروں تلے زمین نکل گئی ------ پر کر کچھ بھی نا سکا

جیک اور لوگن نے بھی اسے دیکھا ------- عذر کو یہاں سے وحشت ہونے لگی ----- ------- تبھی سر ہلا کر ہارے ہوئے جواری کی طرح اسکے روم کی طرف آنے لگا

جہاں میکی اور زرینہ بی اسکا دوپٹہ اوپر کر رہی تھی ------- وہ آج تک انجان تھا اپنے جذبوں سے اور جب جانا ان جذبوں کا احساس ہوا --- تبھی اسی وقت انہیں موت کی نیند سلانا پڑا ----- کیونکہ وہ اب کسی اور کی ہوچکی تھی ---- کسی اور کے نام کی مہر اس پر ------- لگ چکی تھی ------- جس سے وہ معصوم کلی مرجھا گئی تھی

اور عذر کو اپنے معصوم جذبات کو خون کسی معصوم بچے کی طرح کرنا پڑا ------ جس سے ------- اسکے اندر تک توڑ پھوڑ مچ گئی تھی

وہ سامنے ہی دروازے سے ٹیک لگاکر کھڑا تھا ----- اپنی پوری ٹوٹ پھوٹ کے ساتھ

معصومہ جو ہچکیوں سے روتی میکی اور زرینہ بی اسکا دوپٹہ سر پر پنوں سے سیٹ کر رہی تھی ------ کہ معصومہ کی نظر کسی احساس کے تحت ڈور کی طرف اٹھی اور وہیں ----- ساکت رہ گئیں

------ کئی لمحے وہ اپنے خواب سمجھنے لگی ------ وہ سامنے وجود کو اپنا وہم سمجھے لگی

میم ذرا فیس اس طرف کریں. ------- میکی کی آواز اسے ہوش میں لائی -------
اسنے نا سمجھی سے میکی کو دیکھا ------ اور پھر دروازے کو جہاں وہ اب کھڑا شفقت سے
---------- مسکرا رہا تھا

------ عع---عذر بھائی --------- وہ مسکرائی

میم کہاں ------- زرینہ بی اور میکی گھبرا گئی -------- اور جلد سے اسکے بازو سے پکڑا

--------- چھوڑو مجھے --------- وہ چلاتی میکی کو دھکا دے کر عذر کی طرف بھاگی

میکی اسے واپس پکڑتی جب زرینہ بی نے اسے روک دیا ------- اور میکی نے دروازے پر
کھڑے عارز عذر کو دیکھ کر گہرا سانس لیا.. ----- اسے لگا وہ باہر جا رہی ہے -------
------- سوچ کر ہی سانس رکنے لگتی

بب۔۔۔ بھائی ۔۔۔۔ آپکو پاپا نے بھیجا ہے نا ۔۔۔۔۔ مم۔۔مجھے یہاں سے لیجانے کے لئے
۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے روتی خوشی سے پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر نے مسکرا کر نظریں چرائی
۔۔۔۔۔۔۔ بہت مشکل تھا اسکی آنکھوں میں دیکھنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بہت مشکل ہورہا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔ یوں اسکے سامنے بغیر کسی طاقت کے کھڑے ہونا

بولو نا ۔۔۔۔۔ آپ مجھے لیجانے آئیں ہیں نا ۔۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسکی بازو کو پکڑ کر جھنجھورنا چاہا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ بدک کر پیچھے ہوا جیسے کرنٹ لگا ہو

کیا اسے اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔ عذر کے اندر سے سوال آیا ۔۔۔۔۔۔۔ جس پر
۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے سختی سے لب بھینچے

خوش رہو ۔۔۔۔۔ میں اب چلتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر مڑا اور تیز تیز قدموں سے وہاں سے نکلتا چلاگیا ۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ وہیں ساکت گنگ رہ گئی ۔۔۔۔۔۔ اپنے سوال کے جواب ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس پر جان دینے والے عذر کے انداز پر ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور شکستہ قدموں سے مڑی خاموش بیڈ پر گر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے پیچھے بھاگتی پر اسے باہر آنے سے ابھی منا کیا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ جاتی بھی کیوں جب اسکی، آنکھوں اپنے پیارے بھائی جیسے دوست کی آنکھوں میں اجنبیت تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

نا وہ رو رہی تھی نا مسکرا ۔۔۔۔۔۔ خاموش تھی ۔۔۔۔۔ اور آنکھیں موندیں ۔۔۔۔۔۔ زرینہ بی کے اشارے پر میکی خود دروازہ بند کرکے چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔

----------*

یار جتنا تمہارا اسٹیٹ لیول ہے ----- اس حساب سے ہم سب تم سے کسی کنگ کی بیٹی کا تصور کر رہے تھے ------- پر تمنے ایک بن ماں باپ کی لڑکی سے شادی کرلی وہ بھی --------- پاکستانی سے

------ کہیں پیار محبت کا چکر تو نہیں

-------- لوگن کی حیرت پر سالار کا خوبصورت قہقہہ لگا

اب یہ مت کہنا ہاں ------- کیونکہ تم سے ہم صرف مار جیت کی ہی توقع کر سکتے ہیں

-------- ------ لو شو تو ایک دی گریڈ مزاق ------- جیک ہنستا بولا

اور اگر میں کہہ دوں ہاں تو ------- ؟؟ اسنے ذرا جھک کر رازداری انداز میں پوچھا

تو ہم صرف تمہاری مغفرت کی دعا کریں گے بس ------- ہاہاہا۔ --- لوگن جیک دونوں ------- ساتھ بولے ------ اور چھت پھاڑ قہقہہ لگایا

ساتھ میں وہ بھی ہنس دیا خوبصورتی سے ------ اسکی نیلی آنکھوں میں معصومہ کا حسین ------- روپ لہرایا ------- جس سے اسکی چمک مزید بھر گئی

اتنی تو چمک جب تم کسی سے جیت تے ہو تب بھی نہیں آتی -------- وہ اسے ------- چھیڑنے لگے --- جس پر سالار سر جھٹک کر رہ گیا

اچھا ملک صاحب اپنی ملکہ کے ساتھ منظر عام پر کب آرہے ہو ----- لوگن نے گلاس ------- لبوں سے لگائے پوچھا

رہنے دو یار کافی نازک حسین دل بے دردی سے ٹوٹ جائیں گے -------- جیک نے ------ مداخلت کی

نہیں یہ تو صرف کسی کے غیر سوچوں کو بیڑیاں ڈالنا تھی ------ ورنہ تو ہم سسر -------- صاحب کے ساتھ منظر عام پر آئیں گے ------- وہ ہنسا تو دونوں کو اچھو لگا

کک۔ ---کیا مطلب -----؟ دونوں ساتھ چلائے ------ سالار نے ناگوار نظر ڈالی --------

پلیز ایس-----! ایسا ویسا کچھ مت کہنا کہ اب تم منظر عام پر آنے کیلئے شہید کے وجود ---------- کو اٹھائو گے -------- جیک کی بات پر لوگن نے قہقہ لگایا

بی سیریس جیک ------ لوگن نے سنجیدہ سالار کی طرف اشارہ کیا تو وہ بھی اپنے دانت فوراً -------- اندر کرگیا

اچھا ------ ہمنے یار نکاح نامہ پر دیکھا ----- کہ وہ ایک شہید کی بیٹی ہے، اور اسکا، مین بھابھی جی کا اس دنیا میں کوئی نہیں ---------؟؟ لوگن نے سنجیدہ ماحول کو دیکھ کر ------- خود بھی سنجیدہ ہوگیا

تم لوگ جاسکتے ہو ------ وہ صوفے پر دراز ہوکر بولا ----- تو لوگن نے منہ بسورا

ہمیں تو شک ہے یہ بھی تمہاری فطری جیت کی سازش نا ہو ------- جاتے ہوئے جیک ------- نے اپنا خدشہ بیان کیا

!------ جس پر سالار نے صرف مسکرا کر رہ گیا --------- بناوٹی

---

*

---------کیا مطلب ہے آفیسر ---------- ؟ شہریار دھاڑا

کیپٹن صائم گھبرا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں بیٹھا ۔۔۔۔۔ محل کے مخصوص گارڈ کا بلیک ڈریس چینج کرنے کا سوچ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے پائوں دکھ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔ اتنے بڑے محل میں اس آدمی کو وحشت نہیں ہوتی ہوگی ۔۔۔۔۔۔

یس سر مطلب یہی ہے مینے پورا محل چیک کیا پر میدم کا کہیں کچھ پتا نا لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار نے گہرا سانس خارج کیا ۔۔۔۔۔۔۔

آپ اس پر نظر رکھ رہے تھے آفیسر ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پھر غرایا ۔۔۔۔۔

جی اور میری جانچ کے مطابق وہ آفس سے سیدھا محل جاتا ہے اور اپنے روم میں جہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ------

-------- کچھ بھی کرو اس کے روم تک اپنی پہنچ رکھو ------- شہریار کچھ سوچ کر بولا

------ آپ کب آرہے ہیں سر ------؟ صائم نے پوچھا

ابھی میں آیا تو اسکی نظر مجھ پر آئے گی پھر یقیناً تم تک پہنچ جائے گا ------- اس لئے -------- اس کی نظر ابھی میرے دوسرے آدمیوں تک ہی الجھنے دو

------- صائم نے مسکرا کر اہمم کہا

------- فی امان اللہ

----------*

**********❤

کیا مینے صرف جیت کے لئے اسے اپنی سوچوں کا پابند بنایا ہے -------- خاموش فضا
------ میں گھمبیر سرگوشی گونجی
------ نہیں ------ جواب اسکے اندر سے آیا

----- تو پھر کس لئے -------؟ ایک بار پھر وہی سرگوشی

"کیونکہ تم اول روز سے اس سبز نین کٹوروں میں اپنے نام کی تحریر پڑھنا چاہتے تھے"

ہونہہ ------! یہ جھوٹ ہے ------ سالار نے اب کی بار گہرا کش لے کر دھواں اپنے
----- ہال نما کمرے میں چھوڑا اور استہزائیہ ہنسا

پر لگلے پل اس چہرا سرخ ہوگیا ------ اسے لگا جیسے اسکے اندر سے بھی کوئی ہنسا ہو

یہ جھوٹ ہے ------- تو تم یہاں کی حسین لڑکیاں چھوڑ کر "جو تمہارے ایک اشارے کے منظر ہوتی ہیں " دن بھر اضطراب کی حالت میں گذار کر رات کو اتنی سخت سیکورٹی کے باوجود چوروں کی طرح اسکی کھڑکی سے داخل ہو کر اسکی آنکھوں کو اسکی لرزتی پلکوں کو ------- گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ساری ساری رات دیکھتے تھے

ہر کوشش کے باوجود جب تم سے اسکی آنکھوں اپنا نام ناپیدا کرسکے تو تمنے اسے خوفزدہ ---------کرکے اپنا نام دیکھا

---------؟؟ ابھی بھی یہ جھوٹ ہے

یہ کیا ہے ------- ! وہ دھاڑا --------- کہاں سے آرہی ہے یہ آواز -------؟ اپنے ------- خول کو ٹوٹتا دیکھ کر وہ اضطراب کی حالت میں چیخا

یہ سچ ہی تو تھا جب پہلی دفع اسنے ان خوبصورت آنکھوں کو دیکھا تھا ---------- پہلی دفع پرنور روشن پاکیزہ آنکھوں کو قریب سے دیکھا تب سے اسکے دل میں یہ چور پیدا ہوگیا تھا کہ وہ ------- صرف اسے سوچے

ان پاکیزہ آنکھوں میں اپنے گنہگار وجود کو تیرتا دیکھنا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ خود کو پڑھنا چاہتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

پر ایسا ممکن نا ہوسکا ۔۔۔۔۔ کافی کوشش کے بعد بھی وہ سب سے خائف رہتی ۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔ سب کو شاکی نظروں سے دیکھتی
ایسا کوئی جذبہ اس حور نے محسوس ہی نہیں کیا تھا جس سے وہ سکون حاصل کرتا

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاہتا تھا اسکی بے سکون زندگی میں وہ پاکیزہ معصومہ آئے ۔۔۔۔۔۔۔ اسے سنوارے
۔۔۔۔۔ اسے زندگی کی طرف لائے ۔۔۔۔۔۔ پر اپنی زندگی میں پہلی بار اسنے شکست کھائی

۔۔۔۔۔۔۔

وہ نا دیکھ پایا خود کو ان آنکھوں میں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے چین ہو اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔ تبھی تھک ہار
۔۔۔۔۔۔۔ کر اسنے یہ راستا اپنایا

اسنے جینی کو بھیجا جو اسکی ملازم تھی -------- وہ شہریار کی سخت آزمائش سے گذر کر بھی وہیں کھڑی رہی اور سالار کو معصومہ کی پسند نا پسند -- کھانا پینا عادتیں اسکی زندگی ہر پہلو ہر چیز بابت معلومات دیتی رہی ---------

پھر اسنے اپنی ہاسپٹل میں اپنی ماں کا علاج کرواتے عارز عذر بلال کو اپنے قبضے میں کیا جو اسے مجبور ہوکر معصومہ کے روم تک رسائی دلواتا تھا -------- -------

وہ کیسے بھی کرکے ان آنکھوں میں اسکے دماغ میں آیا --------- اور جو وہ اس راستے نا حاصل کر پایا ------ اسے وہ حاصل ہوگیا -------

پر تب بھی سکون نا ملا ------- کیونکہ عام لفظ میں ---- اس زخمی شخص کو محبت چاہیے تھی معصومہ سے، جو وہ حاصل نا کر پایا --------

تبھی وہ ہار کو نا تسلیم کرتے ضد پر اتر آیا --------- اور شہریار سے ٹکر کرنے لگا ------ کیونکہ اسے پتا تھا شہریار اسکا آئینہ ہے ----- وہ بھلا کیسے اپنی معصوم بیٹی اسکے حوالے کرتا -------

پر وہ ان آنکھوں میں کسی اور کو بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے اب اسنے اس کے سامنے یہ مضبوط رشتہ رکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ جو سراسر ایک پیپر میرج تھی

۔۔۔۔۔

اسے کوئی سروکار نہیں تھا اسکے وجود سے ۔۔۔۔۔۔ اگر وہ ہوس پرست ہوتا ۔۔۔۔۔ تو اسکے پاس پیسے اور لڑکیوں کی کمی نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اس کا ایک اشارہ ہی کافی تھا

۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ پر اسے ان سب سے کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی

بلکہ اسے بھی عام مردوں کی خوائش کی طرح ایک محبت کرنے والی ہمسفر چاہیے تھی

۔۔۔۔۔۔۔ جو صرف اسکو سوچے اسکے لئے جئے ۔۔۔۔۔ وہ باہر جائے تو فکرمند ہوکر بار بار فون کرکے اسکی خیریت پوچھے ، ساتھ ملکر سجدہ دے اسکے گناہوں کی معافی کے لئے

۔۔۔۔۔۔۔ روئے

۔۔۔۔۔۔ اور وہ دیکھ کر سرشار ہوتا خود پر فخر کرے

وہی چاہیے جس کے لئے اسنے اپنے تمام جذبے ، محبت خواب قربت کے جنونیت بھرے

۔۔۔۔۔۔لمحے سجائے کر بند بوتل میں رکھے تھے

اگر یہ سب سچ ہے تو میں اسے تکلیف کیوں دے رہا ہوں -------؟ مسکراتے لب سکڑے اور خود سے کرب بھرا سوال کیا ------

پر بدلے میں اندر سے قہقہہ برآمند ہوا --------
تکلیف ----- ہاہاہا ------ تکلیف ---- اسے تکلیف مت کہو ---- یہ تکلیف نہیں ------- ----- تم اسے توڑ رہے ہو ------ اس کانچ کی گڑیا کو ذرا ذرا کر رہے مت بھولو ----- وہ تمہاری پہلی نظر کی محبت تھی ------ جو خدا نے خوش نصیب بنا کر تمہیں سونپی تھی ----- اور تم انتہائی جنونی انسان اسے بھی اپنی انتہائی جنونیت میں بدل دیا -------
اسے بھی ن میں شریک کردیا جس طرح تم ملازمائوں کو غلطی پر توڑ پھوڑ دیتے تھے
کیا فرق رہا تمہاری محبت یا وحشت میں ---------- --------

خدا نے تمہاری تنہایوں کا تمہاری وحشت بھری سوچوں کا خاتما ایک حور کے ذریعے کیا -----

ایک گنہگار باپ کے گنہگار بیٹے کے پتھر دل میں ایک معصومہ کانچ کی پری کو اتارہ ------ اور تمنے بغیر اسے سنوارے اسے بھی اپنی وحشت میں شامل کردیا ---------- ٹھا--- ٹھا--- ٹھا--- ٹھا

نہیں----- نہیں ہو میں وحشی ------ وہ میری محبت ہے ---- وہ میری معصوم حور ہے ------ نہیں رہ سکتا اسکے بغیر ------ نہیں دے سکتا اسے تکلیف --- نہیں کر سکتا اسے خود سے دور ------- وہ چیختا چلاتا ایک ایک چیز کو بے دردی سے دیواروں پر مارتا ------- ------- پاگل ہورہا تھا

ہے ---!!! ہے ----!! وہ میری ہے ---- وہ غرایا ------ میکی اور زرینہ بی نے ------- کانوں پر ہاتھ رکھے ------ دونوں کانپ رہی تھی

نہیں دیتا میں اسے تکلیف -------. میں اسے محبت کرنا سیکھاتا ہوں ----- میں ------ ترسا ہوا انسان اس سے محبت چاہتا ہوں
------- کیوں نہیں سمجھتا کوئی مجھے ------ کیوں ہر کوئی نفرت خوف سے دیکھتا ہے

تو پھر کیوں مجھے پیدا کیا گیا ہے ------- کیوں مجھے بچپن سے ناجائز کا دھپا لگایا

------ پھر ایک گنہگار کی اولاد بنایا ------ وہ نیچے بیٹھ کر دھاڑیں مارنے لگا

------- سارا خول ٹوٹنے لگا تھا

-------- تم اسے محبت کرنا سیکھاتے ہو --- جسے خود نہیں پتا محبت کیا ہے

--------- خاموشی چھانے پر پھر اسکے اندر سے آواز آئی

ہاہاہاہا--------- جانتا ہوں میں محبت کو --------- سالار نے خوفناک قہقہہ لگایا

----- ------ کرب بھرا

یہ ہے تمہاری محبت کہ اسے زبردستی نکاح کروایا --------- جبکہ وہ نکاح میں شمار نا ہوا

------- ----- وہ ایک گناہ میں شمار ہوا ---- وہ ایک جبر میں شمار ہوا

تو مینے کب کہا وہ نکاح ہے -------- اب کی بار وہ ریلیکس ہوا ------- اور پھر
-------- سگریٹ سلگایا -------- اور اپنے اندر کے ضمیر کو اب کی بار لاجواب کرگیا

-------کیا اسکا اندر بھی اس تک رسائی نہیں پاسکا تھا
------- تو پھر کیا تھا وہ -------- ؟؟ اسکا ضمیر بے سکون ہوا

وہ زنجیریں تھی ------- میری ناکامی کی ------ دو کش لیکر سگریٹ بوٹ کے نیچے
مسلا ------ اور وارڈروب سے ڈریس نکال کر واش روم میں گھس گیا ------- اب وہ
------ کچھ بھی نہیں سننا چاہتا تھا ---- نا خود کی نا اندر کی
------ میکی ------- خود پہ پرفیوم چھڑکتے میکی کو آواز دی

جس پر اسکا رنگ سفید پڑ گیا ------- اور بے بسی کا گھونٹ پیتی خود کو آنے والے
مراحلے کے لیے تیار کرتی سیڑھیاں بھاگ کر طے کی اور اب اس کے روم کے ڈور پر کھڑی
-------- تھی ------ سرجھکائے خوف سے کانپتی

--------گاڈ پلیز سیو می------ اسکے لب ہھڑپھڑائے

-------میکی -------؟؟؟ اب کی بار دھاڑ میں پکار آئی

--------یی----یس سر ------ وہ خشک گلا تر کرتی اندر آئی

--------اپنے سرخ سپید پاؤں میں چپل پھنساتے اسنے کانپتی میکی کو دیکھا

سیٹنگ چینج کروائو -------- اپنے ہال نما خوبصورت روم کی بگڑی حالت کی طرف اشارہ

----------کرتے بولا اور آہستہ سے سر جھٹک کر باہر نکل آیا

وہ تو باہر نکل آیا پر پیچھے میکی سکتے میں تھی -------- اور چکرا کر دیوار کا سہارہ لیا

اسے یاد آیا کہ ایک دن اسنے دعا مانگی تھی کہ کاش خدا اسکی زندگی میں ایک حور نازل

------کرے جو اسکے سارے درد وحشت ختم کردے

تو کیا میری کاش والی دعا بھی قبول ہوگئی ۔۔۔۔۔۔ ۔ وہ معصومہ کو سوچ کر خوشی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جھوم اٹھی

---*

وہ دروازہ دھکیل کر اندر آیا تو سامنے ہی اسکی حور اپنے ہوش و حواس سے بیگانی ۔۔۔۔ دنیا کی تمام تر معصومیت اپنے چہرے پر سجائے بے یوشی کی دنیا میں گھم تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ پر سوتے ہوئے بھی چہرے پر کرب تھا

۔۔۔۔۔۔ وہ مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور قدم اندر رکھے

قریب آنے پر اسکا معصوم حسن جگمگا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ دلہن کے روپ میں وہ اسکے سوچوں کو بھٹکا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ خود کو سرزش کرتا آہستہ سے چیئر گھسیٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کر قریب بیٹھا

اسکا سکون لوٹنے والی آنکھیں مہارت سے سجی بند تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور ان پر خمدار گھنی پلکیں ساکت تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سرخ چھوٹی نازک ناک خود پر نفیس سی نوزپن کا بوجھ جھیلتی زیادتی ۔۔۔۔۔۔۔۔کی منہ بولتا ثبوت تھی

ہمیشہ پھڑپھڑانے والے سرخ ہونٹ بھی آج خود پر بے بسی کے ڈیپ ریڈ رنگ کے خول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لپٹے ہوئے تھے

سپید نازک گردن جس کی ہری نیلی نسیں چھلکتی تھی آج ان پر من بھر کے نیکلس نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تشدد کی انتہائی کر دی تھی

مرمری کلائیوں میں چھلکی چوڑیاں انہیں زنجیروں کی طرح قید کیا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کانچ سے نازک وجود پر بھاری لہنگا ۔۔۔۔۔۔۔ سالار کو خود وحشت ہونے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ اور اندر ۔۔۔۔۔۔۔تک بے سکونی پھیل گئی

آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکے ناک سے نوزپن کو نکالنے لگا ------- جس میں بہت احتیاط تھی -- نوزپن نکال کر وہیں چھوڑ دی ------ پھر ہاتھ کانوں میں پہنے ڈائمنڈ کے ٹاپس ------کی طرف کیے پر بیچ میں ہی روک دئے --------- وہ مسکرا رہا تھا

پھر بغور اسکے ہر نقوش کا جائزہ لینے کے بعد جھک کر آہستہ سے اسکی صبیح پیشانی پر اپنے --------- دہکتے لب رکھ دئے

اسکی مدہم مدہم چلتی دھڑکنوں کی محصور کن رقص ----- اسے اپنے دل میں اترتے ------- محسوس ہوئی

اس پر جھکے خود کی پُر تپش سانسوں کی گرفت چھوڑنے لگا ------- جس پر مقابلے کے ------چہرے کے نقوش میں سرخی گھلنے لگی

نیلی آنکھیں مسکرائی چمک کے ساتھ ------- اور اگلے ہی لمحے ایک کرب کے ساتھ وہاں ------ سے باہر نکل آیا

---------- اسکے قدم گیٹ کی جگہ پر بنی لفٹ کی طرف تھے

--- اگر تم میری ہو -- تو میری ہی بنو گی چاہے وہ کھڑوس انسان کچھ بھی کرے

----------*

گلاس وال پر اپنے گلابی موم جیسے نازک ہاتھ رکھے وہ سوئمنگ پول پر پڑتی ڈوبتے سورج کی ---- سنہری کرنوں پر اپنی نظریں جمائے سوچوں کے جال میں بکھری ہوئی تھی
نکاح کو کئی دن ہو گئے تھے --- سالار سے اسکا سامنہ صرف ڈائینگ ٹیبل پر ہی ہوتا تھا --- --- نا وہ اسے مخاطب کرتا تھا نا معصومہ اسے
اسے ایسا فیل ہوتا جیسے وہ اسے جان بوجھ کر نظرانداز کر رہا ہو ---- اور معصومہ کو بھی کونسا اسکے نظرانداز کرنے سے تکلیف ہوتی تھی --- وہ تو خود انجانے میں خوش تھی ---- ----- پر دل میں کلک سی تھی جس سے وہ چڑچڑی ہو رہی تھی
دل کر رہا تھا سب تہس نہس کردے ابھی اسے زرینہ بی پارٹی کے لئے جو بلو ہیوی میکسی دے کر گئی تھی دل کر رہا اسے آگ لگا دے اور وہ آکر اس سے بحث کرے جس سے

شاید اندرونی چڑچڑاپن ہی ختم ہو ---- پر نہیں وہ اتنا بڑا رکس نہیں لے سکتی تھی --- کیا --- پتا وہ بحث کے بجائے اسکے ساتھ برا سلوک کرے ---- تب وہ کیا کرے گی

اپنی اس سوچ پر خاک ڈال کر --- جب زرینہ بی اسے دیکھنے آئی تب اسنے تیار ہونے سے منا کردیا تھا -- اور اب تک سوئمنگ پول پر نظریں جمائے سوچوں کے تانے بانے میں نا چاہتے ہوئے بھی اسکی آمد کے منتظر تھی --- جو پہلے دن کے بعد اسکے روم میں نہیں آیا --- تھا

اپنے جزبات احساسات کے تحت وہ اسے نفرت کرتی تھی شدید نفرت ، پر یہ کیسی نفرت --- تھی جو اسکے خیالوں اور نظروں کا مرکز بننا چاہتی تھی
انجان تھی خود سے اپنے جزباتوں سے -- پر سامنے والا جو زیرک نگاہیں رکھتا تھا -- وہ اس چڑچڑے پن سے انجان نا تھا ---- اور خوش تھا --- اور اس خوشی میں اسنے پارٹی رکھی تھی جو سراسر اسکی حماقت تھی ---- (پر اسے پتا تھا جب تک یہ وقت آئے گا بہت دیر ہو --- (چکی ہوگی

ہونہہ -- کون مرتا ہے (منہ بنا کر)-- مجھے صرف اپنے پاپا مما کے پاس چھوڑ دے اور خود کہیں دفع ہوجائے ---- کافی دیر بعد بھی اسکے انکار پر کوئی (سالار) بھی نا آیا تو جھنجھلا گئی --- --- سبز نین کٹوروں میں پانی تیرنے لگا

مجھے اپنے پاپا کے پاس جانے کیوں نہیں دیتا ---؟؟ کیا سمجھ تا ہے خود کو --؟ قید کرکے رکھا ہوا ہے -- اور آرڈر آرہے ہیں یہ بیہودہ ڈریس پہننے کو -- وہ شدید دکھ سے چیخی -- اپنے آسپاس سے انجان --- وہ اپنے احساسات میں اس قدر محو تھی کہ ڈور کھلنے اور --- بند ہونے کے طرف بھی متوجہ نا ہو پائی

--- میں بھی کونسا پہننے والی ہوں ---- لیجاکر خود پہن لے
اسکے لفظوں پر پیچھے کھڑے وجود نے پہلے حیرت سے اپنے دراز قد کو دیکھا جو بلیک تھری ---------پیس سوٹ میں تھا ---- پھر اپنی چوڑے چھاتی
---- اور خوبصورت سی میکسی کو

پھر نظریں گھما کر پشت پر بکھرے اسکے سنہری لابنے آبشار کو دیکھا ---- بے ساختہ بھینچے --- لبوں پر مسکراہٹ اپنے رنگ دیکھانے لگی

وہ نم آنکھوں سے میکسی کو دیکھتی شدید طیش میں وال پر مکہ مارنے لگی --- پر اگلے ہی --- پل زوردار جھٹکا لگا اسے
کیونکہ مکہ گلاس وال پر نہیں کسی چوڑی ہتھیلی پر مارا گیا تھا، جو اب مکمل طور پر اس ----چوڑی ہتھیلی کی گرفت میں آ چکا تھا

سرخ سپید مردانہ ہاتھ کو پہچانتے ہی ایک پل کیلئے تو جیسے وہ سانس لینا بھول گئی --- ----آنکھوں میں چمک سی ابھری --- پر یکلخت سراسیمہ ہو گئی

غلط بات ---! ڈارلنگ یہ خاص تمہارے لئے ہے، میں کیسے پہن سکتا ہوں ------ وہ جو خفت سے سوچ رہی تھی کہ کہیں اسنے اسکی باتیں سن تو نہیں لیں، اور کب سے وہ کمرے میں موجود ہے اسے پتا نا لگا ---پر اسکے سرسراتے چھبتے لہجے نے اس پر حقیقت ---- باور کروا دی ----- اور مخاطب پر چہرا گلنار ہوگیا

مم--- میں---- وہ دہشتزدہ سی لب کاٹتی منمنانے لگی ---- جس پر سالار نے پکڑے ہوئے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا اور اگلے لمحے معصومہ کا سر اسکے سینے سے جا ٹکرایا اور پشت ------ گلاس وال سے

تم ابھی تک ریڈی نہیں ہوئی ----! وجہ پوچھ سکتا ہوں ----؟؟ اسکے سینے سے سر ٹکائے جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی --- اسکی مدہوش سحر میں جکڑی، آواز پر ہڑبڑا کر ---- دوڑ ہوئی ---- البتہ جواب نہیں دیا

تمنے جواب نہیں دیا ----! ہاتھ چھوڑ کر اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر سر اونچا کیا ----- معصومہ بے بس سی آنکھیں جھپکانے لگی --- کیا جواب دیتی ---- وہ آکر اچھا خاصا گلے ------ میں پڑ گیا تھا ----- جس سے اسکی ساری اکڑ دھری ہو گئی

سالار خاموش اسکے ایک ایک نقش میں پتا نہیں کیا کھوج رہا تھا ---- جسکی لبوں کی ---- پھڑپھڑاہٹ اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھ رہی تھی

---- وہ تھوڑا سا جھک آیا اسکے چہرے پر

مم--- میں ایسے ڈریسز نن-- نہیں پہنتی------ اسکے جھکنے پر خوفزدہ ہوتی جلدی سے بولی

---- وہ اس لمحے کو کوسنے لگی جب اسکے آنے کی خوائش کی تھی ----- آنسوں بے ترتیبی سے گالوں کو بھگونے لگے ----- اور قربت ایسی تھی کہ اسکے حواس شل کر رہی تھی ------ ابھی وہ چیختی چلاتی اور اپنے حواس گھم کردیتی پر اگلے پل جو ہوا اسکی آنکھیں ----- حیرت پھٹنے لگی ---- ایسا کیا ہوگیا ----! اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ کر سوچا

ہاہاہاہا------- اسکا جاندار قہقہہ فسوں خیز خاموشی میں گھونجا ------. وہ ہونق بنی اسے ----- ہنستا دیکھ رہی تھی

اور ہنسنا بھی ایسا کہ بے ساختہ اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی ---- وہ اپنی بے بسی ------ بھول کر بے خودی میں ہی اسے گھورنے لگی

سالار اسکی معصوم نظروں کی تپش پر اچانک خاموش ہوا اور ڈاریکٹ اسکی بھیگی آنکھوں میں ----- جھانکا جہاں سارے راز عیاں تھے

تو کیا تم ابھی بھی بے بی فراک پہنتی ہو ۔۔۔۔۔؟ شریر مسکراہٹ کے ساتھ اسکی لٹ کو کھینچ کر ابرو اچکایا ۔۔۔۔ آج اسکی نیلی سرد سی آنکھوں کا تاثر بھی بدلا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔ جو ۔۔۔۔۔۔ معصومہ کو بہت بھلا لگ رہا تھا

نہیں ۔۔۔۔۔!! میں بے بی فراک نہیں پہنتی ۔۔۔۔۔ وہ اسکے میٹھے طنز سے خفا ہوتی تیزی سے بولی ۔۔۔۔۔ اسکا بے بی لفظ اسے چڑا گیا تھا ۔۔۔۔ ایسے لگا جیسے اسے بے بی بولا ہو

۔۔۔۔۔

اچھا تو تم کیا پہنتی ہو ۔۔۔ یہ ڈریس تو تم پہنو گی نہیں کیونکہ،۔۔۔۔ وہ رکا اور بغور اسے سر ۔۔۔۔۔ پیر تک دیکھنے لگا ، معصومہ اسکے بے باک انداز پر سمٹ سی گئی
کیونکہ ڈارلنگ تم ابھی بے بی ہو ۔۔۔۔ سو آئی ایم شیور بے بی کے فراک ہی پہنتی ہوگی

۔۔۔

لاپروا انداز میں کہتا ---- تھوڑا سا فاصلا بنا کر سینے پر دونوں ہاتھ باندھے --- دلچسپی سے اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھنے لگا ---- جو طیش میں سرخ چہرے کے ساتھ اسکی ---- آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتی اسکے ضبط کا کڑوا امتحان لے رہی تھی

معصومہ کا دل کیا بے بی کہنے پر اس حشر نشر کر دے ----- کیا وہ اتنی لمبی ہو کر اتنی --- بڑی کر ابھی بھی اسے بے بی دیکھ رہی تھی ---- کیا بکواس تھا

پتا نہیں کس احساس کے تحت اسکے بے بی کہنے پر زبردست غصہ آرہا تھا ---- جو زندگی میں پہلی دفعہ تھا -- وہ بھی اسکے کرم سے ---- ورنہ پریہا کے نسبت وہ ٹھنڈے مزاج ---کی تھی

اسے یاد نہیں پڑتا کبھی اسنے غصہ کیا ہو یا کسی نے اس پر --- پر یہاں یہ دونوں طرف ---- جزبات رواں دواں تھے

میں بے بی نہیں ہوں --- اور نا ہی بے بی کے فراک پہنتی ہوں --- میں لڑکی ہوں --- وہ---وہ بھی بڑی والی ----- وہ لفظ چبا کر بولی --- پر آخری فقرے پر حیا سے بری طرح ----گڑبڑا گئی --- پر اسے نہیں معلوم تھا یہ لفظ اس پر ہی بھاری پڑیں گے

سالار کے لئے یہ بڑا دلچسپ سین تھا ---- اور وہ بھی سب کچھ بھلائے اس میں گھم تھا

اچھا تو پھر ثابت کرو ڈارلنگ کہ "تم بڑی والی لڑکی ہو" -- اچانک اسکے نازک کمر میں ہاتھ ڈالکر قریب کیا --اور قدرے جھک کر کان میں سرگوشی کی ------

معصومہ جو ابھی اپنے لفظوں کے برے حال سے باہر نہیں نکلی تھی اچانک اسکے رد عمل پر لرز اٹھی ----- رواں رواں کانپ اٹھا -----

دل تھا کہ باہر آنے کو مچل رہا تھا --- اور سانسیں دونوں کی بری طرح بکھری تھیں----

اسے گلاس وال سے لگا مزید اپنے ذو معنی جملوں سے ہراساں کر گیا ----

شام بھی ڈھل گئی ہے اور ----- وہ باہر کے مناظر سے نظریں ہٹائے اسکے نم چہرے " اور بگڑے تنفس کو دیکھنے لگا ----

مم----م--مجھے جانا ہے ----- وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ----- حالت ایسی تھی کہ اپنی لرزتی ٹانگوں سے کھڑے رہنا محال لگ رہا تھا ------

------ وہ کافی دیر خاموشی سے اسے دیکھنے لگا

دس منٹس میں ریڈی ہو جاؤ ----- اسے خود سے لگائے کمر سہلائی --- جب وہ چپ
------ ہوئی تو بیڈ پر بیٹھا کر حکم صادر کیا اور روم سے ہی نکل گئے
----- وہ ہچکیوں کے ساتھ اسکے لمس کے حصار میں تھی

کچھ ہو رہا تھا اسے جو قطعی برا نہیں لگ رہا تھا بلکہ بڑا عجیب اور دل فریب تھا ----- اور وہ
---- بھی اپنی حالت سے بیگانی اسکے لمس میں کھو گئی
پتا نہیں ایسا کیا تھا وہ سامنے نا ہوتا تو بیچین ہوجاتی اور اگر سامنے ہوتا تو ساری بے چینی
---- دھری رہ جاتی ۔ ۔ البتہ لرزہ طاری ضرور ہوجاتا
کچھ دیر بعد اپنی سوچ پر وہ کھلکھلا کر ہنسی ، مدھر سی ہنسی --- جس میں کئی نئے رنگ
---- شامل تھے

کچھ دیر بعد چیرہ صاف کرتی اسکے دس منٹ کے وارن پر آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ آہستہ
------- سے میکسی اٹھا کر باتھروم میں بند ہوگئی

عذر کے رویے نے اسے اتنا ہرٹ کیا کہ وہ سب کچھ بھول کر ہر امید توڑ کر اسکے رنگوں ----- میں رنگنے لگی تھی

.....

ٹھیک دس منٹ کے بعد وہ اس کے روم کے ڈور پر کھڑا تھا --- اور اپنے مخصوص اسٹائل میں دو انگلیوں سے ناک کرتا اندر قدم رکھا اور دوسرے قدم کے ساتھ ایک ہاتھ دروازے پر ---- اور دوسرا جیب میں ، مبہوت سا وہیں جم گیا

کمرے کے بیچو بیچ کھڑی جلملاتی بلو میکسی اور سنہری بالوں کے ہالے میں اسکا سندر سا مکھڑا --- دمک رہا تھا ---- وہ مسکرا دیا

معصومہ اسکے پرحدت آنکھوں کے پھوٹتے جذبوں سے قدرے جھجھک سی گئی ---- پر شاید اندر ہی اندر وہ اسکے کسی دل فریب فقرے کے منتظر تھی ---- تبھی تو ویسے ہی سر ---- جھکائے انگلیاں چٹخانے میں لگی ہوئی تھی

پر وہ اس نازک سی شہزادی کے ارمانوں پر اوس ڈالے حسب عادت اپنے خول میں بند تھا ----- اور چلتا اسکے مقابلے آیا اور بے تاثر لہجے میں بولا

تم ابھی تیار نہیں ہوئی -----؟ قریب سے آتی آواز اور بے معنی لفظوں پر حیرت سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی --- بل بھر میں اپنی خوائش اس طرح بے مول ہونے پر آنکھیں ---- بھر آئی

ایبی ------ غصے سے ایی کی سی آواز نکالتی اسکے سوال کو نظرانداز کرتی پاؤں پٹختی ---- ڈریسنگ مرر کے سامنے آگئی تھی ---- اور اپنے دراز بالوں کو برش کرنے لگی

ہونہہ---- ڈائنوسور -- چمگادڑ ------ غصے میں وہ باآواز بلند بڑبڑا رہی تھی ---- اور سالار -------- سے قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہوگیا نتیجاً وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا گیا

دونوں کی معنی بہت خطرناک ہے مائے گرل " قریب سے گھمبیر سرگوشی پر وہ اچھل " ---- پڑی

کک۔۔۔کیا۔۔۔ کس کی معنی ۔۔۔۔۔۔ گھبرائی شرمائی سی اسکی قربت پر وہ گڑبڑا گئی ۔۔۔۔۔ اور برش ہاتھ سے پھسلتا نیچے گرا

سالار مسکراتا آئینے میں اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھا، اور ہاتھ بڑھا کر بال کو ایک سائیڈ کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسکی انگلیوں کے پرحدت لمس پر سانس روکتی آنکھیں میچ گئی ۔۔۔۔۔

وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا کہ وہ کتنی حسین لگ رہی ہے اس روپ میں ۔۔۔۔۔۔ آہستہ سے اسکی صراحی دار گردن میں خوبصورت سا نیکلس ڈال دیا ۔۔۔۔ اور قدرے جھک کر اسپے اپنے ہونٹ رکھ دئے ۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ تو جیسے فریز ہو گئی ۔۔۔۔ ہاتھ پیروں میں سے جان نکل گئی ہو ۔۔۔۔ اسکا تنفس بکھر گیا ۔۔۔۔۔

چہرے کے دلکش خدوخال میں سرخی سی پھیل گئی ۔۔۔۔۔ آنکھیں نم ۔۔۔۔۔ اسکے لب ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھڑپھڑا رہے تھے اور پلکیں لرز اٹھی

سس۔۔۔۔ سالار ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ کو اپنے جھولتی لٹوں پر پھیرتے دیکھ کر دل کی ۔۔۔۔۔۔ دھرکنوں سے گھبرا کر بے ساختہ پکار گئی

The sparkle in your eye

The warmth of your skin

Your breath on my neck

Thet quivers within.

اسے اپنے گھیرے میں لیکر بالوں سے پھوٹتی مدہوش مہک میں منہ چھپا گیا ۔۔۔۔ اور لبوں ۔۔۔۔۔ سے بے ساختہ ہی لفظ پھسل رہے تھے

The touch of your hands

The smell of your hairs

The kindness in your smile

That strength in your stare.

Your kiss on my lips

Your body near mine

The stroke of your touch

That feeling inside.

The sound of your voice

Compassion in your embrace

The serenity in your stride

The power in your face

The claming of your presence

The beating of your heart

The promise of tomorrow

That we may never part

خوبصورت گھمبیر آواز کے بعد روم میں صرف معصومہ کی لمبی لمبی سانسیں تھی ------ اور ------ ایک فسوں پھیلا ہوا تھا ----- جیسے دروازے پر ہوتی دستک کی آواز نے توڑا تھا

اسکے سرخ نازک ہاتھوں سے نظریں پھیر کر قدرے ناگوار سی دروازے کی طرف دیکھا اور -------

-------- جاتے ہوئے بھی اسکی کان کی لو کو چھیڑتا گیا
اسکے جاتے ہی معصومہ نے میچی آنکھیں کھولی ------ اور ایک گہرا سانس لیکر خود کو ----- نارمل کیا ------ دھرام سے چیئر پر بیٹھی

کیسی ہوں سوئیٹی ------ میکی تھی جو اسے تیار کرنے والی تھی ---اور اب اس سے صحت کا پوچھ رہی تھی ---- کیا بتاتی اسے وہ اب ٹھیک ہی کب تھی ----- جس پر ----- اسنے محض مسکرانے پر اکتفا کیا

ورڈ پر بنے "S,M" البتہ سہی ٹائم پر آنے کیلئے "تھنکس" ضرور بولی ------- اور اپنے ننھے ننھے ڈائمنڈز کے نیکلس پر انگلی پھیرنے لگی ---- جس پر ابھی بھی اسکا لمس موجود ------ تھا

میکی نے سر اٹھا کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا اور تھنکس پر مسکراہٹ ضبط کر گئی

.....

آنکھوں پر بندھے سرخ کپڑے سے گھبراہٹ میں اسے کچھ معلوم نہیں تھا وہ کہاں آگئی ----- ہے

میکی کے تیار کرنے کے بعد سالار نے اسکی آنکھوں پر کپڑا باندھا تھا ---- اور ہاتھ پکڑ کر -------پتا نہیں کہاں لے آیا تھا

اب وہ ایک عالیشان ہال نما بیڈ روم میں کھڑے تھے ------ معصومہ بالکل سہمی ہرنی ---- ماند تھی ------- اتنا تو اسے یقین آگیا تھا کہ وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہچائے گا

ہہ---ہم کہاں ہیں ------؟ وہ جو کھڑا اسکے سجے سنورے روپ میں گھم تھا ---- اسکی سہمی آواز پر ہوش میں آیا اور جھک شرارت سے صرف اسکی حالت دیکھنے کیلئے بولا

------ ہمارے بیڈ روم میں

کک---کیا---کیوں ----- وہ بدحواس ہوگئی ------- ہڑبڑاہٹ اور گھبراہٹ میں آنکھوں ------- سے کپڑا کھینچ کر اتارتے پیچھے ہٹی

کیا کا کیا مطلب --- شادی کے بعد ہماری گولڈن نااااا--------- وہ جان بوجھ کر جلمہ ادھورا چھوڑ گیا -------- اور اپنے بے ساختہ قہقہے کو ضبط کرنے کے چکر میں پورا --------- چہرا سرخ ہوگیا

ننہ۔۔۔۔۔ نہیں پپ۔۔۔۔پلیز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بدحواس لفظوں کے حال سے دروازے کی ۔۔۔ جانب بھاگی

۔۔۔۔ ارے ۔۔۔۔ سالار ہنستا اسے روکنے لگا ۔۔۔۔۔ پر تب تک وہ باہر نکل چکی تھی

۔۔۔۔۔۔ وہ شکر کرتی باہر نکل کر لمبے لمبے سانس لیتی دروازے سے کمر ٹکا گئی

بہت برے ہیں آپ سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے لرزش کرتے ہاتھوں کو دیکھتی خود کلامی ۔۔۔۔۔۔ کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ تب ہی کانوں میں مختلف جملے پڑیں

معصومہ نے چونک کر اپنے ہاتھوں سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔ تب ہی اسے لگا شاید وہ اگلا سانس نا لے پائے ۔۔۔۔۔ اسکی سبز آنکھیں ابل پڑیں حیرت سے ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ دل کی دھڑکن دھک دھک کرنے لگی تھی

سامنے ہی طرح طرح کے گورے چٹے لوگ ڈنر سوٹ میں ہاتھ میں گلاس پکڑے اپنے ساتھ آدھے کپڑوں میں تتلیوں کو چپکائے کھڑے گفتگو میں مصروف تھے --- بلیک اینڈ وائٹ ڈریس میں ویٹرز یہاں وہاں اپنا اپنا کام انجام دے رہے تھے --------

اوہ خدا۔ -------! یہ----یہ میں کہاں آگئی ------- اسکی نظریں لوگوں سے ہٹ کر اپ اس محل پر پڑی --- جس کی وہ چھوٹی سی نازک ملکہ تھی ------

کیا یہ اتنا بڑا آدمی ہے -----؟ اتنا بڑا گھر میرے مولا ------ اس میں سے ہمارے گھر تو پتا نہیں کتنے بن جائیں ------ اسنے دونوں اطراف میں بنے رومز کو دیکھا جن کی تعداد پتا نہیں کتنی تھی ------- اور ہال میں لٹکا فانوس ------

اچانک اسے احساس ہوا اسکا منہ کھلا ہوا ہے ----- جسے جلدی سے بند کرکے اپنے پسینے سے بھیگے سن ہاتھ پائوں کو حرکت دی --------

سامنے ہی نیچے کو جاتی سیڑھیوں کو دیکھتے اسے لگا ابھی گر جائے گی -------- اسے اپنا حلق بالکل صحرا ماند محسوس ہونے لگا ---------

--------- اپنے سرخ سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ، گرتی پڑتی واپس روم میں بھاگی
---- جہاں وہ تو کہیں نہیں تھا -- شاید باتھروم میں تھا
معصومہ روم کو دیکھتی حیران نہیں ہوئی --------- کیونکہ اتنے بڑے محل کے مالک
-------- کے روم کی ایسے ہی روم کی توقع رکھی جاسکتی تھی

-------- وہ چلتی بیڈ پر جا بیٹھی ----اور اسے ایسا فیل ہوا جیسے اندر دھنس گئی ہو
ایک نظر پورے روم میں ڈال کر گھٹنوں میں منہ دے کر بلند آواز میں رونے لگی
---------- ---------- کہ اسکا پورا وجود ہچکولے لے رہا تھا

سالار کو پتا تھا وہ نیچے نہیں جائے گی اور واپس ہی آئے گی تبھی اطمینان کے ساتھ
-------- باتھروم میں چلاگیا

-------- اور جب واپس نکلا تو اسے بیڈ پر روتے دیکھ کر حقیقتاً پریشان ہوگیا
کیا ہوا مائے گرل --------؟ وہ باتھروب کی ڈوریوں کو باندھتے اسکے ساتھ بیٹھا

معصومہ نے آواز پر سر اٹھا کر اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہہ۔۔۔ہم کہاں۔۔۔(ہچکی) ہیں ۔۔۔۔۔۔!!

۔۔۔۔۔۔۔ ڈر گئی ہو ۔۔۔۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر شرارت سے پوچھنے لگا
۔۔۔۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ جھٹکتی خفگی دیکھائی

کیا حالت کی ہے ۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ جھٹکنے کا بغیر برا مانے اسکے بہتے مسکراے پر چوٹ کی ۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ ہم کہاں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک بار پھر پوچھا

سالار نے پہلے اسے دیکھکر ایک گہرا سانس لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم اپنے گھر میں ہیں اور اب ۔۔۔۔۔۔۔ یہیں رہیں گے ۔۔۔۔۔۔ اب بس اٹھو فیس واش کرو میں میکی کو بلاتا ہوں

مم۔۔۔۔میں یہاں گھم ہوجاؤں گی ۔۔سس۔۔سالار۔۔! یہ بہت بڑا گھر ہے ۔۔۔مجھے یہاں سے خوف آرہا ہے ۔۔۔۔ ہم واپس وہیں چلتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے میکی کو بلانے ۔۔۔۔۔۔۔ کے بعد وارڈروب سے ڈریس نکلاتے اسکی پشت کو دیکھکر بے بسی سے سسکی

سالار کے ہاتھ تھمے اور پلٹ کر واپس اسکے پاس آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ "کیا تمہیں مجھ پر عتبار ہے ۔۔۔۔؟ " وہ نیلی آنکھوں میں چمک لئے اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ جہاں اسے کھلی کتاب کے طرح پڑھ سکتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے نظریں چرا کر کوئی جواب نہیں دیا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ لب بھینچ گیا

ڈونٹ وری میں تمہیں خود میں گھم کردوں گا ۔۔۔۔۔۔ اسکی گال کو انگوٹھے سے سہلا کر اسکے گرد اپنا جادوئی سحر قائم کرنے لگا اور وہ نازک سی شہزادی کہاں تک بچ پاتی

۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ کچھ نظرانداز کرنے کے بعد پتا نہیں کیا ہوا تھا اسے

شروع کے دنوں میں بھی وہ اسے اپنے سحر میں جکڑے رکھتا تھا ، اپنی نگاہوں کے حصار میں ------ پھر نکاح کے بعد ایسے بھول گیا جیسے اسکے سوا کوئی موجود نا ہو ----- اب پھر ----- وہی انداز وہی روپ ------ تو کہاں تک وہ اسکی سماعتوں سے اپنی دھڑکنیں ------ چھپائے رکھتی

ایک بار پھر میکی کی دستک نے اسکے ماتھے پر ناگوار بل نمودار کیئے ------- اور معصومہ ----- پلک جھپک جھپک کر خود کو سنبھالنے لگی

اپنی غیر ہوتی حالت کو بمشکل میکی سے چھپا پائی تھی ------- جیسے چوری کی ہو اور اب -------- پکڑی نا جائے

------ میکی ایک بار پھر مسکراہٹ دباتی اسکی آنکھیں سنوارنے لگی
وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے چہرے کے سرخ خدوخال ہر بات عیاں کر دیتے تھے

Wow...! You booking gorgeous ..."blue Fairy"..

---- میکی اسکے گال پر کس کرتی ستائشی انداز میں بولی

.....

اسکے اٹھا کر لیجانے کی دھمکی پر ----- اب وہ ہیل میں سہم سہم کر قدم سالار کے باوقار ------- قدموں سے قدم ملاتی سیڑھیاں اتر رہی تھی

اسکی نظریں جھکی ہوئی تھی اور ٹانگیں لرز رہی تھی سب کی توجا پاکر ------- اوپر سے اپنی ---------کمر میں اسکی گرفت

------- دل کر رہا تھا چیخ چلا کر یہاں سے بھاگ جائے

-----کس مصیبت میں پڑ گئی تھی

یییہ---یہ سب کون ہیں سالار -------- بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی ادب میں کھڑے ہوتے دیکھ کر اسنے سہمی آواز میں پوچھا جو بمشکل سالار نے سنی --------

یہ سب ہمارے ورکر ہیں -- جنہیں میں ہر ماہ انکے ریلیکس کیلئے پارٹی دیتا رہا ہوں " پر آج انکی قسمت دیکھو جنہیں میری ملکہ سے ملنے کا شرف نصیب ہوا" ------ اور ان میں میرے دونوں فرینڈ بھی شامل ہیں ------- وہ آہستہ آہستہ اسے بتاتا نیچے اترنے لگا -------

کک---کیا یہ آج ض--ضرور تھا ---- ؟ اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا ---- اسکی نظریں سمانے تھی -----

ہاں میں چاہتا ہوں تم اپنا عتماد ظاہر کرو ---------- اور اب سب سے ملو ------- اسے الفاظ تھے یا بم جو اسکے سر پر پھٹا تھا -----

مم-----میں کک--کیسے ------- اسکے لب پھڑپھڑائے --------- جس پر اسنے محض دیکھنے پر اکتفا کیا --------

.....

**********❤

سردی کی آمد, دلفریب موسم یخ بستہ ہوا ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی بارش حیا کیلئے تو جیسے آج عید کا دن ہوگیا تھا ------ سارے کاموں سے فارغ ہوکر ابھی وہ خوشی سے چہکتی پکوڑے تل رہی تھی اور ساتھ ہی ہری چٹنی ----------

عصر کا وقت ہورہا تھا مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے رات ہو گئی ہو ------- صبح تک تو سب کچھ ٹھیک تھا پر دوپہر کو اچانک موسم نے کروٹ بدلی تھی اور اب پورا آسمان بادلوں کی سیاہ چادر میں لپیٹ گئے تھے --------

ہائے کتنا حسین موسم ہے ------- اور رومینٹک --------پتا نہیں یہ بدذوق انسان کب تک فائلیں چاٹنا بند کرے گا --------- وہ پکوڑے پلیٹ میں نکالتی برے برے ------ منہ بنا رہی تھی

آہ --- پریہا کاش تم ہی ساتھ ہوتی -------- وہ دکھ سے ٹسوے بہاتی ------ چھت ------- پر چلی آئی
پکوڑے،ہری چٹنی، بارش، چھت سب اسکا من پسند تھا پر اسے ذرہ بھی مزہ نہیں آرہا تھا ---------- کیونکہ ہلا گلا کرنی والی حیا اکیلی تھی

اللہ جی پلیز مجھ جیسی معصوم لڑکی پر رحم کریں -------- وہ گھٹنوں میں سر دئے بیٹھی ------- میسنی شکل بنالیں -------- تبھی سماعتوں سے کال بیل کی آواز ٹکرائی

ہونہہ ------ ابھی اتنی بھی پاکستان میں تبدیلی نہیں آئی کہ بیوی کی دعا پر شوھر ٹپک ------- پڑے
--------- پکوڑا منہ میں ڈالتے ایک بار پھر وہی آواز آئی

ہائے اللہ جی کہیں سچ میں ولن تو نہیں ٹپک پڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب تو مزا آئے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کھلکھلاتی سیڑھیوں سے چھلانگے لگاتی دوڑ کر گیٹ پر پہنچی اور جھپاکے سے گیٹ کھولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں رہ گئی تھی یار ، سارا بھیگو ڈالا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے کہتا بغیر اسکے تمتماتے چہرے کی طرف توجہ دئے گاڑی اندر پارک کی ۔۔۔۔۔۔۔۔
ہائے ہیرو ۔۔۔۔۔ ابھی مینے آپکی دعا کی اور آپ ٹپک پڑے ۔۔۔۔۔۔ سچی بڑی خوشی ہوئی چلو نا چھت پر چلیں دیکھو موسم کتنا رومینٹک ہے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے حلیے سے لاپروہ ہاتھ سے چہرا پونچھتی ، چہکتی اسکے بازو سے پکڑ کر کھینچنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں ٹپکا ہوں ۔۔۔۔۔۔ تمہارا مطلب کیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ اپنے ٹپکنے کا سن کر اسکی طرف پلٹا ۔۔۔۔۔۔ اور کڑے تیوروں سے استفسار کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اگلے لمحے ٹھٹھک سا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے وہ کھلکھلاتی بارش کے ننھے ننھے سفید موتی چہرے سے پونچھتی دوپٹے سے بے نیاز ---------- بھیگے موسم میں اسکے لئے ایک امتحان بن کر کھڑی تھی

وہ اپنی بات بھول کر اسکے دلکش بھیگے سراپے میں کھو سا گیا تھا ---------- نگاہیں ---------- تھی کہ اسکے دلربائی سراپے سے چپک گئی تھی

آج موسم واقعی بے مان ہے ---------- اس پر گہری نگاہ ڈال کر یہاں وہاں دیکھتا ---------- دلکش انداز میں بولا

ولن آپ چلیں نا ---------- وہ اسکے بازو سے پکڑ کر ضدی لہجے میں بولی ---------- تو ------ چوڑیوں کی آواز فضا کھنک پیدا کرگئی

آں ہاں ---------- وہ مسکراتا کوٹ کار میں پھنک کر اسے بازو سے پکڑ کر اپنی گرفت ---------- میں لے چکا تھا

بھیگنا ہے تو میرے سنگ بھیگو میری جان ۔۔۔۔۔ تمہاری دعا کو کچھ اجر تو ملے
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے لیکر لان میں آیا اور اسکے بازو پھیلا کر بارش میں بھیگنے لگے

مصطفیٰ میرے پکوڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ قدرے اسکی قربت پر ہچکچا کر دور ہوئی ۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں مقابلے کھڑے بری بھیگ گئے تھے

حیا اپنے چہرے سے چپکی بالوں کی لٹیں کان کے پیچھے اڑستی اسکی پرتپش نظروں کے
۔۔۔۔۔۔۔ ارتکاز سے سٹپٹا گئی تھی

نن۔۔۔۔۔۔۔ نہیں مجھے نہیں نہانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے خود میں اس پر جھکتے مصطفیٰ کو بد
۔۔۔۔۔۔۔ حواس ہوکر پیچھے دھکا دیتی دور ہوئی

کیوں۔۔۔۔۔۔۔! ابھی تم ہی تو میرے آنے کی دعا کر رہی تھی ۔۔۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔ وہ
۔۔۔۔۔۔۔۔ قہقہہ لگاتا اسکی حالت سے خط اٹھا رہا تھا

دیکھو تو یار موسم کتنا رومینٹک ہے، میری جان ------ اس پر غضب کرتا تمہارا بھیگا سراپا،اور ہماری تنہائی ---------- آئو اسے اور رومینٹک بنا دیں --------- وہ اسے ---------- کلائی سے پکڑ کر جھٹکے سے پھر خود سے قریب کرگیا

---------- حیا تو سمٹ سی گئی اسکی بے باک گفتگو اور اور قربت سے

یخ بستہ ہوا کی لہر ے بدن سے ٹکرائی تو وہ کپکپاتی مصطفیٰ کے کشادہ سینے کا حصہ بن گئی اور اسکی بھیگی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑے اپنے کٹکٹاتے دانتوں کو آپس میں بھینچ دیا

حیا --------- کچھ لمحو بعد سیادہ رات میں بارش کی ٹپ ٹپ کے ساتھ اسے مصطفیٰ کی جذبوں سے بوجھل سرگوشی سنائی دی ---------- تبھی وہ ہوش میں آتی اسکی گرم پنہاہوں سے نکلی ---------- دو قدم پیچھے ہونے پر آگے قدم نا اٹھا سکی ------- ------ کیونکہ مصطفیٰ نے اسکی کلائی اپنی گرفت میں لے لی تھی

حیا کی سانسیں تھم سی گئی ------- دھڑکنوں کی بے ترتیبی پر اسنے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی پر ناکام ہوگئی، وہ بالکل اسکے قریب آگیا تھا کہ اسکی سانسیں حیا کو اپنے چہرے پر محسوس ہورہی تھی ---------

مم--- مصطفیٰ پلیز --------- اسکے بھیگے سرخ لبوں کی پھڑپھڑاہٹ پر وہ مسکرادیا --------- اور ایک ہاتھ سے اپنے ماتھے پر بال ہٹائے ------- لگلے ہی پل حیا اسکے بازوں میں تھی ---------

مجھے کیا پتا تھا یہ اس طرح کا رومینٹک موسم ہے -------- یہ ولن -------- وہ اسکے بازوں میں اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھتی اندر سے سہمی ہوئی تھی --------- جان تو تب فنا ہوئی جب مصطفیٰ نے روم کا دروازہ کھول کر اندر آیا اور اسے بیڈ ڈالا ---------

------- مم----- مصطفیٰ------ اسے خود پر جھکتے دیکھ کر وہ حواس باختہ ہوئی ---------- ششش --------- اسکے کپکپاتے لبوں پر انگلی رکھ دی

حیا مان لو مجھ سے محبت کرتی ہو ---------- وہ گھمبیر آواز میں کہتا انگوٹھے سے اسکے رخسار سہلانے لگا -------- حیا کی سانسیں اتھل پتھل ہوگئی ---------
کرتی ہو مجھ سے محبت ----------؟؟ وہ اس پر جھک آیا ---------- حیا کی پلکیں لرز گئی ----------؟ ہاں بولو ------
اسکے چہرے کے ہر نقش سے کھیلتا وہ اسکی جان لینے پر تھا --------- وہ کیا بولتی اسکی جان تو ہتھیلی پر آگئی تھی جہاں مصطفیٰ کے ہاتھوں کی گرفت سخت پڑ رہی تھی --------- اور وہ اسکی پرتپش سانسوں میں سانسیں لے رہی تھی

اسکے فرار کے سارے راستے وہ بند کرگیا تھا --------- اور جھک کر اسکے کپکپاتے لبوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑ گیا --------- "بولو حیا میں تمہارے جواب کے منتظر ہوں " اسکے کان کی لو کو چھوتے سرگوشی میں بولا ------

حیا آنکھیں موندے اسکی انگلیوں کے پرحدت لمس اپنے گردن پر محسوس کرتی، خودسپردگی کے ساتھ اسکے سینے میں سمٹ گئی --------- مصطفیٰ کے محبت سے چور جذبوں کے سامنے، اسے ستانے کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے ----------

میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں مصطفیٰ ---- بہت ----- اسکے اقرار پر وہ کھل اٹھا، اسے خود میں اور اپنے دل بھینچ لیا --------- حیا اسکی جسارتوں پر شرم سے سمٹ جاتی اور مصطفیٰ محبت نرمی سے اسے خود میں سمیٹ لیتا ---------- رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی اور وہ مصطفیٰ کی محبت کی بارش میں پوری طرح بھیگتی جا رہی تھی

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

پوری رات برستی بارش کے بعد صبح سورج کی سنہری کرنیں کھڑکی سے چھنک کر اندر آتی ---------- اسکی لرزتی پلکوں سے شرارت کرنے لگی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی لہریں اسکے نکھرے بدن کو گدگدا کر جگانے میں مست تھی

-------- پر وہ سہانے سپنے بوجھل پلکوں کی نوک پر سجائے ان میں گم تھی

------- ------- جیسے جیسے پل پل بیت رہا تھا اسکے نقوش میں سرخی گھل رہی تھی

مصطفیٰ مبہوت سا اسکے بدلتے رنگوں میں کھویا مسکرا رہا تھا ---- اسکا رواں رواں شرسار تھا

اسنے رات کو اپنے سارے جذبے اس پر لٹائے تھے ------ اس نازک موم کی گڑیا سمجھ کر اس پر اپنا پیار نچھاور کیا تھا ------ کہ وہ بند کلی نکھر کر گلاب کی شکل اختیار کر گئی تھی --------

اور اسکا مہکتا انگ انگ اسکی بے پہنا محبت کا ثبوت تھا --------- جو ابھی تک اسکی محبت کے سحر میں جکڑے محو خواب تھی -------

مصطفیٰ اسکے سرخ لبوں پر سجی مسکان لرزتی پلکیں ہوا کی لہر پر لہراتی بالوں کی لٹوں کو دیکھا موسم کی بے مانی سمجھ کر آہستہ سے اٹھا اور ایک نظر سنہری بارش کے بعد نکھرے صبح پر ڈال کر کھڑکی بند کر دی ----------

---------- وہ چلتا واپس اسکے برابر لیٹا اور ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کر گیا

گڈ مارننگ مائے پرنسس ۔۔۔۔۔۔۔۔ "نئی زندگی کی نئی صبح مبارک ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تکیے پر بکھرے اسکے مہکتے زلفوں میں چہرا چھپائے بولا حیا اسکی خمارزدہ آواز پر ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ پل تو ساری صورتحال کو سمجھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ پر جب بیتے لمحے اسکی آنکھوں میں لہرائے تو اسکا چہرا شرم سے تپنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہہ۔۔۔۔۔ہیرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی جھجھکتی آواز پر وہ مسکرادیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سو جاؤ ہیرو کی جان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے خود میں بھینچ کر کمبل میں چھپ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔۔آپ کو آ۔۔آفس ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس سے الگ ہونے کی کوشش کرتی بدحواس ہوگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنا ظلم تو نا کرو میری جان ۔۔۔۔۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے مجھے نکالنے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کرتا اسے خود میں چھپا گیا کہ وہ مزید کچھ کہہ نا سکی اور آنکھیں موند کر اسکے سینے پر سر رکھ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی سانسوں میں مصطفیٰ کی مدہوش خوشبو بس گئی تھی اور کانوں بوجھل سرگوشیاں کرتی سانسیں --------- وہ پوری اسکے وجود میں گم ہوگئی تھی اور ایک نئے وجود میں ظاہر ہوئی ------ جو اسکے سانسوں میں سانس لے رہی تھی

------ جیسے تھوڑا بھی خود سے دور کیا تو وہ شاید سانس نا لے پائے

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نیند کی وادی میں ہونے کے باوجود اسے خود پر تنگ ہوتی گرفت --- سانسوں کی تپش جھلسا رہی تھی جس سے گھبرا کر ہڑبڑائٹ میں جیسے ہی دور ہوئی لگے ہی پل سسکاری منہ --------- سے نکلی

آہ------- امی ----- رات کا پتا نہیں کونسا پہر تھا ---- جب ٹھا کے ساتھ وہ ڈھرام ---- سے نیچے گری -------- ساتھ ہی کراہ سے امی کی صدا گونجی

اللہ ---- کمر پر ہاتھ رکھے سسکتی بیڈ کو پکڑے اٹھی -------- جب مردانہ قہقہہ بلند ہوا

---------- ہاہاہاہا

------- پریہا تو مانوس آواز پر سکتے میں آگئی

تم ------ کمینے پی سی تم -----! میرے روم میں میرے بیڈ پر کیا کر رہے ہو

-------؟

ہوش میں آتے ہی اسنے جلدی سے لائٹ جلائی اور اپنے بیڈ کی طرف دیکھا تو سامنے ہی وہ بلیک بنیان اور پینٹ میں اسکے بیڈ پر دراز تھا ---------- ستم تو یہ کے اسکی آنکھیں کچی نیند سے جاگنے سے سرخ تھی -- مطلب اسکے گرنے پر وہ اٹھا تھا اصلی مطلب تو یہ ------کہ -----! کیا وہ اسکے ساتھ سو رہا تھا

بیڈ اور روم میں لوگ کیا کرتے ہیں -------؟ وہ اسکی صدمے سے پھیلی سنہری آنکھوں دیکھتے سنجیدہ ہوکر الٹا اس سے پوچھنے لگا -------- پر وہ تو جیسے صدمے سے وفات کر ------- گئی تھی ------- اس لیے شہروز مطلب پی سی کو ہی جواب دینا پڑا

ظاہر ہے یار سو رہا تھا ------ سکون سے کہتے اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیے اور کروٹ اسکی طرف بدلی جس کی حالت دیکھنے جیسی تھی ------ چہرا پورا سپید پڑ گیا

تم یہاں کیوں سو رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارا روم کہاں گیا ۔۔۔۔۔۔ اسکی آواز جیسے کویں سے آنے لگی ۔۔۔۔

ہائے اسکی صدمے سے چور آواز سنکر شہروز کے دل پر تو جیسے برف پڑ گئی ۔۔۔۔۔ ٹھنڈی ٹھنڈی گدگدانے والی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو وہیں ہے ۔۔۔۔ دراصل مجھے اکیلے روم میں سونے سے "ڈررر" لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے تمہارے پاس آگیا ۔۔۔۔۔۔ اچھے بھلے سو رہے تھے پھر پتا نہیں تمہیں مجھ میں سے کون سے کانٹے چھب گئے کہ ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بھوری آنکھیں فل شرارت میں تھی اور آواز میں شرمندگی ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔

گھٹیا، کمینے بیہودہ انسان کونسی بھوتنی عاشق ہوگئی ہے تم پر جسے تمہیں ڈر لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔ دوٹکے کے ملازم ۔۔۔۔۔۔۔ مر جاؤ کہیں ۔۔۔۔۔۔ دفع ہوجاؤ میرے روم سے

------- وہ ہذیاتی انداز میں چیختی دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے
--------- لگی

--------- اسکے ہاتھ اور بدن بری طرح کپکپا رہا تھا

-------- شہروز کے تو جیسے چودہ طبقے روشن ہوگئے -------- اسکے رونے پر وہ گھبرا گیا

پریہا ------ پریہا کیا ہوا یار ------؟ میں مزاق کر رہا تھا -------- وہ اچھا بھلا ہڑبڑا
کر اسکے سامنے گھٹنو کے بل بیٹھا -------- ذرا سی شرارت ہی تو کی تھا ---- اسے کیا
-------پتا تھا یوں روئے گی
مت نام لو میرا ---- سمجھتے کیا ہو تم اپنے آپ کو ------- جب دل آیا دھتکار کر بدکردار
کا بہتان لگا دیا جب دل کیا اسی بدکردار بے شرم لڑکی سے شادی کرلی ----- پھر شادی
-------- کے بعد اسے ذلیل کردینا ------- کیا سمجھتے ہو تم خود کو
تم مرد ہو طاقتور ہو تو تم کچھ بھی کرسکتے ہو ------- ہم عورتیں ہیں کمزور ہیں تو تم
------ جیسے ہمیں کٹھ پتلی سمجھ کر نچاتے جاؤ گے اور ہم ناچتے جائیں گے

کیوں بھول جاتے ہو کہ یہی کمزور عورت ہی تم جیسے طاقتور مرد کو جنم دیتی ہے -----
اس کمزور عورت کی کوکھ سے جنم لیتے ہو اسکی گود میں پلتے پلتے بڑے ہو تے ہو
------ --------- اسکی انگلی پکڑ کر چلنا سیکھتے ہو اسکے ہاتھوں سے کھاتے ہو

پر جب بڑے ہوکر اپنے پائوں پر کھڑے ہوتے ہو -----تو وہی عورت دوسرے روپ
میں تم لوگ کے سامنے نیچ تحقیر غلام ہوجاتی ہے ------- تین لفظ بول کر اسے اپنا
----- غلام بنا لو اور جو چاہے سلوک کرو
چاہے ذلیل کرو دھتکارو بہتان لگائو ----- کیونکہ انکی تو کوئی عزت نہیں ہوتی --- کوئی
وقار نہیں ہوتا -- وہ تو کھلونا ہوتی ہیں ---- دل چاہے کھیلو دل چاہے توڑ دو --------
-------جب اندر کی پیاس جاگی تب نوچ ل

بس کرو پریہا کیا بکواس کر رہی ہو -------- خاموش سنتا شہروز ایکدم بھڑک اٹھا

کیوں بس کروں ہاں --- کس لیے بس کروں ----- کیا تم بھول گئے اپنے کہے لفظ کیا بھول گئے میں بدکردار تھی ---------- جس سے شادی کا سنتے تمنے اسے بے شرم کا سرٹیفکیٹ دیا تھا اپنے باپ کے سامنے ------

کیوں بس کروں میں ------ کیا میں بھول گئی ہوں ---- کیا تمہارے دومنٹ ہنس کر بات کرنے سے میرے زخم بھر گئے ---- جو تمنے اپنی زبان سے لگائے تھے ---- کیا بھول گئے تم جب مجھ پر میرے کردار پر گھٹیا بہتان لگا کر ہاتھ اٹھایا تھا ----- اس لڑکی پر جسے کبھی اسکے باپ نے بھی نا جھڑکا ہو ------

وہ بری طرح روتے اسے بنیان سے پکڑ کر جھنجھور رہی تھی ------

کیا یہ غلطی تھی میری کہ مینے صرف اپنی پسند اپنی محبت کا اظہار کیا تھا (وہ سسکی) --- تب کیسے تمنے مجھے اپنے پاؤں تلے کچل دیا تھا -----

مینے اپنی انا کا سر کچل کر تمہارے آگے اپنی محبت اعتراف کیا تھا ------ تب تمنے کیا کیا ------- بھول گئے

پھر آج کس حق سے تم میرے قریب آئے ------ کیوں چھوا مجھے اپنے ان گھٹیا ہاتھوں سے جنہیں عورت کی عزت کرنا نہیں آتی --------

پریہا سنبھالو خود کو -------- دیکھو تب مینے جو کیا اگر میری نظر سے دیکھو گی تو سب صحیح لگے گا -------- اور ابھی میں ایسی کسی نیت سے نہیں آیا تھا ------
میرے روم کی کی گم ہو گئی تھی ڈیوٹی دوران ، باہر لاؤنج میں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں میں سوجاتا ----- اگر ابھی روم کا لاک توڑتا تو آس پاس کے لوگ کیا کہتے ---- یہ گاؤں ہے شہر نہیں جو جیئے یا مریں میری بلا سے -----
میں کافی دیر باہر بیٹھا تھا ------ پھر ڈیوٹی سے ٹھکا ہارا آیا اور پھر یوں اتنی دیر بیٹھنے سے اور بری حالت ہوگئی -------

مجبوراً مجھے تمہارے روم میں آنا پڑا -------- میں نیچے سو جاتا پر بچھانے کے لئے کچھ نہیں تھا -------- اس لیے تمہارے ساتھ سوگیا ------ اور تمہیں ڈرانے کیلیئے تھوڑی سی شرارت کی مجھے کیا پتا تھا تم ایسے ری ایکٹ کروگی -------

میں تمہارا شوھر ہوں کوئی غنڈہ موالی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اگر پھر بھی تمہیں برا لگا تو آئی ایم سوری رئیلی ایکسٹرئیلی سو سوری ۔۔۔۔۔۔۔ اسے گھٹنوں میں سر دئے بیٹھے دیکھ کر وہ حقیقتاً شرمندہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ہو تم میرے شوھر اور ناہی میں اس شادی کو مانتی ہوں ۔۔۔۔۔۔ میں یہاں سے جاتے ہی تمہیں طلاق دوں گی یہ یاد رکھنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کیا کہہ رہے تھے کہ تمہاری نظر سے دیکھا جائے تو تمنے مجھ پر الزام لگا کر ٹھیک کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں ٹھیک کیا تمنے کیسے ٹھیک کیا تمنے ۔۔۔۔بتائو ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چیختی اس پر جھپٹ پڑی ۔۔۔۔۔۔ شہروز ہکا بکا رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو سنبھالو خود پرہما ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر سنبھالنے لگا جو غصے سے اسے مارنے کے درپے تھی ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔

ابھی کہا تمن۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکا منہ نوچنے کی کوشش کرتی مزید بولتی کہ شہروز نے اسے بیڈ پر دھکا دے کر منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس اب ایک لفظ بھی نہیں ------ سمجھی ------- وہ اس پر جھک کر اسکی سرخ بھیگی آنکھوں میں دیکھتا بولا --------

میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ مینے تم پر الزام لگا کر ٹھیک کیا میرا تو یہ مطلب تھا کہ " عورت صرف اپنے مرد سے اظہار سنتے اچھی لگتی ہے ناکہ کسی نامحرم سے اظہار کرتے " ----- نرمی سے اسکا چہرا صاف کرتے مزید بولنے لگا ---- خلاف معمولی پریہا خاموشی سے سنتی رہی حالانکہ شہروز نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا تھا -------

جیسے تم اپنے ہمسفر کے روپ میں مجھے دیکھتی تھی ----- ویسے ہی مینے بھی صرف تمہیں تصور کیا ہے ------- اسکے لفظوں پر پریہا کی آنکھوں میں حیرت اتری صرف کچھ لمحو کے لیے ------

مینے جب سے ہوش سنبھالا ہے صرف تمہیں چاہ ہے ------ بیشک میں منہ سے اپنی ناپسندگی کا اظہار کرتا تھا وہ بھی صرف تمہیں چڑانے کے لئے ------ درحقیقت میں صرف تمہیں چاہتا تھا ------- کیونکہ تمہارے علاوہ کبھی کوئی اس دل کو بھایا ہی نہیں ------

مینے تمہیں اگنور تب سے کیا جب ------ وہ کچھ خاموش ہوا ------- اور اس سے دور ------- ہوکر برابر بیڈ پر لیٹ گیا

جب میں خاص کر تم سے ملنے آیا تھا ٹریننگ پر جانے سے پہلے ------ تب تم سے ملنے سے پہلے ہی دادی نے میری آنکھوں میں تمہارا عکس دیکھ کر وہیں مجھے ٹوک دیا ------- کہ شہروز جو چیز ہماری نہیں ہوتی اسکی خواہش بھی نہیں کرنی چاہیے ------- میں تب بھی نہیں سمجھا تھا ------- اور دادی خاموش ہوگی شاید وہ مجھے ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی ------ اس لیے "چیز" لفظ کے بدلے "پریہا" کا سمجھایا نہیں اور مجھے کہا جاؤ سوجاؤ -------

چونکہ میں لیٹ آیا تھا اسلیے تمسے ملنے کی تڑپ کو تھپک تھپک کر سلایا اور کمرے میں جانے لگا ---------

پر ابھی میں جاہی رہا تھا کہ چاچو کی روم سے اپنا نام سنکر متجسس ہوکر وہیں رک گیا ------- مجھے اپنی حرکت کافی غیر اخلاقی لگی اور شرمندہ بھی ہوا پر جب تمہارا نام سنا تو ------- دل سے مجبور ہوکر رک گیا البتہ خود پر لعنت ضرور کی

تمہیں پتا ہے تب مینے کیا سنا تھا ------- شہروز نے اسکی جانب کروٹ لی جو سپاٹ چہرے سے سن رہی تھی -------

چاچی کہہ رہی تھی پریہا کو شہروز سے بیاہیں گے پر چاچو کو اس سے اختلاف تھا ---------- وہ ایک کرب سے بولا

بکواس بند کرو ------ اور اپنی جھوٹی کہانی بنا کر میرے باپ پر الزام مت لگائو -------- وہ غصے سے غرائی -------- اور اٹھ کر جانے لگی جب اسکے لفظوں دہلیز پر ہی قدموں کو جکڑ لیا ---------

چاچو نے کہا تھا پریہا صرف سالار سے منسوب ہوگی ------ کیونکہ وہ ایک زندہ دل لڑکی ہے کسی میں بھی زندگی کی خواہش جگا سکتی ہے --------

مجھے جانے دو شہروز ------- وہ اسکی گرفت سے بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی چیخ کر بولی ------ جو باتوں کے دوران پکڑ چکا تھا -------

-------- ابھی بہت ہے سنتی جائو -------- اسے مکمل اپنی گرفت میں لیکر مزید بولا تو سالار کو تو جانتی ہو ------- وہ ہنسا ------- ویسے اسے کون نہیں جانتا ----- چلچو کی خواہش سنکر ہی مینے اپنے راستے روک لیے ---- اور دل پر پتھر رکھ کر تمہیں دھتکارتا رہا -------- میں چاہتا تھا تمہیں مجھ سے نفرت ہوجائے ----- اور جب تمہارے سامنے چلچو کی خواہش رکھی جائے تو تمہیں ہاں کرتے تکلیف نا ہو ----- پر یہ صرف میری خام خیالی تھی ------ جیساکہ عورت اپنا پہلا پیار نہیں بھولتی اور مرد اپنی زندگی میں پہلی عورت -------

ویسے ہی----- نا تم مجھ بھولنے پر تیار تھی نا میں تمہیں ------- اور میں اپنی اس کیفیت پر اتنا چڑچڑا ہوگیا تھا اتنا الجھ گیا تھا کہ دل کرتا تھا ہرچیز تہس نہس کردوں -------

تین سال بیت گئے میری وہی حالت رہی ------- جب تم تعلیم کے لیے کراچی آئی ------ تب بھی میری دل میں تم ویسے ہی دھڑکتی تھی ----- ایک طرف چلچو کے لفظ -------- تھے دوسری طرف میری دلی کیفیت ----- میں بالکل پاگل بن گیا تھا

اسی دوران میں ایک کیس ہینڈل کر رہا تھا ۔۔۔۔ ایک گروہ تھا جو کالج یونی کی لڑکیوں کو اپنے جھوٹے پیار کی جال میں پھنسا کر انہیں مختلف جگہ پر بلا کر وہاں سے کڈنیپ ۔۔۔۔۔۔ کرلیتے تھے ۔۔۔۔۔ اور انہیں فروخت کرتے تھے

نہیں سننی مجھے تمہاری منگرت کہانی ۔۔۔۔ پریہا سے مزید برداشت نہیں ہوا تو چلا اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ شہروز خاموش اسے دیکھنے لگا

یہ آخری بات سن لو پھر جو چاہو گی وہی ہوگا ۔۔۔۔۔ میں تمہارے فیصلے کے بیچ میں نہیں آئوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر تم جو اپنا من چاہے فیصلا کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کی بات سنتے ہی پہلے اسکے چہرے کو دیکھا پھر خاموش ہوگئی جیسے جلدی ختم کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کا دل ڈوب سا گیا ۔۔۔۔۔۔ پر اگلے پل ایک امید سے بولنے لگا ۔۔۔۔۔۔ اور ایک گہرا ۔۔۔۔۔۔۔ سانس بھر کر بولا

اس گروہ کا مین فرد جو کہ تمہارے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔۔ نام شاید تم جانتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اسکی بات پر پریہا کاٹدار نگاہ اس پر ڈالی

آفٹر آل تم اسکے ساتھ بائیک ریسنگ کر چکی ہو ۔۔۔۔۔ لکی ۔۔۔۔۔۔ اس بار پریہا حقیقتاً حیران رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔

مینے جو لوگ اسکے پیچھے لگائے تھے ۔۔۔۔۔ اس دن جب میں گھر آیا اور ابھی بیٹھا ہی تھا جب اس آدمی کی کال آئی اور اسنے مجھے بتایا کہ تم اس غنڈے کے ساتھ بائیک ریس کی شرط لگائی ہے اور اس سے جیت گئی ہو ۔۔۔۔۔۔ اور اب گھر آرہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر میں یہاں تمہارا انتظار کرتا رہا تقریباً ایک گھنٹے بعد تم واپس آئی وہ بھی اس حالت میں کہ جو بھی دیکھے کچھ غلط ہی مطلب نکالے ۔۔۔۔۔۔۔ میرا دماغ گھوم گیا ۔۔۔۔ جیسے پاگل ہوگیا تھا تمہاری حالت دیکھ کر ۔۔پھر یکلخت مجھے غصہ آیا کہ مینے تمہیں کتنی مرتبہ کہا کہ ایسے کام نا کیا کر ۔۔۔۔۔۔۔

اس غنڈے کی ہمت کیسے ہوئی ہماری گھر کی عزت پر ہارھ اٹھانے کی ۔۔۔۔ پھر یہ سوچ بھی آئی کہ اگر گھر کی عزت ، عزت بن کر رہے تو کسی ایسے ویسے کی ہمت نا ہو اس پر آنکھ اٹھانے کی ۔۔۔۔۔۔ اسے ایسا موقعہ تمنے دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز اسے روتے دیکھ کر یکلخت خاموش ہوگیا ۔۔۔۔۔۔

میں صرف تمہیں خود سے بدگمان کرنا چاہتا تھا پریہا ------- پر مجھے کیا پتا تھا ہم دونوں کی ایک قسمت ہے ----- ویسے تم سے غلط کرنے کا نتیجہ مجھے اپنے باپ کی نظروں میں گر کر ملا ------

اب کیا چاہتی ہو ------ بتائو ------ وہ اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر محبت سے پوچھنے لگا ------- آج سارے زار کھول دئے تھے ہر حقیقت عیاں کردی تھی ------

تم چاہتے تھے نا میں تم سے بدگمان ہوں ------ تو ہوگئی ہوں اب مجھے جانے دو --- نہیں رہنا مجھے تمہارے ساتھ ------- مجھے صرف طلاق چاہیے بس ------ وہ اسے دھکا دے کر خود سے دور کرتی روتی سسکتی باہر بھاگی اور سیدھا کچن جاکر ایک کونے میں بیٹھ گئی ---------- پھر جی بھر کے روئی -------- اگلی پچھلی ساری کثر نکالی ------

شہروز کچھ لمحے تو سکتے میں کھڑا رہا -------- اور اذان کی آواز میں ہوش میں آیا -------

شاید یہی میری سزا ہے ------- خود سے بڑبڑاتا ایک سوٹ لیکر باتھ روم چلا گیا اور کچھ ---------- دیر بعد چینج کرکے واپس آیا

تمہیں جو مینے زخم دئے ہیں شاید وہ میری معافی سے نا بھر سکیں ----- پر میں خدا سے ------- دعا ضرور کرونگا کہ وہ میری دعا سے مٹ جائیں
اور ایک بات ------ ابھی میں تمہیں نہیں لے جا سکتا کچھ دن بعد میرا کیس حل ہوجائے گا تو تمہیں چھوڑ آؤں گا ------ چلتا ہوں --- تم بھی اٹھ کر نماز ادا کرلو ---------- ------- ایک دکھ بھری نظر اسکے ہچکولے لیتے وجود پر ڈالکر چلا گیا

سوری پر میں تمہارے کیس ختم ہونے کا انتظار نہیں کر سکتی -------- ایک سوچ کے ---------- ساتھ اٹھ کر بڑبڑائی ------- اور اپنے روم کی طرف بڑھ گئی

اتفاق سے دروازہ بھی کھولا ہوا تھا ------- مطلب قسمت خود چاہتی تھی کہ وہ اسے ----------معاف نا کرے یا

**********❤

آپ کو تپا ہے جب مینے فرسٹ ٹائم سر کو دیکھا ------ اور اسے دیکھ کر ایسا فیل ہوا کہ شاید میرے یہاں آنے کا مقصد یہی ہے ---- پیسا تو صرف ایک وسیلا بنا یہاں لانے کا

اور قسمت نے مجھے جاب بھی وہیں دی ------ تم سوچو میرے تو پیر زمین پر نہیں ٹک ------ رہے تھے جب سر نے اپنی سابقہ سیکٹری کی جگہ مجھے دی

سیلری بھی ایسی شاندار کے میرے ہر خواب پورے ہوتے گئے ------ میرے معذور بھائی کا علاج، گھر کا خرچ چھوٹی بہن کی پڑھائی ----- اب سب میری تنخواہ سے چلتا

------ ہے

مجھے یہی لگا میرے پاکستان سے یہاں آنے کا مقصد پورا ہوگیا ہے ------- میں ہوائوں ------ کے سنگ اڑنے لگی کہ اچانک

اسکے مینجر نے مجھے کہا کہ سر ایسے ہی سب کی ہیلپ کرتے ہیں ------ اور اپنی آنکھوں میں جو چمک پیدا کی ہے اسکے نام سے وہ آنکھیں ہی نوچ لیں گے اسلیے سنبھالو خود کو اور اپنے کام پر توجہ دو ------- تب مجھے لگا کسی نے بازو سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا ہو -------- اور میں منہ بل گری ہوں

درد تو بہت ہوا پر اپنی اوقات اور کافی لڑکیوں کی نظروں میں مایوسی دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ سر کیلئے ہم جیسی نہیں بلکہ ایک اسپیشل گرل ہوگی اور سر جیسی ہی حسین ------ پر آج تمہیں دیکھ یقین ہوا کہ تم ہی سر کے لائق ہو ------ اور دیکھو کیسے مل گئی سر --------- کو ---- کہاں تم پاکستان میں اور سر امریکہ ------ پر دیکھو قسمت کا لکھا یہ سب لفظ فاطمہ سالار کی سیکرٹری کے تھے جو اس سے مل کر کافی بےتکلیف ہوگئی تھی پھر یہ ساری باتیں بتائیں جو اب معصومہ کو سونے بھی نہیں دے رہی تھیں

سنیے ---------! وہ کروٹ سالار کی طرف بدل کر مدھم سا بولی --------- روم میں پھیلی سنہری روشنی معنی خیز خاموشی میں اسکی آواز گونجی ------ جس سے خود ہی ڈر گئی

سس--- سالار -------- وہ تھوڑا اسکی اور کھسکی --------- اور اسکی چوڑی پشت کو ------- دیکھ کر پریشانی سے ایک بار پھر پکارا

ہوں ---------- وہ اسکی مدھم تیز سانسوں سے سمجھ گیا تھا کہ جاگ رہی ہے ------ --------- پر کیوں ------- یہ پوچھنے والا تھا کہ اسکی بے چینی میں ڈوبی آواز آئی

ہاں بولو ۔۔۔۔۔! کیا ہوا ہے ۔۔ آر یو اوکے مائے بے بی۔۔۔؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کروٹ بدل کر اسکی سبز آنکھوں میں دیکھا جو ذہنی دباؤ کی وجہ سے سرخ تھی ۔۔۔۔۔۔ چہرا پسینے سے نم ۔۔۔۔۔۔۔۔

س۔۔۔۔ سالار ۔۔۔۔۔ معصومہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے کہیں برا تو نہیں مان جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اپنے پہلی محبت کو یوں ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ "آپ لڑکیوں کی ہیلپ کیوں کرتے ہیں "۔۔۔۔؟ ڈرتے ڈرتے کہنے کے ساتھ چہرا صاف کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں صرف ان کی مدد کرتا ہوں جو ضرورت مند ہوتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ باقی رہی بات صرف لڑکیوں کی تو یہ غلط ہے میں سب کی مدد کرتا ہوں بچے سے لیکر بوڑھے تک ۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے پیسا ڈبا کر رکھنے کی عادت نہیں میں جو پیسا کماتا ہوں انہیں سے مختلف ضرورتمندوں کی ضروریات پوری کرتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ بس ۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر اسے صفائی دینے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

آآ۔۔۔آپ یہاں کام نا کریں بس ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ضدی لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔ جس طرح فاطمہ نے سب لڑکیوں کی مایوسی کی بات کی تھی اسکا دل ڈوب گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ کہیں کوئی چھین نا لے اس سے ۔۔۔۔۔۔۔

تو ہم کھائیں گے کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی سنہری زلفوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے پوچھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کچھ پل تو وہ خاموش ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ابھی رو دے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیوں اسکے دل میں جیسے ٹھنڈک پڑ گئی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ سے جو چاہ کی تھی آج اسکو یوں اپنے لیے پریشان دیکھ کر چھین جانے کا خوف دیکھ کر اپنے اندر کی آگ پر پھوارے پڑنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔

سالار ہم پاکستان چلیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہاں ایسی گندیں لڑکیاں نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔۔ وہ لب کچل کر منمنائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بات پر سالار خاموش ہوگیا وہ بھی ایک لمحے کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلے پل اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا کہ معصومہ کا سر سیدھا اسکے چوڑے سینے سے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ اسکے مضبوط حصار میں کراہ کر رہ گئی

ایسا سوچنا بھی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے پتا ہے وہ تمہارا باپ تمہیں مجھ سے چھین لیگا ۔۔۔۔۔۔ اور میں ایسا مر کر بھی نہیں ہونے دوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر وہ سیدھی طرح سے تمہیں مجھے دے دیتا تو مجھے تمہیں ایسے حاصل نہیں کرنا پڑتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر تمہارا باپ چاہتا ہے میں ایسے ہی ساری زندگی تنہا مروں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ زہرخند لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ خاموش ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا تم چاہتی ہو کہ میں صرف تمہارا رہوں صرف تمہارے بارے میں سوچوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں ؟؟ اسکے سر کو اونچا کرکے گھمبیر آواز میں پوچھا

معصومہ کا چہرا سرخ پڑ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پلکیں لرز گئی نچلے لب کو دبا کر محض معصومیت سے سر ہلا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ چاہتی ہی اب یہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اپنی چھپی محبت کا اقرار کردو اسی وقت ---- پھر دیکھو میں تمہیں کتنی محبت دونگا ---------- اسکی سرخ ناک دبا کر شریر ہوکر بولا ---------- معصومہ کی آنکھیں ---------- پھیل گئی

---------نن

آ--آپ کے گگ---گھر میں بب---بہت خوبصورت ٹی ہائوس ہے ----------؟

مم----مینے سنا ہے ------- وہ ہڑبڑا کر دور ہوتی بات بدل گئی ---------- سالار کا قہقہہ بے ساختہ تھا اسکی معصومیت پر، ابھی ہی تو اقرار کر گئی تھی کہ وہ صرف اسے سوچے اور اسکا رہے -------- کتنی معصوم تھی ---------- واقعی اسکے لیے ---------- خوبصورت تحفہ تھی

آپ بتائیں نا آپ پاس ایک پپی بھی ہے ---------- وہ اسکی قہقہے سے خفا ہوتی پپی یاد --------آنے پر اسرار کرنے لگی ---------- اب کی بار سالار کے لب سکڑے

---------- تمہیں کسنے کہا -------- کچھ توفیق کے بعد وہ محض اتنا بولا

فاطمہ نے ------ اور یہ بھی بتایا کہ وہ بہت خوبصورت ہے ----- اسکا چھوٹا سا ہائوس بھی ہے ---------- اور آپکو پتا ہی مجھے پپی بہت پسند ہے ---------- آئی لو پپی ---------- کچھ پہلے کی باتیں بھولکر وہ پپی کے سحر میں گم ہوگئی تھی

اور سالار کا دل کر رہا تھا کہ فاطمہ کا گلا دبا دے یا اسے پتا چلتا کہ وہ اسے ایسی باتیں بتا رہی ہے تو وہ اسکے سائے سے بھی دور لیجاتا اسے -------پارٹی میں ہی نا آنے دیتا اسے

اب کیا کرتا وہ، جو ابھی ہی پپی کا سنتے ، اسکے سحر سے نکل کر ایک کتے کے سحر میں جکڑ گئی تھی اور کتا بھی وہ جس سے اسکا دلی کنکشن تھا ---------- سالار کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی اسے جاکر مار دے ----- یا پھر سے ایک بار پھر کہیں گھم کردے ---------- وہ ابھی اسی خیال پر عمل کرتا جب اسکے دماغ میں جھماکہ سا ہوا -------- اور اسکے ساتھ ہی اسکی نیلی آنکھیں چمکی ------ ہونٹوں پر بھی نرم ---------- مسکراہٹ آئی

---------؟ایک تو یہ بات مجھے سمجھ نہیں آتی

------؟کونسی

پتا نہیں کیسے وہ کتاا صرف لڑکیوں کو ہی دیکھائی دیتا ہے -----اسنے کتے لفظ کا چبا کر ادا کیا --------- میں تو ڈھونڈ کر تھک گیا ہوں پر مجھے ابھی تک نہیں دکھا، پر جب کوئی لڑکی دیکھتی ہے تو اسے دیکھ جاتا ہے --------- آئی تھنک وہ کتے کی آتما ہے ------- وہ پرسوچ انداز میں بہت سیریس ہوکر کہتا اسکی جان لینے کے در پر آگیا

ککک---کیا ----- آتما ------ وہ--وہ کیسے سس--سالار --------! معصومیت کی انتہا تھی -------- وہ جو بہت توجہ خوشی سے اسکی بات سن رہی تھی اختتام پر بدحواس ---------- ہوگئی اور ڈر سے بے ساختہ ایکبار پھر اسکی جانب کھسکی

سالار نے مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لب کچل دیا ---------- اور اپنا کام ---------- ہوتے دیکھ کر مزید بولا

بس مائے بے بی وہ -------- شدید دکھ سے شروعات کی --------- ایک دن میں آفس میں تھا کہ پیچھے وہ باہر نکل گیا اور روٹ پر ایک لڑکی کی گاڑی کے نیچے آگیا --------- تب سے کوئی بھی لڑکی اسے دیکھے وہ ------- بات بیچ میں چھوڑ کر وہ اٹھ ---------- کھڑا ہوا

سس--- سالار کہاں ----- معصومہ بھی سپید رنگت کے ساتھ سہمی ہوئی اٹھ بیٹھی ----------

میں دوسرے روم میں جارہا ہوں ----- تم ریلیکس ہوکر سوجاؤ --------- کیونکہ مجھے لگتا ہے تم ٹھیک کہہ رہی تھی ہمیں ایک روم میں نہیں سونا چاہیے ---------- گڈ ------- نائیٹ

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں سالار ------ مینے ایسا کب کہا ------- مم---میں بھی تو لڑکی ہوں ------ معصوم جھپک کر اسکا ہاتھ پکڑتی التجائی کہتی ----- پھوٹ پھوٹ کر رو دی ----------

--------- سالار کھل کر اس کتے کے سحر سے نکلنے پر مسکرایا

ڈونٹ کرائے مائے ڈارلنگ --------- میں تو تمہارے کہنے پر جارہا تھا کہ تمہیں میرا ساتھ ایک روم میں نہیں سونا ---------- وہ اسکے برابر بیٹھ کر چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لیکر انگوٹھے سے آنسوں کرتے ماتھے پر لب رکھ دئے ---------- مطلب موقع پر چوکہ -------

سس----سالار آپ اس چڑیل لڑکی کو جیل کردیں جسنے پپی کے ساتھ ایسا کیا ------- اور آپ یہیں سو جائیں ----- میں ایسا نہیں کہہ رہی اب ------ وہ اسکے ساتھ لگی ہچکیوں سے بولی ---------

پھر سے کتے کے ذکر پر سالار نے دانت کچکچائے -------- بظاہرہ اسے اپنے ساتھ لیکر لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ سر تھپکنے لگا ---------- جیسے اسکے دکھ میں برابر کا شامل ہو ---------- بیچ بیچ میں ایک محبت بھری تسلی بھی دے رہا تھا

---------- بس مائے بے بی ------ اسکی زندگی ہی اتنی تھی
کچھ دیر بعد مدھم سانسوں پر تسلی ہوئی کہ سو گئی ---------- تب اسنے شکر کا سانس خارج کیا ------ اور اسکا سر تکیے پر رکھ کر اسے دیکھنے لگا ---------- جو مٹے مٹے میک اپ کے ساتھ سنہری بکھرے بالوں کے ہالے میں بھیگے سرخ چہرے کے ساتھ ---------- اسکے دل کی تار چھیڑ گئی

سب سے پہلے تو مجھے اس کتے کے بچے کو کہیں رفع دفع کرنا ہوگا ---------- تاکہ ہم دونوں کے بیچ میں وہ زیر بحث نا ٹھہرے --------- بال ہٹا کر سرگوشی کرتا کان کی لو کو چوم لیا ---------- جس پر وہ کسمسا کر دوبارہ سو گئی ---------- سالار بھی سگریٹ پینے کا ارادہ ترک کرکے آنکھیں موندلیں ---------- وہ خود بھی اندازہ نہیں

لگا پایا تھا جس سگریٹ کے بغیر اس پل نہیں گذرتا تھا ۔۔۔۔اب اسے یاد نہیں رہتا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔ پینا یا اسکی طلب ہی مر گئی تھی

.....

مسلسل ہوتی دروازے پر دستک سے اسنے سرخ آنکھیں کھولی ۔۔۔۔۔۔۔ اور بے یقینی سے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈور کی جانب دیکھا
اسے یاد نا پڑتا ہو کبھی بغیر اجازت کے اسکے روم کے ڈور پر کسی نے دستک دی ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یس ۔۔۔۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ اسنے اپنے برابر بیڈ پر دیکھا جہاں معصومہ غائب تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پریشان سا اٹھ بیٹھا
معصومہ ۔۔۔۔۔۔۔۔! باتھ روم کے اوپن ڈور کو دیکھ کر آواز دی پر جواب ندارد
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی ہی ملازم کی پریشان آواز آئی

۔۔۔۔۔۔۔۔ سر باہر میم آپ کو بلا رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کو حیرت کا جھٹکا لگا

کیوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ یہاں سے کیسے گئی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ پاؤں سلیپر میں اڑستے باہر آیا
۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ملازم سرجھائے سائیڈ پر ہوگیا

۔۔۔۔۔کہاں ہے میم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کچھ چبا کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ملازم ہڑبڑا گیا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر گارڈن میں

ہوں ۔۔۔۔۔۔! اتنی تیز رفتاری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراتا تیز تیز چلتا باہر گارڈن میں آیا
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ تب ہی اسکے مسکراتے لب سکڑے

سالار ۔۔۔۔۔۔ سالار مجھے بچائیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بغیر دوپٹے ننگے پاؤں کھلے بال ٹی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاؤس کے اردگرد بھاگتی چلا کر اسے پکار رہی تھی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بھاگنے کی وجہ پیچھے باہووو باہوو کرتا وہ کتاا

۔۔۔۔۔۔۔۔ مما ۔۔۔۔۔پاپا۔۔۔۔۔۔ اسکی چیخوں پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا

معصومہ جیسے تیز چیختی وہ چھوٹا سا سفید بالوں والا کتا اس سے تیز باہوو باہوو کرتا

اوہ مائے گوڈ۔۔۔۔۔۔۔!! اسے روتے سوئمنگ پول کی طرف جاتے دیکھ کر وہ بھی پیچھے

--------- بھاگا

اسٹاپ معصومہ ۔۔۔۔۔۔۔! کتے کے بچے میں تمہیں ماردونگے اگر اسے کچھ ہوا

اسکی آواز پر بھی معصومہ نہیں رکی وہ تو جیسے اپنے حواسوں میں نہیں ہے تھی ۔۔۔۔۔۔

اسکے پیچھے تو صرف وہی آتما بھاگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ جو شاید اس لڑکی کا بدلا اس سے لینے

--------- والی تھی

سٹوپڈ لڑکی رکو ۔۔۔۔۔۔۔۔ پانی بہت گہرا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کتا اصلی ہے مینے مزاق کیا

---------- تھا

اسے پول کنارے پر بھاگتے دیکھ کر چلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو شکر تھا یہاں کوئی نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ پتا نہیں کتنا تماشا بنتا

کیاا۔۔۔۔۔۔۔ آہہہ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار۔۔۔۔۔۔۔۔!!! جھٹکے سے رکنے کے ساتھ ہی اگلے پل ۔۔۔۔۔۔ وہ ٹھا کی آواز کے ساتھ پانی میں غوطے مارنے لگی

ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے سسس ۔۔۔۔ کرتے ڈبکیاں کھاتے دیکھ کر سالار کا قہقہہ بڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جاندار تھا

اب آگیا سکون مائے بے بی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا ۔۔۔۔۔ لے ڈوبا تمہیں تمہارا ہی پپی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کنارے پر بیٹھ کر وہ لاپرواہی سے اسے ڈبکیاں کھاتے دیکھ کر پاس ہی ۔۔۔۔۔۔۔۔ باہوو باہوو کرتے کتے کی جانب خفیف سا اشارہ کیا

مم۔ ۔۔۔مجھے۔ ۔۔۔بچ۔ ۔بچائو۔ ۔۔۔۔ سالار ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ پیر پانی میں مارتی بمشکل بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیچے اسکے پائوں بار بار پھسل رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ناک منہ سے گھستا پانی آکسیجن بند کرگیا اور وہ سامنے دشمن جان بہت مزے سے بیٹھا دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کو لگا اب مری یا اگلے سانس میں

آجائوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جانِ سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی بھی وہ اجازت مانگ رہا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ بے طرح رونا آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہاتھ پیروں میں حرکت مدھم
پڑنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں کے سامنے پانی کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے دل میں ایک ہوک سی اٹھی کیا وہ اتنا ظالم تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے ایکبار پھر اپنے یاد
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آنے لگے اور بے بس ہوکر خود کو موت کے سپرد کردیا
کہ اچانک اسے اپنی کمر پر گرفت کا احساس ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگلے ہی پل وہ فضا میں
گہرے گہرے سانس لے رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنے کہ وہ بری طرح نڈھال ہوگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ ۔آ۔ پ بہت برے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ مینے نہیں رہنا آپکے ۔۔۔ساتھ ۔۔۔۔۔ مجھے جانے
دیں ۔۔۔۔ چھوڑیں مجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حواسوں میں آتے ہی وہ اس پر جھپٹ پڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔

ریلیکس مائے بے بی ۔۔۔۔۔ اگر مینے چھوڑ دیا تو اس بار مڑ کر نہیں دیکھوں گا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کہتی رہنا سسس۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولا

آپ سچ میں برے ہیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سمجھی آج میں مر جاؤں گی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گردن میں بازو ڈالے کچھ دیر پہلے کا منظر یاد کرکے وہ رونے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ششش۔۔۔۔۔۔ ایسا نہیں کہتے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جب میں موجود تھا تو تمنے یہ سوچ بھی کیسے لیا
بے بی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے چہرے سے بھیگے بال ہٹا کر محبت سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے
دونوں ساتھ ہیں پانی بھی ہے اور موقع بھی تو نہا کر چلتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جھک کر
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کان میں سرگوشی کہ وہ سرخ ہوتی چیخ پڑی
سالار کبھی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چیختی رہی چھوڑو مجھے کہتی رہی پر اسے اپنے آگے
کوئی دیکھا ہے جو اسکی مزاحمت دیکھتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی اپنے ساتھ لگا کر تین چار
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈبکیاں لگالی کہ معصومہ ایکبار پھر ویسے ہی حال میں آگئی

بس بس ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا باہر آگیا اور بازوں میں اٹھا کر روم میں لے آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دروازہ بند کرکے اسے صوفے پر بیٹھا کر تولیہ لے آیا اور اسکے بالوں کو اچھی طرح سے پونچھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس دوران معصومہ اپنے رونے کا شغل پورا کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ بہت زیادہ برے ہیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جھوٹے بھی ۔۔۔۔۔۔۔ کوئی آتما واتما نہیں تھی وہ ہوتی ہی نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ میرا پپی ہے ۔۔۔۔۔ آپ ایک برے چور ہیں ۔۔۔۔۔ ایک گندہ آدمی بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ چیپ بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار اتنے الزاموں پر گہرا سانس لیکر صوفے سے پشت ٹکا کر ریلیکس ہوگیا اور اسے سوں سوں کرتے دیکھتا رہا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاموشی پر معصومہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا سنجیدہ آ۔۔آپ۔۔۔۔۔۔ وہ ابھی مزید کہتی کہ سالار نے اسکے لرزتے لبو پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لسن مائے بے بی ---------- مجھ تمہاری ہر ادا پسند ہے ----- ہر بات پسند ہے پر جب تم مجھ سے نظر ہٹا کر اس کسی دوسری چیز کو دیکھو گی میرے بجائے کسی دوسری --------- پر سوچوں گی تو یہ میں برداشت نہیں کرسکتا

پہلے تو صرف اسے تم سے دور کیا تھا اگر اب تمنے اسے ٹائم دیا یا اسکے بارے میں سوچا تو اب ڈائریکٹ دنیا سے فلائی کر جائے گا ---------- وہ زندہ ہے کھیل رہا ہے باہر یہی بڑی بات ہے، نہیں تو میں ایسی سانس لیتی چیز کو اگلی سانس نہیں لینے دونگا جو تمہاری قربت کی تمنا کرے انڈرسٹنڈ ---------- وہ اچھی طرح اسے سمجھا کر اسکے بالوں سے تولیہ ہٹا کر اپنے گلے میں ڈالا اور انگلیوں سے اسکے بال سلجھا کر ماتھے پر لب رکھ کر ڈریس ---------- چینج کرنے چلا گیا

اسکے جاتے ہی معصومہ موٹے موٹے آنسوں صاف کیے --------- اور بے بسی سے کچھ سوچتی لب کچلنے لگی -------- جب اچانک ہی ایک زبردست خیال آیا اور ساتھ ہی --------- مسکراہٹ لبوں پر

سالار جب چینج کر کے آیا تو معصومہ بھی چینج کر چکی تھی اور اب ڈریسنگ مرر کے سامنے ---------- بال برش کر رہی تھی

سالار ---------؟ ---------- اسے آفس کے لیے تیار ہوتے دیکھکر معصومہ نے پکارا ---------

!------ ہوں

سالار آپ چلیں جائیں گے تو مجھے ڈر لگے گا ---------- میں اکیلی رہ جاؤں گی ---------- میکی اور زرینہ بی بھی نہیں یہاں ---------- اورپتا نہیں کیسے گونگے بہرے ملازم ہیں آپکے ---------- وہ ناک چڑھا کر بولتی بالوں کو بینڈ میں جکڑ کر اسکے پاس بیڈ پر بیٹھی جو ---------- شوز پہن رہا تھا

اسکی بات پر وہ رکا اور اگلے لمحے واپس اپنے کام میں مصروف ہوگیا ---------- معصومہ ----------کی آنکھیں پھیلی

!------- سالار

یہ سوچنا بھی نہیں ------- میں صرف کچھ دیر کے لیے جارہا ہوں ایک گھنٹہ کافی ہے تب تک تم اسٹڈی کرو -------- قطعی انداز میں کہتا کوٹ بازو پر ڈال کر ملازم کے ---------- بریکفاسٹ ریڈی ہونے کی اطلاع پر اسے لیکر نیچے آیا

تب تک وہ فل بارش برسانے کے موڈ میں آچکی تھی ------ پر پرواہ کسے تھی ---------- وہ بھی انجان بنا ایک نوالہ اسکے منہ میں ڈالتا دوسرا خود کھانے لگا

کھانے سے وہ ناراض نہیں ہوتی تھی تبھی چپ چاپ کھا رہی تھی ---------- اچانک ---------- اسکے دماغ میں خیال آیا

سالار کیا آپ ان لوگوں کی طرح کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں ------ ؟ اپنی ناراضگی بھلائی ---------- اہم سوال کرنے لگی جو اسے بہت پریشان کرتا تھا

ہاہاہاہا --------- نہیں انہیں تو نہیں --- ہاں البتہ ایک سبز تتلی ہے اسے ضرور کھانا پسند کروں گا ---------- اسکے سوال سے محظوظ ہوتے بولا تو پل کے پل معصومہ کے

رخسار تمتمانے لگے ---------- بدحواس ہوتی اسکی پرشوق نظروں سے رخ موڑا

کیا بے بی صرف جواب ہی تو دیا ہے -------- اس میں اس طرح ری ایکٹ کرنے کی کیا بات ہے ------ مینے اس پر عمل تو نہیں کردیا جو تم ایسے بلش کر رہی ہو

میں ---- بس ------ مینے کھالیا ------ وہ جلدی سے کرسی دھکیل کر ڈائیننگ روم سے بھاگی ---------- اور روم میں جب تک بند رہی تب تک اسکے جانے کا یقین نا ---------- ہوگیا

صبح تو وہ اسے آتما سمجھ کر ڈرتی دیکھنے گئی تھی پر اب جب اسے یقین ہوگیا ہے کہ وہ اسکا پپی ہے تو وہ کہاں رہنے والی تھی ---------- اس لیے سائیڈ روم کو کھول کر اسے ---------- اچھی طرح سیٹ کرنے کے بعد واپس گارڈن کی طرف جانے لگی

یہ سب کرتے وہ ڈر بھی رہی تھی ----- پر اسے یقین تھا جب اسے معلوم ہوگا وہ اسے منا لے گی ----------

.....

حوصلہ رکھو عذر ------ بچے مت بنو -------- اسے بری طرح روتے دیکھ کر شہریار نے اسے سہارا دیا --------- جو اسکے گلے سے لگ گیا --------- صبح ہی اسکی ماں نے آنکھیں موندیں تھی ہمیشہ کے لیے اور وہ بالکل ٹوٹ چکا تھا کہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا ---------

میں بہت اکیلا ہوگیا ہوں انکل بہت ------ پہلے پاپا چلے گئے پھر اسے ------- معصومہ کی یاد پر اسکی آنکھیں لال ہوگئی ---------- مما کو بھی یوں اس وقت جانا تھا جب مجھے اس کی بہت ضرورت تھی --------- وہ کسی بچے کی طرح شکوہ کر رہا تھا ---------

---------- وہ سب اس وقت ملک ولا کے لاؤنج میں بیٹھے تھے

انکل آپکو پتا ہے معصومہ سالار کے پاس ہے اسنے زبردستی اسے اپنے پاس قید کرکے رکھا ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکی بہت بری حالت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آپ کے گھر یہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو عورت رہتی ہے جینی وہ بھی سالار کے ساتھ ملی ہوئی ہے

یہ سچ کہہ رہا ہے شیری ۔۔۔۔۔۔۔ عذر کی خاموش ہونے سفیان بے یقینی سے بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گہرا سانس لیکر وہ بولا تو سفیان دراب حسن سب کو حیرت کا جھٹکا لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

جب تمہیں پتا ہے تو تم اسے لے کر کیوں نہیں آتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟ دراب کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوال پر سب کے ساتھ عذر بھی بے چین ہوا

مجھے بہت پہلے پتا تھا کہ معصومہ سالار کے پاس ہے ------- کیونکہ وہ ---------
ایک باپ کے لیے کتنا مشکل ہوتا ہے یہ لمحہ ----- شہریار کے اندر جیسے کوئی خنجر گھونپ
--------- رہا تھا --------- وہ سب اچھی طرح جان چکے تھے

اماں نسرین نے مجھ سے معصومہ کی بات کی سالار کے لیے تب مینے انکار کردیا تو اسنے یہ
--------- قدم اٹھایا
پہلے اسے کہاں رکھا کسی کو معلوم نا ہوسکا ------- جب بعد میں ہمیں معلوم ہوا کے وہ
---------- اسکے محل کے بیک سائیڈ پر بنے ہائوس میں ہے تو وہ خود اسے باہر لے آیا

پر جب ہم اسے پانے کے قریب تھے کہ اسنے ہمارے سامنے اسکا نکاح نامہ رکھ دیا جس
میں معصومہ فہد جہانگیر تھی -------- اور کہا کہ اس سے آپ لوگوں کو کچھ حاصل
نہیں ہوگا کیونکہ اگر وہ اس سے اسے لیں گے تو اور کچھ نہیں صرف معصومہ حقیقت
-------- معلوم ہوجائے گی اور پریہا کو بھی
اور میں یہ بھی کہہ دونگا اس سے کہ شہریار نے تمہارے باپ کو جان بوجھ کر مارا تھا
------ تب حاصل کر لینا اسے --------- پھر مجھ سے جانے کے بعد وہ نا تو آپ کی

رہے گی نا کسی کی صرف میری ---------- شہریار بہت ٹوٹا ہوا تھا ---------
سب کے منہ کھلے ہوئے تھے ------ انکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا سالار ایسا ہوگا

------ اب تم نے کیا سوچا ہے شہریار --------؟ حسن ہوش میں آتے بولا

بھائی بس کچھ دن --------- وہ بزنس کرتا ہے ------ میٹنگ تو ہوتی رہتی ہیں
---------- ------- کب تک وہیں بیٹھا رہے گا

---------- وہ پر سوچ انداز میں بولتا عذر کا کندھا تھپتھپانے لگا

---------- پھر جینی -------- عذر بے چینی سے پوچھا
وہ کچھ نہیں کر سکتی ------- مجبور ہے اب --------- وہ مسکرایا ---------- تو
عذر ایک نظر اسے دیکھ کر آہستہ سے اٹھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا ---------- شہریار

کی پرسوچ نظریں اسکی پشت پر ٹکی ہوئی تھی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نا ہوا

وہ بہت اکیلا ہوگیا ہے شاید تبھی تنہائی کا خواہش مند ہو ---------- سفیان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کہا تو وہ صرف مسکرادیا۔

**********❤

وہ روتی غصے سے ٹھا کے ساتھ دروازہ کھولتی باہر نکلی، ابھی سورج پوری طرح بیدار نہیں ہوا تھا اور موسم کے تیور بھی کچھ بدلے بدلے سے تھے ---- گہرے سرمئی، سیاہ بادلوں سے آسمان دھکا ہوا تھا -------- بارش کی ہلکی ہلکی بوند شبنم ماند لگ رہی تھی ساتھ ہی نومبر ------ کے کھنک مہینے میں

صبح کی ٹھنڈی یخ بستہ ہوا کا جھونکا اسکے بدن سے ٹکرایا ایک پل کے لیے وہ کپکپا کر رہ گئی ---------- پر لگلے پر دوپٹے کو اچھی طرح اوڑھ کر نکلی آئی ---------- اس وقت اس

پر جنون سوار تھا وہ کیسے بھی کرکے یہاں سے جانا چاہتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی شکل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھنا بھی اسے گوارا نہ تھی

سمجھتا کیا ہے کمینہ پی سی خود کو ۔۔۔۔۔۔ جیسے چاہے کرے میرے ساتھ۔۔۔۔۔ میں کیا اسکی زر خریدی لونڈی ہوں جو وہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی جیپ کو دیکھ کر وہ آس پاس کچھ ڈھونڈنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ اسے زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑی جب سامنے ہی بڑا سا پتھر پڑا تھا ۔۔لمحے کی تاخیر کیے بغیر اسے اٹھایہ اور اگلے ہی لمحے اس سے پے در پے جیپ پر وار کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشخبری

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

ان شاء اللہ آپکی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔

مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔ شکریہ

نوٹ

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنفہ / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنفہ / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔ نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

انتظامیہ کلاسک اردو میٹیریل

پوری جیپ ایک الگ ہی شکل اختیار کر گئی تھی -------- کانچ کے ٹکرے یہاں وہاں بکھر گئے -------- تب بھی اسکا غصہ کم نا ہوا -------- تو ایک نظر کھلے دروازے پر ---------- ڈال کر قدم بائیں طرف اٹھا لیے

پرانی سرخ اینٹوں سے بنی سڑک چلتی ----- دور دور تک پھیلے سر سبز لہلاتے کھیت کو دیکھتی جارہی تھی -------- بیچ میں ہی سفید پانی کی نہر بہہ رہی تھی جس سے شاید کھیتوں میں پانی دیتے تھے ---------- اگر وہ اس وقت اپنے موڈ میں ہوتی تو شاید ---------- کافی انجوائے کرتی اس حسین نظاروں کا

پر اس وقت اسکے اتنے آسانی سے سوری کہہ دینے پر وہ پاگل ہورہی تھی اور رہ رہ کر اسے بیتے دن یاد آرہے تھے -------- اور کانوں میں اسکے الفاظ ------ وہ اور تیز چلنے لگی کہ گھر سے کافی دور نکل آئی تھی ------ یہاں تک کہ چودھریوں کی حویلی بھی پیچھے چھوڑ آئی تھی -- کانوں میں گونجتی مویشیوں کی آوازیں بھی مدھم پڑ گئی تھی

اکا دکا گذرتے لوگ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے ------- پر اسے پروہ ---------- کہاں تھی

ادی توھاں کیڈھاں پئی وجھوں ؟ اگیان رستو بند آھی"(بہن آپ کہاں جا رہی ہو ؟ آگے " راستا بند ہے) ------ اپنے خیالوں میں جاتی پریہا اس عجیب لفظوں پر چونکی اور ٹھٹھک کر رکی ------- داہنی طرف ٹیوب ویل کے بڑے سے نالے کے قریب کھڑے اس آدمی کی آواز تھی جو ادی تو سمجھ گئی کہ اس سے مخاطب ہے پر آگے کیا بولا وہ اسکے سر پر سے --------گذرنے لگا

.-------- البتہ اسے غصے کو ہوا ضرور دے گئے اسکے نا سمجھ میں آنے والے الفاظ تم اپنے کام سے کام رکھو سمجھے ------- دوسرے کے کام میں ٹانگ نا ارائو ------- وہ درشتگی سے کہتی آگے بڑھ گئی ------ اور وہ مخلص شخص اسکے لہجے پر ہکا بکا رہ گیا ----------

ارے ھی تہ ادا شہروز جی زال آھی ---------- پر ھی وجھی کیڈھاں پئی --- اگیاں تہ " .----" جھنگ آھی --- مونکھے جلدی ادا کھے بڈانوں پوندو ارے یہ تو بھائی شہروز کی بیوی ہے ----- پر جا کہاں رہی ہے ---- آگے تو جنگل) ہے ----مجھے جلد بھائی کو بتانا پڑے گا) -------- وہ خود سے بڑبڑاتا شہروز کو بتانے

کے لیے بھاگا ۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ شہروز کی بڑی عزت کرتے تھے تو اسکی بیوی کی کیوں نہیں کریں گے ۔۔۔۔۔۔۔

.....

ادا ۔۔۔۔۔ادا شہروز ۔۔۔۔ قاسم ہانپتا دوڑتا وہاں پہنچا جہاں شہروز خالی گھر اور جیپ کی حالت دیکھ ششدر تھا قاسم کی آواز پر پلٹ کر سرخ آنکھوں سے قاسم کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز جانتا تھا یہاں پر عورت یوں فجر کے ٹائم شوھر کی بغیر موجودگی گھر سے نکلنا کا معنی رکھتا ہے تبھی اسکی آنکھیں سرخ تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر وہ کسی غلط ہاتھ لگ گئی ۔۔۔۔۔ اپنے جزباتی پن میں وہ کتنا بڑا قدم اٹھا گئی تھی اسکا تو اسے اندازہ نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر وہ گھر پہنچ گئی تو وہ چاچو کو کیا منہ دیکھائے گا کہ ایک لڑکی اس سے نہیں سنبھالی گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو قاسم کیا ہوا سب خیرت ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے تاثرات نارمل کرتے اسکی زبان میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔

ادا اللہ خیر کرے ---- وہ مادم کو مینے جنگل کی طرف جاتے دیکھا وہ رو رہی تھی اور بہت غصے میں بھی تھی ---------- وہ ایک سانس میں ساری کتھا اسے بتا گیا ------

شہروز چونکا ----- کہاں کس طرف قاسم جلدی چلو --------- وہ اسے لیکر بائیں جانب تقریباً بھاگے ---------

دیہات میں صبح جلدی ہوجاتی تھی اس وقت بھی سب لوگ بیدار یوگئے تھے -------- اور انہیں دیکھ کر مدد کیلئے آگے آگے تھے جہیں شہروز تسلی دیتا ----- سب خیرت ہونے کا یقین دلاتا جارہا تھا ---------

قاسم ایسا کرو تم جائو اور جاوید کو جیپ پولیس سٹیشن لیجانے کا کہو ---------- شہروز اچانک ہوتی بارش کی بوچھار پر پریشانی سے پریہا کا سوچتا اسے جانے کا کہا -------

ادا پر توھاں --------- (بھائی پر آپ) ----وہ شش وپنج میں پڑگیا ---------

تم جاؤ قاسم میں سنبھال لونگا -------- گو------- وہ کچھ اس طرح بولا کہ ناچار اسے ---------- جانا پر

اسکے جاتے ہی شہروز اندر جنگل میں داخل ہوگیا یہ تو شکر تھا پاؤں میں بوٹ تھے جن کی ---------- وجہ سے وہ محفوظ رہیں گے

پر اندھیرا -------- وہ شدید پریشانی کا شکار ہوگیا ------- کیا ضرورت تھی اسے یہاں سے جانے کی -------- اسکے آنے کا انتظار بھی نہیں کرسکتی تھی ---------- ہر طرف اونچے اونچے درخت گھنی جھاڑیاں --------. وہ یہاں وہاں پاگلوں کی طرح اسے ------- تلاش کر رہا تھا

---------- پریہا ---------- پریہا ------ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارنے لگا

اور دوسری طرف لہو لہان ہوتے پاؤں کے ساتھ شہروز کی آواز پر وہ اور تیزی سے سامنے ---------- نظر آتے راستے کی جانب بھاگنے لگی

پائوں کی چرچراہٹ پر شہروز چوکنا ہوا ---------- ایسا لگا جیسے کوئی بھاگ رہا ہو ---------- اور یہ یقیناً پریہا کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا

رکو پریہا پاگل مت بنو ---------- مجھے آواز دو تم کس طرف ہو ------ میں تمہیں خود چھوڑ آئوں گا تمہارے گھروالوں کے پاس -------- شہروز چلاتا پائوں کی آواز سمیت ---------- بھاگنے لگا

پاگل تو میں پہلے تھی ------ ہوش تو مجھے اب آیا ہے --- اور تم کیا سمجھتے ہو اس بار میں تمہارے ہاتھ آئونگی ----امپاسبل ------- وہ جھاڑیوں سے اپنا دوپٹہ چھڑوانے کی ------- کوشش کرتی چلائی

پریہا کی قریب سے آتی آواز پر شہروز کو ایک امید کی کرن ملی ---------- وہ اس سمیت ---------- بھاگا

پاگل مت بنو پریہا میں سچ کہہ رہا ہو رکو یار ایک بار بات سن لو ---------- اگر چاہو تو ابھی ---------- کھڑے کھڑے یہیں طلاق لے لو ---------- اب تو یقین کرو

پریہا جو دوپٹا چھڑوا کر بھاگ رہی تھی اسکے لفظوں پر لڑکھڑا گئی ---------- کانوں میں جیسے کسی نے سیسہ انڈیل دیا ہو ---------- دماغ چکرا گیا ---------- اب تو ایسا لگا اگر وہ ---------- رکی تو یہ ظالم شخص ایسا کرنے سے بھی گریز نہیں کریگا

دفع ہو جاؤ کمینے انسان ---------- اس سے اچھا ہے مرجاؤ کہیں ---------- اور مرنے دو مجھے ---------- آنسوں بارش کے ساتھ چہرے سے پھسلنے لگے ---------- ایک پل بھی ---------- رکے بغیر وہ سڑک پر اتر آئی ---------- اور اندھا دھند بھاگنے لگی

پلیز ---------- پلیز رکئے ---------- سامنے سے آتی گاڑی کے سامنے وہ بازو وا کیے کھڑی ---------- ہوگئی ---------- ناچار ڈرائیور کو بریک لگانی پڑی

کیا ہے لڑکی ------ مرنے کا اتنا شوق ہے تو کسی کھائی میں گر جاؤ ------- آجکل جسے دیکھو گاڑی کے سامنے آکر ہم لوگوں کی جان لینے پر آجاتی ہیں --------- ڈرائیور ---------- شیشہ نیچے کرکے اس پر برس پڑا

پلیز بھائی مجھے کسی بس اسٹاپ پر اتار دیں پلیز ذرا سی ہیلپ کردیں میرے پیچھے غنڈے پڑ گئے ہیں ------- مھربانی کرکے میری عزت بچالیں -------- بھائی پلیز ------- پریہا خود کو اچھی طرح دوپٹے سے چھپائے گڑگڑانے لگی ------- اور بار بار جنگل کی --------- طرف دیکھ رہی تھی

آنے دو اسے رشید ------- آؤ بچی جلدی آؤ ---------- پیچھے سے ایک عورت نے ڈور کھولا اور اسے آنے کا کہا ---------- پریہا شکرن مسکراکے ایک نظر ہھر جنگل کی طرف --------- دیکھا جہاں سے شہروز چلاتے اسے واپس آنے کا کہہ رہا تھا

اور وہ نفرت سے منہ پھیر کر اندر بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ ایک دوسرے کو فرنٹ مرر میں دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔ اور گاڑی آگے بڑھا دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رکو پریہا ۔۔۔۔۔۔ واپس آؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بارش میں سڑک پر گاڑی کے پیچھے بھاگتا چلاتا رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ پر وہ نا رکی اور اپنے جزباتی پن میں اندھی ہوگئی تھی

پریہاااااا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز گرتا پڑتا گاڑی کی بیک کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہیں گھٹنوں کے بل گر گیا

.....

کیا ہوا ہیرو جب سے آئیں ہیں بہت پریشان ہے ۔۔۔۔۔۔۔ گھر میں سب ٹھیک ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کو ایک ہی زاویے میں گھورتے دیکھ کر حیا پاس آ بیٹھی اور پریشانی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے استفسار کرنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ سوچوں کا سلسلہ ٹوٹا تو وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا

------ لیجئے ------ وہ کافی کا مگ اسکے سامنے کرنے لگی
تھنکس جان---- بہت ضرورت تھی اسکی -------- ایک ہاتھ سے سر دباتے دوسرے
--------- سے مگ تھاما

آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی ----- مصطفیٰ سب خیریت ہے ------- اسکی
-------- سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ پریشان ہوگئی

آپی کی طبعیت ٹھیک نہیں انکا بی پی لو ہوگیا ہے -------- ابھی پاپا کی کال آئی تھی
انہونے بتایا ------- شہریار بھائی بھی بہت پریشان ہیں --------- وہ کافی کا مگ
--------- ٹیبل پر رکھ کر گویا ہوا -------- اور سر اسکی گود میں رکھ دیا

حیا مسکرا کر اسکا ماتھا دبانے لگی -------- مصطفیٰ کو اسکے نرم گرم ہاتھوں سے راحت
------ مل رہی تھی تبھی سکون سے آنکھیں موندلیں
---------- حیا میں کچھ سوچ رہا تھا -------- کچھ دیر بعد اسکی گھمبیر آواز گونجی

کیا سوچ رہے تھے ہیرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی مدھم سا بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی کہ اگر تم وہاں جاؤ اور آپی کو سنبھالو جب تک وہاں ٹھیک ہو جائے ۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے وہاں سب بہت اکیلے ہوگئے ہیں ۔۔۔۔۔ اور اس وقت انہیں ہماری بہت ضرورت ہوگی ۔۔۔۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو نا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ہفر کچھ ہی دنوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ آجاؤں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ یا سب کچھ ٹھیک ہونے پر تمہیں یہیں بلا لوں گا

ہہ۔ ۔۔ہیرو ۔۔۔۔۔۔۔ حیا اس سے دور ہونے کے خیال سے کپکپا کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسوں آ گئے

تم کیا کہتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟ اگر تمہیں ٹھیک نا لگے تو میں تمہیں پریشرائز نہیں کروں گا ۔۔۔۔۔ ریلیکس ہو کر جواب دو ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھوں پر اپنے دہکتے لب رکھ کر بولا

۔۔۔۔۔۔۔

وہ کیا کہتی ------ اس سے دور رہنے سے تو اسکی جان جاتی تھی وہ انجان تو نہیں تھا اگر پھر بھی کہہ رہا تھا تو وہ کون سے ہاتھ پیر مار سکتی تھی -------- اور پھر سچویشن ایسی ---------- تھی کہ وہ صرف لب کاٹ کر محض سر ہلا گئی

تھنکس میری جان میرا مان رکھنے کے لیے --------- وہ خوشی سے اسے بازوں میں بھر ------- کر بولا -------- حیا بھی آسودگی سے مسکرادی

آپ پھر کب آئیں گے مصطفیٰ -------- وہ آنسوں اندر اتار کر نارمل انداز میں بولی

بہت جلد -------- اسکے گرد گرفت مضبوط کرتے کہا ------- حیا خاموشی سے اسکے ---------- سینے پر سر رکھ گئی

؟--------- میں کب جارہی ہوں

پرسوں ------ کل میں اپنی ننھی سی جان کو شاپنگ لنچ اور ڈنر کروائونگا ------- وہ خوشی سے اسکے چہرے کو دیکھتا بولا -------- اور اس پر جھک گیا کہ مزید کچھ کہنے کی ------ مہلت نا دی

وہ بھی پرسکون ہو گئی کہ چلو شکر کل کا وہ پورا دن اسکے ساتھ رہے گا ------- مگر -------؟؟ پرسوں

29

**********❤

دیکھو پپی مینے تمہیں پہنا دی ہے ------ تو میری عزت بھی برقرار رکھنا اس ڈائو کے سامنے -------- ڈور لاک کیے وہ اس وقت برابر والے روم میں بیڈ پر بیٹھی ساتھ کھیلتے پپی --------- کے دونوں پائوں سے پکڑ کر اپنے مقابلے کیا اور برین واشنگ کرنے لگی

تمہیں پتا ہے غلطی پر کیسے دیکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے مینے اسکے گھر میں ڈاکہ ڈالا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر اسکی سرد آنکھیں یاد کر کے بگڑے منہ سے بولی

مانا کہ تم کھاتے اسکے ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر یہ بھی یاد رکھنا وہ ایک نمبر کا چور ہے ۔۔۔۔۔۔ تم میرے باپ کے پیسے سے خریدے ہوئے ہو ۔۔۔۔۔ اس لیے میری ملکیت ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ کھیلتے ہوئے اچھی طرح سمجھا بھی رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پپی کو سالوں بعد اپنی دوست ملی تھی وہ ہر چیز بولائے اسکے ساتھ مستی میں مگن تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری طرح تمہیں بھی کوئی برش نہیں کرتا بالوں میں دیکھو تو کتنے بڑے الجھے بال ہوگئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے سلکی سفید بال دیکھ کر پھر اپنے آدھے الجھے آدھے سلجھے بالوں کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پہلے تو دادو تھی جو برش کرتی آپی تھی مما تھی اب تو کوئی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی

تمہیں پتا ہے پپی ۔۔۔۔ آپی اس وجہ سے بڑے بال پسند نہیں کرتی تھی ورنہ آپی کے لمبے کال بال مجھے بہت پسند تھے ۔۔۔۔۔۔۔

ایک دن آپی کے بال اتنے الجھ گئے کہ وہ اتنی چیخی اتنا روئی کہ پاپا بھی پریشان ہو گئے

--- -- -- ----- اور پھر تمہیں پتا ہے کیا ہوا

وہ ہنستی بتاتی اچانک وہ منظر آنکھوں کے سامنے گھومتے دیکھ کر پپی سے پوچھنے لگی

----- ------- اب وہ بیچارا بے زبان کہا کہتا

محض اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھنے لگا -------- جیسے اسکے درد کو سمجھتے اس میں برابر کا

شریک ہو -------- معصومہ مسکرادی ------ ایسے ہی تو وہ اسکا پپی نہیں تھا

--------- -------- بہت خاص اور دل قریب تھا

ایک دن آپی کے بال کافی الجھ گئے تو وہ سیدھا کسی کو بتائے بغیر پارلر گئی اور جب

واپس آئی تو کمر سے اوپر کندھوں پر آگئے ----- دادو نے جب دیکھا تو پورا گھر سر پے

اٹھالیا کہ آپی ہاتھ سے نکلتی جارہی ہے اسے سنبھالو ------- اتنے پسند تھے دادو کو اسکے

بال کہ دو دن تو وہ اس سے بات نا کرپائی --------- اور آپی ایسی ہی بہت سی حرکتیں

کرتی تھی جیسے دادو کو بیچ بیچ میں چھپ کر دادو کو آنکھ مارنا -------- ہاہاہاہا- --------

وہ یاد کرکے خود ہی قہقہہ لگا اٹھی تو پپی بھی اسکے ساتھ شامل ہوگیا باہوو باہوو کرتے

اچھا اب بہت باتیں ہوگئی ------ پورے چالیس منٹس تمہارے ساتھ گذاریں ہیں ------ اب بیس منٹس اسٹڈی کروں ورنہ ڈائنو کو شک ہو جائے گا ------ وہ کپڑے جھاڑ کر بیڈ سے اٹھی --------

دیکھو اب یہ تمہارا روم ہے ----- وہ باتھروم --- اپنے پاؤں سے کھیلتے پپی کو روم اور باتھروم کی جانب اشارہ کیا ------ اور پھر کھانے بیڈ کا سمجھا کر جانے لگی کہ پیچھے وہ بھی لپکا ----------

اے شش ------ آواز نہیں ------ اسے باہوو باہوو کرتے دیکھ کر وہ ڈپٹ کر بولی

تمہیں نہیں پتا کتنی عزت ہے میری ------- سب پانی میں گھول کر پینا چاہتے ہو کیا ----- پی کے بچے ------- چپ چاپ اچھے بچے کی طرح جاؤ سو جاؤ پھر کچھ دیر بعد --------- میں چکر لگاؤں گی ----- جاؤ شاباش میرے پیارے بچے

اور وہ پپی اسکی پھر آنے کی بات سن کر بایوو باہوو کرتا اندر چلا گیا ------- معصومہ تو نہال ہوگئی "میلا پیالا بچا شاباش" --------- دروازہ بند کرکے وہ بڑبڑاتی واپس اپنے اور سالار کے مشترکہ روم میں آئی اور بکس لیکر بیٹھ گئی پر اسکا دھیان اپنے حسین ماضی کے -------- سنہرے ایک ایک پل میں تھا

کئی بار اسکے لب مسکرائے آنکھیں نم ہوگئی -------- وہ بک سینے پر رکھ کر سیدھی لیٹ ------- گئی اور آنکھیں موندلیں

ابھی کچھ پل ہی گذرے تھے جب سیڑھیوں ہر بھارے بوٹوں کی دب دب کی آواز اسکے ---------- سماعتوں سے ٹکرائی

معصومہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کی اور سارا دھیان کتاب میں ---------- لگا دیا

السلام علیکم ------ بریف کیس اپنی مخصوص جگہ پر رکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوا

---------- وعلیکم السلام ----- آہستی سے کہا کہ بمشکل وہ سن پایا

کیا ہوا بے بی -------- تمہاری آواز بھاری ہے ------ کوٹ رکھ کر پائوں کو شوز سے

--------- آزاد کروایا اور اسکے پاس آکر بیٹھا

کک---- کچھ نہیں --- سر میں درد ہے ------ بہت اسٹڈی کی ہے اس لیے

-------- --------- وہ ذرا کی ذرا اسکی نیلی پریشان آنکھوں میں دیکھ کر نظریں چرا گئی

--------- سالار کی زیرک نگاہوں سے یہ سب چھپا نا رہ سکا

میری آنکھوں میں دیکھو معصومہ ------- اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرا اونچا کیا تو معصومہ

نے آنکھیں میچلیں -------- دل کی دھڑکن دھک دھک کرتی دھول کی طرح محسوس ہو

--------- رہی تھی

کس کے بارے میں سوچ رہی تھی ------- جس سے تمہاری آنکھیں سرخ ہوگئی ہیں ------ اتنی تکلیف کیوں دی خود کو ------ وہ اسکے چہرے کے بے حد قریب آگیا

سس--- سالار میں سس-- سچ کہہ رہی ہوں --------- آ--آپ مجھے ڈرا رہے ہیں ------- ------- وہ ممنائی

تو آنکھیں کھولو بے بی -------- اسکی زبان میں نرمی محسوس کرکے وہ اپنی لرزتی پلکوں ---------- کا باڑ اٹھانے لگی -------- وہ بالکل قریب تھا اور اسکی آنکھیں

معصومہ نے بے بسی سے لب کچل دیا -------- البتہ دیکھ اسکی ناک کو رہی تھی

جھوٹ مجھے پسند نہیں ------ پر تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں ------- اسکے لبوں پر نظریں ٹکائے وہ بولا ----- تو معصومہ نے نظریں اٹھائیں ------- لبوں کی حرکت کے ------- ساتھ وہ سانس بھی روک گئی

اچھا چلو بک رکھو اور آرام کرو میں سائیڈ روم میں اپنا کچھ آفس ورک کرتا ہوں

---------- وہ اسے مشکل سے نکال کر اپنی خواہش کا گلا گھونٹے اسے لیٹا کر آرام

---------- کی ہدایت کی

--------- اصلی چھکے تو اب چھوٹے تھے معصومہ کے

سائیڈ روم آفس ورک پ---پی----- وہ بڑبڑائی ------- ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے

--------- قطرے نمودار ہوئے

آہہہ --------- وہ ایکدم کراہ کر بیڈ پر گری کہ جو بریف کیس لیے جارہا تھا چونک کر پلٹا

-------- معصومہ کو مسلسل کراہتے دیکھ کر وہ بوکھلا گیا اور بریف کیس صوفے پر

------- پھینک کر اسکے پاس آبیٹھا

کک---کیا ہوا معصومہ ------ تم ٹھیک ہو ------- اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر وہ

---------- فکرمندی سے استفسار کیا

مم۔۔۔مجھے اکیلے مت چھوڑ جائیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔ یہیں رہیں ۔۔۔۔۔۔ آپکو پتا نہیں مینے یہ ایک گھنٹا بھی کیسے گذارہ ہے ۔۔۔۔۔۔ پلیز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی گود منہ چھپائے رونے ۔۔۔۔۔۔۔کی بھرپور ایکٹنگ کر رہی تھی

اچھا اچھا بس رونا نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ میں یہیں ہوں ۔۔۔اوکے ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ماتھے پر ہلکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہلکا دباؤ دیتے وہ محبت سے بولا
تھنکس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چہرا صاف کرکے وہ تکیے پر سر رکھ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کچھ تو حیران ہوا پھر سر جھٹک کر اسکے ماتھے پر لب رکھ کر صوفے پر بیٹھا اور میز پر ٹانگیں پھیلائے وہیں اپنا کام کرنے لگے گاہے بگاہے اس پر بھی نظریں ڈال لیتا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ اسکے اتنی جلدی مان جانے پر شکر کا سانس خارج کرتی مسکراہٹ دبانے کیلیے ۔۔۔۔۔۔۔۔ لب دبا گئی

.....

لنچ کے بعد سالار نے اسے محل میں خاص خاص خوبصورت جگہیں دیکھائیں جنہیں دیکھ کر کبھی کبھی اسکا منہ کھل جاتا ---------

خوبصورت پینٹنگز، مجسمے ڈیکورٹ پیسسز معصومہ بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ سراہ بھی رہی تھی ---------

موسم بہت خوبصورت تھا ------ سنہری شام کی کرنیں لان میں گرتی سحرانگیز منظر بنا گئی تھی ---------

مالی اپنی کام تراش خراش میں مصروف تھا ---------

سالار اسکی ضد پر اس وقت ٹی ہائوس میں بیٹھا لیپ ٹاپ میں مصروف تھا ---------

اور معصومہ چائے کی چسکیاں لیتی آس پاس کے حسین منظر میں گم تھی ---------

ٹی ہائوس میں دو چیئر اور بیچ میں میز رکھی تھی جس پر چائے کے برتن رکھے تھے ------

آس پاس خوبصورت گلاب لگے اسکو اور خوبصورت بنا رہے تھے ---------

معصومہ وہاں سے نظریں ہٹا کر سامنے بیٹھے سالار کو دیکھنے لگی ------ بلیک پر بلیک شرٹ کی آستیں کہنیوں تک فولڈ کیے ----- بھورے بالوں ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے ------ ----- تیکھی کھڑی ناک سرخ رنگ لب آپس میں پیوست تھے

وہ انہماک سے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھا -------- وہ بہت خوبصورت تھا خوابوں کی -------- شہزادے کی طرح ------- پر اصلیت بہت ہی ہولناک تھی

شہزادے تو بہت رحم دل ہوتے ہیں پر یہ پتھر دل -------- جس شہزادی نے حسین -------- خواب دیکھے شہزادے نے بے دردی سے اجاڑ دئے

یااللہ پلیز اسکا دل نرم کردیں ------- یہ جتنا حسین ہے اس سے زیادہ اسکے دل کو حسین بنادیں --------- ویسے تو بہت اچھے ہیں صرف میرے معاملے میں پتھردل ----- وہ --------- چپکے سے اسے دیکھتی اللہ سے مخاطب تھی

اسکے ساتھ رہ کر بہت نہیں تو اتنا جان گئی تھی کہ جو چیز اسے پسند آئے یا تو اسے خرید ---------- لیتا تھا نا بقے تو چھین لیتا اگر چھین بھی نا سکا تو توڑ دیتا

پر وہ تو چیز نہیں تھی اسے کیوں چھینا ---------- اگر نا چھین سکتا تو کیا توڑ دیتا ------- --------- سوچتے اسکا دل ڈوب کر رہ گیا

یہاں آئو ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی ۔۔۔۔۔ اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جو لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر اسے بلا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک سائیڈ پر اسکی ٹانگیں پھیلی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھیں مت دیکھاؤ یہاں آئو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس بار وہ کچھ روب سے بولا کہ معصومہ بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مالی بھی پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ملازم سب اندر محل میں تھے اور یہ دونوں اکیلے گارڈن میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کا دل باہر آنے کو مچلنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیوں وہ خوفزدہ ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔ حالانکہ وہ چوبیس گھنٹے اسکے ساتھ ایک روم میں رہتی تھی پر اب پتا نہیں کیا ہوا تھا کہ ٹانگیں لرز رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ ڈائو بھی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیسی چمک تھی نیلی آنکھوں میں کہ معصومہ کو حواس باختہ کر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اا۔۔۔اندر چلیں ڈا۔۔۔۔۔ مطلب کہ س۔۔۔ سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ تھوڑی دور کھڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔ انگلیاں پٹخانے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ مینے کچھ کہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا بولا

پھر ایک نظر آس پاس پر ڈال کر سوکھے لبوں پر زبان پھیرتی پائوں گھسیٹ کر قریب پہنچی ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ اگلے ہی لمحے سالار نے کلائی سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ سیدھی آہ کرتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے اوپر گری

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے گرد حصار باندھ کر اپنے ساتھ لگایا آ۔۔۔آآپ یہ کک۔۔۔۔کیا کر رہے ہیں ۔۔۔کوئی آجائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ حال سے بے حال ہوتی بمشکل ممنائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اسکی قربت پر سانسیں اکھرنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لگیں

اب یہاں کوئی نہیں آئے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کان میں پہنی چھوٹی سی بالی کو چھیڑتے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی اکھری سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتا اطمینان سے بولا

سس۔۔۔سالار مجھے پ۔۔۔پیاس لگی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بروقت اسنے بہانہ تراشا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اسے کیا پتا تھا جان سولی پر لٹک جائے گی

مجھے بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ذو معنی بھاری لہجہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کا دل حلق میں دھڑکنے لگا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سس۔۔۔۔۔سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے خود پر جھکتے دیکھ کر وہ صرف اتنا ہی بول سکی
۔۔۔۔۔۔۔۔

پر سالار۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اتنے سے لفظوں نے بہت کچھ جتا دیا تبھی محض اسکی لرزتی پلکوں اور کانپتے لبوں کو دیکھ چھوڑدیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے نا آئو دیکھا نا تاؤ جھٹکے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے اٹھ کر وہاں سے بھاگ آئی
اور روم میں آکر اپنا بگڑا تنفس بحال کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا چہرا اسکی سانسوں کی تپش سے لال انگارہ ہورہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی خون چھلک جائے گا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ میںنے کہا دل نرم کردیں -------- آج تو میں اپنی دعا کے ہاتھوں ہی مر جاتی ---------- وہ بڑبڑاتی بیڈ پر گر گئی اور فانوس کو دیکھ کر خود سے بولی

اب میں آپکو کیا بتاتی کہ میں آپکو کیوں دیکھ رہی تھی --------- یہ بتاتی کہ آپ شکل سے حسین دل کے پتھر ہیں --------

نئی اطلاع ہے --------- اچانک قریب سے آواز گونجی اور معصومہ نے جھٹکے سے آنکھیں پھیریں ------- افف خدا ------ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا سامنے شاید اسے سن بھی چکا تھا ---------

آ---آپپ-------بب--- بیٹھیے ------ وہ ہڑبڑا گئی اور جو بولی------- اس پر مقابلے کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا --------اسکے قہقہے پر وہ کھسیا کر لب دانتوں میں دبا گئی ----------اور چور نظروں سے اسے ہنستے دیکھنے لگی کچھ دیر بعد خود ہی ہنسنے لگی ----------

آپ بٹھائیں گی تو بیٹھے گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر معصومہ اور لوٹ پوٹ ہوگئی

سالار اس دلکش منظر کو اپنی آنکھوں میں قید کرنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اب کیا بتاتا اسے کہ اسکے معاملے میں وہ پتھر نہیں احساس ہوجاتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جسے شاید وہ سمجھ نا سکے ۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو ایک ڈر ہے چھین جانے کا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح تنہا نا رہ جانے کا

اب وہ کیا بتاتا کہ اسکے بغیر سانس لینا بھی ایک عذاب لگتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اندر میں گھٹن سی ہونے لگتی ہے جہاں سے وہ چلی جاتی ہے ۔۔۔۔جہاں اسکی خوشبو نا ہوتی ہے وہاں وہ بن پانی کی مچھلی طرح تڑپتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں ہے یہ وہ نہیں جانتا پر صرف اتنا جانتا ہے اگر سانس لینا ہے تو اسکے آس پاس ورنہ یہ سانس بھی حرام ہے

****

تم یہاں کیسے ہو بیٹی ---------- مطلب یہاں کی لگتی تو نہیں شہر کی لگتی ہو تو پھر یہاں گاؤں میں کیسے ---------- خاموش گاڑی میں پاس بیٹھی عورت کی آواز گونجی

پریہا جو عجیب سی گھبراہٹ کا شکار تھی ------ شہروز کو یوں گھٹنوں کے بل بیٹھے دیکھ کر اندر ہی اندر تڑپ رہی تھی آواز پر ہڑبڑا گئی اور اس ساری میں ملبوس لبوں پر رنگی سرخ ---------- لپسٹک منہ میں پان ---------- سونے کی کھان کو دیکھا
وہ تذبذب کی شکار ہوگئی -------- اور اس چالاک عورت کی نگاہوں سے چھپا نا رہ سکا

جی میں یہاں اپنے ایک عزیز کی عیادت پر آئی تھی اور اب واپس جارہی تھی ----- میرا گھر کراچی میں ہے اور بس کی وجہ سے جلدی ہی جانا تھا کہ راستے پر یہ غنڈے لوگ پیچھے لگ گئے ---------- پریہا بول رہی تھی اور وہ عورت پان چباتی عجیب سی نگاہوں سے -------- اسے دیکھ رہی تھی کہ اسے گھن آنے لگی اس سے

ہم کب تک پہنچے گے آنٹی ---------- وہ فکرمندی سے بولی -------- ڈرائیور کی نظریں ---------- فرنٹ مرر سے خود پر محسوس کرتی وہ بے چین تھی

بس بیٹا پہنچنے ہی والے ہیں ---------- اسکی آواز پر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی ----------

اسکے کانوں میں بار بار شہروز کی التجا گونج رہی تھی -------- کیسی تڑپ تھی آواز میں ---------- کیا تھا ----- اگر وہ مجھ سے پیار کرتا تھا تو اتنا رسوا کیوں کیا

---------کک-----کیا ہوا -------- اچانک گاڑی رکنے پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی کچھ بیٹا تم پریشان نا ہو ------- آؤ یہیں پاس میرا گھر ہے میری ایک بیٹی بھی تمہارے جتنی ----- کپڑے بدلو پھر آگے کا سفر طے کرنا ----- میرا ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا ---------- اسے کچھ سوچنے کا بھی ٹائم نا دیا اور دونوں نکل گئے گاڑی سے مجبوراً اسے ---------- بھی نکلنا پڑا

آئو بیٹی پریشان نا ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے شش وپنج میں دیکھ کر وہ بولی تو ناچار اسے بھی قدم ساتھ اٹھانا پڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوٹی سی گلی تھی جسکے باہر گاڑی کی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گلی میں ان تینوں کے سوا کوئی نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پریہا پہلی بار کسی پر بھروسہ کرکے عجیب سی گھبراہٹ اور وحشت کا شکار تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ دل کر رہا تھا چیخ چلا کر بھاگ جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر آگے کے سفر کا سوچ کر وہ مجبور ہوجاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کہاں جا سوئی تھی وہ تیز تراز پریہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت وہ خود کو معصومہ جیسا ڈرپوک فیل کر رہی تھی

اوہ ہو ۔۔۔۔۔۔۔ کون ہے بائی بڑی پٹاخہ چیز ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شازیہ پریہا کو دیکھ کر ریشم بائی کو آنکھ دبا کر اپنے بے ہودہ اسٹائل میں استفسار کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر اگلے ہی پل ریشم بائی کی ابلتی آنکھیں اور پریہا کی سپید پڑتی رنگت دیکھ کر وہ سٹپٹا گئی

ام ساری ساری ------ پریہا نے دیکھا وہ تنگ سلیولیس کرتے چست پینٹ میں اسی عورت کی طرح سرخ لب کیے دعوت نامہ بنی ہوئی تھی --------- پریہا کو خود کے کپڑو ------- میں چیونٹاں چھبتی محسوس ہوئی

شازیہ جاؤ بچی کو اپنا کوئی اچھا سا ڈریس دو تاکہ یہ وہ پہن لے -------- پھر جانا ہے بچی کو جلدی کرو ---------- ریشم بائی کی بھاری آواز پر شازیہ کے چہرے پر معنی خیز ------- مسکراہٹ ابھری

آیئے -------- وہ اسے لیکر مختلف راہداریوں سے گذرتی ایک چھوٹے سے روم میں آئی

آؤ اندر آؤں ------- وہ دہلیز پر کھڑی رہی دل کر رہا تھا بھاگ جاؤ ----- دماغ میں --------- شہروز کی آوازیں

یہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ --------- شازیہ اسے کلائی سے پکڑ کر اندر گھسیٹ لائی

یہ کیا بدتمیزی ایڈیٹ ------- وہ اپنی کلائی جھٹکے سے آزاد کروا کر غصے سے بولی
-------- جس پر وہ ہنسنے لگی ------ پریہا نے ناگواری سے دیکھا

کپڑے کہاں ہیں پلیز دیں مجھے جلدی یہاں سے جانا ہے --------- کمرے پر نظریں
پھیریں جہاں صرف پانی کا جگ اور ایک بیڈ پڑا تھا ------- ساتھ ہی اٹیچ باتھروم
-------کھڑکی نام کی کوئی چیز نہیں تھی ------ اسے گھٹن ہونے لگی

کیا ہاتھ مارا ہے بائی ------- شازیہ اسکی سنہری دمکتی رنگت سرخ لبوں کو دیکھ کر
-------- سراہے بغیر نا رہ سکی --------- سنہری آنکھیں اس پر غضب کرتا غصہ

ہاں بیٹھو میں ابھی لاتی ہوں -------- وہ کہہ کر دروازہ بند کرتی چلی گئی اور پریہا پریشانی
الجھن سے بند دروازے کو دیکھتی رہی ---------- پر اسے نا آنا تھا وہ نا آئی البتہ کچھ
---------- دیر بعد بیہودہ گانے شروع ہوگئے

ہے دروازہ کھولو کہاں ہو ---------- مجھے کیوں بند کیا ہے --------- وہ دروازے ---------کو پیٹتی چلائی

دروازہ کھولو پلیز مجھے جانا ہے --------- کہاں ہو لڑکی --------- پلیز ہیلپ می مجھے یہاں گھٹن ہو رہی ہے کوئی ہے --------- پریشانی کی جگہ بے بسی اور التجاؤں نے لے ----------لی تھی پر دوسری طرف تو جیسے سب بہرے ہوگئے تھے
پاپا میں کہاں پھنس گئی ----- کوئی ہے پلیز ہیلپ می ----- یہ کون لوگ ہیں اور مجھے کیوں یہاں قید کیا ہے --------- وہ چہرا ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

------- مما پاپا ---------- آج پھر دل دکھ رہا تھا
ش--شہروز ------- دل سے ایک سدا آئی ---------- وہ اور بری طرح رونے لگی

اللہ --- اللہ یہ کون ہیں --------- شہروز کہاں ہو ------ دیکھو میں کہاں پھنس گئی ---------- اچانک دماغ میں دھماکہ ہوا --------- اور وہ گھبرا گئی

-------کک---کہیں یہ یہ کک--- کوٹھا تو نہیں

نن------ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا ------- اللہ پلیز یہ میرا وہم ہو ---یہ سب

------- جھوٹ ہو ------ مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچا دے ------یا اللہ

رو رو کر پتا نہیں کتنا وقت گذر گیا ----- پر کوئی نہیں آیا --------- وہ رو رو کر

نڈھال ہوگئی ----- ساری اکڑ بہادری پتا نہیں کہاں چلی گئی --------- کہ وہ صرف

--------- ایک بے بس سی پریہا رہ گئی

دن اور گذرا اسکی التجائیں آوازیں سدائیں دم توڑنے لگی --- حلق سوکھ کر صحرا ماند ہوگیا

------ آنکھیں سوج گئی --------- وہ بیڈ کی پٹی سے سر ٹکائے کسی کھٹکے کے منتظر

تھی کہ کوئی آئے اور وہ بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ جائے ---------- چیر پھاڑ

--------- کر رکھ دے انہیں

.....

کل صبح سے بھوکی ساری رات اور اب پتا نہیں کتنا ٹائم ہوریا تھا ------- وہ سارا روم باتھروم چیک کرکے ٹھک گئی کہ کہیں سے بھاگنے کی جگہ نظر آجائے پر نہیں یہاں اتنی --------- جگہ نہیں کہ کہیں سے چوہا ہی گھس سکے

-------- وہ وقفے وقفے سے دروازے کو پیٹ بھی رہی تھی

ابھی کچھ دیر پہلی ہی کسی لڑکی کی چیخ چلانے کی آوازیں آئیں تھی ------- اتنی ہولناک -------- تھی کہ ایک پل کو پریہا کا دل سکیڑ گیا

شاید وہ کسی غلطی پر معافیاں مانگ رہی تھی ------ اور ساتھ ہی کوئی اس پر وار در وار کرتا گالیاں بک رہا تھا -------- وہ روم اسکے برابر تھا تبھی وہ باآسانی سے سن سکتی تھی

یااللہ اس پر رحم فرما میرے مالک ------- وہ شدت دل سے اللہ کو یاد کرتی رو پڑی

کھٹکے کی آواز پر اسنے چونک دیکھا ایک پل کیلئے اسے کچھ سمجھ نا آیا ----------

بھوک پیاس سے اسکا برا حال تھا سر درد سے پھٹ رہا تھا ------- بمشکل وہ بیڈ کا سہارا ---------- لیکر اٹھی

---------- دروازے سے داخل ہوتے لوگوں کو دیکھ کر اسکی پوری آنکھیں باہر کو آ گئی

ریشم بائی اپنے مخصوص لباس ساری کا پلو سنبھالتی منہ میں پان چباتی اسے گھور رہی تھی ساتھ کھڑا وجود جو یقیناً لکی تھا ------- ہاں یہ وہی تھا جو پریہا کو دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا ---------- پھر آنکھوں میں خبیث سی چمک آئی اور اگلے ہی پل وہ غصے سے بپھر گیا

ریشم بائی یہ ---------- اس سے کچھ بولا نا گیا ----- بھلا یہ کراچی کی بلیک بیلٹ ---------- لڑکی یہاں کیسے

ہاں یہ کراچی جانا چاہتی ہے تو کچھ آرام کے غرض سے یہاں ہے --------- وہ بھنگم ------- قہقہہ لگاتے بولی

--------- پریہا کا دل کیا اسے چیر پھاڑ دے

---------- دل خوش کردیا بائی آپنے بس تھوڑا تو ہاتھ صاف کرنے دیں

---------- تم ---------- یو باسٹرڈ ---------- میں تمہیں جان سے ماردونگی

---------- وہ اس پر جھپٹتی کہ اسے دونوں بازوں سے مضبوطی سے لڑکیوں نے پکڑا

بڑی جان والی ہو-------! چوبیس گھنٹے بھوکی رہ کر بھی وہی حال ہے ----------
ریشم بائی بپھرے لکی کو بازو سے پکڑ کر ایک کونے میں ٹھوکتی اس سے بولی

ذلیل کمینی عورت چھوڑ مجھے پھر بتاتی ہوں ---------- کتنی جان ہے مجھے میں
---------- وہ ایک لڑکی کے پیٹ میں لات مارتی دوسری پر جھپٹ پڑی کہ ریشم بائی کی
----------آنکھیں ابل پڑیں

بائی یہ وہی کمینی ہے جسنے میرا وہ حال کیا تھا ---------- تم چھوڑو پھر دیکھو کیسی ---------- سیدھی طرح بات کرتی ہے

ویسے ڈوز تو دینا ہی ہے نا ---------- لکی کے کہنے پر ریشم بائی نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا ---------- اور اگلے ہی پل وہ بیلٹ نکال کر اسکی جانب لپکا

----------(اب بول (گالی

****

**********❤

بیہودہ عورت جسم فروشی کرتی ہو ----- تم جیسی عورتوں کی وجہ سے ہی دوسری پاک دامن عورتوں کو گالیاں ملتی ہیں -------- وہ زمین پر کراہتی لڑکیوں کو ٹھوکریں مارتی ---------- دھاڑی

مار اسے دیکھ کیا رہا ہے ---------- لکی کو ہاتھ ہوا میں بلند دیکھ کر ریشم بائی چلائی ------ جس پر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا ---------- پر اسکے ساتھ ہی پریہا بھی الرٹ ہوگئی ------ اس سے پہلے کہ لکی اس پر حملہ کرتا پریہا سامنے سے جگ اٹھایا اور اگلے ہی لمحے اس پر وار کرتے لکی کا بیلٹ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کھینچا اور وہ جیسے آگے گرا پریہا ---------- نے وہ جگ اسکی پیشانی پر دے مارا

مجھ پر ہاتھ اٹھائے گا لگتا ہے پہلے کے جوتے بھول گیا ہے ---------- وہ اس پر ---------- برس پڑی ---پھر لاتیں مکے بیلٹ سے اسکی چمری اکھاڑ دی

دونوں لڑکیاں سہمی پیچھے کھسکی ----- ریشم بائی خود ہکا بکا تھی کہ یہ کونسی بلا ہے ------

چھوڑ کمینی تجھے میں دیکھتی ہوں ---------- لکی پر وار در وار کرتی پریہا کو پیچھے سے ---------- ریشم بائی نے پکڑا

ہاں ہاں دیکھ تجھے دیکھاتی ہوں ---------- پریہا آہ اماں کرتے لکی کو چھوڑ کر پیچھے سے بالوں سے پکڑتی ریشم بائی سے بولی اور اگلے لمحے بغیر اسے سنبھلنے کا موقع دئے اسکے گھٹنے پر وار کیا ----------

آہہ ----- گالی -------- وہ کراہ کر لڑکھڑاتی اپنے بھاری بھر کم وزن کے ساتھ نیچے گری --------- پریہا اس پر بھی اپنے ہاتھ صاف کرتی پر اسے یہاں سے بھاگنا تھا تبھی وہ اسکے اوپر سے چھلانگ مارتی باہر نکلی ----------

وہ اسی راہداری سے بھاگتی جاری تھی بغیر پیچھے دیکھے --------- کل صبح جب آئی تھی تو کچھ نہیں تھا اس وقت مختلف مختلف قسم کے لوگ ------- آدھی کپڑوں میں عورتیں

جو جو راستے میں آتا گیا انہیں دھکا دیتی اپنی تیز رفتاری سے بھاگ رہی تھی ---------

کھڑے کھڑے کیا دیکھ رہی ہو ------ پکڑو لڑکی کو بھاگ نا جائے ---------- ریشم بائی کی چنگارتی آواز اسکی سن سماعتوں سے ٹکرائی ---------- اور دوسرے ہی پل وہ ---------- پورا گھیر چکی تھی

چھوڑو مجھے پلیز مجھے جانے دو -------- تم لوگ نہیں جانتی میرا شوھر اے ایس پی ہے --------- اسے پتا لگ گیا نا تو تم لوگوں کا حشر کردیگا ---------- وہ چلاتی ہاتھ ---------- پاؤں مارتی کمزور سی کوشش کر رہی تھی

چٹاخ ---چٹاخ -------- ریشم بائی کا بھاری ہاتھ اسکی نازک رخساروں پر نشان چھوڑ گیا ---------

تیرے جیسی بھاگی عورت کو اب وہ تھوکے گا بھی نہیں ---------- تیرا تو میں ایسا حشر کروائوں گی کہ موت کی بھیک مانگے گی ---------- وہ اسکے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنے لگی -------- اور پریہا میں اتنی ہمت نا تھی کہ خود کو چھڑوانے کی کمزور ہی ----------کوشش کرتی

وہ اسے گھسیٹتی اسی روم میں لائی اور نیچے پھینک دیا ---------- اسکا دوپٹا کہیں ---------- گر گیا تھا اور اب وہ بغیر دوپٹے کے نیچے پڑی تھی

دفع ہو تم دو مجھے ----- (گالی) ایک لڑکی نا سنبھالی گئی تجھ سے ---------- وہ لکی ---------- کو دھکا دے کر اسکے ہاتھ سے بیلٹ لیکر خود ہی پریہا کی جانب مڑی

---------- اور اگلے پل اپنی پوری طاقت سے کئی بیلٹ اسکے بے ہوش وجود پر مارا وہ اسے پیٹتی رہی ---- اور دروازے پر کافی رش ہوگیا تھا --- اتنے دنوں بعد آج پھر بائی غصے میں آئی تھی ----- اس لیے سب جما تھے ----- اور جو ڈرپوک تھی وہ اپنے کمروں ---------- میں دبکی بیٹھی تھی

------- بائی ----- بائی ------ شازیہ ہانپتی کانپتی وہاں پہنچی
---------- کیا ہوا کیوں بھونک رہی ہے --------- بائی پلٹ کر اس پر دھاڑی

پربہا نیچے پڑی کراہ رہی تھی ---------- اس پر اتنے وار کیے گئے تھے کہ اب بدن میں درد بھی محسوس نہیں ہورہا تھا ---------- اپنے بدن کو چھپانے کے واسطے وہ گٹھری کی طرح پڑی تھی ---------

جگہ جگہ سے کپڑے پھٹ چکے اور جسم سے خون رس رہا تھا ---------- وہ زمین پر پڑی شدید تشدد کے باعث لرز رہی تھی ---------- کوئی دیکھ افسوس دکھ کر رہا تھا تو کوئی ہنستا نخوت سے مزاق اڑا رہا تھا ----------

آج تک بائی کے کوٹھے سے کوئی بھاگ سکا ہے جو یہ چڑیا جیسی لڑکی بھاگنے چلی تھی -------- عزت سے ساری رات بیٹھا کر رکھا تھا اس کا یہ نتیجا دے رہی تھی ---------- ایک اسے دیکھ کر بولی تو دوسری جو ساتھ کھڑی تھی اسکی تائید کی --------

اور نہیں تو کیا ------- ہمارے آتے گاہکوں کے حوالے کردیا گیا ------ اور اسے چوبیس گھنٹے مہارانی کی طرح بیٹھا کر رکھا ---------- اب اسکا تو یہی نتیجا ملنا ہی تھا

دفع ہو جاؤ سب ---------- بائی کے چلانے پر سب سہم کر وہاں سے بھاگی

سن شازی آج جو بھی گاہک آئے ------ ڈال دینا اسکے سامنے ------ آج ہی نوچے گا تو کل صبح عقل ٹھکانے آئے گی ---------- اس سے مجھے آگے بہت امیدیں ہیں --------- وہ خباثت سے اسکے لرزتے وجود کو دیکھ بولی تو شازیہ اثبات میں سر ہلایا اور ---------- نخوت سے اسے دیکھا

تو کیوں یہاں کھڑے ہو چل دفع ہو ---------- اسنے لکی کی آنکھوں میں شیطانیت ---------- دیکھ کر لات ماری

بائی اسے میرے حوالے کردے کل تک پوری سیدھی مل جائے گی ---------- وہ ---------- خباثت سے اسے دیکھتا بولا

بھاگ (گالی) تاکہ ایک بار پھر وہ تیرے سے بھاگ جائے -------- وہ اسے باہر دھکیلتی ---------- دروازہ بند کرگئی

تو کیا بولنے والی تھی شازی ---------- وہ لکی کی التجا کو نظر انداز کرتی ساتھ چلتی ---------- شازی سے مخاطب ہوئی

شازیہ کا ایکدم چہرا سپید پڑا ------ اس سارے ڈرامے میں وہ اصل بات تو بتانا بھول ------- گئی

---------- اب بول بھی ------- بازو سے جھنجھور کر کہا

وہ۔۔۔وہ بائی آ۔۔آپ کے کل صبح والی گاڑی پر پولیس نے چھاپا مارا ہے جسے میں ہمارے آدمی اور ساری لڑکیاں پکڑیں گئی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جیسے لکی اور ریشم بائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے سر پر دھماکہ کیا

کیا بھونک رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لکی نے اسکے بالوں سے پکڑ جھٹکا دیا کہ وہ کراہ کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سچ کہہ رہی ہوں ابھی اطلاع ملی ہے ۔۔۔۔۔ وہی بتانے آئی تھی کہ بائی نے بات ہی ۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں سنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لکی سے اپنے بال چھڑوا کر پوری بات بتانے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھا

آپ فکر مت کرو بائی میں سب سنبھال لوں گا اور ویسے بھی اس کوٹھے کا کسی کو نہیں پتا ۔۔۔۔۔۔ آپ ٹینشن نا لیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے بھرپور تسلی دے رہا تھا پر دل خود کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لرز رہا تھا پر

اس وقت تو اسکے وقت تو اسکے حواسوں پر پریہا چھائی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس تک کیسے بھی کرکے رسائی حاصل کرنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو جانتا تھا بائی کسی قیمت پر اسے ۔۔۔۔۔۔ حاصل کرنے نہیں دے گی ۔۔۔۔۔۔ اسے ہی کچھ کرنا پڑیگا

آخرکار پہلی نظر کی تڑپ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بائی کی پیٹھ دیکھ کر بڑبڑایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو ۔۔۔۔۔۔۔۔ حواس باختہ تھی

.....

ہیرو اب بس کرو میں ٹھک گئی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسلسل کا بس بس کہتی اس بار حیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ واقعی جھنجھلا گئی

اتنی دھیر ساری شاپنگ کی تھی کہ اسکے دونوں ہاتھ بیگز میں فل تھے ۔۔۔۔۔۔۔ پھر بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں کچھ نا کچھ دیکھ رہا تھا

کیا کروں میری جان جو بھی دیکھتا ہوں یہی گمان ہوتا ہے کہ یہ صرف تمہارے لیے بنایا گیا ہے اور صرف تم پر سوٹ کریگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب اس میں میری کیا غلطی ہے تم ہو ہی بے مثال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بیچارگی سے کہتا اسے سب سے نظریں بچاکر آنکھ دبا گیا

--------- حیا ایک پل کے لیے سٹپٹا گئی -------- اور چہرا سرخی سے لال ہوگیا

یہ کیا بدتمیزی ہے ولن کے بچے --------- وہ سرگوشی میں کہتی اسکے بازو میں چٹکی
------- کاٹنے لگی

افف یار میرے بچے کہاں ہے ابھی تو بیوی خود بچی ہے تم دعا کرو ہوجائے یہ نیک کام
-------- وہ مایوسی سے کہتا شرارت سے باز نا آیا ------- حیا کو خود ہی لوگوں کا خیال
------- کرنا پڑا ----- اور انجان بنتی یہاں وہاں دیکھنے لگی
پر اسکے بچے والی بات پر اپنی دھڑکن اور چہرا کا رنگ نا سنبھال پائی --------- مصطفیٰ
---------- نے لوگوں کا خیال کرتے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

اچھا یہ دیکھو ڈریس تم پر بہت خوب لگے گا ہے نا --------- سامنے ہینگ کیے ہوئے
---------- ڈریسز میں وہ اسے میرون ہیوی لہنگے کی جانب اشارہ کرواتے تائید چاہی

حیا کی آنکھیں پھیلی -------- مصطفیٰ وہ دلہن کا ہے اور میں الریڈی شادی شدہ ہوں ------- ------ یہ پہنتے عجیب نہیں لگوں گی

تو یار تمہیں کون کہہ رہا ہے سب کے سامنے پہننا ------- جب میں آؤنگا تو مجھے پہن کے دیکھانا ------- میں تمہیں ایکبار پھر دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہوں -------- وہ اس سے سرگوشی میں کہتے اسکے ارے ارے کہنے کے باوجود وہ ڈریس پیک ---------- کروادیا

--------- اب چلیں گھر سارہ دن گھمایا ہے ---------- گاڑی میں بیٹھتے وہ بولی

بس اب سیدھا ڈنر بھی کرکے چلتے ہیں کسی خوبصورت سی جگہ پر -------- وہ سارے ---------- بیگز پچھلی نشست پر رکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا

اوہ ہو ہیرو آپ بھی نا گھر بھی کر سکتے ہیں اچھا سا ڈنر ------- وہ منہ بنا کر بولی

---------- مصطفیٰ نے مسکراہٹ چھپائی

------- ایسا نہیں ہوسکتا نا ------ ! وہ اسکی چڑچڑاہٹ پر شریر ہوا

----- کیوں- -------! حیا نے گھورا

کیونکہ جانِ مصطفیٰ گھر پر میرا موڈ چینج ہوجائے گا پھر تمہارے لیے ہی مشکلاہٹ ہو گی

---------کیونک

بس بس -- آپ تو پیچھے پڑ جاتے ہیں --------- وہ اسکے ذومعنی جملے سے سٹپٹا کر ٹوک

--------- گئی --------- مصطفیٰ قہقہہ لگا اٹھا

---------- کافی رات ہوگئی ہے --------- وہ ماحول بدلنے کیلئے بولی

ہاں ------- تمہارے ساتھ زندگی گذرنے کا پتا ہی نہیں چلتا --------- پر میں اور

ہزار سال تمہارے سنگ جینا چاہتا ہوں -------- وہ اسکے گود میں رکھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ

------- میں لیکر گھمبیر آواز میں بولا

ہیرو کیا میں بوڑھی ہوجائوں گی تب بھی آپ مجھ سے اتنا ہی پیار کریں گے ---------
--------- حیا کو اپنے بوڑھاپے کی فکر ستانے لگی ---- اسکے کندھے پر سر رکھ بولی

ہاہاہاہا۔ ------- مصطفیٰ اسکے انوکھے سوال پر قہقہہ لگا اٹھا --------- حیا نے اپنے
---------- اتنے سیریس سوال کے رد عمل پر خفگی سے اسے دیکھا
یس مائے جان پھر تو میں تم اور زیادہ محبت کروں گا ------- وہ محظوظ ہوتے بولا

--------- وہ کیوں -------- حیا نے خوش ہوتے پوچھا

کیونکہ پھر تو ہمارے بچوں کے بھی بچے ہوں گے مجھے ڈر ہے کہیں وہ تم پر قبضہ نا کر جائیں -------- تبھی تمہیں اپنے مضبوط بازوں میں لیکر سب کو سمجھادوں گا کہ یہ صرف میری جاگیر ہے ------- ۔ یہ تو پھر دور کی بات ہے میں تو اپنے بچوں کو بھی تم ---------- پر قبضہ نا کرنے دوں

اور یہ واضح سمجھا دوں گا کہ مما کو نو کس نو ہگ کیونکہ یہ صرف انکے بابا کا حق ہے رائیٹ ---------- ------- وہ اپنی کہہ کر منہ کھولے سنتی حیا سے تائید چاہی

آ۔ ۔آپ ایک نمبر کے -------- وہ اس سے دور ہوتی کچھ بڑا بولنا چاہتی تھی پر خفت ----- سے کچھ بول ہی نا پائی

میں ایک نمبر کا رومینٹک آدمی ہوں رائٹ یہی کہنا چاہتی تھی نا تم ---------- وہ ہنستا اسکی بات مکمل کرنے لگا اور حیا حیا سے بے حال ہوتی اسکی بازو پر مکہ مارنے لگی

---------- تب ہی مصطفیٰ نے ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کی اور خود نکل کر اسکی طرف آیا اور ایک مخصوص بیگ نکال کر گاڑی لاک کرتے اسکا ہاتھ پکڑ ---------- کر آگے بڑھا

رسیپشن پر کھڑی لڑکی سے اسنے ایریا اور روم نمبر کا پوچھا جس پر وہ پروفشنل انداز میں مسکرا کر اسے بتانے لگی -------

مصطفیٰ تھنکس کہتا اس سے کی لیکر ہونق بنی کھڑی حیا کو اپنے ساتھ لیکر آگے بڑھ گیا

ہہ---ہم تو ڈنر کرنے والے تھے پھر یہاں کہاں آگئے ہیرو -------؟ روم میں آکر وہ بالکل الجھ گئی --------

ریلیکس میری جان صرف کچھ منٹس ادھار دیدو ---- اور جلدی سے یہ پہن کر آجاؤ --------- وہ اسے ایک بیگ دیتا بولا ------- حیا صرف ایک نظر اسے دیکھ کر جس کی گرے آنکھوں میں انوکھی چمک تھی ------- وہ سر ہلا کر بیگ لیکر باتھ روم میں گھس گئی --------

--------- وہ جب باہر آئی تو صوفے پر بیٹھا میگزین دیکھتا مصطفیٰ مبہوت سا کھڑا ہوگیا سامنے ہی جھجھکتی ریڈ فل بلاؤزر پر بلیک ساڑھی جس پر نفیس سا ریڈ کام کیا ہوا تھا ---------- کھلے کالے بال وہ سر جھکائے باہر آئی

ہیرو عجیب سا فیل ہو رہا ہے ------ پہلی دفعہ پہنی ہے نا گر نا جائوں ------- وہ جھنجھلائی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اسکے سامنے آئی --------- اسکی باتوں پر مصطفیٰ اسکے ------- نازک سے سراپے سے نظریں چرائے اسے دیکھنے لگا

وہ اسے لیکر آئینے کے سامنے آیا کچھ پل تو حیا خود ، خود کو دیکھ کر پلک جھپکانا بھول گئی --------

بھئی نظر نا لگا دو میرے پاس صرف ایک ہی ہے --------- وہ اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا کہ حیا گڑبڑا کر نظریں جھکا گئی --------- پھر جملہ سمجھ آنے پر غصے سے --------- اسے گھورنے لگی

تو آپکا کیا مطلب ہے کتنی چاہتے ہیں آپ --------- وہ ایک پل میں چھوئی موئی سے خونخوار بن گئی ------- ایک بات یاد رکھنا ولن نا ہو تو اگر میرے پیٹھ پیچھے کسی سے چکر --------- چلایا تو سر پر ایک بھی بال نہیں رہے گا

ہاہاہا ---- یار خدا کو مانو پگلی میں صرف تمہارا ہوں اور تمہارا رہوں گا کیوں یہ شک رکھتی ہو
--------- وہ اسکے بالوں پر برش کرتے پیار سے بولا تو حیا ایک ادا سے مسکرائی
---------- تب مصطفیٰ کا دل کیا ایک پیار بھری گستاخی کردے پر اسکی یہیں ادائیں
---------- تو جان لیتی تھی تبھی خود پر جبر کیے کھڑا تھا

پھر حیا اسکے بہت اسرار پر لائٹ سا میک اپ کیا اور بلیک ہی نازک سی سینڈلز پہن کر
-------- اسکے برابر آئی

اب تمہیں پتا ہے میرا دل کیا کہہ رہا ہے -------- اسے سر سے پاؤں تک گہری نظروں
--------- سے دیکھتے بولا

------؟؟ کیا
یہی کہ سارے پلانز پر لات مار کر گھر چلیں پڑیں ---------- اسکے گرد شال ڈال
------ کر معنی خیزی سے بولا ------ حیا جھینپ گئی

--------؟ یہ شال کیوں ہیرو
کیونکہ تمہیں صرف دیکھنے کا حق مجھے ہے میری ننھی جان -------- اسے اپنے ساتھ
--------- لگائے روم لاک کرکے باہر نکلا ---------- اور واپس گاڑی میں بیٹھا

--------- اب کہاں -------؟ شال درست کرتی وہ بولی

اب منزل کی طرف -------- وہ خوبصورتی سے مسکرا کر بولا ----اور گاڑی سٹارٹ کردی
--------- حیا مسکراتی اسے دیکھنے لگی ---------- جس میں اسکی زندگی سانس لیتی تھی

.....

کیا کرتے رہتے ہیں آپ سالار میں بہت بور ہو رہی ہوں --------! وہ اسکے ساتھ بیڈ پر ٹھ
بیٹھ کر گود سے لیپ ٹاپ چھینتی اسے بند کرکے سائیڈ پر رکھا اور ناک چڑھا کر بولی

سالار کچھ پل تو حیران اسکی بے تکلیفی کو سوچتا رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر ایک گہرا سانس لیکر خود کو پرسکون کیا ۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے ذرا بھی پسند نہیں ہوتی تھی اپنے کام میں کسی کی مداخلت ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں بور ہورہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔ اب ایسے ہی لائف گذرے گی میرے ساتھ ۔۔۔۔ اس لیے عادت ڈال لو خود میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ کا رنگ پھیکا پڑگیا اسکے سڑے لفظوں پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا یہاں آؤ کوئی مووی دیکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ فوراً اسکی رنگت کو دیکھ کر سنبھل گیا اور اسے اپنے ساتھ لگا ریموٹ سے سامنے دیوار میں لگی بڑی سی اسکرین کو اسٹارٹ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی اپنے پسند کی مووی بتائو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے آنسوں چھپاتے دیکھ کر پیار سے پچکارہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر اس سے دور ہٹ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کھل کر مسکرایا اسکے ناراض ہونے پر

اوہ پر یہ تو کوئی مووی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بالوں سے کھینچ کر کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو وہ گھبرا کر اور دور ہٹی ۔۔۔۔۔۔ نہیں دیکھنی بس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر مجھے دیکھنی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کر واپس کھینچ لایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور گرفت ایسی سخت تھی کہ وہ چوں چراں بھی نا کرسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خاموشی سے آنسوں پیتی لب کچلتی اٹھ کر بیٹھ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکرین پر اپنی مطلوبہ مووی شروع ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور معصومہ اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ اسکی جانب متوجہ ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کھلم کھلا ناراضگی کا علان تھا

--------- پر موصوف کو پروہ کب تھی -------- تبھی کبھی کبھی اضطراب کی
---------- کیفیت میں لب کچل دیتی

---------- اور سالار خاموش سا اپنے مطلوبہ تاثرات کے انتظار میں تھا

کچھ ہی دیر میں ماحول بہت گھمبیر ہوگیا تھا -------- اسکرین پر چلتی مووی پر معصومہ
--------- کی آنکھیں پھیلی پڑیں تھی اور سالار بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیے بیٹھا تھا

سس---سالارر---------- پیچھے کھسکنے کے ساتھ اسکی کپکپاتی آواز پر سالار نے
---------- کوئی جواب نہیں دیا

سسالار یہ اسے مار ک--کیوں رہے ہیں او---اور ہاتھ مم---میں خنجر ---------
اسکرین پر ہارر سین چل رہا تھا اور معصومہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے ----------
اسنے ٹھیک طرح کبھی کوئی ڈرامہ نہیں دیکھا تھا اور یہ تو پھر بھی ہارر مووی جس کے الف
---------- ب سے وہ انجان

آ۔۔آپ کک۔۔۔کچھ کہہ کیوں نہیں رہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لرزش کرتے ہاتھ کو آپس میں مسلتے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتی پلکیں چھپکا جھپکا بولی ۔۔۔۔۔۔۔ حال ایسا تھا کہ ابھی رو دے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں دیکھنی ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لوگ آپس میں مار کٹ کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔یہ تو جانوروں سے بھی برے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایکدم اسکرین کی طرف پیٹھ کیے بہت ضبط سے گویا ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پر اگلے پل اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ سامنے والا بھی بالکل سنجیدہ اسکے چہرے کو گھور رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے سے چیخیں اور آگے سکوت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سس۔۔۔۔ سالار کک۔۔۔کیا ہوگیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں دیکھتی سپید رنگت کے ساتھ استفسار کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

---------- بھوت --------- وہ ایکدم اسے اپنے برابر گرا کر اس پر جھک آیا

---------- کیا ہو گیا ہے آپ کو ---------- وہ آنکھیں میچیں چیخ پڑی

مجھے تمہارا خون پینا ہے -------- میں پاگل ہوگیا ہوں تمہارے سحر میں جکڑ گیا ہوں
---------- --------- وہ اسکی گردن پر جھک کر اسکی جان ہوا کر گیا

آہہہ------- پلیز پلیز سالار میں مر جائوں گی ---------- بھوت بھوت
--------- معصومہ ایکدم چیخنے لگی ------- اور ہاتھ پیر مارتی اس پر جھپٹ پڑی

ہاہاہاہا ---------ہاہاہاہا سالار قہقہہ لگا کر دور ہٹا ------ اور معصومہ دھک دھک کرتے
--------- دل کے ساتھ رونے میں مصروف تھی

---------- اوہ مائے ڈارلنگ --------- وہ ہنستہ اسے خود سے لگا گیا

دور ہٹے مجھ سے ----- آج میں مر جاتی تو آپ تو خوش ہوجاتے --------- آپ بہت برے ہیں سالار --------- نہیں کرتی میں بات ---------- وہ ہچکیوں سے روتی ---------- بڑبڑا رہی تھی

---------- اور سالار اسکی حالت پر پریشان سا ہوگیا

افف سوری سوری مائے بے بی --------- آئی ایم سو سوری پلیز ڈونٹ کرائے مائے ڈارلنگ --------وہ ایکدم اسے اپنے سینے سے لگائے پیٹھ سہلانے لگا ---------- اور ---------- معصومہ بالکل حیران تھی اسکی سوری پر

اوہ مائے گاڈ تمہارے بالوں کو کیا ہوا ہے ---------- وہ اسکے الجھے بال پیٹھ پر دیکھ ---------- کر بولا

دیکھ نہیں رہے الجھ گئے ہیں ---------- وہ ہتھیلیوں سے چہرا صاف کرتی اس سے دور ہوئی ---------

چلو میں سلجھا دیتا ہوں ---------- وہ پیار سے کہتا اسے حیران در حیران کرنے پر مجبور تھا ---------

مجھے سونا ہے ---------- وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی لیٹ گئی ----------

---------- سالار ایک پل تو خاموش رہ گیا اور اپنے جھٹکتے ہاتھوں کو دیکھنے لگا

تمنے ایسا کیوں کیا ---------- وہ اسکے چہرے کمبل ہٹا کر سرد آواز میں بولا ---------

کک---کیسا -----؟؟ معصومہ ایک پل کو سہم سی گئی ----------

--------- تمنے میرے ہاتھ ---------- وہ غصہ ضبط کرتا جملہ ادھورا چھوڑ گیا

ت---تو آپنے مم-- مجھے ڈرایا --------- اسکی آنکھیں پھر پانیوں سے بھر گئی
--------- اور لب لرز رہے تھے -------- وہ کچھ پل تو اسے دیکھتا رہا اور پھر پلٹ کر
---------- لمبے لمبے ڈگ بھرتا روم سے نکلتا چلا گیا

اور معصومہ کا تو مانو کاٹو بدن میں لہو نہیں ---------- وہ بالکل خوف سے زرد پڑ گئی

ک--کیا وہ پھر سے پہلے جیسا ہوگیا ہے ---------- کمبل کو مٹھیوں میں جکڑے
--------- بے ساختہ سوچ آئی

**********❤

تم مجھے سے بات کیوں نہیں کر رہی ہو -------- ڈریسز ہینگ کرتی پری سے وہ جھنجھلا
--------- کر بولا پر جواب ندارد

میں تم سے کچھ بول رہا ہوں کب تک ایسے رہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ سے ڈریس چھین
۔۔۔۔۔۔۔۔ کر پھینکا اور جھٹکتے سے اسے وارڈروب سے لگا کر غصے سے گویا ہوا
جب تک میری بیٹیاں میری آنکھوں کے سامنے سہی سلامت نا آجائیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اطمینان سے بولی بغیر اسکی ضبط سے سرخ آنکھوں میں دیکھے

کہہ تو رہا ہوں ہماری بیٹیاں آجائیں گی ، کم از کم تم تو میرے ساتھ ایسا کرکے پاگل نا بنائو
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چیخ کر بولا

کب آئیں گی جب میں رو رو کر مر جاؤں گی تب ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ناراض ہوگئی ہے آپکی
وجہ سے ۔۔۔۔۔ دوسری کا پتا نہیں ۔۔۔۔۔۔ اگر آپکو پتا بھی ہے تو کچھ کر نہیں سکتے
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کیوں آخر آپ چپ ہیں
۔۔۔۔۔۔ کیا میرے مرنے تک کا انتظار کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر لاکر میری میت
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بسس کرو
پاگل ہو گئی ہو جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر دھاڑا

ہاں ہوگئی ہوں میں پاگل، اپنی ممتا کے ہاتھوں پاگل بن گئی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر آپکو تو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کہ وہ آپکی بیٹی ہوتی تو آپکو فرق پڑتا۔۔۔۔۔۔۔۔! پر مینے اسے اپنی بیٹی سے بڑھ کر چاہا ہے اگر وہ مجھے نہیں ملی تو میں زھر کھالوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں کہتی جھٹکے سے وہاں سے بھاگتی باتھروم میں بند ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔ اور شہریار وہیں ساکت کھڑا رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔؟ مشال پری کے چیخنے کی آواز پر آئی تھی اور اب شہریار کو خاموش کھڑا دیکھ کر فکرمندی سے پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔ کچھ نہیں تم جاکر آرام کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ نیچے جھک کر ڈریس اٹھاتا ٹوٹے لفظوں میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشال کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی پھر لب بھینچ کر باہر آگئی ------- اور گہرا سانس لیکر ---------- انکی خوشیوں کی دعا کرتی عائمہ بیگم کے روم کی طرف مڑ گئی

باتھروم کے بند دروازے سے لگی پری کو جب اپنے سخت لفظوں کا احساس ہوا تو وہ دل تھام کر رہ گئی ---------- بھلا اس سے زیادہ کون جانتا تھا کہ شہریار معصومہ کو کتنا ---------- چاہتا ہے
اسکے چاچا اور کزنز سے کیسے چھپاکر رکھا ---------- کبھی کبھی تو اپنی جان سے کھیل ---------- جاتا تھا اپنی بیٹیوں کے لیے اور اسنے کیا کہہ دیا

شہریار---------- پری گھبرا کر باہر نکلی ------ پر وہاں کوئی ہوتا تو جواب ملتا ---------- دروازہ کھلا تھا اور وہ شاید کہیں چلا گیا تھا ---------- غصے میں وہ پتا ---------- نہیں کتنا غلط بول گئی

آخر وہ ٹھیک ہی تو تھا ایک طرف دونوں بیٹیاں دوسری طرف خود بھی جب سے معصومہ گئی تب سے بات کرنا بند کردی ----- اسکے کہنے پر روم میں تو آگئی پر اس سے بات کرنا

گوارہ نا کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ پاگلوں کی کبھی اپنی ڈیوٹی کبھی پریہا کبھی معصومہ اور کبھی اسکی وجہ سے پریشان رہتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت تو مجھے آپکا ساتھ دینا چاہیے تھا ۔۔۔۔۔۔ پر مینے کیا کہہ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ وہی بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

.....

گاڑی ایک سنسان جگہ پر اندھیرے میں روکی ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا تو اندھیرے کو دیکھ کر سٹپٹا گئی ۔۔۔۔۔۔۔

ہیرو کیا یہاں ہم کوئی ہارر مووی کی شوٹنگ کرنے آئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سہمی آواز پر مصطفیٰ نے اسے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

لگلے پل اسکی اڑی رنگت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانم تم بھی کبھی کبھی سائکو لگتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کوٹ پہن کر فرنٹ مرر میں انگلیوں سے بال سیٹ کرکے اسکی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی حیرت سے

۔۔۔۔۔۔۔۔

؟۔۔۔۔۔۔کیا دیکھ رہی ہو

یہی کہ آج آپکی حرکتیں سائکو انسان کی لگ رہی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر حساب برابر کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو آج لگ رہا ہے ۔۔۔۔۔ میں تو تب سے سائکو ہو گیا جب تم سے شادی کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستا اسے چھیڑنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسا ہے تو شادی ہی ناکرتے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو کرنی تھی نا ۔۔۔۔۔۔!اسکی طرف آکر ڈور کھولتے بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں ۔۔۔۔۔۔۔۔؟ ہاتھ بڑھاتے پوچھا ۔۔۔۔ ناراضگی ہنوز قائم تھی

کیونکہ تمہارے بنا جینا بھی کوئی جینا ہے --------اسکی کمر کے گرد حصار ڈالتے محبت ---------- سے چور لفظوں میں بولا

میں اتنی خوش قسمت کیوں ہوں مصطفیٰ ------؟ اسکی محبت پر وہ بھرائی آواز میں بولی -------

کیونکہ تم حیا ہو ---------- وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی ---------- اور مصطفیٰ ---------- اسے چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیا

سامنے دیکھو ---------- وہ جھک کر بولا تو حیا اسکی سرگوشی پر مسکرا کر سامنے دیکھنے لگی ---------- اور دیکھتی رہ گئی

دونوں اطراف میں سفید پردے اور پھولوں سے مصنوعی دیوار بنائی گئی تھی -------- اور راستہ سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا جو سیدھا ایک ٹیبل اور برابر رکھی چیئرز پر ختم تھا

-------- اسکے چاروں طرف سرخ سفید پردے لگے تھے اور پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھی --------- رات کا وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور فضا میں رچی دلفریب پھولوں کی ---------- خوشبو

حیا نے مصطفیٰ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ایک گہرا سانس لیکر خوشبو کو اپنے اندر -------- اتارا

!-------- چلیں جانِ مصطفی

اسکے قدم کے ساتھ حیانے بھی قدم اٹھایا ------ خوشی سے سرخ چہرا دمک رہا تھا ہوا میں -------- اڑتے بال مصطفیٰ کے چہرے سے لگ کر شرارت پر آمدہ تھے

ہیرو یہ سب میرے لیے --------- وہ بے یقینی سے ننگے پاؤں پھولوں پر چلتی بولی --------

آں ----- جہاں تک مجھے دیکھنے میں آرہا ہے یہاں کوئی دوسری بیوی نہیں -------- ------- مجھ غریب کے پاس صرف ایک ہے

کوئی لاکر تو دیکھائیں ------- وہ پل میں غصہ ہوگئی ----- مصطفیٰ خوبصورتی سے ہنس دیا

--------- چیئر کھسکا کر اسے بیٹھایا اور دوسری طرف خود آکر بیٹھا

تو بتائیں جناب کیسی لگی ڈنر کی جگہ ---------- وہ اسکی پلیٹ میں کھانا نکالتے پوچھنے لگا

الفاظ نہیں ------- بہت بہت بہت زبردست --- مینے تو کبھی یہ تصور نا کیا تھا کہ
--------- اتنی زبردست جگہ پر ڈنر کرونگی --------- وہ چہکتی بولی

مصطفیٰ مسکرادیا --------- نارملی تو لوگ اس ماحول میں لٹکے جھٹکے لگاتے ہیں پر تمہیں پتا
ہے نا مجھے وہ سب نہیں پسند اس لیے صرف ڈنر کریں اور ماحول کے سحر میں گم ہوجائیں
--------- بس اس سے زیادہ مجھ پاگل پن لگتا ہے

--------- اسکی بات پر حیا مسکرادی آسودگی سے

دونوں نے محبت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ڈنر کیا اور ایک ساتھ وقت گذار
---------- کر واپس تین بجے لوٹے

حیا تو آتے ہی بیڈ پر گر گئی ------ مصطفیٰ ارے ارے ڈریس تو چینج کرو کہتا رہ گیا پر وہ
--------- نیند میں ڈوب گئی تھی

مصطفیٰ اسے آدھے بیڈ اور آدھی نیچے لٹکتے دیکھ ہنس پڑا --------- اور چینج کرکے اسے
--------- اپنی باہوں میں لیکر آنکھیں موندلیں

صبح نو بجے کی فلائٹ تھی اور وہ پیکنگ کرچکی تھی ------ تبھی ریلیکس ہوکر کچھ دیر آرام
--------- کے غرض سے لیٹ گئی

.....

وہ کافی دیر بیٹھی رہی ---- جب وہ نہیں آیا تو ہمت کر کے اٹھی اور دوپٹہ درست کرتی روم سے باہر نکل آئی ------ برابر کے روم پر نظر ڈالی تو اسے بند دیکھ کر سکھ کا سانس ------ لیا

وہ یہاں وہاں دیکھتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نیچے جانے کی سیڑھیوں پر تھی کہ اچانک ---------- ٹھا کی آواز پر وہ اچھل پڑی

آواز پیچھے سے آئی تھی -------- معصومہ نے اندازہ لگایہ تو اسکا رنگ سپید پڑ گیا کیونکہ ----------آواز پپی والے روم سے آئی تھی

-------- خوف کی سرد سی لہر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی

اتنے بڑھے گھر میں اکیلے اکیلے رہ کر یہ خود کو سچ مچ کا بھوت سمجھنے لگے ہیں ------ اور اب مجھے بھی اٹھا کر لے آئیں ہیں کہ بھوتنی کا کردار ادا کروں ------ وہ بڑبڑاتی واپس -------- اسی روم کی طرف قدم گھسیٹے

لگتا ہے تارے گردش میں ہیں ۔۔۔۔۔ یااللہ دوسرے مطلب والا رحم فرمانہ پلیز

۔۔۔۔۔۔۔

وہ آکر دروازے کے سامنے رکی کپکپاتی ٹانگوں ۔۔ لرزتے ہاتھوں سے جائے ناجانے کا ۔۔۔۔۔۔ سوچنے لگی

اندر پتا نہیں کونسی جنگ عظیم چل رہی ہے ۔۔۔۔۔۔ آخرکار ہمت کرکے دروازہ دھکیل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر اندر داخل ہوئی

پہلے پہل تو اسے کچھ سمجھ نا آیا اور جب آیا تو آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے

۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ ہر طرف نیچے فائلز بکھریں پڑیں تھی کشنز پھٹے بیڈ شیٹ آدھی نیچے اور آدھی اوپر ۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ ہر چیز تہس نہس تھی یہاں تک کہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ بھی

سس۔۔۔۔سالار یہ کسنے کک۔۔۔کیا ۔۔۔۔۔۔ خوف سے سرد پڑتی الٹا اس سے پوچھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جو چیئر پر بیٹھا چبھتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

مجھ سے زیادہ تمہیں پتا ہوگا ---------- دھیمی آواز آئی------- معصومہ کا دل حلق ---------- میں دھک دھک کرنے لگا

لرزتے لبوں پر زبان پھیرتی چور نظروں سے یہاں وہاں پپی کو ڈھونڈنا چاہا جو پتا نہیں کہاں ---------- تھا

وہ گارڈن میں چلا گیا ہے جاکر لانا چاہتی ہو تو لے آئو ---------- اسکی آواز پر وہ ہڑبڑا ---------- گئی

نن---- نہیں --- میں تو ایسا نہیں چاہتی --------- حواس باختہ ہوتی ایکدم نیچے جھک ---------- کر فائلز سمیٹنے لگی --------- سالار حیران اسے یہ سب کرتے دیکھنے لگا

---------- کیا کر رہی ہو اٹھو -------- حالت کے پیش نظر نرمی سے کہا

---------- اور معصومہ اسکی نرمی محسوس کرتی وہیں ہاتھوں چہرا چھپائے رو پڑی

--------مم---- مینے اسے کہا اا---ایسا مم---مت کرنا پھر بھی

---------- سالار گڑبڑا گیا اور لپک کر اسکے پاس پہنچا

آئی ایم سوری سالار مینے تو یہ سب سوچا نہیں تھا ----وہ اتنا گگ---گندہ بن گیا ہے مینے سوچا نہیں تھا ------. وہ بھیگے چہرے کو صاف کرتی شرمندہ سی بولی ------ جس --------- پر وہ مسکرادیا

سوری فار واٹ مائے بے بی یہ سب تمہارا ہی تو ہے --------- اسکے ماتھے پر محبت کی --------- مہر ثبت کرتا بولا

آآ----آپ غصہ تھ--تھے نا مجھ سے --- سوری پلیز ------ اسکی آنکھوں میں دیکھتی --------- اپنی غلطی تسلیم کرنے لگی

---------- سالار اسکی معصوم ادائوں پر گہرا سانس لیتا کھل کر مسکرادیا

معصومہ تم سے ایک بات پوچھوں ---------؟ اسکے بھیگی خمدار پلکوں پر نظریں گاڑھے
-------- سنجیدہ ہوا

-------- جج----جی پوچھیں ------- معصومہ اسکے اجازت لینے پر حیران ہوئی

اگر ایک طرف تمہارا پاپا ہو اور ایک طرف میں تو تم کس کے پاس جائو گی ----------؟
معصومہ اسکے اچانک حملے پر گڑبڑا گئی ---------- اور قدرے سہمی نظروں سے اپنے
---------- مقابلے بیٹھے شخص کو دیکھا

ڈرو نہیں صرف جواب دو -------- آج اس جواب سے تمہاری زندگی کا فیصلہ ہے
---------- معصومہ کا سانس رک گیا ----یہ شخص اب کیا چاہتا تھا کیوں یہ گرگٹ
-----کی طرح رنگ بدلتا ہے

پر اگر وہ سننا چاہتا تھا تو اسے فیصلہ کرنا پڑیگا ----------اور جو دل نے فیصلہ لیا اس سے دل کی دھڑکنیں غیر ہوگئی ---------

ایک طرف روح تھی تو دوسری طرف دھڑکن ---------- اسے کسی ایک کو چننا تھا ---------- اور وہ ٹوٹ رہی تھی ------آنکھیں پھر سے برسنے لگی

سالار کی زیرک نگاہوں سے اسکی حالت چھپی نہیں رہ سکی تب بھی بے رحم بنا ہوا تھا

پپ----پاپا ---------- اسکے مدھم جواب پر سالار کا چہرا ضبط سے سرخ پڑگیا ------- ---------- اور معصومہ اسکے سامنے قالین پر بیٹھی مجرم کی طرح سرجھکائے ہوئی تھی

اچانک وہ اٹھا اور اسے جھٹکے سے اٹھاکر بازوں میں بھر لیا پھر ناک کی سیدھی میں چلتا اپنے ---------- روم میں لایا ------- معصومہ اسکے تیوروں سے خوف سے زرد پڑ گئی

یہ اسکو اچانک ہو کیا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر اگلے قدم پر بے ہوش ہونے کے قریب تھی کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے لگا جیسے یہ شخص پاگل ہوگیا ہو

**********❤

سالار نے اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے چیئر پر بیٹھایا اور اسکے بالوں سے ہیئر بینڈ نکال کر برش اٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔ اس دوران معصومہ آنکھیں جھپک جھپک کر اسے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ جو نہایت سنجیدگی سے بالوں کو سلجھانے میں مصروف تھا

تمہیں تپا ہے تمہاری آنکھوں کے بعد مجھے یہ تمہارے سنہری آبشار کنتے پسند ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے سلجھے بالوں میں منہ دے کر وہ خمار آلودہ لہجے میں بولا
میں جانتا ہوں مینے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے ۔۔۔۔ تمہارے نازک احساسات کا قتل کیا ہے ۔۔۔ پر میں پاگل ہوگیا تھا ۔۔۔۔ جب تمہاری ایسی حالت دیکھی ۔۔۔۔ مجھ سے رہا نا ۔۔۔۔۔ گیا کہ تمہیں پھر وہیں چھوڑ دوں

--- تمہارا باپ اچھا ہے --- بہت اچھا

اسنے میرا بہت خیال رکھا پر میں اپنی ضد میں اسے سمجھ نا سکا -------- اگر وہ مجھے ذرا سی امید دیتا تو میں اس امید پر زندگی گذار دیتا پر مجھے وہاں سے جواب ملا اس لیے مینے یہ ------- قدم اٹھایا

میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہو ------ پر مینے جو تمہارے ساتھ کیا ہے اس سب سے بہت کاری ضرب لگی ہے تمہارے دل پر اور میں وہی مٹانا چاہتا ہوں --------- کانپتی معصومہ کا رخ اپنی طرف کرتے اسے دونوں بازوں سے جکڑ لیا --------- وہ صرف حیران پریشان لب کاٹ رہی تھی

تم اپنے پاپا کے پاس جانا چاہتی ہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں --------- کیونکہ اسے ساری زندگی تم میرے ساتھ گذار لو پر پھر بھی کبھی اپنا دل میری طرف سے صاف نہیں کرپاؤ گی ---------- اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام زندگی تمہارے ساتھ گذاروں پر مخلص ہوکر جیسے میرے سارے جذبے تمہارے ہیں جنکا میں بے خوف اظہار کرسکتا ہوں

ویسے ہی تمہارے سارے جذبے میرے ہوں جنکا تم بے خوف اظہار کرسکو

---------- اسے ساتھ لیکر بیڈ پر بیٹھایا اور معصومہ کسی روبوٹ کی طرح ویسا کر رہی تھی --------- اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ سالار ہے --------- کتنے جذبے تھے ----- اسکے لہجے میں

کتنی پیاس تھی اسکی آنکھوں میں اپنے لیے ---------- اسے یقین نا تھا کہ وہ اسے اپنے پاپا کے پاس چھوڑنے کی بات کر رہا ہے --------- ایسا کیا کردیا تھا اسنے صرف ہاتھ ہی جھٹکا تھا اس میں ایسا کونسا اسکا بٹن دب گیا کہ وہ یکسر مختلف ہوگیا تھا

آآ---آپ سچ کہہ رہے ہیں سالار آپ مجھے اپنے پاپا مما کے پاس جانے دیں گے ------ -------- وہ بےیقین ہوئی

یس مائے بے بی ------ میں جان گیا ہوں کہ میں اکیلا ہوں اور اکیلا ہی رہوں گا -------- میں تم سے زبردستی نہیں کرسکتا کیوں کہ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں ------- اب جب تک تم اور تمہارا پاپا راضی نہیں ہونگے میں قطعی مڑ کر نہیں دیکھونگا

-------- وہ ٹوٹا ہوا نہیں لگ رہا تھا پر پتا نہیں معصومہ کو ایسا لگا جیسے وہ بکھرا ہوا ہے

سالار آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں ،آپ اکیلے کیوں ہیں میں تو آ۔۔آپکی بیوی ہوں نا
-------- وہ جھجھکتے ہوئے کہتی اسکے سینے سے لگ گئی بغیر اسکے چہرے پر پھیلی
-------- مسکراہٹ دیکھے

تو کچھ گھنٹے مجھے دے دو -------- مجھے پتا ہے تم جلد ہی مجھ سے الگ ہونے والی ہو
صرف کچھ ٹائم میرے نام کردو -------- میں پرامس کرتا ہوں تمہاری آبرو پر آنچ نہیں
-------- آئے گی
میں صرف کچھ وقت تمہارے ساتھ گذارنا چاہتا ہوں بغیر کسی روک ٹوک کے
---------- وہ اسکے نیکلس پر انگلی پھیرتا بولا --------- معصومہ لب کچل کر رہ گئی
------- اب وہ اسکے لیے اتنا کر رہا تھا کیا وہ اتنا نہیں کر سکتی تھی اور پھر اسنے پرامس
---------- بھی کیا --------- کچھ سوچ کر وہ مسکرادی اور اثبات میں سر ہلا دیا

سالار کھل کر مسکرایا اور اسکی آنکھوں پر باری باری لب رکھ دئے ---------- وہ بالکل چھوئی موئی ہوگئی --------

تھنکس مائے بے بی ---------- وہ کہہ کر اٹھا اور وارڈروب میں سے ایک اوور کوٹ نکال کر اسکے والے کیا اور اسکے سامنے ہی شرٹ اتار کر جرسی پہن لی --------
معصومہ بیچاری جو پہلے سے ہی چھوئی موئی تھی اسکے یوں سامنے شرٹ اتارنے پر سٹپٹا گئی ---------- اور رخ بدل کر کھڑی ہوگئی

ابھی شاید مجھے کسی نے کہا ہے کہ وہ اسکی بیوی ہے ---------- وہ اپنے خول سے نکل آیا تھا اور جی بھر کر مسکرا رہا تھا --------

ہہ- ---ہاں وہ تو میں ہوں ------- وہ کچھ شرما کر کچھ خفگی سے بولی ------- وہ ہنس دیا اور سامنے آکر اسکا دوپٹہ لیا اور اسے اوور کوٹ پہنا دیا ساتھ ہی ایک ٹوپی -------

سالار کی گہری تپش دیتی نظریں اسکے رخسار تمتمانے لگے ---------- سرخ چہرا سفید ٹوپی ------- پر بلیک کوٹ کھلے سنہری بال ----- وہ بالکل باربی ڈول لگ رہی تھی

یہ رات کو کیا ہوگیا ہے سالار ہم کہاں جارہے ہیں -------- وہ شوز پہننے کے بعد الجھ ------- کر پوچھنے لگی

ڈونٹ وری ڈارلنگ، سرپرائز ------ اسے اپنے ساتھ لگائے وہ وال گلاس کے پاس آیا --------- اور قریب لگے بٹن کو پریس کیا تو دونوں اندر لفٹ میں داخل ہوئے

معصومہ کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھی پر اسے اپنا وقت دینے پر وہ خاموش تھی

دل میں ایک چبھن تھی کہ اللہ وہ ہم دونوں کو ایسے کیوں ملایا ------ ہمیں بھی دوسرے لوگوں کی طرح سب کی رضا سے باندھتے اس پاک بندھن میں ------- تو شاید --------- اسے کبھی اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا پڑتا

سوچتے ہوئے اسکی آنکھوں پانیوں سے بھر آئی جنہیں جھپک جھپک کر اندر دھکیلا

وہ کچھ دیر بعد اسی گھر میں داخل ہوئے جہاں وہ پہلے پہل لائی گئی تھی ---------
------- مطلب گھر میں بھی گھر عجیب انسان تھا

--------- میکی زرینہ بی سامنے لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا
معصومہ نے بھی اسی انداز میں ہاتھ لہرایا ------ اور سالار کے ساتھ گیٹ کی طرف آگئی

ہم وہاں سے بھی یہاں آسکتے تھے پر میں چاہتا تھا تم ان دونوں سے مل لو -------- !
------- معصومہ آج جھٹکو پر جھٹکے کھا رہی تھی

اچھاا۔ ۔۔۔۔ اسنے اچھا کو کافی لمبا کھینچا ۔۔۔۔۔۔ پر مجھے لگتا ہے مینے ٹھیک سے انکی صورت نہیں دیکھی ملنا تو دور کی بات ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ طنز کرنے لگی سالار ہنس دیا

۔۔۔۔۔۔۔

بس اتنا کافی ہے ۔۔۔۔۔ اس میں بھی وہ خوش ہیں دیکھا نہیں ۔ ۔ ۔ ۔۔ اسکی چھوٹی ناک ۔۔۔۔۔۔۔۔ دبا کر بولا تو وہ بھی مسکرادی

سالار آپنے مجھے اپنا شہر تو دیکھایا نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نا ہی گھمایا ۔۔۔۔۔۔ ایک پل کو رک کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بولی ۔۔۔۔۔ سالار بھی ساتھ رک گیا

اور جھک کر اسکی سردی سے ٹھنڈی سرخ ناک کو لبوں سے چھوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ گڑبڑا کر دوقدم دور ہوئی اور آس پاس دیکھنے لگی صرف اسکی نظروں سے بچنے کیلیئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تمنے جان بوجھ کر حرکت کروائی ہے بار بار اپنی طرف متوجہ کرکے میری غلطی نہیں ---------- اسکی گھبراہٹ پر وہ اپنا دامن صاف کرگیا -------- معصومہ اسکے جھوٹ -------- پر صرف گھور کر رہ گئی

اور جہاں تک بات ہے شہر دیکھنے کی ------- تو ڈارلنگ یہ ایسا شہر ہی نہیں جو تمہیں دیکھاؤں ---------- یہاں کا ماحول دیکھنے کا نہیں ---------- وہ بھی خاص طور پر تمہاری جیسی لڑکی کیلئے -------- جو ماحول تمہارے لائق ہے وہ پاکستان کا ہے

وہ ایک جگہ پر رک کر کہنے لگا اور بات کے اختتام پر ایک مخصوص سیٹی بجائے

معصومہ سامنے سے آتے سفید چمکتے گھوڑے کو دیکھنے لگی -------- جسکے کے لمبے لمبے ---------- سفید چمکیلے بال اسکی خوبصورتی میں چارچاند لگا گئے تھے

سس۔ --- سالار ------- اسے قریب رکتے دیکھ کر معصومہ بےاختیار اسکے پیچھے چھپنے -------- لگی

ڈونٹ بی سلی ڈارلنگ---! میٹ مائے ڈائمنڈ -------- وہ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ---------- دوسرے ہاتھ سے معصومہ کا بازو پکڑ کر سامنے کیا

نو ----نو سالار ------ تمہیں نہیں پتا یہ کتنا خطرناک ہے ------- وہ اسکے سینے چپکی ---------- چلا رہی تھی ------- اسکی بچکانہ حرکت پر وہ ہنسنے لگا

نہیں ہے خطرناک تمہیں اسکے ساتھ سفر کرنا ہے ------ بولو ہائے ------- وہ زبردستی اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے چہرے پر پھیرنے لگا ------- اور گھوڑے کو بھی شاید یہ چھوٹی ---------- چیختی ڈول بھائی تھی تبھی ناک سے مخصوص آواز نکال کر سر ہلانے لگا

---------- اس دوران معصومہ سالار میں چپکی پلکوں کی اوٹ سے دیکھنے لگی

آپ سن لیں سالار میں اس پر سفر نہیں کرونگی -------- وہ اسکی جرسی کو سختی سے پکڑ ---------- کر رونے لگی

افف معصومہ کیوں بے عزتی کروا رہی ہو ڈائمنڈ کے سامنے ----- وہ کیا سمجھے گیا اتنی ڈرپوک بیوی ہے میری ---------- وہ بال سہلاتے سمجھانے لگا پر معصومہ جیسے آگ ---------- لگ گئی

بھار میں جائے ڈائمنڈ گولڈ سلور میں واپس جارہی ہوں -------- وہ جھٹکے سے دور ہوتی بولی اور اگلے پل بھاگنے والی تھی جب سالار نے پھرتی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر واپس ---------- کھینچا

ریمبر ڈارلنگ تم بھول گئی ہو تو یاد ڈلا دوں اگلے چوبیس گھنٹوں تک تمہاری زندگی پر صرف میرا حکم چلے گا مائنڈ اٹ --------- اگلے پل اسکی احتجاج کو خاطر میں نالاتے پہلے خود بیٹھا اور اگلے پل اسے سمجھے نے کا موقعہ دئے بغیر اسے بھی کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا

آہہہ ------- معصومہ چیختی اسے سختی سے پکڑے اس میں چھپ گئی
---------- اور سالار ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالکر گھوڑا بھگانے لگا

ہم جا کہاں رہے ہیں --------- ہوا کی رخ پر اسکے بال اڑھ اڑھ کر سالار کے بازوں
---------- میں پھیل گئے تھے

اسکا سوال اندھیری رات میں۔ کہیں گم ہوگیا صرف گھوڑے کی پاؤں کی ٹاپ تھی
-------- گرنے کے ڈر سے وہ اسکے گلے میں بازو ڈال گئی ------- سالار ایک
مسکراتی نظر اس پر ڈال کر اندھیرے میں راستے کو دیکھنے لگا ---------- جو آس پاس
کے جگنو کی روشنی میں چمک رہا تھا ---------- اور معصومہ اسکے دل کے قریب اسکی
---------- دھڑکنے سننے میں محو تھی
بغیر آس پاس کے حسین نظاروں کو دیکھے صرف اسکے سحر میں جکڑی ہوئی تھی
---------- آخر وہ ایک لڑکی تھی اسکے بھی حسین پلکوں پر خواب تھے

اسکی بدلتی کیفیت سے وہ انجان نا تھا پر انجان بن رہا تھا ---------- کیونکہ وہ بہت آگے کی سوچ رکھتا تھا ---------- صرف حال نہیں مستقبل بھی روشن چاہتا تھا اور وہ جانتا تھا اسکا سحر ہی ایسا ہے کون کب تک دامن بچا پاتا -------- معصومہ کو تو اسکا بننا -------- ہی تھا کیونکہ وہ اسکا تھا تو بھلا وہ کسی اور کی کیسے ہوسکتی تھی

.....

میں پوچھ سکتی ہوں مصطفیٰ یہ تمنے کس وجہ سے فیصلہ لیا ہے ---------- پری غصے -------- سے بولی

حیا شرمندہ سی سامنے بیٹھی کہ پتا نہیں وہ کیا سمجھے آتے ہی شکایت شروع ہوگئی ---------- اسنے سب کو یہ بتایا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے یہاں آئی ہے پر سب اسکے جذبات سے واقف تھے کہ وہ کای قیمت پر مصطفیٰ سے دور نہیں ہوتی تھی تو بھلا یہ اتنا -------- بڑا فیصلہ کیسے لے سکتی ہے

--------- حور خاموش تھی البتہ نوشین کو اسکا یہ عمل قطعی پسند نہیں آیا تھا

وہ اس وقت عائمہ بیگم کے روم میں تھے ----- اور دونوں مصطفیٰ کی کلاس لینے کے موڈ ---------- میں تھی کہ کہاں اس بچی کو ہم بڑوں میں چھوڑ دیا ہے

کم آن آپی آپ جانتی ہیں میں آپکو ذرا پریشان نہیں دیکھ سکتا ۔۔۔۔۔۔۔ اور مینے حیا کو اس لیے بیجا ہے کہ وہ آپکا خیال رکھ سکے بس کچھ دنوں کیلئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سامنے راستے پر نظریں ٹکائے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بچی نہیں ہوں مصطفیٰ کہ تمنے اس سے اپنی زندگی کے حسین دن چھین کر میری دیکھ بھال کے لیے بیجھ دیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔

چچی میں خود آئی ہوں ہیرو نے نہیں کہا مجھے ۔۔۔میں خود آپ سب کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا سے اپنے ہیرو کی بے عزتی برداشت نا ہوئی تو بیچ میں ہی بولی

۔۔۔۔۔۔۔

تم خاموش رہو ہیرو کی ہیروئن ہم سب جانتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ پری کے جھڑکنے پر حیا خفیف سی ہوگئی دوسری طرف اسکی منمناتی آواز سن کر مصطفیٰ کا قہقہ چھت پھاڑ تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ ظلم کر رہی ہیں آپی ------ مینے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنی نازک ہیروئن آپکے پاس بیجھی ہے ----- ذرا آرام سے بات کریں وہ سہم بھی سکتی ہے -------- مصطفیٰ کی دہائی پر سب ہنس دئے اور حیا جھینپ گئی ---------

حوریہ نے محبت بھری نظروں سے حیا کے سرخ چہرے کو دیکھا ---- کچھ دیر پہلے وہ ڈری ہوئی تھی کہ کہیں اپنی کم عقلی سے وہ کچھ الٹا تو نہیں کر آئی پر اب دونوں کے ساتھ اور محبت کو محسوس کرکے وہ ریلیکس ہوگئی تھی -------- اور اب کھل کر مسکرا رہی تھی ---------- پر اسے کیا پتا تھا قسمت کیا چاہتی ہے ------ کونسے رنگ چھیننے والی ہے جس سے وہ پیاری سے لڑکی انجان تھی ----------

اتنی ہی فکر تھی تو بیجھا کیوں اب تو میں دل کھول کر اسٹار پلس والی ساس کا کردار نبھاؤ گی --------- پری حیا کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے اسے چھیڑنے لگی ---------

اگر یہ آپکی خواہش ہے تو سر آنکھوں پر یہ یاد رکھنا جو آپکے پاس ہے اس میں آپکے بھائی کی سانسیں بستی ہیں ---------- تشدد بھی کرنا تو پھول مار کر ----------

اسکی بات پر عائمہ بیگم کے ساتھ سب ہنس دئے اور حیا شرما کر وہاں سے بھاگ آئی اور کچن میں آکر اسکی باتیں یاد کرتی مسکرانے لگی ---------- اور سب کیلئے چائے کا انتظام کرنے لگی ---------- دماغ مصطفیٰ کے ساتھ بتائے ایک ایک پل میں گم تھا اور لبوں پر حیا آلودہ مسکراہٹ ----------

دوسری طرف نوشین بات کرتے کرتے ہیلو ہیلو کرنے لگی پر شاید کال کٹ چکی تھی دل عجیب سی گھبراہٹ تھی ----------

لگتا ہے کچھ کام ہوگا اسے ---------- حور بولی تو پری گہرا سانس لیکر رہ گئی ----------

کال پر بات کرتے مصطفیٰ جو سامنے دیکھ رہا تھا اچانک دائیں طرف سے آتے ٹرک سے بری طرح دونوان کا ٹکرائو ہوا اور اگلے پل فضا میں آگ کے شولے بھڑک اٹھے ساتھ ہی ---------- لوگوں کی دل خراش چیخیں بلند ہوئیں

مماااا -------- اچانک تڑپتے حال کے ساتھ کچن میں حیا کی بلند چیخ بے ساختہ گونجی ------- جیسے دل سینے سے کسی نے بے دردی سے نوچ لیا ہو
---------- عائمہ بیگم کے روم میں بیٹھیں پری نوشین حور گھبرا کر باہر بھاگی

.....

بائی کے نیچے جاتے ہی وہ واپس مڑ آیا تھا ---- اور اب دروازہ کھول کر اندر آگیا ------ اسکے چہرے پر خباثت بھری مسکان تھی ---- اور آنکھوں میں اسکے دوپٹے سے ندارد وجود پر ہوس ------

کم آن بلیک بیلٹ گرل ہوش میں آئو اور لکی سے الجھنے کا انجام دیکھو ---------- اسکے ---------- بے ہوش وجود کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اٹھا کر بیڈ پر ڈالا

خبردار کوئی اپنی جگہ سے ہلا بھی ---------- شہروز کی کڑک آواز فضا میں گونجی

ریشم بائی کے خفیہ کوٹھے پر اچانک پولیس کے ریٹ سے وہاں موجود بڑی بڑی ہستیاں ---------- ہل کر رہ گئی تھی ------- اور انہیں بھاگتے دیکھ کر شہروز دھاڑا پکڑو سب کو کوئی بھاگ نا پائے -------- لیڈی پولیس اور آفیسرز کو حکم دیتا وہ ایک لیڈی پولیس کو لیکر تخت کے پاس کانپتی بے ڈنگے انداز میں پان چباتی ریشم بائی کے پاس آیا لیڈی کانسٹیبل نے بے دردی سے اسکے بالوں سے پکڑا ---------- اور جھٹکا دے کر -------- پربہا کا پوچھا

------ بائی کی رنگت زرد پڑ گئی

بتائو --------- چٹاخ ---------- ایک زوردار تھپڑ کے ساتھ وہ ہل کر رہ گئی

بتاتی ہوں ------ اسکے اوپر اشارہ کرنے پر شہروز اسے لیجانے کا حکم دیتا خود اوپر بھاگا

پریہا کو ریشم بائی کے ساتھ جاتے دیکھ کر وہ ہل کر رہ گیا تھا ---------- وہ ریشم بائی ------- کو جانتا تھا اور یہاں وہ اور جاوید ایک دفعہ آچکے تھے بیس بدل کر

اور قسمت تھی کہ اسے وہاں نگین کراچی سے غائب ہوئی لڑکی بھی مل گئی تھی ----- جنہیں اسنے اپنی حقیقت بتائی اور اسے یہاں کے تہہ خانے کی جگہ تلاشنے کی زمیداری دی ---------

اور رات کو اسے وہ جگہ بھی مل گئی تھی ------- بائی کے کمرے میں ہی وہاں سے تہہ خانے میں جانے کی جگہ تھی --------- بائی کے جانے کے بعد ہی نگین وہ جگہ تلاشی ---------- تھی اور شازیہ جسے دیکھ لیا تھا صبح ہوتے ہی اسے بے دردی سے پیٹا گیا

شہروز بھاگتا ایک ایک روم دیکھتا گیا -------- وہ جتنا بے تاب تھا اسے دیکھنے کے لیے --------- اتنا ہی غصہ

---------- آخری روم میں پہنچ کر اسنے اللہ کا نام لیکر ڈھاڑ کے ساتھ روم کھولا

پریہا -------- شہروز کی آواز پر پریہا پر جھکا لکی ہڑبڑا کر دور ہوا اور دروازے کی جانب ---------- دیکھنے لگا جہاں پولیس کی وردی میں شہروز کھڑا تھا

شہروز کی نظریں بیڈ پر گئی جہاں وہ بکھری حالت میں پڑی تھی ---------- اسکی آنکھیں --------- لہو میں بدلنے لگی

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی ---------- اندر داخل ہوکر اسنے گھبرائے کھڑے لکی کے گلے سے پکڑا ---------- اگلے لمحے پوری طاقت سے اسکا سر دیوار پر دے ---------- مارا

---------- آہہ- -------- لکی کی دلخراش چیخ کمرے میں گونجی

میں تمہیں جان سے مار دوں گا کمینے انسان تمنے میری عزت پر بری نظر ڈالی میں ان آنکھیں نوچ لونگا ---------- وہ زمین پڑے خون میں لت پت لکی پر ٹھوکر پر ٹھوکر مارتا ---------- دھاڑ رہا تھا

سر ۔۔۔۔سر کیا کر رہے ہیں وہ مرجائے گا سر مسئلہ بن جائے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں مکے مارتے شہروز پر خون سوار دیکھ کر جاوید سر جھکائے اسے باز رکھنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

دور ہٹو تم نہیں جانتے اسنے کیا کیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے مارتا گیا یہاں تک بمشکل ۔۔۔۔۔۔۔۔ سانسیں لینے لگا

کسنے مارا ہے اسے بتائو ۔۔۔۔۔۔ کس کی ہمت ہوئی بتائو مجھے ورنہ تمہاری لاش نکلے گی یہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پریہا پڑ بیڈ شیٹ میں اوڑھ کر واپس اسکے پاس آیا

مم۔۔۔۔ ممینے ۔۔کک۔ ۔کچھ نن۔ ۔۔نہیں کک۔ کیا بائی ۔۔۔۔۔ بائی نے مارا ہے اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مینے ت۔ ۔تو ابھی ۔۔۔اس۔ ۔۔اسے چھوا ۔۔تک۔ ۔۔۔۔۔ آہہہ ۔۔۔۔۔۔ اسکا جملا مکمل ہونے سے پہلے شہروز نے اپنے بوٹ کی پرقوت ٹھوکر اسکے دماغ پر ماری

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری زبان کھینچ لوں اگر یہ جملہ بولا ---------- اور ہاتھوں ---------- زمین پر ---------- دھرے اسکے ہاتھ بوٹ سے کچل کر بولا کہ وہ سانسیں لیتے چھوڑتے چیخ پڑا ---------- لیجائو اسے قربانی کا بکرا بنائو

مس عنایہ سے بولو اس عورت (ریشم بائی) کی خاص دعوت کرے الگ سے اور بار بار ---------- جاوید کو حکم دیتے وہ پریہا کو دونوں بازوں میں اٹھا کر باہر لایا اور جیپ میں ---------- ڈالکر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا

سارا کوٹھا خالی ہوچکا تھا ------- اندر تہہ خانے سے بھی قابل رحم حالت میں لڑکیاں ملی تھی جو کافی تو آج کل کے جھوٹی محبت کے جال میں پھنس کر یہاں تک آئی تھی بغیر ---------- اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال کیے

ایسی بے وقوف لڑکیاں یہ نہیں سمجھتی جو شخص ان کے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں ------- کرتا انہیں ناجائز طریقے سے بلاتا ہے ملنے کے لیے وہ کیا انہیں عزت دے گا سب سے پہلی غلطی تو انکی یہی ہے کہ وہ نامحرم شخص سے عشق محبت جیسے دعویٰ کرتی ------- ہیں

اب انجام تو یہی ہونا تھا جیسا ان لڑکیوں کا تھا -------- پر ان میں کافی کڈنیپ کیس بھے تھے -------- کیونکہ حیوانوں کو پہچاننا بہت مشکل ہوگیا ہے ------- وہ آج کے تیزرفتار دور میں کونسے اور کس بیس میں چل رہے ہیں یہ جاننا بہت مشکل ہوگیا ہے -------- اور ہمیشہ چوٹ قریب سے لگتی ہے جب تک ہم سنبھلتے ہیں تب تک کافی ------- دیر ہوجاتی ہے

شہروز نے افسوس میں سر ہلاکر ایک نظر جاوید کو دیکھا جو لکی کو گاڑی میں ڈالے اسے سلوٹ کرکے جارہا تھا ------- شہروز نے بھی پریہا کا دھلکا سر اپنے کندھوں پر رکھا اور ---------- جیپ اسٹارٹ کردی

**********❤

اب آگے دیکھو مجھ میں اور کتنا چھپو گی --------- سالار نے اسے گھما کر سیدھا بیٹھایا --------- اب اسکی پشت سالار کے سینے سے لگی تھی اور وہ سامنے دیکھ رہی تھی

سس۔۔۔سالار میں پھسل گئی گھوڑے سے تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ اسکی ڈری سہمی آواز آئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو میں کس لیے تمہارے ساتھ ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے گرد حصار ڈالکر محبت سے پوچھا

۔۔۔۔۔۔ معصومہ مسکرادی

یہ ہم کہاں ہیں سالار ۔۔۔۔۔۔؟ دور دور تک پھیلی زمین پر بچھی سبز چادر ۔۔ سبز ہی چادر اوڑھے ارد گرد پہاڑ سامنے نیلا چمکتا پانی اور کنارے پر بھیگتی ریت ۔۔۔۔۔۔۔ کتنا سہانا منظر تھا کہ وہ کئی لمحے اپنے سوال کو بھلائے آسپاس کے حسین قدرتی منظر میں کھو سی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گئی تھی

فضا میں ایسی خوشبو تھی کے وہ گہرے گہرے سانس لیتی اسے اپنے اندر اتارنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس قدر اس نظارے مبہوت تھی کہ اسکے اپنی گردن پر گرم سانسیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محسوس ہی نا ہو سکی

۔۔۔۔۔۔ متوجہ تو تب ہوئی جب وہاں دہکتا لمس محسوس کیا

ہہ۔۔۔۔ہم یہاں اتنی دور کیوں آئے ہیں سس۔۔۔سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھبرائی سی بولی

۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اگر میں یہاں نا آتا تو یا خود کو ختم کردیتا یا وہ وجہ جو تمہیں مجھ سے دور کرنا چاہتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے لفظوں میں شدت پسندی کی ایسی تپش تھی کہ معصومہ ساکت رہ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اتر آیا گھاس پر اور اسے بھی بازوں میں بھر لیا

میں جب جب خود کو تنہا بے بس محسوس کرتا ہوں یہیں آجاتا ہوں ۔۔۔ اور کئی گھنٹے گیلی ۔۔۔۔۔۔۔ ریت پر ننگے پاؤں چل کر اپنے اندر دہکتی آگ کو ٹھنڈ پہنچاتا ہوں

وہ اسے اپنے برابر اتار کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ لب کچل کر اسکے ضبط کئے چہرے اور پیوست ہونٹوں کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ جنہیں کبھی کبھی مسکرانا نصیب ہوتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شوز اتار کر آگے بڑھا معصومہ بھی اسکی پیروی کرتی گھوڑے کو دیکھتی جو گھاس کھاتا دور نکل گیا تھا اسکے پیچھے آئی -----

آپ کب سے یہاں آتے رہتے ہیں --------؟ ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر اپنے پاؤں رکھتی اسکے چورے مضبوط ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتی بولی ---------

جب سے مری میں تم میرے سینے سے ٹکرا کر اس میں دراڑیں ڈالی تھیں -------- ایک آگ جگائی تھی اندر تمنے، تب میں وہاں سے آکر ایسے ہی نکل پڑا تھا تمہارے خیالوں میں ------ اور چلتے چلتے یہاں آپہنچا --------- اور جب اس گیلی ریت پر قدم رکھے تب لگا کسی نے دل پر ٹھنڈے پھوارے برسا دئے ہوں ---------

تب دل میں تمنا جاگی کہ کب میں تمہارے ساتھ یہاں قدم قدم ساتھ چلوں گا وہ اپنے احساسات سے اسے آگاہ کرنے لگا پر معصومہ الجھ گئی --------- ----------

پر سالار میں کب آپسے ملی مری میں ---------- وہ رک گئی مجبوراً سالار کو بھی رکنا پڑا ---- پر اسکا دل کر رہا تھا اسکے سنگ نکل جائے وہاں جہاں کوئی نا ہو اس معصومہ کے سوا ---------- اور اسکے دل سے سب کچھ نکال کر صرف اپنی محبت ڈال دے ---------- ------ پر کاش یہ اتنا آسان ہوتا اور وہ ایسے کرسکتا

تم کسی چیز سے ڈری ہوئی تھی تبھی مجھے دیکھ نا سکی ------ پر جس طرح میری باہوں میں آئی تھی دل کر رہا تھا وہیں سے تمہیں لیکر غائب ہوجاتا ------ اور جب تمنے آہستہ سے آنکھیں کھولی اور میری آنکھوں میں دیکھا تب من چاہا ان سبز نین کٹوروں میں ڈوب جائوں ---------- پر ابھی میں تمہیں جی بھر کر دیکھ بھی نا پایا تھا کہ تمہارے پاپا نے مجھ سے چھین لیا پہلے بھی اور آج پھر ---------- پہلے میں مجبور تھا کہ تم اسکی بیٹی تھی میرا کوئی اختیار نہیں تھا اور آج بھی مجبور ہوں کیونکہ تم اسکی بیٹی ہو

آآ---آپ ایسی باتیں کک---کیوں کرتے ہیں سالار-------- معصومہ بے بس سی ---------- ہوگئی آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے

---------- معصومہ -------- وہ ایکدم گھٹنوں کے بل بیٹھ کر شرمندہ ہوگیا
---------- معصومہ اسے دیکھتی ساتھ بیٹھ گئی

سالار آپ بہت اچھے ہیں بہت ------- میں آپکی محبت کے قدر کرتی ہوں اور بہت محبت کرتی ہوں آپ سے -------- دیکھنا پاپا ہمیں ضرور سمجھیں گے --------- وہ ---------آگے بڑھ کر اسکے گلے لگ گئی

اور اگر تمہارے پاپا نے الٹا سلٹا کیا تو پھر اس بار وہ تمہاری پرچھائی دیکھنے کو بھی ترسیں ---------- گے یاد رکھنا ------- وہ اسکا چہرا دونوں ہاتھوں بھر کر سرد آواز میں بولا

معصومہ صرف ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی آخر کیوں وہ اسے اتنا پیار کرتا ہے حالانکہ اس سے ------- خوبصورت تو اسکی بہن تھی حیا تھی پھر وہ کیوں اسکے لیے پاگل ہے

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کھوئے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔ آسپاس لہلاتے درخت خوبصورت پہاڑ انکی محبت میں جھوم رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی لہریں انکے پاؤں سے ٹکراتی تو جسم میں ایک یخ لہر دوڑ جاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار اسکے کپکپاتے سردی سے سرخ لبوں کو دیکھے کچھ اظہار سننے کو ترستی آنکھوں کو دیکھتے اسکے چہرے پر جھک آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس بار نا معصومہ خوفزدہ ہوئی نا ہی پیچھے کو قدم اٹھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ بہت چاہت سے اسکے لبوں پر محبت کی چھاپ چھوڑ کر دور ہوا اور اسکے سرخ تپتے چہرے لرزتی پلکیں بھیگے لبوں کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہاں کا نظارا آسپاس سے انتہائی دلفریب تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ وہ کئی لمحے مبہوت سا دیکھتا رہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ اپنی بکھریں سانسیں سنبھالتی ایکدم وہاں سے اٹھی اور شرم سے چور بے ترتیب دھڑکنوں سے گھبرائی اسکی نگاہوں سے اوجھل ہوکر درخت کا سہارا لیکر کھڑی ہوگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ پلیز ہمیں سب کی رضا سے ایک کردیں ۔۔۔۔۔۔۔ چپکے سے ایک دعا لبوں سے نکلی اور وہ وہیں گہرے سانس لیتی خود کو پرسکون کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بمشکل قدموں پر کھڑی ہوکر پلٹ آئی تو وہیں رک گئی ۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ سامنے وہ ویسی ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

افف میں تو بھول گئی کہ مجھے یہاں کیوں لائیں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ سلور پتا نہیں کہاں چلاگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر پہلے کے لمحو کو بھلانے کے خاطر خود سے ہی بڑبڑاتی اسکے پاس آگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار اسکی بڑبڑاہٹ اور نظریں چرانے پر مسکرا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہاتھ تھام کر ایک طرف درختوں کے اندر چلنے لگا ۔۔۔۔۔۔ معصومہ اندھیرے سے خوفزدہ ہوتی اس سے لپٹ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ریلیکس یہاں بھوت نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کیفیت کو سمجھتے دلاسا دیا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ محض سر ہلا کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے یقین تھا جیسے وہ اپنے باپ کے پاس خود کو محفوظ سمجھتی تھی ویسے ہی اسے پتا تھا سالار کے ہوتے ہوئے اسے گرم ہوا بھی چھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں سکتی تھی

کچھ دیر چلنے کے بعد وہ رکا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر آگے کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جس پر سالار سے آئی برو سے سامنے اشارہ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ واؤ سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا

وہ ایک بلند پہاڑ پر تھے اور نیچے تیزرفتار دوڑتی انسانی زندگی ۔۔۔۔۔۔ اجالوں میں نہائے گھر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنا حسین نظارا تھا کہ وہ بے خودی میں دیکھتی نیچے بیٹھ گئی

آپ نے کیسے ڈھونڈی ایسے نظارے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ بیٹھے سالار کے کندھے پر سر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رکھ کر وہ استفسار کیا

جیسے تمہیں پایا ویسے ہی ---------- وہ بولا تو لفظوں جادو سا تھا کہ معصومہ وہاں سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگی اسی لمحے سالار نے بھی اسے دیکھا دونوں آسودگی سے مسکرادئے ---------

---------- اپنی کوٹ کی جیب میں دیکھو

سالار کے کہنے پر اسنے الجھ کر اسے دیکھا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جہاں سے ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی ڈبی اور چاکلیٹ نکلے ----------

ہائے سہی ٹائم انٹری دی ہے چاکلیٹس نے ---------- وہ ڈبی سالار کو تھماتی چاکلیٹ جلدی جلدی کھول کر کھانے لگی ---------

---------- سالار مصنوعی حیرت سے اسے دیکھنے لگا

آپکو پتا ہے مما اور مجھے کتنے پسند ہیں چاکلیٹس ----- اور جب ہم اسلام آباد میں اپنے گھر میں رہتے تھے نا تو مما پاپا سے چھپ کر چاکلیٹ کھاتی تھی اور میں چھپ کر مما کے لیکر کرکے کھاتی ----- زیادہ نہیں صرف ایک دو ------- وہ خود کے ہی راز فاش کرتی کھلکھلا کر ہنسی ---------

مطلب تم چور بھی رہ چکی ہو انٹرسٹنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات کا انجوائے کرتا بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جی میں چور نہیں تھی ۔۔۔۔ میں تو اپنی مما کے کھاتی تھی نا ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا چور کہنا برا لگا تبھی ناک چڑھا کر وضاحت دی

اوہ ۔۔۔۔ پر مینے تو پڑھا ہے کہ بغیر اجازت کے کسی کی چیز اٹھانے کو چوری کہتے ہیں وہ بھی چھپ چھپ کر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے چھیڑنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپکو اسکول میں کسی نے یہ نہیں پڑھایا کہ خوبصورت لڑکی کی برائی کو ادا کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بات پر سالار کا فلک شگاف قہقہہ پڑا

سچ یار مجھے تو کسی نہیں پڑھایا ایسا کچھ ۔۔۔۔۔۔۔ اگر پڑھا ہوتا تو یہ گستاخی کیسے کرتا خوبصورت لڑکی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شوخی ہوا ۔۔۔۔۔۔ معصومہ کا چہرا پل میں سرخ پڑگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار آپ تو بات کی خال اکھڑ دیتے ہیں میں تو آپکے نالج میں اضافہ کر رہی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چاکلیٹ منہ ڈالتی برا مان گئی

واقعی یار کیا نالج فراہم کی ہے تھنکس مائے ڈارلنگ اور اگر موقع ملا تو اس خوبصورت لڑکی کی ہر ادا کو سراہوں گا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے لبوں سے چاکلیٹ صاف کرتا وہ ہنسا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے تپ کر اسکے کندھے پر مکہ مارا تو وہ اور کھل کر ہنسا

اچھا اب اس چاکلیٹ کو چھوڑو اور اپنا ہاتھ آگے کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ منہ کو لیجاتی چاکلیٹ لیکر بولا تو معصومہ ارے ارے کرتی رہ گئی اور منہ پھولا کر اسکی طرف سے رخ موڑ ۔۔۔۔۔۔۔۔ گئی

افف لگتا ہے بچی چاکلیٹ لینے پر ناراض ہوگئی ---------- وہ مصنوعی حیرت سے بولا ---------- معصومہ کو بچی پر آگ لگ گئی

ایک تو آپ مجھے بے بی شے بی بچی نا کہیں میں بڑی ہوں اور دوسرا ہاں ناراض ہوں بس ---------- بات نا کریں ---------- ناراضگی ہنوز لہجے میں قائم تھی

ایسے کیسے بات نہیں کروگی لٹل گرل --------- ایکدم اسے بازوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور دوسرے پل اسے بازوں میں بھر کر زمین پر لیٹ گیا -------- اب معصومہ ---------- مکمل طور پر بے بس اسکے حصار میں تھی

آپ بہت برے ہیں ---------- وہ اسکے سینے پر سر رکھ لاڈ سے بولی وہ مسکرادیا ----------

پر صرف تمہارا ہوں ------ اسے اپنے برابر بازو پر ڈالکر اوپر آسمان کی جانب اشارہ کیا جہاں کئی چمکتے دمکتے ستارے اور انکے حصار میں چاند اپنے سحر سے دونوں کو جکڑنے لگا

کتنا خوبصورت منظر ہیں نا ------ معصومہ بولی تو سالار نے چاند کی سنہری روشنی اسکے چہرے پر پڑتے دیکھ کر اسے اپنے سینے میں چھپا لیا ----------

ہاں بہت خوبصورت ---------- لیٹے ہی اسکی ہاتھ کی تیسری انگلی میں سفید چمکتی ڈائمنڈ کی رنگ ڈالکر اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھ دئے ---------- معصومہ صرف دیکھتی رہ گئی ---------

کتنی دیر دونوں خاموش رہے -------- صرف دونوں کی سانسوں کی تپش ہی ایکدوسرے سے الجھتی رہی ----------

سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے اسے پکاڑا تو وہ نظریں آسمان سے ہٹا کر اسے دیکھنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔آپ میرے روم میں کیوں آتے تھے رات کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟الجھن سی تھی

۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں دیکھنے کیلئے ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے برعکس وہ ریلیکس تھا

یہ تو غلط بات تھی نا سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپکو پتا ہے میں کتنی پاگل ہوگئی تھی پاپا تو مجھے سائکو سمجھ کر سائکٹرس کے پاس بھی لے گئے ۔۔۔۔۔۔ تب آپکو پتا ہے مجھے کتنی تکلیف ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تم جانتی ہو تمہارے معاملے میں پہلے میں غلط اور سہی کی پہچان میں ہی نہیں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ غلطی تمہارے باپ کی ہے کہ اسنے بغیر تحقیق کے تمہیں سائکٹرس کے پاس لے گیا بغیر تمہارے احساسات کی پرواہ کیے ---------- ہوا کی رخ پر چہرے پر بکھرے سنہری لٹوں کو سنوارتے وہ بولا تو معصومہ اسے دیکھنے لگی ----------

اور آپ کالج بھی آئے تھے پروفیسر بنکر --------- وہ کہتی اس بار ہنس رہی تھی ---------

میں اور بھی تمہارے قریب تھا ڈارلنگ اگر تم اپنے خوف سے نکل کر مجھے محسوس کرتی ----------

آپ بہت برے ہیں ---------- وہ چہرا موڑ کر کہتی آسمان کو تکنے لگی ----------

پرانی اطلاع ہے ---------- وہ مسکرا کہتا اسے آگ لگا گیا -------- معصومہ نے غصے سے اسے گھورا ---------- پر اسے ہنستا دیکھ کر خود بھی مسکرادی

---------- چلیں ---------- کچھ دیر بعد اسکے کان میں سرگوشی کی

---------- کہاں ---------- معصومہ کی نیند میں ڈوبی خمار زدہ آواز آئی

---------- کہیں دور ---------- ایک بار پھر سرگوشی میں کہا کہ وہ ہڑبڑا گئی

دد---دور نہیں سالار ---------- اسکی رخسار پر اپنے ٹھنڈے نرم ہاتھ رکھ کر کہا کہ

---------- سالار آنکھیں موند گیا

---------- بہت آزماتی ہو ---------- قدرے پرسکون ہوکر بولا

آپ سے سیکھا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھی شرارت میں بولی تو اس بار سالار مسکرادیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باقی کے ۱۸ گھنٹے تم پر ادھار رہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بولتا اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکرادی ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسکی بند آنکھوں پر گھنی سیاہ پلکوں کو دیکھنے لگی، خوبصورت بند آنکھوں کو دیکھ کر دل میں خواہش جاگی کہ ہاتھ بڑھا کر چھو لے پر خود پر ضبط کرگئی

تمہیں ڈر لگتا ہے مجھ سے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھ بیٹھا تو معصومہ کو بھی اٹھنا پڑا ۔۔۔۔۔۔ دور فلک پر سورج کو بیدار ہوتے دیکھ کر چاند شرما کر بادلوں میں چھپنے لگا تھا ، سالار ان دونوں ۔۔۔۔۔۔۔کی آنکھ مچولی دیکھ کر معصومہ سے مخاطب ہوا

؟۔۔۔۔۔ معصومہ اسکے سوال پر سٹپٹا گئی ۔۔۔۔۔۔۔ کک۔۔۔کیا مطلب

سالار ہنس دیا ۔۔۔۔۔۔۔یقیناً مینے اردو میں سوال کیا ہے تو مطلب بھی سمجھ گئی ہو

۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کوٹ کی پشت کو صاف کرتے میٹھا سا طنز کرگیا ۔۔۔۔۔۔ معصومہ خفیف ۔۔۔۔۔۔۔ سی ہوگئی

لل۔۔۔لگتا ہے ک۔ کبھی کبھی ۔۔۔۔۔ جب اچانک آپ غصہ ہوجاتے ہیں بغیر بتائے ۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کنفیوز سی انگلیاں پٹخاتے بولی

ٹھیک ہے ایک بار جب واپس آئو گی تب میں تمہیں بتا کر غصہ ہوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور تمہیں پوری اجازت دوں گا کہ تم اپنی ہر خواہش بغیر جھجھکے پوری کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اس ساری بات کا مطلب سمجھ کر سرخ پڑ گئی

مم۔میری کوئی خواہش نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ خفت سے ناک چڑھا کر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے ادا پر وہ مسکرانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

غالباً ابھی ایک سبز فیری بڑی چاہت سے میری بند آنکھوں کو دیکھ رہی تھی اور اسکی آنکھوں میں ہمنے خواہش اور ضبط کے بندھن دونوں محسوس کیے اپنی آنکھوں سے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ مزے سے اسے بتا رہا تھا جیسے کسی دوسرے بابت بول رہا ہو اور معصومہ وہ بیچاری شرمندگی سے سر جھکا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ آ۔آپ بہت ہیپی برے ہیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لفظ چبا چبا کر بولی

ہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ سالار نے محظوظ ہوکر قہقہہ لگایا ۔۔۔۔ شکریہ ڈارلنگ اس تعریف کا ۔۔۔۔۔۔ اسکی ناک دبا کر بولا تو وہ غصہ ہوگئی اور ہونہہ کرتی اٹھ کر وہاں سے جانے لگی

کہاں جا رہی ہو ۔۔۔۔۔۔ وہ بھی کپڑے درست کرتا اٹھا پر شاید وہ واقعی غصہ تھی

۔۔۔۔۔۔ آپ سے مطلب ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مڑے بغیر بولی

خیر مطلب تو سب تم سے ہیں پر اس وقت جس طرف تم جارہی ہو شاید نہیں یقیناً وہاں چڑیلوں کے آشیانے ضرور ہیں ------ ویسے چلی جاؤ انکی بھی کم از کم عید ہونی چاہیے ------ وہ بے نیازی سے کہتا اسکی رنگت سپید ہوتی چھوڑ کر خود بائیں جانب جانے لگا

اسے جاتے دیکھ کر معصومہ کو ایسا لگا ابھی کہیں سے کسی درخت کی اوٹ سے کوئی چڑیل نکل آئی گی اور سالار کو معلوم بھی نا ہوگا وہ۔اسے غائب کردیں گی -------- یہ سوچ آتے ہی بے بسی سے اسکی دور ہوتی پشت کو دیکھتی گھٹنوں میں چہرا چھپا کر وہیں بیٹھ گئی ------- اور زور زور سے رونے لگی کیونکہ اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا

اچانک اسے لگا سارا جنگل خاموش ہے اور اسکے رونے کے سوائے کوئی آواز نہیں ----- اسنے ڈرتے ڈرتے ایک امید کے تحت سر اٹھایا تو لرز گئی ---------

سس--- سالار --- سالار ------- وہ سامنے درختوں کے بیچ سبز راستے کو ویران دیکھتی ---------- سسک اٹھی

آ۔آپ بہت برے ہیں سالار بہت برے --------- پتا نہیں مجھے کیسے پیار ہوگیا آپسے ---------- وہ دونوں ہاتھوں کی پشت سے چہرا صاف کرتی کرب سے بولی

جیسے مجھے تم سے ، ٹھیک ویسے ہی تمہیں مجھ سے ---------- اچانک پیچھ سے سرگوشی ---------- پر معصومہ چیخ پڑی

چڑیل چڑیل ---------- بھوت ------- وہ پہلے چڑیل چڑیل چیختی پھر سالار کو دیکھ کر ---------- دھاڑی

آپ پ-------- وہ چیختی اس پر جھپٹنے کع لپکی کہ سالار نے محظوظ ہوتے زوردار قہقہہ -------- لگایا

------- ہاں میں باربی ڈول ---------- مزے سے کہتے اسے بانہوں میں اٹھالیا

---------- معصومہ تو جیسے خونخوار شیرنی بن گئی

آئی ہیٹ یو سالار ہیٹ یووو---------- روتے ہلکہ سا مکہ اسکے کندھوں پر مارتے سینے ---------- میں منہ چھپا گئی

بٹ آئی "لوو" یو بے بی ---------- اسے سینے میں چھپا کر آگے قدم بڑھادیے

وہ اتنا آہستہ بولا کہ روتی ہوئی معصومہ نے صرف اسکی بڑبڑاہٹ سنی--------

سورج بیدار ہوگیا تھا اور چاروں طرف اپنی روشنی پھیلا لی تھی کہ وہ دونوں خاموش اپنے اپنے راستے کو سوچتے رواں تھے ---------- معصومہ کے پتا نہیں کس احساس کے تحت ----------آنسوں خود رواں تھے اور وہ خاموش تھی بالکل خاموش

****

وہ صبح کے پانچ بجے سالار کے محل کے بڑے سے لاؤنج میں بیٹھے تھے ---------- شہریار تو خاموش تھا البتہ ملازم کے منہ سے سالار اور معصومہ کی غیر حاضری پر عذر اندر ہی اندر ---------- زخمی ہوگیا تھا اور چہرے سے ضبط کی وجہ سے سرخی نمایا تھی

مجھے لگتا ہے انکل وہ آپکے آنے کی اطلاع پر معصومہ کو لیکر پھر سے کہیں بھگوڑا بھاگ نا گیا ہو ---------- عذر صرف سالار کی ہاسپٹل میں اپنی ماں کے علاج کی وجہ سے خانوش تھا اور اب جب اسکی ماں ہی نہیں رہی تھی تو وہ جی بھر کر اسکی مخالف کر رہا تھا

سالار محض ایک نظر اس پر ڈال کر رہ گیا ---------- وہ اسکی بے چینی کی وجہ سمجھ رہا تھا ---------- صرف یہ الجھن تھی کہ اگر عذر کو سالار کی معصومہ کے بابت اطلاع تھی تو ---------- وہ خاموش کیوں تھا

کیا یہ بات تھی کہ اسکا باپ جتنا نمک حلال تھا وہ ---------- نہیں وہ ایسا نہیں ہوسکتا یہ صرف معصومہ کو بہن جیسی محبت دینے کی وجہ سے پریشانی میں ہے ورنہ سب جانتے ہیں سالار نے کیسے برے وقت میں اسکا ساتھ دیا اور اسے اپنے پاس کام پر رکھ کر

اسکی تعلیم کا خرچ اٹھایا ------ تو بھلا وہ ایسے کیسے کرسکتا ہے اس کے ساتھ

یہ شہریار کی سوچ تھی پر عذر اس نمک حلال اور حرام کے مطلب سے بہت دور تھا

------- وہ بس یہ جانتا تھا کہ سالار نے اس سے معصومہ کو الگ کردیا --------

اسکے بس میں ہوتا تو آج ہی سالار کو آگ لگا دیتا ---------- اسکا نام نشان ختم کردیتا

------ ------- پر یہ سب اسکی خام خیالی تھی

---------- اسے ختم کرنا آسان ہوتا تو آج کئی لوگ اپنی یہ خواہش ممکن کر چکے ہوتے

آپ خاموش کیوں ہیں انکل کوئی پرابلم -------؟ شہریار کو خاموش کسی سوچ میں دیکھ

--------- عذر اسکی طرف متوجہ ہوا

ہوں ---- نہیں ایسی کوئی بات نہیں --------- وہ چونک کر متوجہ ہوا اور سر نفی میں

------- ہلایا

.....

کمرے میں قدم رکھتے سالار نے اسے بیڈ پر بیٹھایا ------ اور ٹوپی سر سے اتاری

تم بہت ظلم کرتی ہو اپنی آنکھوں پر -------- اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ بولا

آپ کرتے ہیں ایسا بار بار ---------- وہ ابھی تک ناراض تھی سالار اسکی خفگی بھری

-------- آواز پر وہ مسکرایا

---- ابھی تک ناراض ہو -------- ؟ اسکی رخسار سہلاتے محظوظ ہوتے کہا

نہیں -- میں کیوں ناراض ہونے لگی ------- معصومہ کا آنسوں لڑھک کر گال پر

--------پھسلہ

سوری مینے مذاق کیا تھا ڈارلنگ ---------- اسے اپنے ساتھ لگا کر کہا جب انٹر کام بجا

دوسری طرف ملازم کے منہ سے شہریار اور عذر کی آمد کا سنکر وہ لب بھینچ گیا

معصومہ بغور اسکے سرخ چہرے کو دیکھنے لگی اسی لمحے سالار نے بھی اسی سمیت دیکھا

دونوں کی نظریں ملی اور کئی لمحے دیکھتے رہے ---------- جب تک ایک ایک نقش خود

---------- میں اتار نا لیا ہو

---------- اسکی نظروں کی بےتابی پر معصومہ تاب نا لاتے سرخ ہوتا چہرا جھکا گئی

تمہیں اب جانا ہوگا تمہارے پاپا باہر بیٹھے ہیں ---------- قریب آکر اسکے بالوں کو مٹھی ---------- میں لیکر بولا کہ معصومہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی

پاپا باہر ہیں -------- وہ بڑبڑائی تو سالار نے اسکی آنکھوں میں چمک کو دیکھا بےتاب -------- سمندر کو محسوس کیا

اور تمہارا عذر بھائی بھی آیا ہے ---------- وہ پھر اس نام پر اسکے تاثرات دیکھنے لگا پر اسنے ------- تو جیسے عذر کے نام کو اہمیت ہی نا دی --- سالار مسکرا دیا

میں ج--- جائوں سالار ------- اسکی سخت ہوتی گرفت میں کسمسا کر بمشکل بولی

جانا ضروری ہے ---------- اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی جن سے معصومہ پتا نہیں کیوں پہلے کی طرح وحشت سی ہوئی ---------- وہ قدرے جھک آیا اس پر ---- اور ---------- معصومہ اتنی بے بس تھی کہ چہرا پھیر بھی نا سکی

جائو پہلے چینج کرلو ---------- تمہارے بالوں پر گرد ہے ---------- اسکے چھوڑنے پر -------- معصومہ نے لمبا سانس لیا

جائو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے خاموش بیٹھا دیکھ کر وہ اپنے لفظ پر زور دے کر بولا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وارڈروب سے ایک ڈریس نکال کر باتھروم میں بند ہوگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بال تولیے سے خشک کرتے باہر آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جلدی جلدی بالوں میں ۔۔۔۔۔۔ برش پھیر کر دوپٹا اوڑھ لیا

سالار بیٹھا اس کی جلد بازی کو دیکھتا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اندر جیسے آگ سی بھڑک رہی تھی اسکی بےتابی دیکھ کر ۔۔۔۔۔۔ کیوں وہ اتنا پیار کرتی ہے دوسرے سے ۔۔۔۔۔۔ اس سے اتنا کیوں نہیں کرتی کہ اس سے الگ ہونے کی صرف سوچ آئے وہ تڑپ اٹھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جائوں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلتی اسکے سامنے آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سوچ سے نکل ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی طرف متوجہ ہوا

اگر میں کہوں نا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟؟ اسکے پوچھنے پر وہ مسکرادی سالار پل بھر حیران ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ ایسا نہیں کہیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ نظریں جھکائے بولی کہ سالار نے مٹھی بھینچ لی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جائو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ منہ موڑ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا جو دراز میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مینے وہ پھینک دئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یقیناً سگریٹ ڈھونڈ رہا تھا معصومہ کی آواز پر اسکے ہاتھ ساکت رہ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہارا انتظار کروں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک جھٹکے سے اسے اپنے سینے سے لگائے چہرا اسکے گیلے بالوں میں چھپا لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

.نہیں سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لفظ تھے یا سیسہ جو سالار کو اپنے کانوں میں انڈیلتا ہوا محسوس ہوا

کیوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی دھاڑ کو ضبط کرتا سرد آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔ ایک پل کو تو معصومہ سہم گئی پر ایک گہرا سانس لیکر بولی ۔۔۔ کیونکہ اسے بولنا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسلیے سالار کیونکہ جتنا پیار آپ مجھ سے کرتے ہیں پاپا اس سے کئی گنا زیادہ کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور میں یہ جانتی ہوں کہ وہ اپنے داماد کو بھی اپنی پسند کا چاہیں گے

تبھی سالار میں انکی خواہش کا احترام کروں گی اور چاہوں گی آپ میرے والدین سے اپنی خطا کی معافی مانگے اور مجھے انتظار کی سولی پر لٹکنے سے بچالیجئے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ میں آپ سے بھی محبت کرتی ہوں اور آپ تو مجھ سے انتہائی محبت کرتے ہیں جو مینے محسوس کی ہے تو سالار مجھے یقین ہے دماغ کو چھوڑ کر جب دل کی سنے گے تو ہی مجھے پاس پائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔

----- اللہ حافظ

وہ ایک کرب سے کہتی آخر میں اس سے الگ ہوئی اور بغیر اس کے چہرے کی طرف دیکھے گالوں سے آنسوں صاف کرتی بھاگی ---------

سالار پلیز سگریٹ مت پینا ------ مجھے وہ نہیں پسند ---- دروازے پر رک کر وہ بولی اور بھاگتی ہوئی سیڑھیاں طے کرتی اپنے باپ باپ کے بیچ کے فاصلے کو ختم کرتی لاؤنج میں آئی ----------

پاپا ---------- ٹیبل کو گھورتے شہریار کے کانوں میں وہ میٹھی سی آواز پڑی جسے سننے کے لئے وہ دن رات تڑپا تھا ---------- اسنے جیسے سر اٹھایا سامنے ہی وہ سبز آنکھوں سے تڑپتی اسکے آغوش میں آنے کو مچل رہی تھی ---------- اور اسنے بھی دونوں دونوں طرف باپ بیٹی کے دل کو مزید تڑپانے سے بچاتے اپنی بانہیں وا کردی جس میں وہ پاپا کرتی سما گئی ----------

---------- شہریار کے اندر تڑپتے باپ کی پیاس کو جیسے ٹھنڈک پڑ گئی

میری بیٹی کیسی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ آئی ایم سوری اپنے پاپا کو معاف کردو جو اتنا لاپروہ ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت دریافت کرتے اپنی ندامت ظاہر کی جس پر معصومہ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ

پلیز پاپا غلطی تو میری تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ مجھے معاف کردیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار نے لب اسکے ماتھے پر رکھے

میری جان تمہاری ماں اور دادی کی حالت مجھ سے بھی ابتر ہے ۔۔۔۔۔۔ چلو انہیں سرپرائز دیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ممتا کو سکون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لگائے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ جانے کیلئے قدم آگے بڑھانے لگا

آپ کیسے ہیں بھائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے مسکرا کر عذر کو مخاطب کیا جو اسکے حلیے کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھ کر الجھن کا شکار تھا

میں ٹھیک ہوں پر اس حیوان نے تمہیں زیادہ تکلیف تو نہیں دی ---------- اسکے لفظوں میں زہر سا تھا جس پر معصومہ نے لب بھینچ لیے اور اپنے باپ کے چہرے کو ---------- دیکھا جو اسے دیکھ رہا تھا

معصومہ نے عذر کے سوال کو نظرانداز کرکے شہریار کے ساتھ قدم بڑھا دئے

کسی کو بھی پیچھے رہ جانے والے وجود سے غرض نہیں تھا -------- یا شاید وہ اس رویے ---------- کا مستحق تھا

پر دل بے ترتیب تھے -------- تڑپ میں مچل رہے تھے ---------- آنکھ رواں تھی ----- تو لب بھینچے ---------- دہلیز پاکر نے پر معصومہ نے بے ساختہ نظریں پھیریں -------- پر پورے محل میں سکوت تھا جو وہ چھوڑ کر جارہی تھی ---------- اور جو ---------- ساتھ لے جارہی تھی

**********❤

سن ہوتی سماعتوں اور دھندلی ہوتی آنکھوں کے سامنے ایک کھلکھلاتا چہرا گھومنے لگا اور وہ ---------- بھڑکتے شولوں کے بیچ خون میں لت پت بے بس سا پڑا تھا

میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں مصطفیٰ ---- بہت------ ایک کھنکتی آواز آس ------ پاس چیخوں میں گونجی ------ وہ بے بسی سے مسکرادیا

م---میں-- بھی ت-- تم۔ سے بہت-- محبت کرتا-- ہوں حیا ------- لفظوں کے -------- ساتھ ہی ناک منہ سے خون بہنا شروع ہوگیا

------- اسے دیکھو کہیں زندہ تو نہیں --------- عجیب بھاری آوازیں آئی

کہاں--- مر گیا ہوگا حالت دیکھو ----- ڈیڈ باڈی میں شامل کر دو اسے ---------- ----- دوسرا سخت چڑے پن سے بولا

------ کیا کہہ رہے ہو مجھے لگتا ہے وہ سانسیں لے رہا ہے ---------- وہی آواز

مصطفیٰ کے مدھم پڑتی دھڑکنیں شور مچا رہی تھی کہ کہہ ----- وہ جی رہا ہے اسے جینا ہے اپنی حیا کیلیے ------- وہ سانسیں لے رہا ہے ----- اسکی سانسیں چل رہی ہیں کیونکہ اسنے اسے ہزاروں سالوں ساتھ جینے کا کہا ہے -------- وہ اسے دوکھے باز سمجھے گی --------- اسے مردہ مت سمجھو ---------- وہ کیسے جا سکتا ہے اسے بیچ سفر -------- میں چھوڑ کر

------- کیا کر رہے ہو --------- ؟ ایک جھنجھلائی سی آواز آئی

تمہیں جانا ہے جاؤ اسکی سانسیں چل رہی ہیں مجھے اسے دوسروں کے ساتھ ہاسپٹل بھیجنا -------- ہوگا

لے جاؤ شوق سے بیچ میں ہی مردوں میں شامل کر دینا ---------- وہ آدمی مصطفیٰ کے زخمی خون میں نہائے وجود کو دیکھ کر سفاکی سے بولا --------- جو ایک ایک --------- سانسیں چھوڑ رہا تھا

ایک بے بس سا آنسوں سر سے بہتے خون میں شامل ہوگیا ---------- اور اس آدمی کے اٹھانے پر سر لڑکھ سا گیا ---------

.....

آہہہ------ بیدار ہوتے دماغ کے ساتھ وہ جب کسمسائی تو درد کی شدید لہر اسکے تن بدن میں دوڑ گئی اور منہ سے بے ساختہ آہ نکلی --------
شکر ہوش تو آیا میں سمجھا فوت ہو گئی ------- اسے کسمساتے دیکھ کر کافی کا مگ ٹیبل پر رکھا اور منہ بنا کر بڑبڑایا --------

افف مما --------- اسکی کمر سے ٹیسیں اٹھنے لگی --------
کیا ہوا درد ہورہا ہے --------؟ وہ اسکے آنسوں دیکھ کر جھک آیا -------- تو پریہا نے جانی پہچانی آواز پر بمشکل سوجی آنکھیں کھولیں ------- اور کچھ پل تو وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسکے چہرے کو دیکھتی رہی جیسے یقین کر رہی ہو ---------

شش--- شہروز -------- گمان کو یقین میں بدلتے ہی وہ بڑبڑائی اور آنسوں میں تیزی آگئی ---------- اسکی حالت پر شہروز کے دل کو کچھ ہوا جس پر وہ لب بھینچ گیا ------- اگر وہ تھوڑی دیر کردیتا تو ------ یہ سوچ آتے ہی اسکے دماغ میں آگ بھڑک اٹھی --------

چلو یہ بھی شکر دماغ ٹھکانے پر ہے --------- وہ سپاٹ آواز میں بولا تو پریہا مسکرادی -------- شہروز نے غصے سے اسے دیکھا

تم سچ میں ہو شہروز --م-میں بچ گئی -------- مجھے یقین تھا تم ضرور آؤ گے --------- اسکی آواز میں خوشی تھی مان تھا

بکواس بند کرو اور یہ ناٹک بھی --------- جانتا ہوں کتنی خوشی ہوئی ہے تمہیں میرے پاس آکر ------ کس کو بے وقوف بنا رہی ہو مجھے -------- اسنے دھاڑ سے اسکی بات کاٹی اور دونوں کندھوں سے جکڑ کر چلایا پریہا اسکی سرخ آنکھوں پر سہم گئی ---------

میں نہیں بھولا پریہا شہریار کہ طلاق کیلئے اس کوٹھے تک کو پہنچ گئی ------- اتنی نفرت تھی کہ اس انجان عورت پر یقین کر لیا اور میں پیچھے چلا رہا تھا تمہیں مجھ پر یقین نہیں آیا ---------- خوش ہو جاؤ بہت اچھا بدلا لے لیا ہے تمنے --------- جھٹکے سے اسے ---------- واپس بیڈ پر پھینک کر وہ باہر نکل آیا

---------- پریہا درد پر لب کچلتی اسکی پشت کو دیکھ کر رو پڑی

آئی ایم سوری شہروز میں غصے میں تھی ---------- اسے واپس ہاتھ میں سوپ کا ----------پیالہ دیکھ کر وہ مدھم سا بولی

---------- شہروز صرف ایک کاٹ دار نگاہ ڈال کر چپ ہوگیا

------- اٹھو ------. ضبط کرتے وہ بولا

کک۔۔۔کیسے بہت درد ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سسکتی آواز پر شہروز نے نظریں اٹھائیں تو سیدھا اسکی سرخ گال پر انگلیوں کے نشان پر پڑی اور نئے سر سے غصہ بھڑک اٹھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سختی سے لب بھینچ کر وہ آگے آیا اور اسکے کندھے سے پکڑ کر آگے کو جھٹکا دیا کہ وہ کراہ اٹھی اور اسکی شرٹ کو مضبوطی سے تھام لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کا دل کیا اتنے تھپڑ مارے کہ بلبلا اٹھے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تڑپ جائے جیسے وہ اسکی غیر موجودگی میں تڑپا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تکیہ درست کرتے بیٹھایا اور سوپ پکڑ کر آگے آیا

۔۔۔۔۔۔ س۔۔سور۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ابھی مزید کہتی جب وہ چلایا

چپ بالکل چپ کچھ مت بولنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس اپنے ٹھیک ہونے کا انتظار کرو ہر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خواہش پوری کرونگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتی خاموشی سے سوپ پینے لگی

شہروز کو اسکے بخار کی تپش دیتی سانسیں اپنے ہاتھ پر محسوس ہورہی تھی ------ جو بالکل نڈھال ہوگئی تھی ----------

پریہا خود کو کافی بے بس محسوس کر رہی تھی -------- ایک تو وہ اسکا پی سی اتنا غصے میں تھا کہ کچھ سننے کو تیار نا تھا ---- دوسرا بخار اور بیلٹ کے زخموں نے ایسا بے حال کردیا تھا کہ اسکا جوڑ جوڑ درد سے چور تھا ----------

یہ دوائی کھالو پھر زخموں پر مرہم لگانا ہے ----- وہ کافی گہرے ہیں ------- کیونکہ پیٹا بھی پوری طاقت سے ہے ------- مجھے تو حیرت ہے کہ تمہاری جگہ پر کوئی اور ہوتا وہ تو مر جاتا پر تم پتا نہیں کیسے بچ گئی --------- وہ ایسا طنز کر گیا کہ پریہا نے تڑپ کر اسے دیکھا جو ڈاکٹر کی دی گئی دوائی کو دیکھ رہا تھا ---------

آنسوں پیتی وہ دوائی کھانے لگی -------- بہت ضبط کے باوجود بھی آنسوں پھسل پڑے ---------- اسے یاد آیا انہیں ذرا سا بخار ہوجاتا تھا تو مما پاپا کیسے پریشان سے ہوجاتے تھے اور کیسے بے چین ہوتے کہ ایک پل کیلئے بھی نا جاتے سامنے سے --------

مجھے مما کے پاس جانا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا ۔۔۔۔۔۔۔ دوائی کھلاتے شہروز نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جیسے سالم نگل جائے گا آنکھوں سے ہی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے شوق نہیں تمہیں اپنے پاس بیٹھانے کا ابھی چل کر دیکھاؤ تو پھینک آؤں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ برہم ہوکر بولا ۔۔۔۔۔ لہجے میں کاٹ سی تھی پریہا آنسوں پی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو. ۔۔۔۔۔۔۔ شہروز کو اپنے پاس مرہم لیکر بیٹھتے دیکھ کر وہ ۔۔۔۔۔۔۔ بدحواس ہو کر بڑبڑائی جو اسنے واضح سنی

اگر تم لگا سکتی ہو تو لو اور میری جان چھوڑو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سپاٹ سا بولا ۔۔۔۔۔۔ پریہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ بے بس سی ہو گئی

وہاں سے کسی کو بلا لو بے بے کو ہی ---پلیز ---------- وہ بھرائی آواز میں بولی --
کہ شہروز کو آگ سی لگ گئی ------- مطلب وہ اسکا شوہر کر اتنا غیر ہے کہ وہ
دوسروں پر گوارا کرتی ہے اس پر نا -------. وہ صرف اس پل منفی سوچ رہا تھا

کہہ تو اسے رہی ہو جیسے انکے آنے پر کافی عزت دی تھی انہیں ٹھیک طرح سے سلام
نہیں کیا اور اب دکھ میں انکی ہیلپ چاہتی ہو ------ واہ بھئی تمہارے انصاف
---------- اسکی بات پر پریہا سے شرم سے سر نا اٹھایا گیا

دفع ہوجاؤ کمینے پی سی ------- آخر کتنا ضبط کرتی ------- بے بسی سے چلا اٹھی
--------- اور اسکی غراہٹ پر ہوتی بدن میں حرکت پر آہ سی نکلی

شہروز خاموش سا اسے روتا دیکھنے لگا اور اٹھ کر باہر چلا گیا ---------- پریہا اسے جاتے
دیکھ کر سکون کا سانس لیا ------- ورنہ کوئی بعید نا تھی وہ اس کی کمر پر مرہم بھی
---------- لگادیتا

ایک تو کپڑوں میں ایسے پڑی تھی جو جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے شہروز کے سامنے انتہائی شرم آرہی تھی ۔۔۔۔۔ کہ اس حال میں کہیں چھپ جائے اسکے سامنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ۔۔۔۔ پر بے بس تھی ذرا سی حرکت بھی نہیں ہورہی تھی

اس موٹی نے اتنا پیٹا تھا کہ خون رسنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں شہروز نے کیا حال کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوگا انکا

کاش ایک بار وہ ٹھیک ہوجائے اور وہ موٹی بائی ہاتھ لگ جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ اسنے غلطی کی تھی کہ اسکے اوپر چھلانگ لگا دی کاش وہ اسکی گردن پر پاؤں رکھ دیتی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہیں سوچوں میں تھی کہ اچانک دروازہ بند ہوا اور کمرا اندھیرے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈوب گیا

شش۔۔۔۔ شہروز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی پکار کے ساتھ مدھم سی روشنی کمرے میں کسی چیز ۔۔۔۔۔۔۔ کو پہچانے کے لائق ہوئی

اور اسنے اسے دیکھا جو الماری سے اسکا ڈریس نکال رہا تھا ---------- پریہا کی رنگت سپید ---------- ہوگئی ------ کیا کرنے والا تھا وہ

شہروز ----------!! اسکے ہاتھ میں ایک شرٹ دیکھ کر وہ الجھی جو یقیناً اسی کی تھی ---------- کافی کھلی جو تھی

کوئی بکواس مت کرنا کیونکہ میرا دماغ پہلے سے ہی خراب ہے -------- اور رہی بات آس پاس کو بلوانے کی تو کیا بتائوں انہیں تمہارے مردہ حال کا کہ مینے یہ تشدد کیا ہے تم پر یا حقیقت بتائوں ---------- وہ چلتا ہوا اسکے بیڈ پر آیا اور اسکے انکار کو اہمیت دئے --- بغیر اسے تکیے پر منہ کے بل لیٹایا

---------- پریہا نہ نہ کرتی رہی پر وہ کانوں پر پردے ڈالے زخموں پر مرہم لگانے لگا

پریہا اسکی انگلیوں کا لمس اپنے کندھوں اور کمر پر محسوس کرتی بے بسی سے روتی چلی گئی ------ شہروز نے کافی ناگوار نظروں سے اسکے سر کو دیکھا -------- دل تو کر رہا تھا ---------- اچھا خاصا سبق سیکھا دے اسے پر خلاف معمولی چپ ہوگیا تھا

یہ ٹسوے بہا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ مینے غلط کیا ہے -------- اسے سیدھا ---------کرتے وہ چلایا تو ایکدم اسنے اپنے آنسوں کو روکا

رویہ تو ایسا ہے جیسے مینے گناہ کردیا ہے ------- سمجھتی کیا ہو خود کو ----------

---------- اسکے بازوں پر مرہم لگاتے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا

پتا نہیں کس وجہ سے مسکراہٹ لبوں کو چھونے کیلیئے مچلنے لگی جس وہ کمال ضبط سے ---------- چھپا گیا

--------- اور ترچھی نظروں سے اسکے آگ ببولا چہرے کو دیکھنے لگا

---------- سلیولیس شرٹ پہنکر وہ آنکھیں میچ گئی

کمینہ ، پی سی -- دوٹکے کا ملازم نا ہوتو -------- وہ اپنے منہ پر آتی تمام گالیوں کو ضبط میں لیے باآواز بلند بڑبڑا رہی تھی -------- دل تو کر رہا تھا باہر پڑی اینٹوں سے اسکا سر

پھاڑ دے ------- اس اپنی آنکھوں کے سامنے دفع کردے یا خود کہیں اسکی نظروں کی پہنچ سے چپ ہوجائے ----------

دوتین مرتبہ ایسے لگانا پڑیگا پھر جاکر ٹھیک ہونگے --------- وہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا بولا ----------

کوئی ضرورت نہیں میں خود کرلوں گی ---------- وہ چیخ پڑی --------

ہونہہ ---- تو میں کونسا مرا جارہا ہوں تمہاری دیکھ بھال کرنے کیلئے ---------- وہ نخوت سے بولتا دروازہ کھول کر باہر آگیا ---------

ہاں اب تمہیں مجھ میں کیسے دلچسپی ہوگی ------- اب تو دل خوشی سے طلاق دینے کو مرے جارہے ہو ------- کیونکہ کون مرد دو دن کوٹھے پر گذارنے والی لڑکی کو رکھے گا ---------. تمہارا قصور ہی نہیں شہروز -------- وہ سوچتی تراتر آنسوں بہانے لگی ---------

حیا کو نیچے بیٹھے سسکتے دیکھ کر حوریہ کا کلیجہ منہ کو آگیا ------- وہ جیسے تڑپ سی گئی ------ ----- یہی حال باقیوں کا بھی تھا

کیا ہوا میری جان کچھ بتا تو سہی کیوں اپنی ماں کو تڑپا رہی ہے --------- حوریہ ساتھ بیٹھی تو حیا اسکے گلے سے لگ کر اور تیز رونے لگی جیسا درد اندر ہورہا تھا وہی باہر بھی سب ------ کو محسوس ہورہا تھا

مما ---- مما مجھے لگتا ہے مصطفیٰ کے ساتھ کچھ برا ہوا ہے مما --- آپ اسے کال کریں --- وہ مجھ سے بات کرے مما ورنہ میں مر جاؤں گی ---- مجھے پتا نہیں کیا ہورہا ہے ------ پلیز مامی آپ کچھ کریں بڑی ماں پلیز -------- وہ پری کے ہاتھ تھامتی نوشین ---------- کا بازو پکڑتی کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی

کچھ نہیں ہوا مصطفیٰ کو میری جان وہ ٹھیک ہے میں ابھی کال کرتی ہوں ---------
تم خود بات کرلینا ------ پری نوشین اسے تسلیاں دے کر باہر لاؤنج میں لے آئیں
---------- ------ اور وہ مچل رہی تھی کہ اسے کال کریں اور جلدی کریں

کیا ہوا حیا کو سب ٹھیک ہے --------- نوشین عائمہ بیگم کو سہارا دیکر لاؤنج میں لے
--------آئی

نہیں آپی پتا نہیں کیا ہوگیا ہے اسے ------ مصطفیٰ سے بات کرنے کی ضد کر رہی
ہے ---- اور ہمارا الگ دل گھبرا رہا ہے پتا نہیں کیوں اچانک اسکا موبائل آف آرہا ہے
----- پری پریشان سی بولی تو حیا نے اپنی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا جو بار بار موبائل
---------- کان سے لگا رہی تھی

مجھے لے چلیں وہاں مجھے اسے دیکھنا ہے ---- مما آپ کچھ کریں نا آپ خاموش کیوں
------ ہیں ---------- پری کو مایوس دیکھ کر وہ چلا اٹھی

حیا سنبھالو خود کو دیکھو میری گڑیا کچھ نہیں ہوگا ----- موبائل لوو بیٹری کی وجہ سے بند ہوگیا ہو گا -------- تم فکر نا کرو ابھی کوئی آئے گا تو اسکے آفس کال میں کال کروائیں گے ---- پلیز چپ ہوجاؤ دیکھو مما کی طبعیت خراب ہوجائے گی ---------. حوریہ اسے اپنے سینے سے لگائے عائمہ بیگم کے پریشان چہرے کو دیکھ کر بولی --- تو وہ اسے سینے میں منہ چھپا گئی پر دل تو کر رہا تھا ہر بند توڑ کر اڑ کر اس تک پہنچ جائے اور --------- اسے دیکھے سہی سلامت بار بار دیکھے

ابھی صبح تو وہ اسکے ساتھ تھی پھر یہ اچانک کیا ہوگیا وہ اتنا لاپروہ تو نہیں تھا جو موبائل ---------. چارج نا کرتا

یااللہ میرے مالک اسے اپنے امان میں رکھنا اس پر تکلیف کی آنچ بھی آنے نا دینا -------- میرے مولا رحم کرنا ---------- وہ باآواز گڑگڑا رہی تھی -------- اسکی حالت پر سب کی آنکھیں نم تھی ---- پری نوشین کا تو حال دل دیکھنے لائق تھا ---------- دونوں کی آنکھوں کا سکون تھا

اللہ نے اس سے بچپن میں ماں باپ کا سہارہ لیا تھا تو اس سے بڑھ کر چاہنے والے دئے ---------- تھے -------- وہ اکیلا تھا ہی نہیں نا ہی خود کو تصور کرتا تھا

-------- سب اپنے اپنے دکھ میں کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی
جب ایک کھلکھلاتی آواز آئی جسے سب نے اپنا وہم سمجھا پر پھر بھی سر گھما کر داخلی
-------- دروازے کی طرف دیکھنے لگے -------- پری ساکت سی رہ گئی
معصومہ --------- اسکی بڑبڑاہٹ پر حیا نے بھی دیکھا --------- نانو معصومہ
-------- اسنے پاس بیٹھی عائمہ بیگم کو ہلایا جس کی آنکھیں نم تھی ---------- اور
------ چہرے پر سچی مسرت

مما---- نانو -------- وہ چلاتی بھاگی آئی ---- شہریار اسکی بےتابی اچھی طرح سفر کے
---------- دوران محسوس کی تھی اور اب جیسے پر لگا کر اس سے اڑ گئی

مما کی جان کہاں کھو گئی تھی مجھ سے ---------- اسے سینے میں بھینچے زارو قطار
-------- چومنے لگی اور دونوں رو دی

باقی سب بھی حیران سی بیٹھی تھیں اچانک اسکی آمد پر ---------- ہزار سوال تھے ---------- زبان پر جو اسکے کھلکھلاتے چہرے کو دیکھ کر وہیں دم توڑنے لگے تھے

معصومہ باری باری سب سے ملی اور سب نے اسے بہت پیار دیا ----- کسی نے کوئی سوال نا کیا وہ سچ میں جھوم اٹھی اسنے تو پتا نہیں کتنے وہم پال رکھے تھے جو اسے لرزا ---------- دیتے پر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا

آپی کیا ہوا آپ رو ہیں ------- اور ری آپی کہاں ہیں ------ کیا اسے میں یاد نہیں ---------- وہ واپس اپنے آشیانے مطلب عائمہ بیگم حصار میں چھپی دریافت کر رہی تھی --------- حیا نے اسے دیکھ کر شہریار اور عذر کو دیکھا جو وہیں بیٹھے تھے

ماموآپ مصطفیٰ کے آفس میں کال کریں نا وہ ٹھیک ہیں --------- پری جو شہریار کا ---------- سپاٹ چہرا دیکھ رہی تھی حیا کی تڑپ کی جانب متوجہ ہوئی

کیا ہوا مصطفیٰ کو سب ٹھیک ہے ------؟ شہریار نے اب غور سے سب کے چہروں کو دیکھا --------.

پتا نہیں بھائی کال پر بات کر رہا تھا کہ اچانک کٹ گئی اور اب مسلسل فون بند آرہا ہے اللہ خیر کرے پتا نہیں کیا وجہ ہے ------ نوشین جھٹ سے ساری بات بتائی ---------

--------آپ فکر نا کریں میں ابھی دیکھتا ہوں ------ وہ انہیں تسلی دیکر اٹھا ------ وہ ابھی کال کرنے ہی والا تھا کہ سفیان کی کال آگئی

ہاں سفیان بول سب خیریت ہے اس وقت یاد کیا ----------؟ موبائل کان سے لگائے ---------- وہ بولا تو دوسری طرف سے ملی خبر پر کچھ لمحے تو کچھ کہہ نا سکا

تم سن رہے ہو شہریار ہم دونوں اسلام آباد جارہے ہیں، بھائی کی حالت بھی بگڑ رہی ہے ---------- ------ جلد سے آجاؤ

اللہ خیر کرے گا تم اسکا خیال رکھوں میں یہاں سنبھالتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گہرا سانس ۔۔۔۔۔۔۔ لیکر خود کو سنبھالا

کیا ہوا انکل سب ٹھیک ہے مصطفیٰ بھائی کیسے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر اسکے سرخ ۔۔۔۔۔۔۔۔ چہرے کو دیکھ کر بولا

مصطفیٰ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور اس وقت وہ آئی سی یو میں پڑا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت بہت سیریس ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ابھی اس سے بول رہا تھا جب پیچھے کھڑی حیا پر نظر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پڑی جسکا چہرا سپید پڑ گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا بیٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار اسکی طرف لپکا

مامو ۔۔۔ مص۔ ۔ مصطفیٰ کو۔ ۔۔کچھ نن۔ ۔نہیں ہوا نا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ لہرا کر نیچے گرتی جب شہریار نے اسے سہارا دیا

کک۔ --کیا ہوا ہے میری بیٹی کو ---------- شہریار کے بازو میں بے ہوش حیا کو دیکھ کر حوریہ چیخ پڑی -----

مم۔ -- مصطفیٰ کو کیا ہوا ہے شہریار ------ پلیز بتائیں میرا بھائی ٹھیک تو ہے نا شہریار وہ ٹھیک ہے نا -------- حیا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے حوریہ مشال بھی پری کے سوال کی جانب متوجہ ہوئی ---------

اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور اس وقت ہاسپٹل میں ہے ---------- سفیان اور حسن بھائی وہیں جارہے ہیں ہمیں بھی چلنا ہوگا ---------- شہریار نے لرزتی روتی معصومہ کو دیکھ کر کہا جو عائمہ بیگم میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی جیسے اس بری خبر سے بچ جائے گی ----------

پری کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اور ایسی ہوگئی جیسے سنا ہی نا ہو --- بالکل ساکت نوشین کی بھی حالت غیر ہوگئی -------- شہریار عذر سے تو سنبھالنا محال ہوگیا ----------

اللہ خیر کرے گا میری بچی ہم سب کی دعائیں ہیں ------- ہمیں چلنا چاہیے
---------- عائمہ بیگم کی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور شہریار سیٹ کنفرم کروانے گیا

مما آپی کو ہوش نہیں آرہا ---------- بے ہوش حیا کو دیکھ کر معصومہ سسکی اسکا جان سے پیارا ماموا اس وقت آئی سی یو میں تھا اور پیاری سی نٹ کھٹ آپی ہوش حواس سے
-------- بیگانی
--------- اسنے آتے وقت یہ تو تصور ہی نہیں کیا تھا

--------- کچھ دیر میں وہاں عذر کے ساتھ ڈاکٹر اندر چلا آیا جیسے شہریار نے بلایا تھا

**********❤

------ سب اس وقت ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے

مصطفیٰ آپریشن تھیٹر میں تھا ۔۔۔۔۔ اور حیا کا رو رو کر برا حال ہوگیا تھا کہ بمشکل سفیان اسے سنبھالے بیٹھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مشال معصومہ اور عائمہ بیگم گھر پر ہی تھیں ۔۔۔۔۔۔ شہریار نے خود معصومہ کو ساتھ لانے سے منا کیا تھا کہ کہیں دکھ میں کوئی اس پر انگلی نا اٹھا دے ۔۔۔۔۔
وہ سب کچھ برداشت کرسکتا تھا پر کوئی اسکی اولاد پر انگلی اٹھائے وہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا ۔۔۔۔۔۔

پری اور نوشین پریر روم میں اپنے پیارے رحمان رحیم کے آگے گڑگڑا کر اسکی سلامتی کی دعا مانگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر پر معصومہ جائے نماز پر بیٹھی سسک رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے پیارے اللہ جی میرے مامو کو صحتیاب کر دے ۔۔۔۔ اسے لمبی زندگی عطا کردے ۔۔۔۔ وہ سجدے میں سر رکھ کر گڑگڑانے لگی ۔۔۔۔ اسکی حالت پیش نظر مشال کی آنکھیں نم ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ کسے ناپسند تھا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ تھا ہی اتنا پیارا مخلص اور تمیزدار کہ جو بھی دیکھتا خود بے خود اسکے حسین سلوک کا اسیر ہوجاتا ۔۔۔۔۔۔۔
اسنے ہمیشہ محبتیں لٹائیں تھی کبھی پلٹ کر مانگی نہیں تھی یہ تو اسکا حسین مزاج تھا کہ لوگ خود ہی اسے محبت اور عزت دینے لگتے ۔۔۔۔۔۔۔۔

میری بچی بس کرو دیکھو مما تمہارا یہ حال دیکھے گی تو اسکی اور طبعیت بگڑ جائے گی ۔۔۔۔۔۔
اپنے پیارے اللہ پر یقین رکھو وہ تمہارے مامو کو کچھ نہیں ہونے دیگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
مشال سے مزید برداشت نا ہوا تو اسکے لرزتے وجود کو سینے سے لگائے محبت سے سمجھانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بڑی مما یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے ------- میں ہی منحوس ہوں ---- اگر میں ---------- نا آتی تو یہ سب نا ہوتا

میرے پیارے ماموکو کچھ نا ہوتا ------- میری نٹ کھٹ سی آپی یوں نا تڑپ رہی ہوتی ------- ------- سب میری وجہ ہوا ہے ، میں ہی منحوس ہوں

جہاں بھی جاتی ہوں سب کو تکلیفیں ہی دیتی ہوں -------- بولتے ہوئے اسکی آنکھوں کے سامنے سالار کا ضبط سے سرخ چہرا، لہو آنکھیں یاد آنے لگی اسے اور شدت سے رونا ---------- آنے لگا

مشال تو اس چھوٹی سی لڑکی کی سوچ پر حیران رہ گئی --------- جو خود کو منحوس کہہ ؟---------- رہی تھی اگر پری یا شہریار جان جاتے اسکی سوچ کو تو

.--------- یہ کیا اناپ شناپ سوچ رہی ہو

کون کہتا ہے تم جیسی معصوم لڑکی منحوس ہوسکتی ہے ----(نعوذ باالله) کیا تم اس پاک ذات کی مرضی سے بڑی طاقت رکھتی ہو کہ تمہارے قدموں نے آتے ہی اسکی یہ حالت -------کردی

نہیں میرا بچا ایسا کچھ نہیں منحوس و نحوس کچھ نہیں ہوتا --- یہ سب اللہ کی رضا تھی اس میں --- اس کی طرف ہم بندوں پر آزمائش ہوتی ہے ------ تم کیوں اتنی کمزور سوچ کی مالک ہوگئی ------. کہ اپنے رب کی آزمائش پر خود کو منحوس سوچنے لگی ---- جانتی ہونا --------اگر بھائی یا بھابی کو معلوم ہوگیا تو انہیں کتنا دکھ ہوگا

مت سوچوں اتنا غلط صرف اس رحمٰن رحیم سے اسکی زندگی کی دعا مانگو ------ وہ آزمائے گا اتنا جتنا ہم برداشت کرسکتے ہیں ------- اس سے زیادہ وہ اپنے پیارے بندوں کو نہیں دکھ دیگا --------- تم تو اتنی پیاری ہو کہ تمہارے بارے میں کوئی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو ------- مشال اسکا سر اپنے سینے سے لگائے محبت سے سمجھانے لگی ------- جس پر وہ شرمندہ سی اثبات میں سر ہلاتی اللہ سے معافی مانگنے لگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حق کسی کو نہیں دیا کہ وہ اپنے بنائے پیارے بندوں کو کوئی یا خود اپنے آپ کو ایسے لقب سے جج کریں ------- وہ اپنے بندوں سے

ستر مائوں سے زیادہ محبت کرتا ہے تو کیسے کوئی اسکی بنائی نازک دلوں کو ٹھیس پہنچائے اور اسے برا نا لگے --------

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے گناہوں سے بچائے --- کسی کی دل آزاری سے بچائے ---) ہم کیوں کسی دوسرے پر انگلی اٹھائیں اسکے عیب پر اسکا مزاق بنائیں یہ جانے بغیر کہ اسکا دل کتنا حساس ہے ، اس دل میں ہمارا پیارا مالک رحمٰن رحیم خود بستا ہے تو کیسے ہم اس دل کو ٹھیس پہنچائیں --- کیا ہم میں کوئی عیب نہیں جو ہم دوسرے میں ذرا سی خامی دیکھ کر اسکا مزاق اڑا لیتے ہیں --- اور اسے مزاق کا روپ دے کر خود کو محفوظ کرلیتے ہیں پر یہ جانے بغیر کہ سامنے شخص جو ہمارے مزاق پر مسکرا رہا ہے اسکے دل پر کیا بیت رہی ہوگی ' اسے کتنی تکلیف ہوئی ہے کیسے وہ ہمارے چھوٹے سے مزاق پر احساس کمتری کی گہرائیوں میں ڈوبتا جارہا ہے ------- اور جب وہ کسی اپنے سے بھتر شخصیت کے سامنے جانے سے کتراتا ہے تو اس ہی شخص کو ہم دبو ، کم اعتماد جیسے لقب سے نوازتے ہیں --------- میرے مالک ہمیں ایسے گناہوں سے بچا ------ آمین)

.....

پتا نہیں کتنا ٹائم گذر گیا تھا رات گہری ہوتی جا رہی تھی ------- پر ڈاکٹر ابھی اندر اسکی قسمت آزماتے زندگی کی طرف لانے کی اپنی سی بھرپور کوشش کر رہے تھے ---- باقی --------- سانس دینے یا لینے کی تو اسکی مرضی تھی جو دو جہانوں کا مالک تھا

سب بھوک و پیاس بھلائے لبوں پر اپنے مالک کو ستاتے کوریڈور میں کھڑے اضطراب کی حالت میں بند دروازے کو پرامید نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ ابھی کوئی نکلے گا اور ان ------- کے ترستے کانوں میں خوشخبری پہنچائے گا

میرا بیٹا سنبھالو خود کو اسے کچھ نہیں ہوگا --------- سفیان اسکی حالت پر تڑپتا اسے ------- دل سے لگائے کہنے لگا

پاپا اسنے کا تھا وہ میرے ساتھ ہزار سال گذارے گا ------ پاپا اس سے بولو وہ اپنا وعدہ پورا کرے ------ ٹھیک ہوجائے پاپا اس سے کہو نا ----- حیا اسکی شرٹ کو مٹھیوں ------- میں جکڑتی روتی کہنے لگی کہ ہر کسی کی آنکھیں رواں ہوگئی

میرا بچا وہ ٹھیک ہوجائے گا --- وہ اپنی پرنسس سے کیا وعدہ ضرور پورا کریگا ----- تم رو نہیں --- جانتی ہو نا تمہارے آنسوں اسے تکلیف دیتے ہیں تو کیوں اسے اور تکلیف دے

رہی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک ہوگا تو تمہارے سوجی آنکھیں دیکھ کر ہم سے ناراض ہوجائے ۔۔۔۔۔۔ گا ۔۔۔۔۔۔۔ حور اسے بہلانے لگی جو رو رو کر نڈھال ہوگئی تھی

شہریار اس ساری صورتحال کو دیکھتا لب بھینچے دراب کی کال پر سائیڈ پر چلا گیا ۔۔۔۔۔ اور اسکے پوچھنے پر مایوسی بھرا جواب ملا کیوں کے ابھی انہیں بھی خیریت یا امید والا جواب ۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں دیا گیا تھا

اچانک دروازہ کھلا اور آپریشن تھیٹر سے باہر نکلتے ڈاکٹر کو دیکھ کر سب اسکی جانب لپکے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر پلیز مجھے بتائیں مصطفیٰ کیسا ہے وہ ٹھیک تو ہے نا ۔۔۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہوا نا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کسی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی حیا ڈاکٹر کے سامنے سسکنے لگی

آئی ایم سوری لٹل گرل ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے آپ دعا کریں ۔۔۔۔ پیشنٹ کی حالت بہت سیریس ہے خون زیادہ بہہ گیا ہے اور زخم بھی گہرے ہیں ۔۔۔۔۔۔!! ڈاکٹر

جمال جس کی شہریار سے اچھی طرح جان پہچان تھی -----وہ انکے گھر کے پاس ہی رہتے تھے -------

حیا کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر سفیان اور شہریار سے مخاطب ہوئے اور آگے بڑھ گئے --------

حسن ہارے ہوئے جواری کی طرح سر لڑکھائے بیٹھے تھے ------ بیشک وہ اسکا اپنا خون نہیں تھا پر اسنے کبھی اسے اپنے جگر کے ٹکڑے سے الگ نا سمجھا تھا --------

بچپن سے اسکے لاڈ ضد دونوں میاں بیوی پوری کرتے اپنی آنکھوں کا تارا اپنے بوڑھاپے کا سہارا سمجھتے تھے ------ جب جب اسے ہنستے اسکی گرے آنکھوں کو خوشی سے مسکراتے دیکھتے تو دونوں کا سیروں لہو بڑھتا ہوا محسوس کرتے -------

بچپن میں ملک ولا میں آتے اپنی ناراض ناراض معصوم چہرے کے ساتھ دونوں کو عجیب سی کشش میں جکڑ گیا تھا --------

نوشین تو پری کی غیرموجودگی میں اس اپنے پاس سے ہٹنے نا دیتی اور وہ تھا ہی ایسا محبت لٹانے والا --------.

دونوں کو کبھی شکایت کا موقعہ نا دیا --- اور نا ہی اولاد کی کمی ہونے دی ------ اور ---------- جس طرح وہ اس سے محبت کرتے اس سے بڑھ چڑھ کر وہ ان سے کرتا تھا

اپنے باپ کے بیمار ہونے پر اسکا خیال رکھنا دونوں کے ساتھ اپنا مخصوص وقت گذارنا ------ اسکی دوائی کا وقت ہونے پر حسن کے بہانے بنانے پر بڑوں کی طرح مصنوعی ------ روب جھاڑتے اسے دوائی کھلانا

میٹھے سے باز رکھنا -------- اور جب وہ چھپ کر کھاتے پکڑا جاتا تو اسکی کلاس لینا ----- ---------- اور حسن کا اتنے سیریس ماحول میں مسکرا کر دونوں ماں بیٹوں کو چڑانا

وہ جیسے جیسے یاد کرتا گیا ویسے ویسے تڑپتا گیا ------ کیا تھا وہ نوجوان شخص ---- ایک نعمت -- خوبصورت تحفہ مالک کی طرف سے ----- کہ کبھی انہیں بےاولاد ہونے ------- احساس نا دلایا

ماموآپ کہیں نا اسے ----- آپکی تو سب بات مانتے ہیں آپکے غصے سے تو سب ڈرتے کہیں اسے وہ اٹھ جائے ---------- حیا پاس کھڑے شہریار کا بازو کسی چھوٹی بچی کی ---------- طرح ضد کرتی التجا کرنے لگی

مجھ سے نہیں میری گڑیا ۔۔۔۔۔ ہمارے مالک سے کہو اس سے ہی ہم سب ڈرتے ہیں ۔۔۔۔ اسے ستاؤ وہ ضرور تمہاری سنے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار اسکے ماتھے پر لب رکھ دکھ سے بولا ۔۔۔۔۔کہ وہ اسکے چہرے کو دیکھ کر کچھ سمجھتی سر ہلاتی بولی

ہاں مامو وہ میری ضرور سنے گا ۔۔۔۔۔اس سے تو مصطفیٰ بھی ڈرتا ہے بہت وہ ضرور اٹھ جائے گا وہ ٹھیک ہوجائے میں سمجھ گئی مجھ کس سے مانگنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ آنسوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ رگڑتی بڑبڑاتی پریر روم کی طرف بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں پری اور نوشین پہلے ہی اس کے آگے گڑگڑا رہی تھیں

.....

۔۔۔۔ شہروز کے نیچے جیسے زمین لرز گئی

مصطفیٰ کی سیریس کنڈیشن کی خبر ملتے ! ۔۔۔۔۔۔ اسے ابھی دراب نے ہی کال کرکے ۔۔۔۔۔۔۔ بتایا تھا

وہ عجیب سی کشمکش میں تھا یہاں پریہا کی ایسی حالت جس لیکر وہاں ہزار سوال اٹھیں ۔۔۔۔۔۔۔ گے اور دوسرا سفر کیسے کرے گی

اور وہاں مصطفیٰ جسے وہ اپنا بڑا بھائی کہتا نہیں دل سے سمجھتا بھی تھا اور مان بھی دیتا تھا

کیا کرتا ---- شہریار نے بھی اسے پریہا کو لیکر آنے کا کہہ دیا تھا ------ اصل مصیبت تو اسکا سامنا کرنے کا تھا ------ وہ پریہا کو ایسے حال میں دیکھیں تو کیا کہیں کہ وہ --------- اتنے خطرے میں اسے لیکر ہی کیوں گیا وہاں

کچھ سوچ کر اسنے جیب سے موبائل نکال کر شہریار کا نمبر ڈائل کیا ------- جو دوسری ----- کال پر اٹینڈ کرلی گئی

ہاں بولو شہروز ابھی آنے کی ضرورت نہیں صبح آجانا خیر سے --------- شہریار کی بات پر -------- وہ گڑبڑا گیا

-------- چلچو ----- وہ ممنایا

-------؟ کیا بات ہے شہروز سب ٹھیک ہے

ہاں سب ٹھیک ہے چاچو --! صرف میں ابھی آ نہیں سکتا دو تین دنوں میں کراچی آجائوں
--- گا -------- اسکی بات پر شہریار الجھا

---؟ کیوں
وہ چاچو ہمنے ابھی ایک کوٹھے پر ریٹ مارا ہے ---- ابھی اس کیس کو سولو کرنا ہے اور
پریہا کی طبعیت ٹھیک نہیں ------ ڈاکٹر نے سختی سے سفر کرنے سے منا کیا ہے
-------- شہروز نے لب بھینچ کر بے بسی سے بہانا بنایا

شہریار نے یہ پوچھنا تھا کہ ڈاکٹر نے صرف سفر سے ہی کیوں منا کیا پر اسکی آواز میں
------ بے بسی اور پریشان محسوس کرکے ٹھیک ہے آجانا کہہ دیا
اور اب پریہا کی طبعیت بابت استفسار کرنے لگا جس پر شہروز نے سرد سانس خارج کرتے
-------- انہیں بھرپور تسلی دی

-------- شہریار سے بات کرنے کے بعد اسے رہ رہ کر پریہا پر تائو آرہا تھا

کہ اس جزباتی عورت نے کس لمحے خود کو اس حال میں پہنچایا تھا کہ ابھی اسے مصطفیٰ کا بتاتا تو ضرور وہ جذباتی عورت اسکی غیر موجدگی میں لنگراتے ضرور کوئی پھر سے ایسا قدم اٹھاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی اسے لاعلم رکھنا ہی مناسب سمجھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور خود تو بے بس ہو ہی گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا کرے سوچ کر ضبط سے چہرا سرخ پڑ جاتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس عورت نے میری تو کوئی خدمت نہیں کی اب مجھ سے پتا نہیں کونسی وصولی کر رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ! اسکے لیے کھانا نکالتے ہوئے غصے سے سوچا
اٹھو کھانا کھالو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لٹھ مار انداز میں کہا کہ پرہما لب بھینچ کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔

نہیں کھانا دفع ہوجائو ۔۔۔۔۔ کہہ ایسے رہے ہو جیسے مجھ پر احسان کر رہے ہو دوٹکے کے ملازم ۔۔۔۔۔۔۔۔

پریشان سے شہروز کو جیسے آگ لگ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔
ہے لڑکی کان کھول کر بات سنو ۔۔۔۔ اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے وہ سنجدگی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

-------کیا ہے ------؟ وہ بھی کم نا تھی

ہے کچھ نہیں ------ صرف اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو اور میں تمہارا دو ٹکے کا ملازم نہیں --- شوھر ہوں تمہارا اور اے ایس پی عزت سے مخاطب کیا کرو سمجھی -------

اور اب اٹھو ------ کہنے کے ساتھ اسے اٹھا بھی لیا --------- پر پریہا تو اپنے ہی دکھ -------- میں تھی تبھی اسکے ہاتھ جھٹک رہی تھی

کیوں ری تنگ کر رہی ہو یار میں پہلے ہی پریشان ہوں --- - --- نوالہ اسکے منہ کو لیجاتے --------- وہ بے بسی سے بولا کہ پریہا نے ری لفظ پر خاموشی سے کھالیا

-------- شہروز تم ایک برے پی سی ہو --------- وہ رونے لگی اسکے نرم لہجے پر

یہ بتاؤ تمہیں یہ پی سی اچھا کب لگا ہے -------؟ اسکا منہ صاف کرتے وہ کافی نرم پڑ -------گیا اسکی متورم آنکھیں دیکھ کر

-------- پریہا صرف ایک شکوہ کنا نظر ڈال کر کروٹ بدل کر لیٹ گئی

ری کیا ہوا یار -------؟ آئی ایم سوری ایک بار پھر کان پکڑ کر معافی مانگتا ہوں ------ اب تو معاف کردو اپنے پی سی کو --------- ٹھنڈے دماغ سے سوچنے پر احساس ہوا کہ جو بھی ہوا بہرحال غلطی اسکی اپنی ہی تھی جس پر وہ اب بار بار معافی مانگنے کی کوشش کریگا --------- اگر پریہا چاہے تو زندگی بھر بھی ------ پر وہ صرف اسے ---------- معاف کردے

کافی دیر اسکی پشت کو دیکھتے جواب نا پاکر وہ اٹھ آیا -------- اور پریہا خاموشی سے تکیہ ---------- گیلا کرنے لگی

صرف یہی سوچ تھی کہ وہ اس سے معافی تو مانگ رہا ہے کیا وہ اسے طلاق دے دیگا

شہروز برتن کچن میں پٹخ کر خود بغیر کچھ کھائے اذانوں ہونے پر نماز پڑھنے نکل گیا ---------- پھر آکر اسے دوائی کھلا کر سوجانا تھا

کیا ایسے ہی زندگی گذری گی ------- مسجد کی طرف جاتے سرخ اینٹوں کے راستے پر چلتے ہوئے اسنے خود سے سوال کیا --------

ظاہر ہے جیسا کیا ہے ویسا ہی نتیجا ملے گا --------- اپنے دکھ میں مینے کتنا اسے ڈی گریڈ کیا ----- اتنا تو ری ایکشن اسکا بتنا ہے -------- ظاہر ہے ایک جذباتی عورت ہے کوئی کم نہیں --------
اب پتا نہیں کب اسکے آنسوں ختم ہونگے اور پھر لبوں پر وہی بے فکری شریر مسکراہٹ جو میری وجہ سے روٹھ گئی تھی ----------

------ السلام علیکم شہروز ادا -------قاسم کی آواز پر وہ ہوش میں آیا
وعلیکم السلام کیسے ہو قاسم ------؟ وہ مسکرا کر بولا اور ساتھ ہی دونوں مسجد میں داخل ہوئے --------

**********❤

------ خون کا بندوبست ہوگیا تھا --------- اور آپریشن بھی سکسسفل رہا

ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اگر اسے ان چوبیس گھنٹوں میں ہوش آگیا تو ٹھیک ورنہ کوما میں جانے

-------- کے خدشہ ہے

اور اگر وہ کوما میں چلے گئے تو وہ کچھ نہیں کرسکتے ---- پھر انہیں کل ہوش آئے پرسو یا

ایک ماہ سال بھی ---- یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوما میں ہی انکی ڈیتھ ہوسکتی ہے

ڈاکٹر کی لفظوں پر وہ کاریڈور میں ہی لہرا کر صدمے سے گری ---------- اور خالی ویران

------ نظروں سے فرش کو تکنے لگی

یہ کیسی سزا ہے میرے مالک ----- وہ مجھے کہتا تھا میں حیا ہوں میں خوش قسمت ہوں

------ تو پھر اس خوش قسمت کے لیے ایسی سزا کیوں

حیا اٹھو بیٹا -------- انشااللہ اسے ہوش آجائے گا ---- تم دیکھنا وہ ضرور ہوش میں آئے

گا -------- پری کی حالت اس سے الگ نا تھی پر دونوں کے احساسات الگ تھے

اسنے اپنے بھائی کے ساتھ بہت کم وقت گذارا تھا پر حیا اسنے تو اپنے بیس سال اسکی انگلی پکڑ کر چلی تھی ---- سب سے پہلے نوالہ اسکے ہاتھ سے کھایا --- سب سے پہلے نام اسکا لکھنا سیکھا --ہوش سنبھالتے اسے اپنا ہیرو مانا اسکے غلط بات پر ٹوکنے پر اپنا ولن مانا

وہ حیا کی عادت تھا ضرورت تھا محبت تھا تو وہ کیسے اسے اس حال میں دیکھ کر سہہ سکتی تھی ------

نہیں مامی اسے ہوش میں آنا ہوگا ، انہونے مجھ سے وعدہ کیا ہے ساتھ چلنے کا وہ کیوں اسے خاموش پڑا ہے کیا اسے میں یاد نہیں آتی ---- اسے نہیں پتا کہ حیا کا وہ ہیرو ہے ----- ہیرو تو ایسے نہیں کرتے وہ کیوں مجھے اتنی تکلیف دے رہا ہے مامی --------- وہ بڑبڑاتے اٹھی -----

کیا ڈاکٹر میں ان سے مل سکتی ہوں پلیز منا مت کیجئے ------ ایک بار ملنے دیں مجھے پتا ہے وہ میرے کہنے پر اٹھ جائے گا ---- میں اسکی پرنسس ہوں ---- وہ میری بات مان لے گا ---- وہ میری ہر بات مانتا ہے پلیز ڈاکٹر انکل ------ وہ ہاتھ جوڑ کر ہزیاتی انداز میں گڑگڑا رہی تھی -------

۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جمال کی آنکھیں نم ہوتی محسوس ہوئی صرف وہ نہیں ہر کوئی اشک بہا رہا تھا

۔۔

یہ ہے تو ہاسپٹل کے رولز کے اگینسٹ بٹ ۔۔۔۔۔ وہ لب بھینچ گئے ۔۔۔۔ ۔ جاؤ بچے شاید وہ اٹھ جائے ۔۔۔۔۔۔ تمہاری دعائیں رائیگا نہیں جائیں گیں مجھے یقین ہے

۔۔۔۔۔۔۔

وہ بولے تو حیا بھیگی بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی اور پلٹ کر سب کو دیکھ جو سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ضرور اٹھے گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ نڈھال سے حسن کو دیکھ کر وہ بولی اور اندر آگئی جہاں وہ ہوش وحواس سے بیگانا مشینوں میں جکڑا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اسے ساکت دیکھ کر حیا کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑلیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آنسوں ایک بار پھر تراتر بہنے لگے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ اٹھو نا ---------- اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر وہ تمام تڑپ التجا سے بولی پر جواب ندارد -------

مصطفیٰ میں مر جاؤں گی اگر میری محبت کا ایسے امتحان لیا -------- میں نہیں رہ سکتی تمہارے بنا اگر جانا ضروری ہے تو مجھے بھی ساتھ لے چلو ورنہ میں پاگل بن جاؤں گی ---- ---------- اٹھو مصطفیٰ--! اٹھو نا

-------- وہ اسکے بیڈ پر سر رکھ کر روتی ہوئی کہنے لگی

تم دو دن سے ایسے منہ موڑ کر پڑے ہو ----- میرے بارے میں ایکبار بھی نہیں سوچا کہ تمہاری ایسی حالت پر مجھ پر کیا گذرے گی --------- تمہیں پتا ہے نا میں کتنی ------- شدت پسند ہوں ---- مصطفیٰ پلیز اٹھ جاؤ

دیکھو ڈاکٹر بہت غلط کہہ رہے ہیں کہ انہیں امید نہیں تمہارے اٹھنے کی ----- پر تم ------- انہیں غلط ثابت کردو مصطفیٰ پلیز اٹھو دیکھو بڑے پاپا بالکل بوڑھے ہوگئے ہیں دو دن سے وہ دوائی بھی نہیں لے رہے کہ انکا بیٹا انہیں خود دوائی کھلائے گا ------- --------- اس کی امید کا دیا کیوں بجھا رہے ہو اٹھ جاؤ اب

مامی بڑی مما مدر ماں سب ہی رو رو کر بری حالت بنا چکی ہیں وہ بھی کچھ نہیں کھا رہی ------- اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لرزتے لب رکھ کر وہ سسک اٹھی

معصومہ ------ اچانک اسے یاد آیا --------- وہ ایکدم پرجوش سی اسکی بند آنکھیں زرد ------- چہرے کی جانب متوجہ ہوئی

مصطفیٰ دیکھو معصومہ بھی آگئی ---- ماموا سے لے آئے اب تو آنکھیں کھولو ------- وہ تو تمہاری لاڈلی گڑیا ہے نا ----- وہ بھی رو رہی ہے تمہارے لیے تو کیوں آپنے آنکھیں بند کرلیں ہیں ------- وہ مرجھائی سی اسکی نبد آنکھوں کو دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ---------- اسے لگا اگر اسنے آنکھیں نا کھولی تو اسکا دل پھٹ جائے گا -------- وہ -------- اسکے ہوش آنے سے پہلے ہی خود ہوش وحواس گوا دے گی

ہیرو اٹھو نا ------- آنکھوں کھولو بتاؤ کس سے شکایت ہے ------- وہ نیچے فرش پر ------- اپنی جاتی ہمت کے ساتھ نڈھال گرتی سسکی

تم اب سچ کے ولن ہو ------ تم ایک ولن ہو ---- ہیرو ایسا نہیں کرتا جیسے تم مجھے تڑپا ------ رہے ہو

کس سے شکایت تھی جو ایسے منہ موڑ رہے ہو ---- میری تڑپ میری محبت میرا عشق میری جنونیت تمہیں واپس نہیں لا رہی ---- بتاؤ نا ہیرو ------ اسے لگا وہ ہار گئی ----- وہ نہیں جیت سکی اسے اپنی محبت سے --اسے نہیں لا سکی اپنی دعاؤں التجاؤں سے -------

صرف تم سے شکایت ہے "حیا" ' اتنی شدت محبت کرنے کے باوجود کبھی شدت بھرا" اظہار نہیں کیا، بہت شکایت ہے تم سے "------- فرش پر بلکتی سسکتی حیا کے کانوں میں مخصوص گھمبیر آواز پڑی کہ اسکی سست پڑتی دھڑکن پوری رفتاری سے دھڑکنے لگی --------

مم---- مصطفیٰ ------ وہ خوشی سے سسک اٹھی ------- اور ایکدم اپنی بکھری حالت ------- زرد رنگت کے ساتھ گرتی پڑتی بیڈ کے پاس آئی

اور سامنے ہی مصطفیٰ نے بوجھل آنکھوں سے اپنی متاع جان کو دیکھا جسکی گلابی رنگت میں زردیاں سی گھل گئی تھی --- آنکھوں کے نیچے ہلکے میلے چکٹے کپڑے متورم سرخ آنکھیں -------

آپ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں مصطفیٰ ۔۔۔ آپ اٹھ گئے ۔۔۔ اللہ نے میری سن لی مصطفیٰ
۔۔۔۔۔ اسکی تڑپ پر مصطفیٰ درد سے بمشکل مسکراتے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا

۔۔۔۔۔۔

آنا ہی تھا حیا ہزار سال ساتھ جینا ہے مجھے تمہارے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ پر ہلکا سا
۔۔۔۔۔۔۔ دباؤ ڈالتے وہ کہتے کہتے واپس غنودگی میں جانے لگا

۔۔۔۔۔۔۔ مما پاپا۔۔۔ مامو ۔۔۔۔۔۔ اسکی بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر حیا ہڑبڑاتی چیخنے لگی

۔۔۔۔۔ کیا ہوا بیٹا ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی چیخوں پر سب گھبرائے اندر چلے آئے
پاپا وہ ۔۔۔وہ مصطفیٰ ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے اشارے پر سب اسکی جانب متوجہ ہوئے جہاں
۔۔۔۔۔۔ بوجھل آنکھوں سے حیا کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا

آپ پلیز باہر چلیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جلدی سے انہیں باہر نکالا ۔۔۔ اور خود دوسرے
۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹرز کے ساتھ ایک بار پھر اندر بند ہوگئے

-------- حیا سفیان کے سینے میں منہ چھپائے بری طرح رونے لگی

------- پاپا وہ ہوش میں آگئے پاپا ----- انہونے مجھ سے بات کی مما

ہمیں یقین تھا میرا بچا ----- اب رونا بند کرو ---- سب ٹھیک ہے ------- حور اسے ------ اپنے ساتھ لگاتے بولی

------ نوشین حسن کا چہرا دمک اٹھا تھا

------ پری شہریار کا ہاتھ پکڑے خوشی سے خود کو سنبھال نہیں پارہی تھی

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹرز پھر باہر آئے اور سب بے چین سے لپک آئے انکی طرف

دیکھیے گھبرانے کی ضرورت نہیں پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہے --------. اس لٹل گرل کی دعائیں اسے خطرے سے کھینچ لائیں ------- ڈاکٹر جمال کو معصوم سی

حیا بہت پسند آئی اپنی بچی کی طرح لگی ---------- جس طرح وہ دودن انکی آنکھوں کے سامنے تڑپتی گڑگڑاتی رہی --------

انہیں بے حد رشک آیا مصطفیٰ پر کہ اس معصوم لڑکی کے خالص جذبے اس خوبرو نوجوان کیلئے تھے --------

جب وہ ہاسپٹل پہنچایا گیا تب اسکے حسین چہرے دراز قد کو دیکھ کر ڈاکٹر کو اسکی حالت پر رحم آگیا --------

پھر جب اسکے کارڈز پر نام دیکھا مصطفیٰ الطاف ملک تو وہ حیران رہ گئے -------- ملک خاندان کو کون نہیں جانتا تھا ----- وہ ایک رئیس خاندان تھا ----- اور مصطفیٰ ایک بزنس ٹائکون تھے -------

انہونے لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس کے اپنوں کو کال کی اور جب اسکے اپنوں کی تڑپ دیکھی اسکے لیے دعائیں دیکھی تو یقین سا ہوا کہ واقعی وہ چاہنے لائق ہوگا تبھی تو سب رب کے سامنے اسکی دراز زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے ---------

ڈاکٹر کی اطلاع پر سب رب کے شکر گذار ہوگئے -------- اور اس خوش خبری کو عائمہ -------- بیگم اور دراب تک پہنچایا

-------- حسن نے خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ مصطفیٰ کے نام کا صدقہ دیا
------- اور سب نے باری باری پریر روم میں شکرانے کے نفل ادا کیئے

اب چلو کچھ کھالو میری بچی اپنی ماں باپ کو تکلیف نا دو ----. کچھ گھنٹے بعد اسے روم میں شفٹ کیا جائے گا تب تک چلو بھائی گھر پر کچھ آرام کرلو ------- شہریار حسن کو ----- سنبھالتے بولے

نہیں شیر جب تک میں اپنے بچے کو دیکھ نا لوں تب تک ایک نوالہ یا آرام مجھ پر حرام ہے

------ اسکی ضد پر وہ سب پریشان ہوگئے پر وہ بھی اپنی بات پر ڈٹا رہا

چلو آرام نا کرو نا ہی کچھ کھاؤ اس کی خبر تم سے میرا بچا ہی لے گا صرف فریش ہوکر آؤ

----- حسن --------نوشین بھیگے لہجے میں بولی

-------- انکے کافی اسرار پر سفیان حسن کو لیکر حور کے ساتھ شہریار پیلس آئے

-------- اب وہاں صرف پری اور شہریار نوشین تھے

شہریار نے ڈانٹ ڈپٹ کر انہیں ہلکہ پھلکہ کھانا کھلایا کیونکہ دو دن سے کچھ نہیں کھا رہے

------- تھے

پری چور نظروں سے ڈرتے ڈرتے اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو سپاٹ چہرے کے ساتھ

------. سب کا خیال رکھ رہا تھا

آپ بھی کک---کچھ کھالیں شہریار ------ پری کی آواز پر حیا اور نوشین نے مسکراہٹ

------. چھپائی

شہریار کے غصے سے تو اسکی ابھی بھی جان جاتی تھی اور وہ تو ابھی پتا نہیں اس پر کتنا

----- غصہ تھا ------ پری کو تو سوچ کر پسینے آرہے تھے

آپ خود نوالہ بنا کر کھلا دیں مامی مامو جان کچھ نہیں کہیں گے ---------- وہ اس وقت ----- ایک پرائیویٹ روم میں بیٹھی تھیں
پری حیا کی بات پر سٹپٹا گئی ---- مارے خفت کے وہ صرف نوشین اور شہریار کی موجودگی ------ میں گھور کر ہی رہ گئی

---------- حیا نے اسکی حالت پر بھرپور خوشی بھرا قہقہہ لگایا
------ شریر ------- پری اسے پھر سے مسکراتے دیکھ کر پیار بھری چیٹ لگائی سر پر

----- اور پھر شہریار کی بھوکے ہونے اضطرابی حالت میں اسکی جانب متوجہ ہوئی
------- جو سامنے ہی بلیک پینٹ وائٹ شرٹ میں تھکا تھکا سا موبائل میں گھم تھا
بڑھتی عمر کے ساتھ وہ اور خوبصورت ہوتا جارہا تھا ------ تھکن سے سپید رنگت سرخ
بھوری آنکھوں میں ایک نا محسوس کرنے والا شکوہ --- گھنے بھورے بال جن سائیڈ سائیڈ
---- پر سفیدی جھلک رہی تھی
----- گھنی موچھوں تلے بھینچے عنابی لب

-------آج بھی چوڑا مضبوط سینا فخر سے پھولا ہوا تھا

------- صحیح معنوں میں اسکی مردانہ وجاہت پر اسکا دل آج بھی دھڑک اٹھا

ہر رشتے اور موڑ پر وہ اسکے ساتھ بہت پیور تھا کہ اسکا ساتھ قدم رکھتے اسکے خود پر مان ایک غرور سا ہونے لگتا تھا ------آج بھی اسے دیکھ کر پتا نہیں کتنی لڑکیوں کا دل دھڑکنا

-------- بھول جاتا تھا

آج بھی لوگ یوں مڑ مڑ کر اس کی جانب متوجہ ہوتے تھے ------- شروع شروع میں تو پری کو بہت ناگوار گذرتا تھا پر آہستہ آہستہ اسکے تمام تر جذبے اپنے لیے دیکھ کر وہ مطمئن

------ ہوگئی تھی

وہ اسے بہت تنگ کرتا تھا کہ اسے بیس بچے چاہیے ------ پری تو روہانسی ہوجاتی ----- کتنا لڑتی جھجھکتی شرماتی خفا ہوتی پر جب پربہا کے پیدائشی پر ہوتی اسکی تکلیف کو دیکھ کر

------ دوبارا ایسا کوئی ذکر نا کیا

ہاں کبھی کبھی موڈ میں ہوتا تو مزاق مزاق میں چھیڑ جاتا پر پری جانتی تھی یہ صرف اسکا

------- مزاق ہے

-------- شیری --------- پری کھانا لیکر اسکے پاس آئی

پر شہریار اس پر ایک غلط نظر بھی ڈالے بغیر اٹھ کر کھانے کی توہین نا کرنے کی وجہ سے ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالتے باہر چلا گیا ------- بغیر پری کی نم آنکھیں دیکھ کر --------

کیا ہوا پری سب ٹھیک ہے -------- شہریار کا ضبط سے سرخ چہرا دیکھ کر نوشین نے ------ پری کو مخاطب کیا

نہیں آپی سب ٹھیک ہے --------- اسے نظریں چراتے مسمناتے دیکھ کر نوشین ------- مسکرادی

------- پری تم آج بھی نہیں بدلی ------- وہ ہنستے ہوئے بولی تو پری صرف مسکرادی ------- وہ کبھی اس سے ناراض نہیں ہوا تھا اور اب ہوا تھا تو اسکی جان پر بن آئی تھی

اتنے دن وہ اس سے ناراض تھی اور وہ اسے منانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا اور اب جب اسنے اپنے برے سلوک سے اسے ہرٹ کیا تو سمجھ نہیں پا رہی تھی کیسے منائے ۔۔۔۔۔۔ اسے کیونکہ اسے پیا منانے کا ڈھنگ نہیں تھا

اور اسکی وجہ سے وہ کبھی ناراض بھی نہیں ہوا تھا پر اب ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہے نا زبان سے نکلے لفظ تلوار سے بھی تیز ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ تو کیا وہ اس سے یونہی ناراض رہے ۔۔۔۔۔۔ گا

سوچتے اسکے چند موتی فرش پر گرے ۔۔۔۔۔۔ یہ تو شکر تھا نوشین بیڈ پر سوئی حیا کے ۔۔۔۔۔۔۔ جانب متوجہ ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔ تبھی اسنے احتیاط سے آنکھیں صاف کرلی

.....

۔تم مجھے معاف کر رہی ہو یا میں خود کو ہی ختم کرلوں ۔۔۔۔۔۔ دو دن اسکی حالت ویسی ۔۔۔۔۔۔۔ ہی رہی اور آج تیسرا دن تھا جو وہ قدرے خود چل پھر رہی تھی

اور ابھی باتھ روم سے فریش ہوکر نکلی تھی کہ شہروز جو ابھی ڈیوٹی سے آیا تھا اسے دیکھ کر نا آئو دیکھا نا تائو ------ اچانک ہی اسے دیوار سے لگایا اور دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اضطرابی کیفیت میں پوچھنے لگا ---------

تمنے جو میرے کیا اس پر شاید ہی کوئی عورت تمہیں اپنی نسوانیت کی تذلیل پر معاف کرے -------- وہ منہ دوسری طرف کرتے دکھ سے بولی --------

میں بہت شرمندہ ہوں ری پلیز مجھے اس ندامت سے نکالو ---------- پوری رات میں سو نہیں سکتا جب جب میری آنکھوں کے سامنے اپنا کیا گھومتا ہے میں تمہاری تکلیف کا اندازہ لگاتے بے چین ہوجاتا ہوں ---------- وہ اسکے کندھے پر سر رکھے بولا ---------- کہ پریہا کو کچھ لمحے میں احساس ہوا اسکا کندھا نم ہورہا ہے ---------- وہ حیران ہوگئی ----------

میں عورت ذات کی بہت عزت کرتا ہوں ----- میں بہت معتبر سمجھتا ہوں عورت ذات کو ----- پتا نہیں کیسے ہوگیا یہ سب شاید میں خود میں ہی نہیں تھا ------ تم مجھے

معاف کرکے اس ندامت کو ختم کردو یا چاہے کوئی بھی سزا دے دو پر ----------
ایکدم اسے اپنی گرفت میں لیکر پوری شدت سے خود میں بھینچ لیا کہ پریہا کو اپنی پسلیاں ٹوٹی
-------- محسوس ہوئی

پر خود سے الگ مت کرنا --------- اگر تم مجھ سے الگ ہوئی تو یاد رکھنا یہ پی سی اپنی تو
جان دے گا پر ساتھ تمہیں بھی لے جائے گا --------- کیونکہ میں اپنی جذباتی عورت
کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا نا ہی اکیلے جا سکتا ہوں --------- وہ مسکرا کر کہتا اسکے گردن پر
---------- لب رکھ گیا

مینے تمہیں معاف نہیں کیا جو تم اس طرح پھیل رہے ہو-------- پریہا خود کو اسکی
----------گرفت میں چھڑوانے کی کوشش کرتی غصے سے بولی
تو کردو نا یہی تو چاہتا ہوں بیب ------- وہ لوفرانا انداز میں کہتا اسکی سخت سی مزاہمت
کے باوجود اسے بیڈ پر گرا دیا اور دونوں ہاتھوں کو جکڑ دیا اگر وہ بلیک بیلٹ تھی تو وہ پولیس
--------- والا تھا

تم حد سے بڑھ رہے ہو شیرو ایسے کروگے تو میرا ٹھینگا بھی تمہیں معاف نہیں کرے گا ------ ------- اسکی گرفت میں وہ نڈھال ہوتی چیخی

اگر تم ابھی ہی عزت سے معاف کردو تو میں ایسا کچھ نا کروں --------- جو تمہارے تیکھے نین نقش دیکھ کر دل اکسا رہا ہے ---------- وہ شرارت سے آنکھوں میں دیکھ کر ------- بولا

میں تمہارا خون کردوں گی کمینے --------- وہ بے بس اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو --------- دیکھ کر چلائی

اوہ ہو جان اس سے بڑی میری خوشی بختی اور کیا ہوگی اگر محبوبہ کے ہاتھو قتل ہوجائوں ---------- ------- وہ اسکی لٹ کو سنوارتا بولا

اور کل کی نیوز میں ہیڈ لائن ہونگی اے ایس پی شہروز ملک کی جذباتی عورت نے اپنے معصوم شوہر کو جذبات میں قتل کردیا اور شوہر کی سعادت مندی تو دیکھو جی جان سے حاضر ہوگیا قربان ہونے کیلئے ---------- پھر دیکھنا ہر تیسری عورت نماز میں گڑگڑاتے

اپنے لئے مجھ جیسا شوہر مانگ رہی ہوں گی ۔۔۔۔۔۔۔ اور تب تک تمہیں احساس ہوگا تب تک تم بہت کچھ ہاتھ سے گوا چکی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سے بھتر ہے ابھی ہی معاف کردو اتنا دور نا جاؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی ساری باتوں پر وہ صرف خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی جیسے آنکھوں سے ہی خون کردے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب ایسے بھی نا دیکھو میں تم سے زیادہ چھچھورا ہوں ۔۔۔۔۔۔ آنکھ دبا کر کہتا ہاتھ گرفت سے آزاد کرتے دور ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ پریہا سٹپٹا کر نظریں پھیر گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہیں کل صبح تک کا ٹائم دیتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر چاہو تو مجھے معاف کرکے میرے ساتھ رہ سکتی ہو اور اگر تم سے معاف نہیں ہو پارہا تو میں ویسے بھی تمہیں پرسو ملک ولا چھوڑنے جارہا خوش رہنا اور اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ اب زندگی میں شہروز کا نام تم سے الگ ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تک میری سانسیں چلتی رہیں گی تم صرف میرے نام کے ساتھ چلو گی اور اگر کبھی میری سانسیں رک گئی تو سمجھو آزاد ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اس کے لئے تمہیں دن رات رب سے دعا کرنی پڑی گی کہ میری سانسیں چھین لے اور تمہیں آزاد کردے ۔۔۔۔۔۔۔۔ مزاق مزاق سے سنجیدگی سے کہتا اسے ساکت چھوڑ کر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک استحقاق بھری نظر اسکے دلکش سراپے پر ڈال کر روم سے نکل گیا

کیسے بھول جاؤں میں اپنی تذلیل ۔۔۔۔۔ تمہاری آنکھوں میں حقارت اپنے دھتکار نا ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔۔ وہ گھٹنوں میں منہ دئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی
تمنے کیوں دئے اتنے زخم شیروز کیوں مجھے یوں بے مول کیا ۔۔۔۔۔ میری عزت نفس کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ کچلا

**********❤

مضطرب حالت میں اپنے آفس روم میں چیئر پر بیٹھا ٹیبل پر ٹانگیں رکھے مسلسل سوچ میں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کتنے دن ہوگئے تھے روئیس (مینجر) نے اسے سگریٹ کو چھوتے نہیں دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جو اسکے بغیر لمحہ نہیں گذارتا تھا

روئیس سامنے صوفے پر بیٹھا اسکی مضطرب حالت کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے بھی کوئی ٹینشن ہوسکتی جو سب کی ٹینشن تھا ---------

روئیس ------ خاموش فضا میں سالار کی گھمبیر آواز گونجی ------

یی---یس سر ------ مینجر ہڑبڑا حکم کے لئے کھڑا ہوگیا ------- اسے لگا شاید پھر سے کوئی اسکی رکاوٹ بن رہا ہوگا تبھی اتنا بے چین تھا کہ مسلسل کچھ دنوں سے اسکی آنکھیں سرخ ہورہی تھی ------- جنہیں دیکھنے سے وہ کتراتا تھا --------

روئیس کیا تم مجھے کسی کے سامنے جھکتے دیکھ سکو گے ------؟ روئس نے حیرت سے دیکھا اور ٹھوس لہجے میں بولا ------

نو سر نیور ------- میں اس انسان کو ہی مٹا دوں جو یہ خوائش کرے -------- آپ سر حکم دیں روئس اپنی جان پر کھیل جائے گا -------

نہیں روئیس جس کے سامنے معافی مانگنی ہی وہ میرے لیے بہت خاص ہے ------- روئیس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور سالار کے دیکھنے پر وہ نظریں جھکا گیا --------

تمہیں بتائوں تمہاری میم کی یہ خواہش ہے ------ ہے بہت چھوٹی پر باتیں سالار کا ضبط
------ آزمانے والی کرتی ہے --------- وہ مسکراتا بولا
------ کیونکہ وہ سالار کی جان ہے -------- وہ بڑبڑایا

-------- اور روئیس ہونق بنا اسے مسکراتے دیکھنے لگا

ایسے مت دیکھو روئیس ----- وہ جو سالار کی گرل ہے وہ بہت خاص ہے ----- سالار
-------- اسکے لئے خود کو مٹا سکتا ہے یہ تو صرف معافی مانگنا ہے

اور اسنے کہا ہے میں اسے انتظار نا کروائوں ------- وہ تبسم سا مسکرایا --اور حیران
پریشان جھٹکوں کے زد میں روئیس کو اپنی کل پاکستان جانے کے لئے سیٹ کنفرم
------ کرنے کو کہا

کیونکہ اس بار سالار اپنی ملکہ کو پوری دنیا کے سامنے اپنا بنا کر لائے گا ---------- وہ
------ خوشی سے خود سے ہی مخاطب ہوا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا
------ روئیس نے ہڑبڑا کر اسکی تائید کی

یی---یس یس سر ------ اوکے ------- سالار نے محض ایک نظر اسکے چہرے پر ڈالی

.....

ہوش میں آتے ہی کچھ گھنٹے ہاسپٹل میں رہ کر مصطفیٰ کی ضد پر ناچار ڈسچارج کردیا گیا
--------- تھا -------- اور اب سب اسے لیکر فراز ولا آئے تھے

مما وہ ------ ! سب کے جانے کے بعد نوشین جو مصطفیٰ کے پاس بیٹھی تھی ---- اور
------ اسکی بے چینی اور مضطرب کیفیت کو سمجھتے ہوئے پیار سے مسکرا دی

ہاں بولو کیا بات ہے --- کچھ چاہیے ------- اسکے سر اور ٹانگوں کے زخم بہت گہرے تھے تبھی ڈاکٹر نے اسے بیڈ ریسٹ کو کہا تھا ------- وہ جب سے ہوش میں آیا تھا صرف ایک بار اسے دیکھا تھا پھر واپس واپس غنودگی میں چلا گیا تھا اور پھر ہوش میں آنے کے بعد نا وہ اسکے سامنے آئی تھی اور نا ہی مصطفیٰ نے سب کی موجودگی میں اسے بلایا تھا

اسے لگا رات ہوگی تو وہ خود اسکے پاس آئے گی ----- تو وہ جی بھر کر اسے دیکھے گا اسی ------ وجہ سے اپنی تکلیفوں کو پشت پست ڈالکر اسنے ڈسچارج ہونے کی ضد کی پر یہاں آکر کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی وہ نہیں آئی البتہ حسن نوشین حور اور سفیان ایک بار پھر اسکے پاس سے ہوکر گئے تھی صرف اس دشمن جان کے سواء سب بار ------ بار آئے تھے

معصومہ سے ملا تھا اور وہ کتنی ہی دیر اسکے سینے سے لگی ہچکیاں لے رہی تھی جسے بمشکل شہریار نے سنبھالا تھا ------- اور مصطفیٰ نے اسکے ماتھے پر لب رکھ کر خوش رہنے کی دعا ---------- دی تھی

اور پیار محبت سے چھوٹے موٹے سوالات کرنے لگا جنکا وہ خوشی سے جواب دے رہی تھی

شہریار سے معصومہ کی گمشدگی کا پوچھنے پر اسنے سب کو یہی بتایا تھا کہ معصومہ کو اسکا تایا لے گیا تھا ---- جو اب شہریار سارے ثبوت (کہ وہ میری بیٹی ہے) دیکھا کر اسے ان کے پاس سے لے آیا ہے -------- یہ بات اسنے معصومہ کے سامنے نہیں کی تھی اور سب ----------کو سختی سے منا کیا تھا کہ اس سے کوئی کچھ نا پوچھے

شہریار نے جان بوجھ کر مصطفیٰ اور شہروز کو حقیقت نہیں بتائی تھی کہ وہ جوان خون ہیں اپنی گھر کی عزت کا یوں اٹھا کر لے جانے پر وہ کسی کا خون کرنے سے بھی گریز نا ----------کریں

اور وہ سالار سے بھی واقف تھا اگر پھر بات بگڑتی تو اس بار وہ شاید کوئی انتہائی قدم اٹھائے

مما حیا کہاں ہے وہ ابھی تک سامنے نہیں آئی -------- جھجھکتے ہوئے بھی اپنی بے کلی عیاں کرگیا ----- نوشین مسکرا دی --------

آجائے گی بیٹا ------ اسکے کہنے پر مصطفیٰ نے محض سر ہلا دیا -------- وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے جانتی بھی ہے کتنا بے کل تھا میں اسکے بغیر کتنا ادھورا ہوں میں پھر بھی وہ تڑپا رہی ہے ----- مطلب حد ہوئی گئی نادانی کی -------- وہ من ہی من میں اس سے خفا ہو رہا تھا جو اسکے صبر کا دن بے دن کڑوا امتحان لے رہی تھی ----------

لو آگئی میری پیاری بہو ---------- نوشین نے دروازے سے اندر داخل ہوتی سبز سوٹ میں سر پر ریڈ دوپٹہ ٹکائے ہاتھوں میں ہمیشہ کی طرح بھر بھر سبز ریڈ چوڑیاں پہنے خوشی سے دمکتے گلابی چہرے پر نوشین کے کہنے پر مصطفیٰ جو متوجہ ہوا تھا اس کی نظریں ٹھٹھک گئی ------ پر اسکی حرکتیں یاد کرکے خفگی سے جلد ہی نظریں پھیرلیں ------

وہ جب سے آئی تھی اپنے رب کے سامنے سجدے میں گر کر شکرانے کے نفل ادا کر رہی تھی ------ کہ اسنے اسکا ہیرو اسے لوٹا دیا ----- وہ جان گئی تھی وہ کتنی خوش نصیب تھی ----------

نوشین اسکے آنے پر مصطفیٰ کے سر پر لب رکھتی دعائیں دیتی اٹھی اور جاتے ہوئے حیا کا بھی ماتھا چومتی اسے مصطفیٰ کا خیال رکھنے کی تاکید کرتی گئی -----

------ حیا ایک نظر مصطفیٰ پر ڈالکر دروازہ بند کرتی اسکی پاس آکر بیٹھی

ہیرو ------- وہ جو آنکھوں پر بازو رکھے خفگی سے لیٹا ہوا تھا اسکے یوں پیار سے پکارنے پر تڑپ کر آنکھیں کھولیں --------

ابھی بھی نا آتی ------ وہ غصے سے بولا ------ حیا کھلکھلا کر ہنسی -------اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھنے لگا ------

آنا تو تھا نا آخر ہیرو جو ہیں میرے -------- وہ مان سے کہتی اسکے سینے پر اپنا سر رکھ گئی --------کہ مصطفیٰ کی ساری خفگی کہیں بھاگتی محسوس ہوئی

تم رو رہی ہو پرنسس ---------- مصطفیٰ کا اپنا سینا بھیگا ہوتا محسوس ہوا تو وہ پریشانی ------ سے بولا

میں بہت ڈر گئی تھی مصطفیٰ ------ یہ تو میں جانتی ہوں کہ آپ ہیں تو میں ہوں پر یہ اب ان دنوں میں جانا ہے کہ حیا کی سانسیں صرف مصطفیٰ میں ہیں وہ سانسیں لے گا تو ----- میں لیتی ہوں ---------- وہ بری طرح رونے لگی

ڈر تو میں بھی گیا تھا جانِ مصطفیٰ پر تمہاری محبت میں اتنی طاقت تھی کہ میرے ڈر کی ------- جڑیں کاٹ دیں ------- میں بہت خوش نصیب ہوں حیا

اسکے گرد اپنا حصار باندھتے آنکھیں بند کرلی --------- پر کچھ ہی دیر میں اسے اپنی گرم پیشانی پر ایک بھیگا سا لمس محسوس ہوا جس پر وہ سرشار مسرور سا ہوکر اسکے سنگ نیند کی ---------- وادیوں میں اتر گیا

.....

یہ کیا ہے مینڈکی --------؟ ساکت سا شہروز اپنے سامنے ٹیبل پر رکھی مختلف ڈشز کو دیکھتے صدمے کے عالم میں بڑبڑایا ---------- مطلب اسے اتنا کچھ بنانا آتا تھا تو پھر ------ کیوں اسے بے وقوف بناتی اسے خانساماں بنائے خدمات بٹور رہی تھی

-------- پریہا جو اسکے سامنے بیٹھی تھی اسکے صدمے پر مسکراہٹ چھپا گئی

یہ سب کسنے بنایا ہے چوہیا -------؟ تپش میں خود پر ضبط کرتے لفظ چبا کر بولا

مینے ------ نانو نے مجھے باقاعدہ خود اپنی نگرانی میں کچن کی اماں بنایا تھا ------- اور انکی بدولت مجھے یعنی پریہا کو ماشااللہ سے کچن اور گھر کا ہر کام آتا ہے --------- وہ نہایت سکون سے بتا رہی تھی ------ اور شہروز کا دل کر رہا تھا خود کے بال نوچ لے

تو تم مجھ سے سب کچھ پکوا کر کھاتی تھی اور خود کو نالائق ثابت کرتی تھی وہ سب کیا تھا مینڈکی ------- وہ چیئر چھوڑ کر اسکے سامنے آکھڑا ہوا تھا --------- پریہا بھی اٹھ کر ------- کھڑی ہو گئی تھی

شاید تم بھول رہے ہو ---- میرے بارے میں کچھ بھی جاننے کی کوشش کئے بغیر تمنے اپنی طرف سے کام چور نالائقی کا سرٹیفکیٹ جاری کیا تھا تو میرے سے کیوں گلا کر رہے ہو اب سامنے سے دفع ہوکر کھاؤ --------- اسکی نظروں سے خائف ہوتے وہ چڑ کر بولی ---------- جو اسے مسلسل سر پر آکر گھور رہا تھا

اس فرماندار بیوی کے روپ کو میں کیا سمجھوں ری ------- ؟ اسکی چیئر کا رخ اپنی طرف ---------کرتے اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر محبت سے استفسار کرنے لگا کل کا پورا دن وہ اسکے جواب کے انتظار میں تھا پر اسے شدید مایوسی ہوئی جب صبح اٹھ کر اسکے روم کے بند دروازے کو دیکھا ------- کل اسے ملک ولا لے جانا تھا اور ڈیوٹی کے ------- دوران بھی وہ بہت مایوس چڑچڑا رہا تھا

نا وہ معاف کر رہی تھی نا کوئی سزا دے رہی تھی ------- صبح اسکے روم کے ڈور کو ناک کرکے ناشتے کے لئے کہا تب اسکی بھاری آواز آئی جو کہہ رہی اسے نہیں کرنا

تب اسے ایسا لگا وہ خود کو کچھ کردے گا ---------- اور اسنے سوچ بھی لیا تھا اسے ملک ولا چھوڑ کر خود اپنا ٹرانسفر کہیں دور کروالے گا جو اسکے سائے تک بھی نا پہنچ سکے نا --------- ہی دل کے ہاتھوں مچل کر اس تک آسکے

-------- پر جب وہ گھر میں داخل ہوا تو ایکدم چونک گیا
کیونکہ گھر میں بے بے اسکی بہو اور بیٹی پریہا سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور
-------- بے بے اسے گھرداری کی نحصیتیں کر رہی تھی
یہ جھٹکا کم تھا جو ان سب کو ادب سے سلام کرکے سر جھکائے سوچوں میں اپنے روم میں آیا تو پورا روم جگمگا رہا تھا ------- ہر چیز جو کچھ دنوں سے بکھری پڑی تھی اس وقت چمکتی اپنی اپنی جگہ پر رکھی تھی بیڈ شیٹ تکیوں کا کور اور پردے سب چینج اور فریش تھے

------ سائیڈ ٹیبل پر خوبصورت پھول کھل کر مہکتے اپنی خوشبو پورے روم میں پھیلا رہے
-------- تھے کہ بے ساختہ اسنے گہرا سانس لیا

بیڈ پر پریس شدہ بلیک شلوار قمیص رکھی تھی ---------- اسے لگا سب خواب ہے پر
آنکھ جھپک جھپک کر دیکھنے پر بھی سب کچھ وہی تھا -------- وہ الجھا الجھا کچن میں آیا
--------- تو وہاں ٹیبل پر اسکے لئے خوشبو دار کھانا لگائے اسکے انتظار میں بیٹھی تھی

کچھ بھی سمجھو --------- وہ بھرائی آواز میں کہتی چہرا ہاتھوں میں چھپائے رو پڑی

---------- ری میری جان --------- شہروز نے کھڑے ہوکر اسے اپنے ساتھ لگایا

تمنے مجھے بہت تڑپایا شیرو -------- اسکے سینے پر ہلکہ سا مکہ مار کر وہ شکوہ کرنے لگی

--------- شہروز کو اپنی خوش نصیبی پر رشک سا آیا

سوری کر تو رہا ہوں شیرو کی جان -------- اسکے آنسوں صاف کرتے وہ شرمندہ سا بولا

------- میں کیا کروں آپکی سوری کا -------- وہ ہاتھ جھٹک کر دور ہوئی

یار اب کہہ دو نا معاف کیا۔ ------- مجھے بے چینی سی ہورہی ہے -------- اسے
------ جھٹکے سے واپس اپنے قریب کرتے بولا

پریہا سوں سوں کرتی صرف اسے دیکھ کر رہ گئی -------- وہ جان بوجھ کر اسے ستا رہی
--------- تھی

کچھ بولو ورنہ میں تمہارا خون کردوں گا مینڈکی ---------- اسکی سنہری آنکھوں شرارت کو محسوس کرتے ہوئے اسنے چھری اٹھائی اور اسے شیلف سے لگا کر اسکے گلے سے لگائی

مار دو پی سی غم کسے ہے ---------- وہ لاپروائی سے کہتی اسے زچ کر گئی

اچھا مار دوں ------- وہ اپنی بھوری سنجیدہ آنکھیں اسکی سنہری آنکھوں میں گاڑھے پوچھا

مار دو --------- وہ اسکی وارننگ کو نہیں سمجھ پائی تھی تبھی لگلے ہی لمحے اسکی جان پر بن آئی ----------

شہروز اسکی اجازت پر چھری شیلف پر پھینک کر وہی ہاتھ اسکی گردن کے پیچھے ڈالکر اسے اپنے قریب کر لیا اور لگلے ہی لمحے پریہا کے کچھ سمجھنے سے پہلے اس پر جھک کر سانسیں روک دی ----------

اب بولو اور مرنے کی خواہش ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے تیکھے نقوش میں سرخی کو دلچسپی سے دیکھتے وہ سرگوشی میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم ابھی نہائی ہو ۔۔۔۔۔۔؟ اسکے نم بالوں کو اپنی انگلیوں پر محسوس کرتے وہ اسکے لرزتے لبوں کو دیکھتے دوسرا سوال کر گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ شہروز دور رہو ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی بڑھتی جسارتوں پر گڑبڑاتی اسے پیچھے دھکیلتی بولی

بولو معاف کیا یا ابھی اور کچھ کرنا پڑیگا ۔۔۔۔۔۔ وہ پھر پاس آنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلی بار پرہبا اسکی تیوروں سے خائف سی ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔ تبھی جو فیصلا لیا تھا ساری رات سوچ کر جلدی سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کردیا ہے معاف ۔۔۔۔۔۔۔۔ بس خوش ۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں دیکھتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انٹرسٹنگ یار -------- وہ بلند و بانگ قہقہہ لگاتا اسکی حالت کو انجوائے کرنے لگا

تو پھر اتنی دور رہ کر کیوں معاف کر رہی ہو پاس آؤ پھر معافی تلافی کرتے ہیں ---------- اسے بہت پیاری لگ رہی تھی کترائی کترائی سی ------- تبھی اسے ------- پکڑنے کی کوشش کرتے بہکے بہکے لہجے میں گویا ہوا

------- پریہا بدلتی صورتحال سے خوفزدہ ہوگئی تھی تبھی جھپک کر چھری سامنے کرتی بولی

دور رہو بیہودہ پی سی ورنہ میں تمہارا خون کردوں گی ------- ایک بار پھر وہ قہقہہ لگا گیا

یار کیوں ہم دونوں تو مینڈک اور مینڈکی ہیں ----- کسی سمندر کے کنارے پر چلتے سہانی رات گذارنے کیلئے کم آن بیب ------- وہ اسے اسکے ہی لفظوں میں پکڑتا بولا

شہروز تم حد سے بڑھ رہے ہو ۔۔۔۔۔۔۔ چلو کھانا کھاؤ ورنہ میں ابھی اپنا ہاتھ کاٹ دوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بولی کہ شہروز کو ناچار تمیز میں آنا پڑا

اور پھر پریہا نے تب تک چھری اپنے پاس رکھی جب تک سارے برتن اٹھاکر کچن میں رکھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور انہیں صاف کرکے روم میں لاک نا ہوگئی

بڑی آئی بلیک بیلٹ ۔۔۔۔۔۔۔ سارے کس بل نکل گئے ۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا وہ قہقہ لگاتا بولا اور کچھ دیر میں وہاں خاموشی چھائی تو بے ساختہ پریہا نے شکر بھرا سانس خارج کیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

کبھی کبھی انسان دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر جو نا کرنا چاہتا ہو وہ بھی کر گذرتا ہے ۔۔۔۔۔ جیسے پریہا نے اسے معافی نا دینے کا خود سے دعویٰ کیا تھا پر جب اسے ساری ساری رات لائونج میں مضطرب دیکھ کر اسکی اڑی نیندیں سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ دل کے ہاتھو مجبور ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوگئی تھی

کیونکہ آج بھی دل ایک کونے میں اسکا شیرو دئے ماند روشن تھا اور اسکی روشنی اسکی زندگی کی ڈور سے منسوب تھی ---------- تبھی تو اسکے آنکھوں میں آنسوں نا دیکھ پائی

------؟آخر کیوں زندگی کی ہر کہانی میں عورت دل کے ہاتھوں کمزور ہوجاتی ہے

**********❤

وہ بہت خوش تھی اور اسے سمجھ نہیں آرہا تھا شرمائے چھپ جائے یا اسکے انتظار کرے

آج ہی نیوز میں اسکے پاکستان آنے کی اطلاع سنی تھی ----- اور اسکا چہرا صرف اسکے دیدار ------- پر سرخ ہوکر تمتمانے لگا جیسے وہ ٹی وی میں نہیں سامنے بیٹھے ہوں
یہ تو شکر تھا کسی کا دھیان اسکی طرف نا تھا سوائے عذر کے اور وہ آہستہ سے اٹھ کر ---------- لان میں آگئی بغیر کسی کی سنجیدہ نظروں کا احساس کیئے

اور اب یہاں بیٹھی سوچ سوچ کر عجیب سی حالت ہو رہی تھی اور آنکھوں کے سامنے بار بار ----------اسکے ساتھ وہ حسین بتائے لمحے گذرنے لگے تھے

اسکی نظر بے ساختہ اپنے ہاتھ کی تیسری انگلی پر پڑی جس کو وہ سب چھپا چھپا کر چل رہی -------- تھی

------- اور اب تنہائی میں اسکے سفید انگلی میں چمک رہی تھی

آپ مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں سالار ------- وہ سرگوشی کرتی خود سے مخاطب ہوئی کہ -------- چہرے کے خدوخال میں سرخی نمایا ہوئی

اسکے نام میں ایسی کشش تھی کہ اسکا دل گدگدا جاتی ---------- اور ایسا لگتا جیسے وہ ---------- ابھی اس نیلے سمندر کے حصار میں ہو

ہاتھ سے توجہ ہٹی تو گلے میں ایس ایم ہارٹ شیپ میں بنے نیکلس پر آئی --------

اسے یاد آیا جب پہلی بار وہ قریب آیا اور اسے گلے میں نیکلس پہنایہ پھر دوسری بار اسے اپنا ---- لمس بخشا تو رنگ پہنائی

رات کو بیڈ پر لیٹے اسکے خیالوں اور حواسوں سے اسکی قربت کی مہک جدا نہیں ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ جب جب اکلی بیٹھتی وہ اڑ کر خیالوں میں آجاتا

سب حیران تو ہوئے اسکے یوں اکیلے روم میں خاموشی سے سونے پر ، پر اس بدلائو سے ۔۔۔۔۔۔ بہت خوشی ہوئی

اور ابھی ایسا حال تھا کہ ۔۔۔۔ اسکے لبوں پر حسین مسکراہٹ تھی اور اس کے آنے کی ۔۔۔۔۔۔۔ خبر پر دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا

ہمم۔۔۔۔! لگتا ہے لوگ بہت مصروف ہو گئے ہیں ۔۔۔۔۔ عذر اسے سیڑھیوں پر بیٹھ کر ۔۔۔۔۔۔ اکیلے اکیلے مسکراتے دیکھ کر بولا ۔۔۔۔۔۔ معصومہ اس آواز پر ہڑبڑا گئی

۔۔۔۔۔۔۔ ع۔۔عذر بھائی آپ۔پ۔۔۔۔ وہ ایسے بدحواس ہوئی جیسے چوری پکڑی گئی ہو

ریلیکس معصومہ ------ وہ اسکی اڑی رنگت کو دیکھ کر نرمی سے بولا اور ایک سٹیپ چھوڑ کر خود بھی بیٹھ گیا --------

گلابی شلوار قمیص شانوں پر پھیلا ہم رنگ دوپٹے میں اسکی گالوں کی سرخی بہت بھلی لگ رہی تھی سبز آنکھوں پر خمدار پلکوں کا سایہ -----

گلابی پنکھڑیاں آپس میں پیوست --- ہمیشہ کی طرح سنہری بالوں کو چوٹی ------- ایک نظر ڈال کر اس پر سے نظر ہٹانا دنیا کا مشکل ترین کام لگنے لگا ---------

یہاں کیوں اکیلی بیٹھی حالانکہ اس وقت سب لاؤنج میں بیٹھے ہیں -------- ؟ آخر کار اسے جزبز دیکھ کر عذر نے پہل کی ------

وہ------ معصومہ کو سمجھ نا آیا کیا کہے وہ وہاں سے اسلیے بھاگ آئی تھی کیونکہ نیوز پر اسکی تصویر بار بار چل رہی تھی اور معصومہ کی رنگت دل کی دھڑکن ایسا رقص کرنے لگی کہ اسے لگا سب پر اسکی حالت عیاں ہوجائے گی --------. اور خاص کرکے عذر جو بار بار سالار کے بابت نیوز چلنے پر اسکی طرف دیکھتا معصومہ کو الجھن سی ہونے لگی

وہ -- ری آپی آنے والی ہے نا تو میں ------- ! وہ نظریں اپنی گود میں رکھے ہاتھوں پر ----- مرکوز کیے منمنانے لگی ------- عذر مسکرا دیا

کچھ بھی ہوجاتا وہ اپنی بہن کی طرح خود اعتماد نہیں بن سکتی تھی جو سب کی آنکھوں میں ----آنکھیں ڈالکر بات کرتی اور لفظوں کے پیچھے چھپی معنی کو پکڑتی
وہ ایک سادہ سی اللہ کی گائے کی طرح تھی ----- ایک معصوم سی لڑکی جو کم اعتماد اور بزدل ------- وہ پوری سون کی طرح بنی خالص تھی پر یہی خامیاں اسے پیتل بنا دیتی

ری تو شام کو آنے والی ہے کیا تب تک یہیں بیٹھنے کا ارادہ ہے -----؟ معصومہ کی دھڑکن سست پر گئی یہ تو وہ بھی جانتی تھی کہ پریہا شام کو آنے والی ہے ------ پر -------- اسکے پاس کوئی بہانا نہیں تھا

چھوڑو اس بات کو ----- کیا ہم باہر چل سکتے ہیں ------ کہیں کافی پینے ------- یا لنچ کرنے -----؟ اگر تم کہو تو شاپنگ بھی کر سکتے ہیں ------ وہ اسکی آنکھوں میں ---------آنسوں کی نمی دیکھ کر بات بدل گیا

پر پاپا -----؟ وہ پچھلی بار کے انجام سے خوفزدہ ہوگئی --------- اس لئے اجازت --------- ضروری تھی

ڈونٹ وری بیبے انکل سے پوچھ لیا ہے صبح ہی کہ میں تمہیں باہر شاپنگ کروانے لے جارہا ہوں انکل اور آنٹی کو کوئی عتراض نا تھا اور انہونے خوشی سے اجازت دے دی

وجہ یہ ہے انکل کے خاص دوست مرحوم بلال کے بیٹے عذر عارز نے نیو گاڑی خریدی ہے اس لیے سب سے پہلے اپنی دوست کو سیر کروائے گا ہیپی -------- وہ خوشی سے بولا ------ معصومہ اسکی لمبی تقریر پر کھلکھلا کر ہنسی

یس ہیپی ------- وہ اسکے پنچ پر ہلکہ سا پنچ مار کر بولی عذر نے سرد سانس خارج کی

تو چلیں لٹل مس ------- سامنے ہی رائٹ سائیڈ پارکنگ میں آپکی شاہی سواری کھڑی ہے کیا تھوڑا سا اپنے نازک پائوں پر تکلیف برداشت کریں گی -------- وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیکر بولا کہ ایکبار پھر معصومہ ہنسی ------

میں کپڑے چینج کرلوں ------ وہ جلدی سے بولی ------

کیوں کیا ہوا ہے اس ڈریس کو ؟-------

معصومہ سٹپٹا گئی ------ یہ صرف بہانہ تھا اصل میں وہ خود پری کا آگاہ کرنا چاہتی تھی

پھر میں یہ---یہ چپل چینج کر آئوں ------! وہ اپنے پائوں میں پہنی بلیک سمپل سی چپل کی جانب اشارہ کرتے ممنائی -------

عذر نے لب بھینچے ------ اوکے میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی آئو ------- ! وہ کہہ کر مڑ گیا ------- معصومہ ایک شرمندہ سی نظر اسکی پشت پر ڈالکر اندر بھاگی ---------

بڑی مما ---- مما کہاں ہے ------ لائونج میں صوفے پر بیٹھی مشال سے بولی

پری کچن میں ہے ------- کیوں خیریت ---؟ وہ اسکی پیارے سے چہرے کو دیکھ کر ------- بولی

------ جی ---- اسکی جی پر مشال نے سر ہلایا
اچھا سنو معصومہ ------ وہ جو کچن کی طرف جارہی تھی مشال کی پکار پر مڑی

اگر عذر کے ساتھ باہر جارہی ہو تو اپنی نانو کو بتا کر جانا ورنہ وہ سیکنڈ سیکنڈ میں پوچھتی رہے گی اور ہماری تسلی پر اسکے ری ایکشن سے تو تم واقف ہو ------- وہ شرارت سے بولی تو ------- معصومہ کھلکھلا کر ہنسی

آپکو پھر ڈانٹ پڑتی ہے نا ------ وہ معصومیت سے اپنی پیاری نانو کا ری ایکشن بتانے لگی جس پر مشال پہلا گھورا اور پھر خود بھی ہنس دی ---------

اچھا بڑی مما آپکو کیسے پتا میں عذر بھائی کے ساتھ باہر جارہی ہوں -------- معصومہ اسے واپس دوپٹے پر نفیس سی ہاتھ کی کڑائی کرتے دیکھ کر الجھن سے پوچھنے لگی ---------

وہ ایسے ہماری گڑیا کیونکہ تمہارا عذر بھائی ابھی سب کے سامنے پھر سے پوچھ کر باہر آیا ہے -------- خاص کرکے تمہارے بڑے پاپا سے --------- معصومہ کافی شرمندہ ہوگئی --------

عذر بھائی کیا سوچ رہے ہوں گے -------- وہ بڑبڑاتی عائمہ بیگم کو بتانے لگی جہاں پری پہلے سے ہی موجود تھی ---------

--------- سنو میری بچی ------ وہ دہلیز سے مڑ رہی تھی کہ عائمہ بیگم نے پیار سے پکارا

!------ جی نانو

وہ کوئی بڑا سا ہم رنگ دوپٹہ لے جانا ہاں میرا بچا --------- عائمہ بیگم کو اسکے غیر معمولی حسن کا احساس تھا تبھی وہ اسے بہت احتیاط سے اوڑھنا پہننا سیکھاتی تھی ---------

معصومہ کے اثبات میں سر ہلانے پر پریہ محبت سے اسکے سادہ سے چہرے کو دیکھتی مسکرائی تو معصومہ بھی مسکرادی ---------

!-------- خیال رکھنا اپنا

جی مما ----- وہ کہتی اپنے روم کی طرف بھاگی پہلے ہی بہت دیر ہوگئی تھی ---------

.....

تمنے بتایا نہیں کار کیسی لگی -------- عذر اسے ونڈو سے باہر دیکھتے بولا ---------

بہت اچھی ---- مجھے بہت خوشی ہوئی آپکی پہلی کامیابی پر -------- اگر آج آنٹی زندہ ہوتی کتنی خوش ہوتی -------- بول تو گئی پر اسے اندازہ ہوا کہ ابھی یہ نہیں بولنا چاہیے تھا ------ کتنی مشکل سے وہ سنبھلا تھا ---------

مما ابھی بھی ہم دونوں کو دیکھ کر خوش ہو رہی ہو گی ---------- وہ معنی خیزی سے بولا پر اسکے پلے خاک نا پڑا ---- اسلیے خاموشی سے سر ہلا گئی ---------

اچھا بتاؤ لانگ ڈرائیو پر چلو گی یا پہلے شاپنگ یا کافی شاپ یا لنچ ----- اب ساری چوائس دی ہے بتاؤ تم ---------

لانگ ڈرائیو سے مجھے چڑ ہے ----- شاپنگ کرنے کا مجھے تجربہ نہیں ----- کیونکہ میری شاپنگ آپی یا مما کرتی ہے کافی میں پیتی نہیں اور چائے کا یہ وقت نہیں ---- رہی بات لنچ تو وہ ابھی ہم نہیں کرتے تھوڑا سا لیٹ کرتے ---------- وہ شرارت سے کہتی ہنسنے لگی ------- عذر نے ذرا سی نظریں پھیر کر اسکے سفید چمکتے موتیوں جیسے دانتوں کو دیکھا ---------

اچھاا ------ عذر نے ہنس کر لفظ کو لمبا کھینچا ------- چلو پھر یہ عذر عارز آج اپنی ------- دوست کو اپنی پسند کی شاپنگ کروائے گا

جو حکم جناب ----- معصومہ ہنس کر بولی وہ بھی مسکرادیا اور گاڑی شاپنگ مال کی طرف ---------- موڑ لی

.....

میری لاپروائی کی وجہ سے آج یہ دن آئے ہیں کہ چاچو کو اسلام آباد جانا پڑا ---------. ------- حیا کے سہارے بیڈ کر بیٹھتے وہ افسردگی سے بولا

ایسا کیوں کہہ رہے ہیں ----- آپکی یہ حالت آپکی وجہ سے تھوڑی ہوئی ہے -------- یہ تو اللہ پاک کی ایک آزمائش تھی ------- حیا اسکے چہرے پر دکھ دیکھ کر کہنے لگی ---------.

میں ٹھیک کب تک ہوں گا ------ اسکا بازو جو سہارے کیلئے اسکے کندھے پر رکھا تھا ------- تھوڑا سا دباؤ ڈالنے پر وہ اس پر جھک آئی

جلد ہی ------- وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ نظریں جھکا گئی ------- اور مصطفیٰ اسکی ---------- لرزتی پلکوں کو دیکھنے لگا

یہ وقت حسین بھی لگ رہا ہے مشکل بھی ------- اسنے آہستگی سے اسکی لٹ کو کھینچا ---------

مشکلیں ہمیشہ ہمارا صبر آزمانے آتی ہیں ------ وہ اسکے شرٹ کے بٹنوں سے چھیڑ کھانی ---------کرتی بولی تو مصطفیٰ اپنی بیوقوف سی اداکارہ کی باتوں پر مسکرادیا

اتنی سمجھدار کب سے ہوگئی ہو ---------- !! اسکی ناک سے اپنی ناک رگڑ کر ہنسا ---------

جب سے آپ زندگی میں آئے --------- وہ ذرا سی نظریں اٹھا کر شدت سے بولی ----------

میں تو تب سے تمہاری زندگی میں ہوں جب تمنے پہلی سانس لی -------- وہ اسکے کان میں بولا ------ حیا سمٹ گئی ---------

میں بھی تب سے سمجھدار تھی ---- تبھی تو آپکو کسی کی طرف توجہ دینے نہیں دی پر آپ سمجھتے تب نا --------- وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی ---------

مصطفیٰ نے پہلے تو اسے دیکھا پھر قہقہہ لگا کر ہنسا ----------

اوہ تو مطلب تم بچپن سے مجھ سے محبت کرتی تھی ہاں ------ وہ دلچسپی سے اسکے سرخ رنگ چہرے کو دیکھ بولا --------

ہاں تب میں آپکو دوسرے والا پیار کرتی تھی --------! وہ گردن اکڑا کر اطراف کر گئی --------

--------- دوسرے والا پیار مطلب --------؟ وہ آئی برو اچکا کر بولا

مطلب وہ والا پیار نا --------- حیا کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے ---- تبھی زچ ہوکر بولی

وہی تو پوچھ رہا ہوں کونسے والا پیار کرتی تھی ---------- ! مصطفیٰ کہاں باز آنے والا تھا

--------- مصطفیٰ ---!! وہ چڑ گئی

---------- ہاہاہاہا ------. وہ اسکی بے بسی پر ہنسنے لگا
مطلب تمہیں یہ نہیں پتا بچپن میں تم مجھ سے کونسے والا پیار کرتی تھی --------- وہ
---------- اسکے گرد حصار ڈال کر مکمل اپنی گرفت میں کرگیا

میں صرف دو قسموں والی محبت کرتی ہوں آپ سے ---------- وہ سینے پر سر رکھ کر بولی --------

؟---------- وہ دونوں ہی بتائو

ایک آپکی روح سے دوسری والی آپکی سانسوں سے --------- وہ جذبے سے گویا ہوئی اور آنکھیں موند گئی----------

اور میں تم سے عشق کرتا ہوں --------- ایک گھمبیر سی آواز کمرے کی فضا میں گونجی ---------

حیا بیٹا --------- اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور ساتھ ہی نوشین کی آواز آئی ---------

جج۔۔۔جی بڑی مما ۔۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر مصطفیٰ سے دور ہوئی اور بیڈ سے اتری
۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر دوپٹہ مصطفیٰ نے شرارت سے پکڑ لیا کہ حیا گھبرا سی گئی

ککک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ہیرو چھوڑیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سرگوشی میں بدحواس سی بولی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کو مزا آنے لگا

کیوں ۔۔۔۔۔۔ وہ انجان بن کر معصومیت سے آئی برو اچکا کر رازداری سے پوچھنے لگا
۔۔۔۔۔۔۔

بڑی مما دروازے پر ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دو پٹے کو جھٹکا دیتی اسی انداز میں بولی کہ مصطفیٰ
۔۔۔۔۔۔۔۔کو اسکی روہانسی صورت پر ہنسی آگئی

اچھا سنو پھر جلدی آنا میں ویٹ کر رہا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ دو پٹے پر لب رکھ کر نظریں اسکے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چہرے پر جمائے بولا کہ حیا نظریں جھکا گئی

آئو گی نا۔۔۔۔۔۔۔؟ اسے خاموش دیکھ کر دوپٹہ کو تھوڑا سا کھینچ کر گھمبیر آواز میں پوچھا

۔۔۔۔۔۔

جج۔۔جی ہاں ۔۔۔۔۔۔ دروازے کو دیکھ کر وہ بدحواس سی بولی اور اسکے دوپٹہ چھوڑنے پر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جلدی سے شانوں پر درست کرتی باہر آئی

!۔۔۔۔۔۔۔ جی بڑی مما

!۔۔۔۔۔۔۔۔ بیٹا پریہا کی کال ہے ۔۔۔۔۔ کہہ رہی ہے تمہارا موبائل بند ہے شاید

جی بڑی مما وہ موبائل کی چارجنگ ختم ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ میں ابھی جاتی ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہتی نیچے بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ سنبھل کر حیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے بھاگتے دیکھ کر نوشین نے سرزش کی

کیسی ہو کمینی اپنے شیرو کے پاس جاکر تو ہمیں بھول ہی گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا نے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ہیلو کہنے پر ہی دانت پیس کر بولی

پریہا کھلکھلا کر ہنسی ---------- نہیں میری کمینی موبائل ہے اس دوٹکے کے ملازم ------- نے آج دی ہی

---------- اوہو ------- حیا نے آنکھیں پٹپٹا کر معنی خیزی سے اوہو کہا
مطلب یہ کہ شہروز بھائی کو ذرا سی موبائل کی شرکت بھی گوارا نہیں تھی واللہ ری -------
اپنی بکواس بند کرو اداکارہ میرے بھائی جان کی حالت بتائو ---- اور یہ بتائو کیسی رہی ---------- میرے ماموں کی سنگت ------- وہ کیا کم تھی جو رہنے دیتی

--------- حیا جوابی حملے پر سچ مچ سٹپٹا گئی
تم مینڈکی ایک نمبر کی کمینی لڑکی ہو ---- شہروز بھائی نے ٹھیک نام رکھا ہے تمہارا چوہیا
--------- ------- وہ خفت سے اس پر چڑھ دوڑی
--------- دوسری طرف پریہا کا محظوظ قہقہہ لگا

---------- ہائے اداکارہ شرما گئی --------- اور یہ رنگ تو میں آکر دیکھوں گی

-------- سن نکل رہی ہوں ------- وہ چڑاتے بولی

دفع دور آجا پھر کرتی ہوں دو دو ہاتھ ------ پتا نہیں تمہاری جیسی چڑیل لڑکی کی سنگت ---------- ہمارے شہروز بھائی کیلئے کتنی خطرناک ثابت ہوئی ہوگی

تو فکر نا کر ایسی سنگت دی ہے کہ ناک رگڑ رگڑ کر توبہ کی ہے بیچارے نے -------- وہ ------- اترائی

اور بتا تیری موبائل کہاں دفع تھی ------ اور تو کہاں تھی ------ وہ تیکھے چتوں سے ------- گویا ہوئی

----- وہ میں دراصل روم میں تھی اور موبائل میں زیرو پرسنٹ چارجنگ

--------- اچھاا روم میں تھیی تو پھر ٹھیک ہے ------- وہ پھر پٹڑی سے اتر گئی

--------- ایبی مینڈکی مرجا کہیں ------- حیا اسکی بات پر ایکبار پھر جھنجھلائی

ٹھیک ہے بھئی شرما کیوں رہی ہو --- یار ہیں ہم دونوں ------- یاروں سے کیا شرمانا
--------- ------- وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی

تو آجا پھر بات کرتے ہیں یارو کی یاری کیسی ہوتی ہے ----- حیا دانت پیس کر بولی اور
--------- پرہما قہقہہ لگا کر بغیر اسکی سنے کال کاٹ گئی

---------- ایک نمبر کی کمینی ہے ری تو ---------- وہ موبائل کو دیکھ کر بولی

سنو حیا مصطفیٰ کا کھانا تیار ہے لیجانا --------- حور بولی جس پر حیا سر ہلاکر کچن میں
آگئی ----- ڈاکٹر نے کچھ پرہیزی کھانے کی ہدایت کی تھی اور وہ حیا کو حد تک زچ
--------- کرکے کھانا کھاتا تھا

شاید مینے تمہیں واپس آنے کا کہا تھا ---------- اسکے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر وہ غصے ---------- سے بولا

---------- ہاں تو آ تو گئی ہوں ------- وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر مسکراہٹ دبا کر بولی

------ تو کیوں آئی ہو اب -------؟ اسنے چڑ کر کہا

------ کھانا لیکر ---- کھانا ہے نا آپکو ------ وہ آنکھیں پٹپٹائے بولی

اور تمہیں کیوں لگ رہا ہے میں کھانا کھا رہا ہوں -------! اسکا سویا ہوا غصہ بھڑک کر اٹھا ----------

اور آپ جانتے ہیں آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاؤں گی حالانکہ مجھے بہت زوروں کی بھوک لگی ہے ---------- وہ پیٹ پر ہاتھ گھماتی معصوم چہرا بنا کر بولی .

!! ------ اوہ تو تم مجھے بلیکمیل کر رہی ہو

نہیں یہ تو آپکی سوچ ہے میں میری اتنی ہمت کہاں سر تاج جی -------- وہ چوڑیوں پر ---------- انگلی پھیرتے بولی

اوکے چلو آؤ ساتھ کھاتے ہیں -------- وہ ہمیشہ کی طرح اسکے سامنے ہتھیار ڈال دیتا تھا جیسے ابھی ساری خفگی ختم کرلی تھی وہ بھی اپنے ساتھ پرہیزی کھانا کھلا کر

-------- حیا کا صدمے سے منہ کھل گیا
میں یہ کھاؤں گی کھیپی ------- کوئی ٹیسٹ نہیں -------- وہ برا منہ بنا کر بڑبڑی

ہاں اگر مجھے کھلانا ہے اور تمہیں کھانا ہے تو آجاؤ ورنہ لیجاؤ ------- مصطفیٰ اسکے برے ---------- برے منہ بناتے دیکھ کر مسکراہٹ چھپانے لگا

------ پر کیوں ہیرو ------ ؟ وہ روہانسی ہوگئی

کیونکہ ہیرو کی جان یہ تمہاری سزا ہے سر تاج کی طرف سے --------- اسکے کہنے پر حیا
-------- نے رونی صورت بنالی پر اسے کوئی فرق نا پڑا آخرکار کھلا کر ہی دم لیا

---------آپ بہت برے ہیں ولن کہیں کے -------- وہ آنسوں پیتی بولی

اب محسوس کروں ولن کی جان میرے درد کو --------- جو تم روز مجھے زبردستی کھلا جاتی
ہو --------- اگر اب تمنے اچھا کھانا نا لائی تو ایسے ہی میرے ساتھ روز کھاؤ گی
--------- --------- وہ ہنس کر اسکے سر پر بم پھوڑ گیا

--------- اور حیا کا مارے صدمے سے حال ہی برا تھا

--------آ۔ ۔آپ ---آپ ---اسے سمجھ نا آیا کیا کہے

ہم کہہ دو جاناں ------ وہ شرارت سے بولا حیا پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ ہوگئی

--------- پیچھے مصطفیٰ دلفریب قہقہہ گونجا اور حیا زیر لب مسکرادی

.....

تمہاری انگلی میں پہلے تو یہ رنگ نہیں تھی -------- شاپنگ بیگ کار کی پچھلی نشست پر رکھنے کے بعد ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور برابر بیٹھی معصومہ کی انگلی میں ڈائمنڈ رنگ دیکھ کر ---------- استفسار کرگیا

یہ ---یہ میری ہے -------- وہ مزید کچھ نا کہہ سکی ناجانے کیوں عذر کا لہجا چبھتا لگا

-------- اسکے جواب پر عذر نے لب بھینچ لیے

--------- اور گاڑی کا رخ ریسٹورنٹ کے جانب موڑ لیا

--------- گاڑی میں اچانک پہلے کے نسبت خاموشی چھا گئی
معصومہ نے صرف ایک نظر اسے دیکھ کر نظریں باہر جما دیں ------- اور اسکے اس
------ عمل سے عذر کے دل پر تلواریں چلنے لگی

--------کیا کھاؤ گی -------- ریسٹورنٹ میں داخل ہوکر ایک سائیڈ ٹیبل پر جا بیٹھے
---------- اور عذر نے اسے مخاطب کیا

-------- کچھ بھی --------- وہ مدھم سا بولی

-------- کچھ بھی مطلب میری پسند چلے گی -------- وہ مسکرا کر تھوڑا جھک آیا
معصومہ گھبرا گئی --------پتا نہیں کیوں اسے پہلے کے عذر اور اب کے عذر میں کافی
فرق لگا ----- پہلے وہ سیدھی باتیں کرتا تھا اور اب ایسی معنی میں ہوتی کہ اسکے سر سے
-------گذر جاتی

------ ہہ۔ ---ہاں -- آپ کی مرضی ----- وہ معصومیت سے کندھے اچکا گئی

عذر مسکرا کر ویٹر کو اشارہ کرکے بلانے کے بعد مصروف ہوگیا اور معصومہ پریشان سی
----- ماتھے سے پسینا صاف کرنے لگی
---------- ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ عذر کے ساتھ آکر غلطی کر گئی تھی

------ تم سے ایک بات پوچھنی تھی -------- وہ اس سے مخاطب ہوا

---- جج۔ --جی پوچھیے عذر بھائی ------ وہ ہڑبڑا گئی
تمنے سالار سے نکاح کرتے وقت انکار کیوں نہیں کیا ------ بغیر اسکی اصلیت جانے
اس سے نکاح کرلیا ------- جانتی ہو وہ بزنس کے عار میں کیا کرتا ہے ----------
---------- وہ جیب میں ہاتھ ڈالکر سفید لفافہ نکال کر ٹیبل پر رکھتا بولا

----- کک۔ ---کیا مم۔ --مطلب ----- وہ حواس باختہ سی عذر کا چہرا دیکھنے لگی

دیکھ لو ذرا اپنی آنکھوں سے اس حیوان کا روپ جسنے تم سے زبردستی کر کے نکاح کیا

-------- ------ وہ لفافہ اسکی جانب کھسکا کے وہ تمسخرے سے بولا

--------- معصومہ کے چہرے کی ہوایاں اڑ گئی

کک۔ ---کیا ہے ----- ایک آنسوں لڑھک پھسلا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پتا نہیں کونسا روپ دیکھانے والا

--------- تھا اسکا دل پہلے سے ہی سہم گیا تھا

**********❤

ایک بڑی سی سیاہ گاڑی ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں رکی -------- تو باہر اسکے انتظار

--------- میں کھڑے اکرام نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا

-------- سیاہ ہڈی میں دراز قد چوڑا سینا لیے سالار نے قدم باہر نکالا

پلیز سر آیئے ---------- وہ جو کان میں لگے آلے سے اندر موجود شخص کی بکواس سن رہا تھا اکرام کی آواز پر اسکی جانب متوجہ ہوا اور سرخ آنکھوں کو میچ کر خود پر ضبط کیا

ابھی بھی مجھے غلط کہیں گے -------- وہ خود سے بڑبڑایا شکوہ شہریار سے تھا

-------- اسکی سانسیں تھم رہی تھی دل انجانے خدشات تحت کانپ رہا تھا

آ۔آپ کک۔۔کیا کہنا چاہتے ہیں عذر بھائی ---------- وہ آس پاس بیٹھے لوگوں کا خیال کرتی ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسوں صاف کرتی بے بسی سے بولی ------- پر سامنے موجود -------- شخص بے حس ہوگیا تھا

یہ بھی نہیں جانتا تھا محبت زبردستی کی قائل نہیں ------ پر وہ اسے توڑ کر پھر سے اپنے طریقے سے جوڑنا چاہتا تھا صرف اپنا بناکر ---------- وہ یہ سوچ کر یہ سب کر رہا تھا وہ جب سالار کی اصلیت جانے گی تو ٹوٹ جائے گی اور اس سے نفرت کرنے لگے گی پر -------- وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ٹوٹے گی نہیں سانسیں کی ڈور توڑ دے گی

جھانگیر کو سنا ہے -------؟ وہ آج فیصلہ کر آیا تھا ہر حقیقت سے پردہ اٹھائے گا

معصومہ نے لب کچل کر نا میں سر ہلایا اور سامنے رکھے لفافے کو دیکھا جس سے اسکی سانسوں کی ڈور جڑ گئی تھی ------ اور وہ اندر میں شدت دل سے دعا مانگ رہی تھی کہ یااللہ مجھے یہاں سے غائب کردے جو یہ بے حس انسان حقیقت سامنے لانا چاہتا ہے اسے نا -------- سن پائے -------- اسکے سائے سے بھی دور چلی جائے

-------- ابھی وہ کچھ کہتا جب ویٹر کھانا لیکر آیا

یہ کیا کیا اندھے ہو کیا دیکھ نہیں رہے نیچے کچھ رکھا ہے --------- عذر ویٹر کو سالن کی پلیٹ لفافے کے اوپر رکھتے دیکھ کر دھاڑا آس پاس لے لوگ انکی جانب متوجہ ہوئے

اور ویٹر اچانک اسکی دھاڑ پر ہڑبڑا گیا اور جیسے وہ پلیٹ کھسکائی پاس رکھے جوس کے گلاس --------- سے اسکا ہاتھ ٹکرایا نتیجاً گلاس لڑھک کر عذر کی شرٹ پر گرا

باسٹرڈ دیکھ نہیں رہے اندھے ہوگیا -------؟ اس بار تو معصومہ اسکے لہجے اور چیخ پر
--------- گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور ہراساں ہوکر یہاں وہاں دیکھنے لگی
عذر اپنی شرٹ کو ٹشو سے صاف کرنے لگا -------- دونوں لفافے سے یکسر انجان ہوچکے
--------- تھے ------ ویٹر ٹیبل صاف کرکے سر جکھا کر کھڑا ہوگیا

ع۔عذر بھائی مم---مجھے گھر جانا ہے ------- معصومہ کی بھرائی آواز پر وہ غصے سے
نکل کر ہوش میں آیا ---------- اور ہڑبڑا کر لفافے کو دیکھا جو اپنی جگہ پر پڑا تھا تو
---------- اسنے شکر کا سانس خارج کیا

اب سر پر کیوں کھڑے ہو دفع ہو -------- تم بیٹھو معصومہ ------- وہ ویٹر کو
--------- سخت لہجے میں کہتا واپس سہمی معصومہ کی طرف متوجہ ہوا

--------- پر---- وہ ممنائی اور عذر کی سخت گھوری پر واپس بیٹھ گئی
--------- عذر نے لفافہ الٹ پلٹ دیکھا اور ریلیکس ہوتے گہرا سانس خارج کیا

یہ لیجے سر -------- ویٹر نے اپنی ہاتھ کی صفائی پر خوش ہوتا صوفے پر بیٹھے اس مغرور شخص کے سامنے لفافہ پیش کیا ------- اور ریسٹورنٹ کا مالک اپنے ویٹر کے اس کام --------- پر نہال ہوئے جارہا تھا

اکرام نے ہاتھ بڑھا کر ویٹر کے ہاتھ سے لفافہ لیا اور مودبانہ انداز میں سالار کے سامنے پیش --------کیا

سر مجھے پہلے ہی اس دوغلے لڑکے پر شک تھا -------- مجھے معلوم تھا یہ لڑکا صرف اپنی مجبورتک آپکی جی حضوری کرتا ہے -------- اب دیکھ لیں کیسے بدل گیا ہے --------

اکرام کو عذر ویسے ہی پسند نہیں تھا اور اب جب اسکا اصل روپ حقیقت کھل کر سامنے آیا --------- تھا تو اسکے بس میں ہوتا ابھی اسے چیڑ پھاڑ دیتا

آپ صرف حکم کریں سر گوشت کے ٹکڑیں آپکے پائوں میں ہونگے ------- اکرام آنکھوں ------- میں چمک لیے جھکا

--------- اس میں کوئی شک نہیں اکرام -------- سالار کے لفظوں پر وہ سرشار ہوگیا

پر مجھے اس نا سمجھ بچے پر ترس آرہا ہے ------- سالار جو لفافے میں موجود تصویروں میں اپنے ہاتھ کی صفائی دیکھ رہا تھا مزے سے بولا پر اسکے آگے کے لفظوں پر اکرام کو شدید مایوسی ہوئی -------

س-- سر یہ تو جج--- جہانگیر ہے نا ----- اکرام سالار کی ہاتھ میں موجود تصیوروں میں سے ایک تصویر کو پہنچانتے بولا -----

سالار نے خاموش نظر اسکے چہرے پر ڈالی اکرام گڑبڑا گیا -------- اسکے آنکھوں میں پھیلی سرخی اسکے ضبط کی گواہی دے رہی تھی -------- اور اکرام کو یقین تھا اگر کوئی اس وقت اس بگڑے حیوان کو چھیڑتا تو ضرور اپنی سانسوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا پر اسے حیرت تھی سامنے موجود ہستی کی اتنی بڑی جرات پر کہ وہ ابھی بھی خاموش تھا ----------

پر وہ یہ نہیں جانتا تھا اسکی خاموشی کا کارن عذر کوئی خاص ہستی نہیں بلکہ اسکے ساتھ بیٹھی وہ حور تھی ------- جسنے اس حیوان کو اپنے خول میں بندھ کر دیا تھا --------

سالار نے گلاس ڈور کے اس پار موجود اس کپکپاتی اپنی ڈول پر نظر ڈالی اور سگریٹ سلگا کر لائٹر ان تصویروں کو خاک میں بدل دیا اور اپنے شوز سے مسل دیا اور بوٹ کے نیچے عذر ------ کی کڑی محنت اپنا منہ بولتا ثبوت تھی جو اب سالار کے پائوں تلے آگئی تھی

سالار نے اکرام کو وہیں رہنے کا حکم دیتا خود منہ میں سگریٹ دبائے ہال میں آگیا

لڑکیوں نے گردنیں موڑ کر اس پراسرار سی شخصیت کو دیکھا ---------- جسکا چہرا ہڈی میں تھا صرف منہ سے نکلتا دھواں اور سفید مردانہ چوڑی کلائی میں ایک گھڑی جو مقابلے ------- کی حیثیت کا پتا دے رہی تھی

---------کتنے ہی دل تھم سے گئے اسکے دراز قد پر

تم نہیں جانتی جہانگیر کو ---------- کیونکہ تب تم اس حیوان کے قید میں تھی

---------- ---------- عذر کے بار بار حیوان کہنے پر معصومہ کا دل چیخنے لگا تھا

؟---------- جانتی ہو جہانگیر کون ہے -------- اور اس کے ساتھ سالار نے کیا کیا

کیا کہنا چاہتے ہیں آپ عذر بھائی صاف صاف کہیں ---------- وہ اپنے لرزتے ہاتھوں

----------کی مٹھی بھینچے درد سے بولی

---------- ذرا کھولو یہ لفافہ پھر معلوم ہوگا حیوانیت کا روپ کونسا ہوتا ہے

معصومہ کے پاس کوئی چارہا نا تھا وہ جلد سے جلد یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی تبھی بغیر کسی

---------- خوف کے اسنے وہ لفافہ اپنی جانب کھسکایا اور ہاتھ میں اٹھا لیا

عذر کی نگاہیں بے چینی سے اسکے نقوش کو جانچنے لگی اور اسے جس تاثر کی امید تھی اس پر

وہ مایوس نا ہوا کیونکہ سامنے موجود ہستی کے چہرے پر حقارت گھن نفرت کے تاثرات بیک

------- وقت نمایا ہوئے

تمسخرے بھری مسکراہٹ عذر کے لبوں کو چھو گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آخرکار عذر تم جیت ہی گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ معصومہ پر ترس اور سالار کی قسمت پر ہنسا تبھی کوئی چیئر گھسیٹ کر انکے ساتھ بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عذر نے چونک کر اچانک پاس بیٹھی ہستی کے ہاتھ میں بھڑکتے شولے کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نفرت ہورہی ہے آپ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک سسکی کے ساتھ لفظ مانند سیسہ عذر کے کانوں میں انڈیلا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ مینے آپکو بھائی کا درجہ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اتنے گھٹیا ہوسکتے ہیں مینے سوچا بھی نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔ کیا ثابت کرنا چاہتے تھے آپ سالار کے بارے میں کہ وہ حیوان ہے تو آپ کیا ہیں ۔۔۔۔۔۔ کرب سے معصومہ نے عذر کی مدہوشی میں لی گئی تصویریں ٹیبل پر پھینکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور عذر سمجھ نہیں پارہا تھا مقابلے کی خوش قسمت کو یا اپنی ایک غلطی کو جو وہ بےاختیاری شدید شکست میں کرگیا تھا ۔۔۔۔۔۔

امریکہ جیسے آزاد خیال ملک میں اسکی ایک غلطی بھی کیمرے کی دو آنکھوں سے نا چھپ پائی۔۔۔۔۔ جو معصومہ کو سالار کی دسترس میں دیکھ کر کلب میں کر آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا اس وقت بھی وہ انسان اپنے مستقبل کی راہ صاف کرچکا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

سس۔۔سالار ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اپنے ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھتے پہلے تو ساکت ہوئی پھر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سسک اٹھی

جائو باہر گاڑی میں بیٹھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سرد آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ ایک حقارت بھری نظر عذر پر ڈالتی اسے ساکت چھوڑ کر منہ پر ہاتھ رکھتی باہر بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر کی آنکھوں میں بے نام سا آنسوں ٹوٹا اور پھسل گیا

---------- کتنی محنت کی شہزادے --------- وہ پچکارتے ہوئے پوچھنے لگا

ب۔ ۔بہت ------ !!لفظ پھسلہ

تم جانتے ہو اب اس سب کا انجام ---------- عذر کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی

--------- -------- اور اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھنے لگا

--------- ہہ۔ ---ہاں----- اب اسکی نظر باہر سے آتے اکرام پر تھی

-------- عذر کو خوف سے گھٹن ہونے لگی

--------- اسکی حالت پہ سالار قہقہہ لگا اٹھا

-------- یہ تمہاری اپنی غلطی کا نتیجہ ہے ----- اسنے تصویروں کی جانب اشارہ کیا

بہرحال تمنے میرا کام آسان کردیا ------ عذر نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا

سالار اسکی نا سمجھ نظروں پر ہنسا ۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے نظروں میں پسندگی اور میری ڈول کی نظروں میں تمہارے لیے احترام مجھے یہ سب کرنے سے باز رکھتا تھا ۔۔۔۔ پر تمنے خود ہی یہ کام آسان کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شولا بھڑکاتے بولا جو ابھی عذر کے وجود میں بھڑک رہے تھے ۔۔۔۔۔۔

اب اسکی زندگی اور سوچوں میں صرف سالار ہوگا ۔۔۔۔۔۔ اور اگر کہیں کسی وقت تم یاد آجائو گے تو ساری حقارت سمیٹ لوگے شہزادے اور میں اس حقارت کے لئے بھی اسے وقت نہیں دوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے باکی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ چیک رکھو اور اپنی زندگی بنائو دنیا کے کسی بھی کونے میں پر معصومہ سے دور ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ میں بار بار اسکی آنکھیں نم نہیں دیکھ سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک چیک اسکے سامنے رکھتے کہا اور اٹھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے سگریٹ کے شولے کو اسنے تصویر میں موجود عذر کے چہرے پر مسلا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لرز اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت میرے ہاتھ رنگے ہوتے اگر وہ میری سانسوں کے قریب نا ہوتی اور اس سے جڑے ہر رشتے کا میں احترام نا کرتا ہوتا عذر عارز بلال ---------- وہ اسے بت بنا چھوڑ کر ---------- جھٹکے سے مڑا

عذر ویران آنکھوں سے کبھی چیک کو دیکھتا کبھی اسکی پشت کو ---------- آنکھیں میچ ---------- کر اسنے چیک کے ساتھ تصویریں اٹھائیں اور خود بھی اٹھ گیا

---------- ایک پیارے سے دوست کے اعتبار کو توڑ کر وہ خود ٹوٹ گیا تھا

.....

یہ تمنے اچھا نہیں کیا مینڈکی ایک ماہ ساتھ رہ جاتی تو کیا ہوتا ------ جلا بھنا شہروز اسے ---------- میوزک سسٹم میں مصروف دیکھ کر بولا

---------- اور ایک ماہ ساتھ رہنے سے کیا ہوتا ---------- وہ لاپروائی سے بولی

---------- بہت کچھ -------- اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر کہا گیا

اوئے زیادہ پھیل مت -------- جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر وہ فاصلہ طے کرگئی

ہاہاہا ----- تمنے پھیلنے کا موقعہ کب دیا ظالم عورت ----- وہ قہقہہ لگائے بولا

-------- دونوں کراچی کی طرف رواں تھے -------- شہروز کی کراچی پوسٹنگ میں

------- ابھی ایک ماہ تھا تبھی وہ جلا بھنا ہوا تھا

یہ بتاؤ تمنے اس موٹی بائی اور باقی لوگوں کے ساتھ کیا کیا ---------- !! پریہا کو اچانک

------- اپنے زخم یاد آئے

بس زیادہ کچھ نہیں ریشم بائی کے گلے میں ایک پھولوں کا ہار سجا دیا ، جسنے میری چوہیا کی

----- عقل ٹھکانے لگائی ---------- وہ ہنستا شرارت سے بولا

تم ----!! پی سی مجھ تم سے یہی امید تھی ----- تم ایک نمبر کے پکے دشمن ہو

میرے ------ اب رخصتی تمہاری آخری سانس تک نہیں ہوگی ------- انتظار میں

مرتے رہنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جو دوبارا رخصتی کرنے کی بات کی تھی جس پر شہروز نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھی ہامی بھری تھی اس وقت غصے سے بولی

پاگل ہوگئی ہو جذباتی عورت میں تو مزاق کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ شہروز اسکی بات پر گڑبڑا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تم اپنی چونچ بند رکھو مجھے کچھ نہیں سننا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ قطعی انداز میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے یار میری تیکھی مینڈکی تم تو ناراض ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچھی خاصی خاطرداری کی ہے اسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس بدھ کو سنوائی ہے کورٹ میں پھر انکے خلاف جو ثبوت ہیں اس سے ساری عمر چکی پیسنگ اینڈ پیسنگ اینڈ پیسنگ اب تو ہنس کر دیکھاؤ ۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ عاجزانہ انداز میں بولا کہ پریہا سے ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہوگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم شیرو ۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستی اسکے کندھے پر مکہ مار گئی

ہنستی رہا کرو شیرو کی جان ---------- ایک ہاتھ سے اسکے گردن میں بازو ڈال کر اپنے ساتھ لگایا ----------

---------- اب بولو رخصتی کروائو گی نا ---------- ؟ وہ معصوم بن کر پوچھنے لگا

------ گھر جاکر سوچوں گی ---------- وہ پر سوچ سی بولی

مجھے لگتا ہے ہمیں واپس چلنا چاہیے ابھی اتنے دور نہیں آئے --------- شہروز بگڑ کر بولا ---------

اوہ میں تو مزاق کر رہی تھی شہروز -------- پریہا نے گھبرا کر جلدی سے اسٹیرنگ پر اسکے ہاتھ پکڑے --------

تو میں کونسا سچ کہہ رہا ہوں اللہ اللہ کرکے جان چھوٹ رہی ہے ---------- وہ قہقہہ لگا کر بولا --------- پریہا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی --------

مرو جاکر اب آنا بارات لیکر دھکے دیکر نا نکلا تو میرا نام بھی پریہا شہریار نہیں ---------- وہ غصے ناراضگی سے بولی ----------

ایسے ویسے ------- ہونہہ ------- وہ منہ بنا کر اسے آگ لگا گیا ----- پر اسنے اس آگ کو سہی وقت کے لئے سنبھال کر رکھا ----------

اور شہروز اسکی آگ برسانے کے منتظر ہی رہا بیچارا ----------

.....

معصومہ کو یاد آیا وہ آج پاکستان آنے والا تھا یہ صبح کی ہی تو نیوز تھی سالار پاکستان آنے کی ----------

اسے ابھی اس گاڑی میں ایک آدمی بیٹھا کر گیا تھا سالار کے کہنے پر اور اب اسکے ہاتھ پسینے سے نم تھے ------ دل گدگدا رہا تھا ----------

تو کک۔۔۔کیا اب وہ پاپا سے مم۔ ۔۔معافی مانگے گا ۔۔۔اور۔۔۔ اور پھر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ سوچتے اسکے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اے سی میں بھی اسکا یہ حال تھا
دفعتاً ڈرائیونگ سیٹ کا ڈور کھلا اور جو آکر اسکے برابر بیٹھا معصومہ سمٹ کر کھسک گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں اسکے ساتھ نہیں آنا چاہیے تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔! وہ اسے انگلیاں مرورتے دیکھ کر تبسم
۔۔۔۔۔۔۔۔ سا بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔وہ آگئی میں ۔۔۔۔۔۔ وہ اس کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی

تم بہت حسین لگ رہی ہو بے بی ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی لٹ کو کھینچ کر سرگوشی میں بولا کر
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ لب دبا گئی

------ ہم کہاں جارہے ہیں --------- ؟؟ وہ بات بدل گئی

پہلے تو میں سیدھا سسر صاحب کے پاس جانے والا تھا پر اب ------- وہ اس دیکھ کر ------ خاموش ہوگیا

آ--آپ کو کیسے پتا میں یہاں ہوں ---------- ؟ دماغ میں گونجتے سوال کو آخرکار زبان ---------- دے دی

---------- سالار نے نظریں روٹ سے ہٹا کر اسے دیکھا جو گھبرائی ہوئی تھی
اور ایکدم بریک پر پاؤں رکھ اسکے گلے میں پہنے نیلکس کو کھینچ کر اسکے چہرے پر جھک آیا
---------- --------- معصومہ سہم کر آنکھیں میچ گئی

تمہاری سانسوں سے ڈارلنگ --------- کان کی لو پر چھبن محسوس کرتی اس سے سانس -------- لینا محال ہوگیا

ہہہ۔ ۔۔ہم کہاں جارہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی مزید کسی گستاخی سے پہلے وہ بول اٹھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

جس وجہ سے تم باہر نکلی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گردن کی شہ رگ پر انگلی پھیرتے بولا اور پیچھے سے چیختے لوگوں کی گاڑیوں پر ناگواری سے لب بھینچ کر گاڑی اسٹارٹ کرلی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ وہ اتنا قریب ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ صرف سوچ کر رہ گئی

**********❤

۔۔۔۔۔۔۔ مسلسل اسکی نظروں کے حصار میں نروس ہوتی معصومہ بمشکل لنچ کرپائی

۔۔۔۔۔۔۔ سالار مجھے دیر ہو رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اسے یونہی بیٹھا دیکھ کر معصومہ بولی

---------- تو --------؟ اسکی تو پر وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی

------- تت--تو مجھے گھر جانا ہے

کونسے -----؟ وہ اطمینان سے پوچھنے لگا ------ اور معصومہ کو اپنا سانس بھاری ہوتا

-------- محسوس ہوا

آ--آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں -------؟ وہ گھبراہٹ کا شکار ہوتی نم آنکھوں سے بولی

---------- پر اسنے کندھے اچکا دئے

معصومہ چڑ گئی --------- میں آپکو سمجھ نہیں پارہی -------! وہ ناک چڑھا کر خفگی

------- سے بولی -------- وہ ہنس دیا

--------آپنے سگریٹ پی ------- اسے اچانک یاد آیا

مجھے اسکی ضرورت "تھی" ------- وہ مختلف لہجے میں کہتا اٹھا ------- معصومہ بھی ---------- اچانک اسکے لہجے کی تبدیلی پر خائف ہوتی ساتھ ہوئی

مجھے تمہاری ضرورت" ہے" ---------فرنٹ سیٹ کا ڈور اسکے لئے وا کرتے اس پر ------- جھک کر بولا -------- وہ جلدی اندر گھس گئی

اسے سمجھ نا آیا کیوں اس نازک سی لڑکی کے سامنے اتنا کچھ کرنے کیلئے تیار ہے ----------

زندگی بھر اسے کسی کے انکار ہامی کی ضرورت محسوس نا ہوئی ---- کبھی خود کو یوں بے بس محسوس نا کیا ------- کوئی چیز پسند آئی اور اسے حاصل کرنے میں اتنی مشکل ---------پیش آئی ہو پر آج وہ کتنا بے بس تھا

چاہا کر بھی وہ اسکی مرضی بغیر اسے پا نہیں سکتا تھا -------- اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا ------پتا نہیں کیوں اور کیسے وہ اسکی کمزوری بن گئی ------- کہ اب ---------- اسکی دھڑکنیں قریب محسوس نہیں ہوتی وہ آنکھیں بھی نہیں موند سکتا تھا

مختلف سوچوں کی دوران وہ ملک ولا کے گیٹ سامنے رکے جہاں پہلے سے ایک گاڑی اندر
--------- جارہی تھی
--------آپی آگئی ------- معصومہ کے منہ سے خوشی سے نکلا

.----- سالار مم---میں جائوں ------- ڈور کو لاک دیکھ کر وہ سہمی
اگر میں کہوں میرے پاس رہو تو ----------؟ اسکے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اپنی طرف
---------- کھینچا ------ اور وہ سیدھا اس پر آئی

سس--سالار. . . . . معصومہ کو سمجھ نا آیا کیا ہوجاتا ہے اسے اسکی گرفت میں
--------کسمسائی
-------مائے بے بی -------- اسکی گردن پر لب رکھ کر وہ کان میں بولا

------جج- --جانے دیں پ- پلیز- - - - - وہ خوفزدہ ہوگئی
میں جائوں گا تمہارے پاپا کے پاس -------- اسکے رخسار کو انگوٹھے سے سہلاتے وہ بولا پر
--------- معصومہ اسکی قربت پر اپنی ابتر ہوتی حالت سے آنکھیں میچ گئی

کیا تم میری آنکھوں میں نہیں دیکھو گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی خمدار پلکوں پر انگلی پھیرتے گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے لب کچل کر نفی کی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنس دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج میری بھی ایک خواہش پیدا ہوئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے سینے سے لگائے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ شدت سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔ کہ وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی

۔۔۔۔۔؟؟ کونسی

کہ تمہیں یونہی سینے سے لگائے زندگی گذار لوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ماتھے پر لب رکھ کر گرفت کمزور کردی اور وہ لمحے لیے بغیر دور ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مبادا وہ اپنی خواہش پوری ہی نا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کردے

ڈور ان لاک ہوتے ہی وہ بغیر اسے دیکھے گیٹ کے اندر بھاگی ۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ تادیر گیٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو دیکھتا رہا

.....

مما میری ڈارلنگ کہاں ---------- عائمہ بیگم کے روم بیٹھے پریہا بے چینی سے پوچھنے لگی ---------- وہ سرشار تھی کہ آتے ہی اپنی ڈارلنگ سے ملے گی اور خوب کلاس ---------- لے گی پر یہاں تو سب سے ملنے کے بعد بھی وہ نہیں آئی تھی

---------- شہروز نے بھی سب کے چہرے دیکھے

---------- وہ عذر -------- پریہ کچھ کہتی جب دروازے سے میٹھی سی آواز آئی آپی -------- پریہا جس کی دروازے کی طرف پشت تھی آنکھیں میچ کر اس آواز کو دل ---------- میں محسوس کرتی مڑی

اوہ مائے گاڈ یہ ڈارلنگ میں سے گلابو کیسے ہوگئی ---------- پریہا جی بھر کر اسے ---------- دیکھتی گلابی کپڑوں میں گلابی دمکتے چہرے کو دیکھ کر بے ساختہ بولی

---------- آپیپی ---------- معصومہ روتی ہوئی اس سے چمٹ گئی

---------- سب بہنوں کے پیار پر مسکرا دئے

--------آپ بہت بری ہیں ری آپی -------- اسکے گال پر اپنے لب رکھتی وہ سسکی

پر تم بہت خوبصورت ہوگئی ہو گلابو --------- اسے خود میں بھینچ کر وہ بولی
---------- معصومہ مسکرادی

اب چھوڑ بچی کی جان لینی ہے کیا ---------- شہروز سے اسکا لاڈ ہضم نا ہوا تو جل کر
---------- بولا

--------- بھائی --------- معصومہ اس سے الگ ہوکر شہروز کی طرف مڑی
شکر تمہیں ایک ہینڈسم بھائی بھی دیکھا -------- وہ ہنس کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولا
---------- معصومہ کھلکھلا اٹھی

--------- ہینڈسم شکل دیکھی ہے --------- ؟ پریہا نخوت سے بولی

گڑیا اب زنجیر سے باندھ کر رکھنا اپنی اس مینڈکی بہن کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے دماغ کی دھی بنا دی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کان میں سرگوشی سے بولا کہ وہ کان لگا کر سننے کی کوشش کرتی بھی نا سن سکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اے دور رہو میری گلابو سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب ہنس رہے تھے انکی نوک جھونک پر

۔۔۔۔۔۔۔۔ اے لڑکی کوئی اپنے شوھر کو ایسے مخاطب کرتا ہے
عائمہ بیگم بار بار پریہا کو آنکھیں دیکھا رہی تھی کہ شوھر کے سامنے کچھ تو شرم کرو ایسے کوئی پٹر پٹر بولتا ہے بھلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاؤ بیٹا تم فریش ہو آؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شہروز کے بال سنوارتے بولی میری پیاری نانو آپ ابھی بھی ویسی ہی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ گوری چٹی جوان ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنس کر چھیڑنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عائمہ بیگم سٹپٹا گئی ------ سب کی ہنسی کے ساتھ شہروز پریہا اور معصومہ کا قہقہہ لگا

پری میں کہہ رہی ہوں اس لڑکی کو کچھ سمجھاؤ ---------- وہ مصنوعی غصے سے بولی

ہائے مر جاواں اس ادا پر حسینا ---------- وہ معصومہ کو اپنے ساتھ لگائے باہر

---------- جاتے جاتے بھی شرارت سے باز نا آئی

---------- شہروز سر جھٹک کر زیر لب مسکراتا باہر آیا

------ آپی مینے آپکو بہت مس کیا --------- وہ خوشی سے بولی

میری گلابو مینے تم سے زیادہ -------- وہ اسے ساتھ لیکر دونوں کے مشترکہ روم میں آئی

سنو وہاں کہاں جارہی ہو --------- شہروز کی کرب بھری آواز آئی --------- پر
--------- معصومہ کو دیکھ کر سٹپٹا گیا

میرا مطلب ہے میرے روم میں آؤ بات کرنی ہے -------- وہ معصوم صورت بنا کر بولا

---------- معصومہ کو شہروز کے انداز پر ہنسی آگئی جس پر وہ سر جھکا کر چھپانے لگی
سوری پر مجھے آرام کرنا ہے جو بات کرنی ہے یہیں کرو ---------- اسکی آنکھوں کی
--------- منتوں کو مکھی کی طرح اڑاتے ادائے بے نیازی سے بولی

میں آپ دونوں کیلئے پانی لاتی ہوں ---------- معصومہ کو شہروز پر ترس آگیا

پریہا ارے ارے کہتی رہ گئی -------- اسکے جاتے ہی شہروز کمرے میں لپکا

میں صرف آج رات کیلئے ہوں کیا تم۔ کچھ لمحے نہیں دے سکتی ظالم لڑکی ---------- ----------۔ اسکے سامنے آکر وہ جلدی سے بولا

نہیں -------- پریہا اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولی -------- وہ بھڑک اٹھا

اگر تم نہیں آئی تو پھر دیکھا میں کیا کرتا ہوں مینڈکی ----- جاتے ہوئے وہ دھمکانے سے ---------- باز نا آیا

جاؤ جاؤ بڑے آئے ہونہہ ---------- وہ آئینے کے سامنے کیچر سے بالوں کو آزاد کراتی -------- بولی

ارے بھائی کہاں گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ پریہا کو اکیلے دیکھ کر تعجب سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دفع کرو اسے میری گلابو یہ بتاؤ پاپا کب تک آئیں گے

پاپا تو رات کو آئیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ پریہا کے لمبے ہوتے بالوں کو دیکھ مسکرائی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں اب ڈارلنگ کہوں یا گلابو مجھے سمجھ نہیں آرہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے گال پر چٹکی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کاٹ کر وہ ہنسی

۔۔۔۔۔۔۔۔ آپپپی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چڑی

ہائے اتنی تبدیلی ۔۔۔۔۔۔۔۔ گلابووو۔ ۔۔۔۔۔۔ پریہا حیرت سے کہتی کھلکھلا کر ہنسی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا اداکارہ کی بتاؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟ وہ ڈریس لیکر باتھ روم میں جاتے جاتے مڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھی ہیں بلکہ اب اداکارہ نہیں لولی گرل ہو گئی ہیں ------- اور معصومہ اسے بتانے لگی --------

چلو ملکر اس لولی گرل کے کس بل نکالتے ہیں -------- پریہا آنکھ دبا کر کہتی باتھ روم بند ہوگئی اور معصومہ سرشار ہوکر بیڈ پڑ گر گئی ----------

سر آپ سے سالار ملک ملنا چاہتا ہے باہر ویٹ کر رہا ہے -------- شہریار جو موبائل کان سے لگائے آفیسرز سے بات کرتے ملک ولا جانے کی تیاری کر رہا تھا پی اے کی اطلاع پر حیران ہوا ---------

سالار یہاں ----- وہ بڑبڑایا اور دوسری طرح چند ہدایت دے کر موبائل واپس ٹیبل پر رکھ کر پی اے کو اسے اندر بیجھنے کا حکم دیا ----------

سلام سسر صاحب ------ وہ خوش دلی سے مسکراتا اندر داخل ہوا ------- شہریار اسکے طرز مخاطب پر لب بھینچ گیا -------

وعلیکم السلام --- تم یہاں اس وقت کوئی کام --------؟ رات کے دس بج رہے تھے
اسے سچ مچ کی حیرت ہوئی ----- یہ تو وہ جانتا تھا وہ دوپہر کو پاکستان پہنچا ہے
-------- پر یہاں اسکی موجودگی پر حقیقتاً حیرت کی بات تھی

آنا پڑا دل کے ہاتھو مجبور ہوکر --------- کرسی پر بیٹھ کر وہ شرارت سے گویا ہوا

-------کام۔ کی بات کرو ------ شہریار سنجیدگی سے ٹوکا
سالار نے لب سکڑے ------- آپ تو بہت خشک سسر ہیں --- داماد کے آنے پر نا
------ چائے نا پانی ---- ویل اپنی بات پر آتا ہوں

ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر وہ تھوڑا جھکا ------- میں شرمندہ ہوں اور معافی بھی مانگ رہا ہوں
اب آپ اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیں --------- بغیر ندامت بغیر
--------- شرمندگی سے وہ ایسے بولا جیسے کوئی بات بتا رہا ہو

اور تمہیں کیا لگا تمہارے یہ سب کرنے کے بعد اب کہنے پر تمہیں معافی اور میری بیٹی کا ---------- ہاتھ دے دونگا ---------- شہریار ٹھنڈے ٹھار لہجے میں چبا کر بولا

---------- ہاں ---------- وہ اطمینان سے کہتا پیپر ویٹ گھمانے لگا

------- کیوں ---------! وہ بھی اسی انداز میں بولا

کیونکہ وہ میری شرعی اور قانونی بیوی ہے -------- وہ شرمندہ ہونے کے بجائے ٹھوس -------- لہجے میں کہنے لگا

-------- جس کی کوئی حیثیت نہیں --------- شہریار طنزیہ بولا

پر اب کیا کرسکتے ہیں جب میاں بیوی پورا ایک ماہ ساتھ رہ چکے ہوں ---------- شہریار کا ------ چہرا غصے سے سرخ پڑگیا --------- جسے دیکھتے سالار فوری سنبھلا

دیکھیں سسر صاحب میں بات بگاڑنے نہیں سلجھانے آیا ہوں -------- میں آپکی بیٹی سے انتہائی محبت کرتا ہوں، نا اسکے بغیر رہ سکتا ہوں اور نا ہی اسے رہنے دے سکتا ہوں ---------

اگر میرے ماں باپ ہوتے ------ خیر وہ تو خود اپنے جھگڑے سلجھائے بنا چلے گئے ---------- ------- وہ کیا میری سلجھاتے ------- وہ قہقہہ لگا کر بولا

بہرحال میں خود اپنی سلجھانا چاہتا ہوں ----- جو کیا آپکے انکار کے بعد کیا اگر آپ آج پھر انکار کریں گے تو میں پھر وہی کروں گا ---------- اس لیے بھتر ہے آپ میرے سر پر سہرا سجا لیں کہیں میں آپکے نقش قدم پر چل نا پڑوں ---------- سالار کو سمجھ نا آیا کیا بولے ------- اسلئے جو منہ میں آیا کہتے گیا ---------- شہریار کے جسم میں شعلے --------- بھڑک اٹھے

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ ---------- کان کھول کر سن لو سالار ----- اس بار نا تمہیں معافی ملے گی نا میری بیٹی کا ساتھ -------- آئی سمجھ ------- وہ کہتا اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھا کر جانے لگا ----------

کوئی نہیں مجھے برا نہیں لگا ----- میں کل اپنے بڑوں کو بھیجو گا ------- وہ مزے سے اسے دیکھ کر بولا -------

میری طرف سے انکار ہے ---------- شہریار سرد لہجے میں بولا ---------ابھی وہ آفس سے باہر نکلتا جب پیچھے سے لفظوں نے اسکے قدم پل بھر کو روکے --------

کیا زندگی پر صرف آپ لوگوں کا حق ہے -------- اگر میرے لیے صرف تنہائی ہے تو بیشک اسکا جواب کل دے دینا ----------
مگر یہ یاد رکھتے کہ معصومہ شہریار صرف سالار کی ہے اور اسی کی رہے گی زندگی کی آخری سانس تک ----------

اور آپ جانتے ہیں یہ آپکی بیٹی کو بھی منظور ہوگا ---------- اس سے پہلے شہریار نکلتا ---------- وہ لمبے لمبے ڈگ بڑھتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

شہریار سر جھٹک کر گارڈز کے سلام کا جواب دیتا اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھا ---------- لی

آیا معافی مانگنے اور بات ایسے کر رہا ہے جیسے حکم دے رہا ہو -------- ہونہہ -------- ------- وہ غصے سے بڑبڑایا

**********❤

-------- السلام علیکم ---- گھر میں داخل ہوتے اسنے سلام کیا
وعلیکم السلام چاچو -------- شہروز مسکراتا جواب دیتے سر کو خم دیا -------- شہریار ------- نے اسے گلے لگایا
------- کیسے ہو ------- صوفے پر بیٹھ کر پوچھا

---------- الحمداللہ ٹھیک آپ بتائیں ------- شہریار نے اسکے جواب پر سرہلایا شہریار نے بے ساختہ شہروز کے لہجے اور سالار کے لہجے پر غور کیا --------- اور اسے دیکھا جو اب لاڈ سے مشال کے گود میں سر رکھ کر صوفے پر لیٹا ہوا تھا اور ماں تمام تر ممتا کی ---------- محبت سے اسکی گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتی مسکرا رہی تھی

اچانک اسے ایک ٹوٹا بکھرا بچا یاد آیا ----- جو اندھیرے کمرے میں ایک کونے میں بیٹھا سسک رہا ماں کی ممتا کیلئے ------ اسکی نیلی آنکھوں میں تڑپ تھی اپنوں کی پیاس تھی ------

--------- لیٹ آئے ہو خیریت ------؟ دراب شہریار کے پرسوچ چہرے کو دیکھتے بولا

ہاں بس دیر ہو گئی ------ سوچوں کا طلسم ٹوٹا تو اسکی نظریں کسی کو ڈھونڈنے لگی --------

اپنے روم میں ہیں بغیر کھانا کھائے سو گئی دونوں -------- پری آہستہ سے بولی

------- شہریار نے ایک نظر اسے دیکھا جو شرمندہ سی نظریں جھکائے ہوئی تھی

--------- تمنے اٹھایا نہیں ---------- کف فولڈ کرتے وہ بولا

--------- اٹھا دوں ------؟ وہ پوچھنے لگی

------ نہیں رہنے وہ ٹھکی ہوئی ہو گی ---------اسکے روکنے پر وہ سر ہلا گئی

آپ بتائیں سب ٹھیک ہے حسن بھائی کی کیسی طبعیت ہے ------ میں مصطفیٰ کے

------- پاس بھی دوبارا نہیں گیا ------- شہریار نے دراب کو مخاطب کیا

--------- ہاں حسن تو ٹھیک ہے ---- پر مصطفیٰ کے پاس تو میں بھی نہیں گیا

ایسا کرتے ہیں کل چلیں گے سب وہاں -------- شہروز نے حل پیش کیا

کیا تمہیں واپس نہیں جانا کل -------؟ دراب نے بیٹے کو دیکھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی ---------- اپنی ماں سے کہہ رہا تھا کہ کل کسی بھی صورت میں جانا ہے

جانا ہے---! کس نے کہا نہیں جانا ----- پر میں دوپہر کو نکل جاؤں گا ---------- ظاہر ہے اب مصطفیٰ بھائی سے ملکر تو جاؤں گا نا ---------- اسنے ---------- کن اکھیوں سے پریہا کے روم کے بند دروازے کو دیکھ کر دانت پیسے

ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے شہروز -------- مشال نے بھی ہامی بھری -------- پری ---------- خاموش سی بیٹھی تھی

اچھا میں چینج کرکے آئوں --------- شہریار سامنے بیٹھی دشمن جان پر ایک نظر ڈالکر --------- لائونج سے نکلتا چلاگیا

میں جب تک ڈنر لگواتی ہوں --------- مشال بھی کھڑی ہوئی --------- شہروز نے ------- بوجھل آنکھوں سے منہ بسورا

؟---------کیا مما اتنا سکون آرہا تھا

تو میری گود میں سر رکھ لو ---------- دراب نے ٹی وی سے ذرا سی نظریں ہٹا کر اسے ---------- دیکھا

شہروز نے قہقہہ لگایا ---------- نہیں اتنی مہربانی ہضم نہیں ہوتی مجھ سے

---------- الو کا پٹھا جب مجھے سامنے دیکھتا ہے تب ہی لاڈ جاگتے ہیں

آپ کا قصور نہیں ڈیڈ ایک سی قسمت ہے ---------- آپکی بیوی آپکو لفٹ نہیں دیتی

اور میری بیوی مجھے ---------- اسے اپنے دکھ یاد آگئے ---------- وہ منہ بنا کر بدبدایا

پری ہنستی اپنے روم کی طرف جانے لگی ---------- اور دراب سے بیٹے کو گھور کر رہ گیا

---------- ---------- جس کے چہرے پر الگ ہی دکھ تھا

.....

------ آپکے کپڑے ------ نائٹ سوٹ نکال کر سامنے دیا

------ رکھ دو --------- وہ شرٹ کے بٹن کھولتا روکھے لہجے میں بولا

--------- پری جو ہمت کرکے آئی تھی ساری ہمت اسکے لہجے پر ہوا ہونے لگی

سوری -------- وہ اسکے سامنے جاکر منمنائی ------- پر شہریار نے ایک نظر ڈالے بغیر نائٹ سوٹ لیکر باتھ روم میں بند ہوگیا --------- اور وہ شرمندہ سی بند دروازے کو دیکھ کر تر تر مینا برسانے لگی --------

کیا یہ مجھے معاف نہیں کریں گے -------- وہ بیڈ پر بیٹھ کر چہرا ہاتھوں میں چھپائے سوں سوں کرکے رونے لگی ---------

شہریار کو اپنے سر پر بوجھ سا محسوس ہورہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ فریش ہوکر نکلا تو سامنے ہی وہ ۔۔۔۔۔۔۔ بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے بے ساختہ لب بھینچے

آؤ لنچ کرلو پھر بعد میں جاری رکھنا اپنا ڈرامہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے سر پر آکر غصے سے بولا

۔۔۔۔۔

پری نے آواز پر سرخ آنکھیں اٹھائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ معاف کردیں پھر ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ التجا سے بولی

پر اسے نہایت ہی دکھ ہوا جب وہ کچھ بھی بولے بغیر چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ روتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نڈھال سی بیڈ پر گر گئی

ابھی بھی صرف اپنی کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ میری نہیں دیکھتے کہ اس وقت میں کس کرب سے گذر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بیڈ سے چادر تکیے نیچے پھینکتی ہچکیوں سے رونے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

--------- پری نہیں آئی ------- مشال نے شہریار کو اکیلے دیکھ کر پوچھا

اسکے سر میں درد ہے ------- آپ مجھے اسکا کھانا دیں --------- وہ کھاتے سنجیدہ سے ---------- بولا

---------کوئی پریشانی ہے شیر ---------- دراب اسے دیکھ کر پوچھنے لگا

نہیں بھائی سب ٹھیک ہے ---------- وہ کھانے سے ہاتھ روک کر مسکرا کر بولا

--------- --------- تو دراب نے سر ہلادیا

ایکچولی مجھے آپ سے ایک بات شیئر کرنی ہے جب فری ہوجائے بتاد دیجیئے گا ------- وہ ---------- پرسوچ سا بولا

میں فری ہوں ---------- وہ جھٹ سے بولا -------- شہریار اور شہروز ہنس دئے

نہیں ایسی کوئی جلدی نہیں سنڈے کو آپ سے تفصیل میٹنگ ہوگی -------- وہ بولا تو

---------- شہروز نے آنکھیں سکڑی ---------- اور دراب نے سر ہلا دیا

---------- ٹھیک ہے جیسا تمہیں صحیح لگے

کھانا کھاکر وہ ٹرے اٹھاکر مسکراتا اپنے روم میں کی طرف جانے لگا ---------- اور شہروز ہاتھ صاف کرتے ضبط کی انتہائیوں سے اوپر چور نظروں سے دیکھا پر مایوسی منہ پر ناچنے لگی

-------- مشال بیٹے کے حال پر مسکراہٹ دبانے لگی

-------- تمہیں اور کچھ دوں --------- ماں کی بات پر وہ ہڑبڑایا

ن۔ ۔نہیں بس بہت کھالیا ------- اب دل بھر آیا ہے ---------- دکھ بھرا لہجا

برخودار یہاں پیٹ کی بات ہو رہی ہے ---------- دل کی حالت تمہارے چہرے پر واضح ہے ---------- دراب نے اسکی بات پکڑی --------- شہروز سٹپٹا کر سنبھلا

آپ نہیں سمجھیں گے ڈیڈ یہاں پیٹ دل میدہ ایک ساتھ ملکر مجھے جھنجھوڑ رہے ہیں --------- وہ بڑبڑایا اٹھ گیا ----- دراب نے غیر سنجیدہ بیٹے کی حالت پر قہقہہ لگایا

ہنس لیں ہنس لیں --------- تب کیسے کرتے ہیں جب میری ماں لفٹ نہیں کرواتی ---------- وہ جل کر بولا

ایسے ویسے اپنی ماں کی محبت بھری داستان مجھ سے پوچھو ---------- وہ آج مکمل بیٹے ------کو جلانے کے موڈ میں تھا

---------- کچھ تو خیال کریں ---------- مشال خفت سے بولتی گھور کر رہ گئی

ہائے کیا زمانہ تھا آپکا ڈیڈ -------- آپ کو بیوی صرف گھور کر رہ جاتی ہے اور ہمارے حال دیکھو ذرا سی بات مزاج کے خلاف ہوجائے لاتیں مکے مارے جاتے ہیں
---------- وہ درد سے کنگناتا سیڑھیاں چڑھ کر ایک آخری نظر روم پر ڈالکر اپنے روم میں بند ہوگیا ----------

---------- دراب مشال مسکرا کر رہ گئے

.....

---------- اٹھو آؤ کھانا کھالو --------- شہریار ٹرے ٹیبل پر رکھ کر اسکے پاس آیا

نہیں --کھانا جب آپکو میری فکر ہی نہیں تو کیوں کھاؤں ------ چہرے کے نیچے رکھے ------- آخری بھیگے کشن کو بھی نیچے پھینکتی چلائی ------- شہریار مسکرادیا

کسنے کہاں مجھے تمہاری فکر نہیں -------- اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابلے کھڑا کرتے ------- پیار سے بولا کہ پری بھیگی آنکھیں اٹھائے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی

-------- آ۔آپ ناراض نہیں-------؟ اسکی شرٹ کو مٹھی میں پکڑ کر آس سے پوچھا

میں تم سے کبھی ناراض ہوا ہوں ہنی --------- انگوٹھے کی مدد سے اسکی آنکھیں صاف ------- کرتے وہ محبت سے بولا کہ پری سسکتی اسکے گلے لگ گئی

آئی ایم سوری شیری ------- میں بہت بری ہوں ---- مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا ---------- اسکے سینے پر لب رکھتے کہا

تمہیں حق ہے جانم -------- اسے ساتھ لیکر وہ صوفے پر اپنے ساتھ بیٹھایا

اور تمہیں کسنے یہ حق دیا کہ خود کو بری کہو --------- اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرا اونچا ------- کرتے سخت لہجے میں گویا ہوا

--------اگین سوری -------- وہ لب دبا کر بولی

شہریار نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ماتھے پر لب رکھ دئے ---------- اتنا روئی کیوں ؟---------- جانم

--------آپنے رلایا ------ وہ منہ بنا کر بولی
تو میں ہنسائوں ------- وہ جیسے اجازت مانگنے لگا ---------- پری پلکیں جھکا گئی
--------- اسکے ہنسانے کا مخصوص طریقہ وہ جانتی تھی ---------- تبھی گھبرا رہی تھی --------

اچھا کھانا کھائو --------- اسکی گھبراہٹ کو دیکھتے نوالہ بنا کر اسے کھلانے لگا
--------- ------- اور پری خاموشی سے کھانے لگی
!------آپ بھی کھائیں

نہیں میں کھاکر آیا ہوں ------ اسکی ناک دبا کر بولا ----- پری جھینپ گئی -------
وہ تو خود کو اب سمجھدار عورت سمجھتی تھی پر شہریار کی حرکتیں اسے ہمیشہ چھوئی موئی لڑکی
------ بنا دیتیں

پریہا نے کچھ کہا -----؟ ناراضگی یا کچھ------؟ شہریار نے برتن ملازمہ کو دیتے اپنا
-------- نائٹ سوٹ نکالتی پری سے پوچھا

نہیں اسنے کچھ نہیں کہا ---البتہ پہلے کے نسبت وہ بہت خوش لگ رہی تھی
-------- باتھ روم میں جاتے وہ مسکرا کر بولی

-------- شہریار نے مسکرا کر سر ہلایا اور بیڈ پر آکر لیٹ گیا
اب بتائو تمہیں کونسی سزا دوں -------؟ وہ جب بیڈ پر لیٹی تو اسے قریب کرتے
--------- مسکراہٹ دبا کر بولا
--------- کیوں-----! آپنے تو کہا آپ ناراض نہیں تھے ------ پری سٹپٹا گئی

اور میں ناراض ہوتا بھی نہیں ----- پر یہ تو جانتی ہو نا غصے کی سزا سخت دیتا ہوں
---------- ------ اور اس وقت بھی مجھے غصہ ہی آیا تھا سوئیٹ ہارٹ

شیری اب تو کچھ خیال کریں ایک بیٹی بیس کی اور دوسری سترہ کی ---------- وہ اسے
--------- دور کرتی شرم دلانے لگی پر وہ شیری ہی کیا جسے شرم آئے
کوئی بڑی بات نہیں تیسری کا سوچتے ہیں --------! وہ ڈھیٹ بنکر اسے واپس کھینچ گیا

اگر اب چوں چراں کی تو دیکھنا ---------- اسے منہ کھولتا دیکھ کر اسے وارننگ دی

--------- تو کیا کر لیں گے ---------- اس سے اپنا آپ چھڑوا کر اٹھ بیٹھی

دیکھلو ----------!! اسکے کان میں کہتے بازو مروڑ کر پیچھے لگایا ----پری کے منہ سے درد
--------- میں آہ نکلی

-------- شش۔ ۔شیری ------ وہ سسکی

تمنے مجھے چیلنج کیا ہنی--------! اسکی گردن سے بالوں کو ہٹا کر اس پر اپنے لب رکھلیے

س۔۔س۔۔۔و۔۔۔۔ اسکی شدتوں پر پری گھبرائی بولنے کی کوشش کرنے لگی

شش------ سوری فار واٹ ہنی ---------- اسکا چہرا اپنی جانب موڑ کر پوچھا پری

--------- بے بسی سے لب کاٹ کر رہ گئی

تم نہیں بدلی ------- اسکے لب کو انگوٹھے کی مدد سے دانتوں سے آزاد کرتے سرگوشی

-------- میں بولا

آ۔۔آپنے بدلنے نہیں دیا -------- اسے جسارتوں پر آمدہ دیکھ کر وہ صرف بڑبڑا ہی سکی

---- اور شہریار مسکرا کر اسے اپنے حصار میں لیا

اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو میرے اٹھارا بچے آنے ہیں اس دنیا میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے
۔۔۔۔۔۔۔ چہرے سے بال ہٹا کر کہا تو وہ چیخ اٹھی
۔۔۔۔۔۔ شیریییی۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ کمرے میں شہریار کا قہقہہ بلند ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت برے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ مسکائی

پھر بھی تمہارا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار کی گھمبیر آواز پر اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نہیں بدلے
تمنے بدلنے ہی نہیں دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس پر گرفت سخت کرتے وہ بولا تو پری اپنی کاپی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرنے پر کھلکھلا کر ہنسی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار نے مسکرا کر اسے دیکھا جسکے ہنسنے سے آنکھوں میں پانی آگیا تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پری کے پونچھنے سے پہلے جھک کر اسنے اپنے لبوں سے وہ موتی چنلیے

.....

آپی ۔۔۔۔ بھوک سے بے بس ہوکر معصومہ نے پاس سوئی پریہا کو جھنجھورا

۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر جواب ندارد

۔۔۔۔۔۔۔ وہ رونے جیسی شکل بناکر نائٹ بلب کی روشنی میں روم کو دیکھنے لگی

پتا نہیں کتنا ٹائم ہوگیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ بھوک بھی بہت لگ رہی اور پیاس

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سوکھے لبوں پر زبان پھیرتی بڑبڑائی

آپی اٹھیں نا بھوک لگی ہے آپکی وجہ سے میں بھی کھانا نا کھا سکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سدا کی بھوک کی کچی معصومہ اپنی بے بسی آنکھوں سے سمندر بہاتی پریہا کے گال تھپتھپانے لگی

۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف سالار کا دل کر رہا تھا پریہا کو کسی سمندر میں پھینک آئے جو اسکی معصوم

۔۔۔۔۔۔ بے بی کو یوں رولا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔ وہ بھی بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کھول کر کھڑا ہوگیا

---------- اور باہر سے آتی فریش ہوا میں گہرے سانس لینے لگا

بس ہی تو نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اڑ کر اسکے پاس پہنچ جائے پر اس بار شہریار دشمن بنا ہوا تھا --------

اور سیکورٹی ------- ویسے وہ تو اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی پر صرف شہریار کو کوئی دوسرا موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا --------

اس جاہل عورت کو کس نے کہا اسے بھی ساتھ سلائے ---------- کھڑکی کے پٹ پر مکہ مارتے بے بس رہ گیا -------

اگر دو منٹ میں نا اٹھی تو دیکھنا ---------- وہ اسکے رونے پر مدھم سانسیں سنتا آنکھیں ضبط سے آنکھیں بند کرگیا ---------

ری آپی ------- معصومہ نے آخری کوشش کی ورنہ وہ خود ہی جانے والی تھی پر شکر وہ اٹھ گئی ------

کیا ہوا گلابو.....؟ رو کیوں رہی ہو میری جان ---------- پریہا پریشان ایکدم اٹھ کر بیٹھی ---------- اور بھاری آواز میں پوچھنے لگی

---------- دوسری طرف سالار نے گہری پرسکون سانس خارج کی

---------- اور کان سے آلہ نکال کر دراز میں رکھا

آپ سو گئی تو میں بھی سو گئی اور اب مجھے بھوک لگ رہی ہے ٹائم بھی پتا نہیں کیا ہوا ہے ---- مم--میں باہر کیسے جاؤں --------- پریہا سنکر مسکراتی آنکھیں صاف کرنے ------- لگی

تو میری گلابو رونے کیوں بیٹھ گئی ----- کل کلاں شوہر کے پاس جاکر بھی ایسے رو گی ---------- ویری بیڈ -------- وہ سلیپر میں پاؤں پھنساتی بیڈ سے اٹھی

---------- شوہر کی بات پر معصومہ جھینپ گئی

آپی کھانا لائیں ----- اور میرا جو شوہر ہوگا اسے میں خود ایسی عادتیں ڈال لونگی یو ڈونٹ
--------- وری --------- خود ہی کہتی کھلکھلا کر ہنسی

--------- پریہا سن کر حیرت سے اپنی آئی برو اچکائی
گلابو تم کافی بدل گئی ہو سیریسلی بتائو کوئی وجہ اسکی --------؟ خبردار جو جھوٹ بولا

کہیں آپی سے چھپکے لو شو کا تو چکر نہیں اگر ایسا ہے تو میری گلابو کو بگاڑنے والے کی میں
ٹانگیں توڑ دوں گی ---------- صرف نام بتائو --------- وہ اپنی ہاف سلیو کو
--------مصنوعی غصے سے اوپر فولڈ کرتی فل تیاری میں تھی
معصومہ نے آنکھیں پٹپٹائی ---------- آپی کیا ہوگیا ہے کھانا لائیں جاکر
---------- --------- وہ مزاق میں اسکے سیریس تیور دیکھ کر گھبرا گئی

جا رہی ہوں پر واپس آکر فل انکوائری ہوگی ------- پریہا نے وارن کرتے ٹائم دیکھا رات
کے دو بج رہے تھے ------ اور اس وقت سب اپنے روم میں سو بھی گئے ہوں گے
---------- -------- وہ بے فکر ہوکر باہر نکلی جب پیچھے معصومہ کی آواز آئی

آپکا قصور نہیں آپی پولیس والے کی بیوی ہونے کا پورا ثبوت دے رہی ہیں ---------- وہ مسکرادی --------

آکر پھر بتاتی ہوں گلابو ---------- معصومہ ناک چڑھاکر بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتی پریہا کے واپس آنے تک لیٹ گئی --------

.....

کچن میں آکر اسنے پہلے لائٹ جلائی اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی ------ اسے خود بھی بہت پیاس لگ رہی تھی --------

تبھی گلاس اٹھا کر خود بھی پانی پیا اور معصومہ کیلیے بھی نکالا ---------

پتا نہیں صبح پی سی کا کیا ری ایکشن ہوگا ---------- سالن گرم کرتی وہ بڑبڑائی ---------

بھاڑ میں جائے میں کیوں سوچنے لگی' میں کونسا ڈرتی ہوں اس سے ---------- بالوں کو مروڑ سروڑ کر جوڑا بنا لیا -------- اور برتن نکال کر کھانا نکالنے لگی کہ اچانک اندھیرا چھا گیا ----------

افف اس لائٹ کو کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پریشان سی وہ بڑبڑائی ۔۔۔۔۔۔ ابھی تو کھانا بھی نہیں نکالا برتنوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کون ۔۔۔۔۔۔ سامنے کھڑے اونچے لمبے سائے کو دیکھ کر وہ تھوڑی گھبرائی ۔۔۔۔۔۔۔۔

شش۔۔۔ شہروز اگر تم ہو تو یہ نہایت ہی گھٹیا مزاق ہے میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی اگر یہ سب تمہار۔۔۔۔۔۔۔۔

شش۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ جو شہروز کے کلون کی خوشبو اپنے آس پاس محسوس کرتی شدید غصے میں آچکی تھی پر مقابل نے اسکے لبو پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز یہ کیا بے ہودہ مزاق ہے لائیٹ آن کرو مجھے معصومہ کو کھانا دینا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قریب آنے پر وہ اسے پہچان گئی اور اسکے ہاتھ جھٹک کر غصے سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں مینے آنے کا کہا تھا --------؟ اسکے دونوں بازوں کو پیچھے مروڑ کر غصے سے بولا

یہ کیا کر رہے ہو چھوڑو درد ہو رہا ہے ---------- اسکی سخت گرفت میں کسمسا کر رہ گئی ---------

جواب دو پریہا ----؟؟ وہ پتا نہیں کس موڈ میں تھا پریہا اندھیرے میں اسکے تاثرات نا دیکھ پائی پر اسکی گرفت سے اندازہ لگاتے یہ ضرور جان گئی تھی کہ غصے میں ہے

شہروز کوئی آجائے گا چھوڑو ---------- وہ مسلسل چھڑوانے کی کوشش میں تھی پر وہ بھی ضد میں آچکا تھا ---------

تم جواب دو مجھے پہلے ----------؟؟ ایک ہاتھ گردن میں ڈالکر اسکے سر کو پیچھے کھینچ ---------- لیا ------- پریہا بے بس سی ہوگئی

کیوں کہ تم جانتے ہو ----- مینے نہیں آنا تھا ایسے بھی اور ویسے بھی ---------- وہ ---------- سر کو جھٹکنے کی کوشش کرتی بولی

اور میں جانتا تھا تم ایسے بھی آجاؤ گی اور ویسے بھی کیوں صحیح کہا نا -------؟ اسکے جوڑے کو کھول کر اسی انداز میں بولا ---------- اسکا اشارہ اس وقت کا تھا کہ وہ ---------- بے بس ہوکر اسکے گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی

تم ایک نہایت کمینے انسان ہو ------- درد سے وہ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی

تعریف کا شکریہ ----- یو نو کبھی کبھی بیوی کے منہ سے اپنی تعریف سنکر بندہ سچ میں ہوا میں اڑنے لگتا ہے ---------- وہ اب ہلکہ پھلکہ ہوچکا تھا کیونکہ اسکی مینڈکی کو غصہ ----------آچکا تھا جو

تمہیں پتا ہے میں صرف تم سے میٹھی میٹھی باتیں کرنا چاہتا تھا اور تم پتا نہیں کس نیت سے نہیں آئی اب بھگتو ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی کان میں کہتے لو کو دانتوں سے کاٹ لیا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا کے منہ ایک سسکی نکلی

میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔۔۔۔۔۔ ہاتھ چھوڑنے پر وہ چلا کر اس پر جھپٹی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نتیجاً پیچھے رکھی پانی کی بوتل فرش پر ٹھا سے گری

آہستہ مینڈکی عزت کا فالودہ بنا کر پینا ہے کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریشان سا بولا

پریہا نے غصے سے اپنے دانت اسکے ہاتھ پر گاڑھ دئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ افف آہستہ لڑکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انسان ہوں تکہ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالکر بولا

لائیٹ جلاؤ ورنہ میں شور مچا دوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کاٹنے پر اسے کوئی اثر نا دیکھ کر وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غصے سے گویا ہوئی

چلائو ---------- ! چہرے سے بال ہٹا کر وہ اتنا آرام سے بولا جیسے بیڈروم میں ہو
---------- پریہا نے اندھیرے میں چہرے پر سانسوں کی تپش محسوس کرتے
---------- آنکھیں جھپکائی

شش--- شہروز چھوڑو ---------- سچ میں کوئی آجائے گا ---------- وہ پگھل گئی موم
------- کی طرح شہروز بے ساختہ مسکرایا

پھر بتائو کیوں نہیں آئی ---------- اسکے ماتھے پر لب رکھ کر وہی بات جس پر وہ
-------- جھنجھلائی
دیکھ نہیں رہے تھے سو گئی تھی ---------- گردن سے اسکا ہاتھ جھٹکتی بولی

------ اب چھوڑو ---------- وہ زچ ہوگئی
کچھ دیر ---------- وہ کہتے اسکا چہرا اوپر کرکے اس پر جھک آیا ---------- پریہا
سختی سے آنکھیں میچ گئی -------- اور وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کے نقوش کو چھونے لگا

رر--ری آپی ----آپ کچن میں ہیں --------- معصومہ کی آواز پر وہ بدک کر دور ہوا ---------- اور پریہا اپنی سانس درست کرنے لگی

--------آپی ------- معصومہ جواب نا پاکر گھبرائی

ہہ---ہاں میں آرہی ہوں -------- پریہا شہروز کو خونخوار نظروں سے گھورتی رہ گئی پر وہ ---------- ڈھیٹ بنا مسکرا رہا تھا

کل جا رہا ہوں خوش ہو جائو ---------- اسکی ناک دبا کر آہستہ سے جھک بولا

تو --------؟؟ لائیٹ جلائو --------- وہ بھی معصومہ کا خیال کرتی آہستہ سے بولی

بڑی ظالم ہو بیویاں شوہر کے جانے پر اداس ہوتی ہیں اور ایک تم ہو جو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہے ---------- ایک بار پھر اچانک اسکے رخسار پر اپنے دہکتے لب رکھ کر پیچھے ---------- ہوا اور لائیٹ جلائی

وہ اداس اس لیے ہوتی ہیں کیونکہ انکے پاس شوہر ہوتے ہیں ناکہ تم جیسے مینڈک ---------- اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں مارتی ٹرے لیکر وہاں سے نکلی اور پیچھے شہروز بالوں ---------- میں ہاتھ پھنسا کر سرد سانس خارج کرتا رہ گیا

ہائے رے میری قسمت ---------- پینٹ کی جیبوں میں انگوٹھا پھنسائے شیلف سے ---------- ٹیک لگا کر دہائی دی ---------- اور خود ہی ہنس دیا

تم یہاں کیا کر رہے ہو اس وقت ------؟ مشال جو پانی کا جگ رات کو ساتھ لیجانا بھول گئی تھی کچن میں آئی تو شہروز کو خیالوں میں دیکھتے پہلے تو ڈر گئی کہیں جن تو نہیں ------ پر اسکے منہ کے عجیب عجیب زاوہے دیکھ کر بولی

--------- مم --- مما آپ یہاں -------- شہروز ہڑبڑا کر ہوش میں آیا
پانی لینے آئی تھی ------ پر یہ کیا حال ہوا ہے کچن کا -------- مشال نیچے پانی کی
بوتل دیکھ کر حیران ہوئی -------- پانی نیچے پڑا ہے اور تم کون سے خیالوں میں ہو رات
کے دو بج رہے ہیں اور وہ بھی کچن میں ---------- وہ نیچے سے بوتل اٹھا کر
------- حیرت سے بولی

میری پیاری سی ماں میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرے بچے مجھ جیسے معصوم ہوں گے یا مینڈکی
جیسے چلاک -------- وہ مسکراہٹ دبا کر مشال کے گلے میں بانہیں ڈالکر پر سوچ سا
---------- شرارت میں بولا
مشال نے حیرت سے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا ---------- پر اسکی شرارت بھری بھوری
--------آنکھیں دیکھ کر ہنس دی

-------- پرے ہٹو بدماش ------- وہ ہنستی اسکے بال بکھیرتی بولی
پانی دیں تاکہ میں پی کر روم میں جاکر آرام سے مستقبل کا سوچوں ---------- وہ
------- ہنستا ہوا بولا

-------- مشال نے پانی دیا اسے اور اسکی بات پر خود بھی ہنس دی

-------- ویسے بتائوں تمہارے بچے کیسے ہوں گے --------- وہ مسکرا کر بولی

----- ہاں ہاں کیوں نہیں --------- وہ چہکا

معصوم بالکل میری پیاری سی بہو جیسے --------- اسکی آنکھیں ابلتی دیکھ کر وہ ہنسی

خدا کو مانے یار وہ معصوم کہاں سے ہے اور اگر ایسے بچے پیدا ہوگئے تو اپنے بیٹے کو اللہ ہی حافظ سمجھ لینا ------- کبھی ٹانگ ٹوٹی ہوگی تو کبھی بازو ---------- وہ مستقبل میں خود کو چھوٹے چھوٹے بلیک بیلٹ بچوں کے جھرمٹ میں دیکھ کر گھبرا گیا

--------- ہاہاہا ------ مشال کا ہلکہ سا قہقہہ پڑا اسکی صورت دیکھ کر

پریہا جو کچن میں برتن رکھنے آئی تھی مشال اور شہروز کو ہنستے دیکھ کر کچھ حیران ہوئی

---------کیا ہورہا ہے -------؟ وہ برتن رکھ کر مڑی
کچھ نہیں صرف مستقبل کا سوچ رہے ہیں -------- شہروز مسکرا کر کہا ---------
--------- پریہا نے منہ بنایا

خوش رہو سدا سہاگن رہو ------- مشال اسکی بچکانہ حرکت دیکھ کر ماتھے پر لب رکھ بولی
--------- ------- پریہا جھینپ گئی

--------- شہروز مسکرا کر اسے دیکھنے لگا
تم جاؤ اب سوجاؤ بہت دیر ہوگئی ہے --------- وہ شہروز کو ہدایت دیتی فریج سے پانی
-------- نکالنے لگی

اور شہروز موقعے کی تاک پر مشال کو مڑتے دیکھ کر جلدی سے پریہا کے قریب پہنچا اور
------ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر کان میں سرگوشی سے بولا

سنو میرے بچے پوچھ رہے ہیں انکی اماں کب انہیں اپنے باپ سے ملائے گی --------
پریہا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی اسکی بے باکی پر ---------- پر وہ ڈھیٹ بنا مسکرا
------- رہا تھا

ایسے نا دیکھو کھا جائوں گا بینڈکی ---------- مشال کے مڑنے سے پہلے ایکدم اسکے
---------- لبوں پر جھکا اور دوسرے ہی پل جھپاک سے باہر نکلا چلا گیا

کیا ہوا بیٹا تم ٹھیک ہو --------- مشال اسکے اڑے حواس دیکھ کر پریشان ہوئی

ہہ---ہاں سب ٹھیک ہے بڑی مما ---------- وہ مڑ کر کہتی جلدی سے باہر نکلی

اللہ دیکھے تجھے شیرو ذری سی نام کی شرم نہیں پی سی میں -------- وہ پائوں پٹختی
---------- سیڑھیاں چڑھنے لگی

پر جو غیر ارادہ نظر شہروز کو روم کی طرف اٹھی تھی تو اسے اور آگ لگا گئی اگر اس وقت وہاں ہوتے تو یقیناً وہ اسکا خون کر دیتی ---------- کیونکہ اسکے دیکھتے ہی شہروز نے ---------- فلائنگ کس پاس کی اور روم میں بند ہوگیا

---------- پریہا غصے سے دروازے کو لات مار اپنا ہی پیر پکڑ کر بیٹھ گئی

----------کک---کیا ہوا آپی ------ معصومہ اسے لنگڑاتے دیکھ کر گھبرائی

کچھ نہیں بس ہاتھ سے کلہاڑی پاؤں پر گر گئی ----------! وہ جل کر بولی ہینن------- معصومہ اسکا سرخ چہرا دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی -------- اسے ہنستا دیکھ ------کر پریہا بھی مسکرا دی اور اپنی بانہیں وا کی

یہاں آؤ گلابو -------- اسکے کہنے پر معصومہ مسکراتی اسکے ساتھ لگ گئی اور پریہا ماتھے .....پر لب رکھ کر آسودگی سے مسکائی

**********❤

----- نماز پڑھنے کے بعد دونوں شال اپنے گرد لپیٹ کر لان میں آگئی
آپی آپکو سردی لگ جائے گی ------- ٹھنڈی نرم گھاس پر پریہا کو ننگے پاؤں چلتے دیکھ
-------- کر معصومہ نہیں جھجھری لی

بہت مزا ہے گلابو سردی جائے بھاڑ میں ---------- پریہا بالوں کی لٹ کو کان کے
----- پیچھے اڑستی مزے سے بولی
-------- تو میں بھی ایسے چلوں -----؟ اسنے پاؤں سے چپل نکالنا چاہی تبھی پریہا بولی

نو بہت ٹھنڈ ہے بیمار ہوجاؤ گی تمہارے ایگزام ہیں کچھ دن بعد ------- معصومہ منہ بنا
-------- کر رہ گئی
--------- وہ دونوں باتیں کرتی دھوپ نکلنے پر لان میں رکھی چیئرز پر بیٹھ گئی
السلام علیکم بیوٹیفل لیڈیز --------- کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے شہروز بھی دونوں کے
---------- ساتھ بیٹھا
وعلیکم السلام ہینڈسم برو ------- پریہا نے تو دیکھ کر منہ بنایا البتہ معصومہ لیڈیز کہنے پر
--------- ہنستی بولی

بھائی یہ آپکی بہت بری عادت ہے ------- معصومہ کا اشارہ کافی کے مگ کی طرف تھا
--------- جو صبح صبح جاگنگ کے بعد ایک کپ ضرور کافی کا پیتا تھا

یس مائے سویٹ ہارٹ کچھ بری عادتیں طبعیت کے خلاف بھی پالنی پڑتی ہیں
--------- وہ کن اکھیوں سے پریہا کو دیکھتا بولا -------- جو خود کو لاتعلق دیکھانے
--------- کیلئے میگزین کے صفحات الٹ پلٹ رہی تھی
اسکے جواب پر معصومہ نے سر ہلایا اور ساتھ لائے گئے نوٹس کو ریڈ کرنے لگی

پریہا اسکی شریر نظروں کی تپش پر جھنجھلائی اور غصے سے دیکھا ------- کیا ہے
------- -------سوالیہ آئی برو کو اچکائی

شہروز جو دھوت کی سنہری کرنوں میں اسکے سنہری رنگت والے چہرے کو محبت بھری نظروں
-------- سے دیکھ رہا تھا اسکے آئی برو اچکانے پر تو جیسے دل اچھل کود کرنے لگا
بے ساختہ اسنے ایک نظر معصومہ کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر اسے ساتھ والی چیئر پر آنے
کا اشارہ دیا پر وہ پریہا کیا جو اسکے جزباتوں کی قدر کرے -------- نظریں پھیر کر رہ گئی

اور پھر میگزین کو دیکھنے لگی ------- شہروز کے اچھل کود کرتے دل کو جیسے کسی نے ---------- بھڑکتے شعلوں میں پھینک دیا ہو

یہ تمہارے کان کی لو کو کیا ہوا ری اتنی سرخ کیوں ہے ---------- شہروز کے اچانک حملے پر وہ سٹپٹا گئی ---------- معصومہ کے بھی متوجہ ہونے پر شہروز نے مسکراہٹ ---------- چھپانے کیلئے کپ لبو سے لگایا

ہاں بھائی رات کو تو بہت سرخ تھا ابھی تو پھر بھی کم ہے ----------! پریہا کے --------- بجائے معصومہ نے جواب دیا شہروز کو تو مزہ ہی آگیا

------ اچھا تمنے پوچھا نہیں کیسے ہوا یہ ---------- سنجیدگی سے گویا ہے

پوچھا تھا نا ----- کسی منحوس زہریلے کیڑے نے کاٹا تھا مینے کہا مما کو دیکھاتے ہیں زیادہ زہریلہ ہوا تو -------- معصومہ تو اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی پر شہروز جو مزے --------- سے سن رہا تھا لفظ "منحوس زہریلے کیڑے " پر اسے زبردست اچھو لگا

اللہ خیر کیا ہوا بھائی ---------- پریہا کے قہقہے کے ساتھ معصومہ کھانستے شہروز کیلئے فکرمند ہوئی ---------

کچھ نہیں گڑیا بس کافی کڑوی ہوگئی تھی ---------- شہریار کو سامنے آتے دیکھ کر معصومہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے بمشکل گویا ہوا --------

پاپاااا ---------- پریہا شہریار کو دیکھتی اسکے سینے سے لگی
میرا بیٹا ------- شہریار نے ماتھے پر لب رکھ کر پیار سے ساتھ لگایا --------

السلام علیکم چاچو ---------- شہروز کپ لیکر اٹھا شہریار نے اسے جواب دیا اور معصومہ کے ساتھ جاکر بیٹھا --------

پاپا ---- شہروز نے منہ بنا کر پریہا کی نقل اتاری ----- ہونہہ میں منحوس کیڑا ہوں اور خود پتا نہیں کہاں کی ملکہ ہے ---------

------ شہریار اپنے ساتھ ہنستی مسکراتی پریہا کو دیکھ کر کافی مطمئن ہوگیا

چلنے کی تیاری ہے میرا بہادر بیٹا ------ شہریار نے معصومہ کے ماتھے پر لب رکھ کر ----- پوچھا ------ وہ مسکرا کر ہاں میں سر ہلا گئی

کہاں پاپا ------ ؟ پریہا نے معصومہ کو دیکھا جو آجکل بہت خوش رہتی تھی اور ہر دم ------ اسکی آنکھوں ایک چمک سی ہوتی تھی جسے وہ کوئی بھی نام دینے سے کاثر تھی

بیٹا بہن کے ایگزام ہیں نا تم اپنی ماں کے ساتھ رہنا یہیں ---- بہن کے ایگزام ہونے کے بعد ہم واپس کراچی ہی آئیں گے --------- وہ مسکرا کر بولا ------ پریہا نے اثبات میں سر ہلایا جب تک پری انہیں ناشتے کی اطلاع دینے آگئی تو سب ڈائننگ ٹیبل پر ------- جما ہوگئے

------ آج کوئی کہیں نہیں گیا کیونکہ سب ساتھ فراز ولا جانے کا پروگرام تھا

.....

زے نصیب بڑے بڑے لوگ ہمارے غریب خانے میں آئے ہیں خیریت ---------

--------- پریہا کو اپنے روم میں دیکھ کر شہروز سچ مچ حیران رہ گیا

آپ سے کچھ کام ہے ---------- وہ قریب آکر محبت سے اسکی شرٹ کی آستینیں

فولڈ کرنے لگی -------- شہروز اتنی عزت پلس مہربانی پر حیرت سے مرتے مرتے بچا تھا

مجھ سے اتنی عزت ہضم نہیں ہو رہی ---------- گرین گھیردار فراک میں شانوں پر

دوپٹہ پنوں سے سیٹ کیے لمبے بالوں کی چوٹی بنائے اسکے پوش ٹھکانے لگانے میں کوئی

---------کثر نا چھوڑی

کیونکہ تم اتنی عزت کے لائق نہیں -------- وہ صرف دل میں کہہ سکی چہرے پر

---------- دلفریب مسکان سجائے ماتھے پر بکھرے اسکے سلکی بالوں کو پیچھے کیا

اتنی مہربانی کی وجہ بھی بتا دو میری جان ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سمجھ تو گیا تھا پھر بھی سننا ضرور چاہا

۔۔۔۔۔۔۔

میں مان گئی ہوں آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں شہروز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے سینے پر سر رکھ کر دانت پیسے ۔۔۔۔۔۔۔ شہروز نے قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں لب کاٹ لیا

۔۔۔۔۔۔۔

پھر تو مجھے شکرن کے نفل ادا کرنے چاہیے شہروز کی جان ۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے گرد مضبوط حصار قائم کرتے بولا ۔۔۔۔۔۔

شہروز کیا میں آج فراز ولا چلنے پر آپکی گاڑی میں ڈرائیو کروں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کہنے ساتھ شہروز کا قہقہہ بلند ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت خوب مینڈکی دل خوش کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے اسے خود میں بھینچ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دفع ہو تم سے کوئی خواہش کرنا بیکار ہے دو ٹکے کے ملازم ---------- وہ اسے دھکا دیکر ---------- دور ہوئی

ناراض کیوں ہوتی ہو میری جان مینے منا کب کیا -------- اسکی روہاسنی شکل کو دیکھ کر -------- وہ پیار سے بولا

------- سچی -------- ؟ پریہا اسکے اتنی جلدی ماننے پر بے یقینی سے چیخی
------- مچی ------- شہروز نے اسے خوش دیکھ کر اسکی تیکھی ناک دبا کر بولا
تھینک یو سو مچ میرے پیارے سے مینڈک -------- وہ خوشی سے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے ----------کی اٹھا کر بولی اور جانے لگی

اتنی جلدی کیا ہے میری جان ---------- شہروز نے اچانک پیچھے سے اسے اپنی گرفت --------- میں لیا -------- پریہا گھبرا گئی

آپی میں نانو پاپا والوں کے ساتھ جا رہی ہوں آپ بھائی کے ساتھ آجانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
دروازے پر ناک کرتے معصومہ کہہ کر چلی گئی اور پیچھے پریہا ارے ارے کرتی رہ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے بتا کر آئی تھی کہ ساتھ چلیں گے اور گاڑی میں ڈرائیو کروں گی پر وہ بدل کیوں گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

شش۔ ۔شہروز چلیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی سہمی گھبرائی آواز پر شہروز دل کھول کر ہنسا

۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں پر صبح والا بدلا چکانے دو شہروز کی جان ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے دیوار سے لگائے وہ شریر ہوا
اور پریہا کی جان پر بن آئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شکریہ زندگی میں بہار لانے کیلیے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سرگوشی میں بولا تو پریہا مسکرا دی

۔۔۔۔۔۔۔۔

.....

وہ سب جب فراز ولا پہنچے تو وہاں نسرین بیگم اور فراض صاحب پہلے سے ہی موجود تھے

---------- سب باری باری ایک دوسرے سے خوش دلی کے ساتھ ملے

-------- حور کے چہرے سے خوشی دیکھنے لائق تھی کیونکہ شہریار بہت کم ہی فرازولا آتا تھا

----- عائمہ بیگم کو ساتھ لیکر صوفے پے بیٹھایا اور ساتھ سب بیٹھے

--------- کیسی طبعیت ہے اب بھائی جان -------- شہروز مصطفیٰ کے گلے ملکر بولا

الحمداللہ تم سنائو ------- شہروز سے ملنے کے بعد وہ پریہا معصومہ سے ملا اور دونوں کو

--------- ساتھ لگا کر ماتھے پر بوسہ دیا

------- کیسی ہیں میری پریاں

------- دونوں ٹھیک ------- دونوں بیک وقت ساتھ بولی ------ تو وہ مسکرادیا

------- حور نوشین نے بھی دونوں کو پیار دیا

شہریار حسن سے باتیں کرنے لگا اور دراب فیاض صاحب سے -------- مصطفیٰ شہروز

-------- بھی دونوں باتوں میں مصروف تھے

معصومہ ہمیشہ کی طرح مصطفیٰ کی موجودگی میں اسکے ساتھ بیٹھی سب کو بلائے ہوئی تھی

پریہا اپنی مسنی بہن کو گھور دیکھ رہی تھی جو گھر میں کیسے اسے شہروز کے ساتھ چھوڑ آگئی تھی ---

مصطفیٰ کی طبعیت کافی بھتر تھی اب تبھی فریش سا سب ساتھ لاؤنج میں بیٹھا

--- حسن بہت خوش تھا اسکی صحت یابی پر ---

پھپھو حیا کہاں ہے --- ؟ پریہا سب کے بیچ حیا کو ناپاکر حور سے پوچھنے لگی

بیٹا وہ کچن میں نوشین کے ساتھ لنچ کی تیاری کر رہی ہے --- حور کی اطلاع پر وہ سر ہلا کر اٹھ گئی ---

.....

--- بھائو --- پریہا نے اچانک اسے پیچھے سے ڈرایا ---

سوری میں حیا ہوں ---------- چھری شیلف پر رکھ کر ہاتھ صاف کرتی وہ مڑی

---------- کیسی ہو لولی گرل ---------- اسے گلے لگا کر محبت سے پوچھا

------ ایکدم فرسٹ کلاس تم سناؤ ---------- حیا ہنستی بولی

مجھے کیا ہونا تمہارے سامنے ہوں ---------- اپنی جانب اشارہ کرتے وہ ہنسی

ہاں لگ رہا ہے شہروز بھائی نے لگتا ہے بہت خیال رکھا تھا ---------- حیا کی سرگوشی

-------- پر پریہا کا چہرا سرخ پڑ گیا

بکواس نا کرو عزت سے بات کرو بڑی ہوں تم سے ---------- اپنی خفت مٹانے

---------- کیلیے اسے دھیپ لگائی حیا کا قہقہہ پڑا

------- نوشین دونوں کی کھسر پھسر پر مسکرا رہی تھی

بڑی پھپھو آپ بایر جائیں سب کے پاس میں یہ کرلوں گی -------- پریہا زبردستی نوشین ------ کو باہر بیجھ کر خود بریانی پکانے لگی

تم کافی بدل گئی ہو کہاں گئی تمہاری شرارتیں ایسا کیا ہوگیا ---------- پریہا مسکراتی -------- حیا کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگی

---------- حیا جھینپ گئی ------- بکواس نا کرو کام پر دھیان دو ؟---------- معصومہ کی بتائو کہا ہے

ہاں بھئی سارے کس بل نکل گئے ---ہاہاہاہا ------- وہ قہقہ لگا اٹھی --------- ویسے گلابو کا مت پوچھو بہت تیز ہوگئی ہے -------- اسے ایکبار پھر معصومہ کی حرکت ---------- یاد آئی وہ سرخ ہوتی سر جھکا گئی

-------- ہیں ایسا بھی کیا ہوگیا ---------- اسکا سرخ چہرا دیکھ وہ حیران ہوئی کام پر دھیان دو بہت سوال کرنے لگی --------- ایک چٹکی کاٹ کر وہ بولی تو حیا -------- ہنسنے لگی

پھر ایسے ہی دونوں باتوں باتوں میں کچن کا کام ختم کر گئی -------- اس دوران ---------- نوشین حوریہ بار بار آئیں پر دونوں انہیں واپس بھیج دیا

آجاؤ باہر کافی سیریس ماحول ہے ---------- پریہا جو ابھی باہر گئی تھی واپس حیا کو -------- لینے آئی

---------- حیا جلدی سے سر ہلاتی دوپٹہ درست کرتی ساتھ آئی

.....

شہریار بیٹا اسنے ہم سے کبھی کچھ نہیں مانگا --------- ایک بار اسنے ذکر کیا پر میںنے ٹکا سا جواب دے دیا پر اسے بتائے بغیر ذرا سی امید کے سہارے آئی تھی پر ---------- وہ

کہتی خاموش ہوگئی ۔۔۔۔۔۔ فیاض صاحب بھی اس بار بیوی کا پورا ساتھ دے رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔

اس بار میں اپنے بچے کی خوشی کیلئے پھر اپنا دامن پھیلا رہی ہوں مجھے مایوس مت لوٹاؤ

۔۔۔۔۔۔۔

اسنے ہمیں کچھ نہیں کہا پر ہم بوڑھے ماں باپ اسکی ہر عادت ہر بات سے واقف ہیں
۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں ہمنے دیکھی ہیں
میرے بیٹے کی میں کوئی خوشی نا دیکھ سکی وہ تڑپتے روتے ہمیں چھوڑ گیا پر اپنے پوتے کو میں خوش دیکھنا چاہتی ہوں جو خواب مینے اپنے بیٹے کیلئے دیکھے تھے میں اپنے پوتے کے وسیلی پورے کرنا چاہتی ہوں شاید اس وجہ سے ہمیں سانسوں کی مہلت دی گئی ہے پتا نہیں کب آنکھیں بند کرلیں پھر تو اسکا کوئی نہیں ہوگا میں اسے بکھرا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی ہم نہیں چاہتے ہمارے بعد وہ بکھر جائے اسکا کوئی اپنا دکھ سکھ کا ساتھی نا ہو
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ نسرین بیگم جو بولی تو عائمہ بیگم کو رلا گئی
۔۔۔۔۔۔۔ جینی جو نسرین بیگم کے ساتھ تھی اسکے دل سے بھی بے ساختہ دعا نکلی

شہریار نے اسے پکڑنے کے بعد بغیر کچھ کہے نسرین بیگم والوں کے پاس بھیج دیا

-------- اسے صرف سالار پر دکھ تھا

--------- خاموش سے نسرین بیگم کے نم چہرے کو دیکھ رہا تھا

میرے بچے نے کوئی خوشی نہیں دیکھی ہمیشہ محرومیاں جھیلی ہیں تم تو واقف ہو

--------- ہر کسی کا دل پسیج کیا

--------- اماں ------ شہریار اٹھ کر انکے پاس آیا

وہ ہمارا اپنا بچا ہے ----- بہت ضدی ہے پر مجھے بہت پیارا ہے --------- لینے اسے

اس فیملی کا حصہ بنانے کا وعدہ کیا تھا تو میں کیوں اسے اکیلا چھوڑ دیتا ----------

-------- اسے ساتھ لگائے شہریار بولا تو ہرکوئی مسکرادیا

پری کو مصطفیٰ کی شادی میں وہ نیلی آنکھوں والا سالار یاد آیا -------- تو وہ بھی ہنس

--------- دی

---------- مجھے لگتا ہے تمہیں رونا چاہیے -------- حور اسے مسکراتے دیکھ کر بولی
تمہیں یاد ہے حیا کی شادی میں مجھے وہ بہت برا لگا ڈاریکٹ معصومہ کو مخاطب کرتے
---------- اسکے بتانے پر حور بھی مسکرادی

------- بھابی آپ نہیں جانتی آپنے کسے مانگ لیا ہے میری جان ہے میری پوتی میں
لبالب آنکھوں سے سر جھکائے ہاتھ مروڑتی معصومہ کو پیار بھری نظروں سے دیکھ کر عائمہ
---------- بیگم بولی

میں جانتی ہوں عائمہ ----- نسرین بھی اسے محبت سے دیکھتی بولی --------- معصومہ
------- سے وہاں بیٹھنا محال ہوگیا

تبھی گالوں پر بہتے آنسوں کو صاف کرتی اپنے گرد مصطفیٰ کے ہاتھ کو ہٹائے وہ ڈرائنگ
---------- روم سے بھاگی
---------- پریہا حیا جو شاک میں تھی معصومہ پاس گذرنے پر ہوش میں آئی

اگر ایسا کچھ ہوا پریہا تو معصومہ بیچاری معصوم صرف اسکا روب دیکھتے ہی فنا ہوجائے گی،
مینے دیکھا ہے اسے قسم سے مست ہے -------- حیا نے نہایت ہی دھیمی سرگوشی کی

-------- پریہا نے مسکراہٹ دبائی
بات بہت آگے کی ہے جانِ مصطفیٰ -------- وہ ہنسی ------- حیا سٹپٹا گئی

کمینی ہو ایک نمبر کی تمہارا قصور ہی نہیں -------- اسکی کمر میں چٹکی کاٹے وہ بولی

--------- پریہا آہ کرکے رہ گئی

-------- تمنے جواب نہیں دیا شہریار ------ پہلی بار فیاض صاحب نے لب کشائی کی
------ شہریار عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوگیا
اسنے دراب اور حسن کو دیکھا جن کے چہرے پر رضامندی کے آثار تھے --------- پریہ
---- بھی مسکرا رہی تھی

-------- دل میں اسے دھیرو سکون اترتا محسوس ہوا

اسنے سامنے کھڑی پریہا کو مسکرا کر معصومہ کا اشارہ کیا جس پر وہ مسکراتی سر کو خم دے کر باہر چلی گئی --------

**********❤

-------- پریہا اسے ڈھونڈتی باہر آئی تو گاڑی کے پیچھے سے مدھم سسکیاں سنائی دی

اب کیوں رو رہی ہو رونا تو تب چاہیے تھا جب اس کھڑوس انسان کا دل چرایا تھا

---------- پریہا اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر بولی

آپی مجھے یہیں رہنا ہے آپ سب کے ساتھ -------- معصومہ پھر سے دور جانے کا

------- سوچتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

تو ہم انکار کردیں -------- کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی -------

----- تب بھی معصومہ کے دل کو کچھ چھبا

خاموش کیوں ہوگئی جواب دو گلابو ---------- اسے نظریں چراتے دیکھ کر ساتھ کھڑی ------- حیا بولی تو معصومہ دونوں کے جال میں بری طرح الجھی

آپی وہ بہت اچھا ہے --------- ان کے اکسانے پر وہ صرف پھڑپھڑا کر ہی رہ گئی

اللہ صرف اچھا ہے -------- پریہا حیا نے قہقہہ لگا کر تھوڑی پر انگلی رکھی ------- ------- وہ بری طرح جھینپ کر رہ گئی

ویسے ری حیرت کی بات ہے وہ اتنی لڑکیوں کو چھوڑ کر معصومہ کے پیچھے کیوں پڑگیا حالانکہ معصومہ کافی چھوٹی ہے ابھی -------- حیا کو سالار کے پرپوزل پر حیرت بے یقینی تھی

کہاں وہ اپنی دادا دادی کو لفٹ نہیں کرواتا کہاں آکر معصومہ کو پسند کیا --------- بلکہ ------- رشتہ بھی بھجوا دیا

تو تمنے کیا میری بہن کو کم سمجھا ہے تھوڑی زیرو ہے باقی دل چرانے میں ماہر ہے

---------- ---------- پریہا فخر سے کالر اچکاتی بولی تو حیا معصومہ دونوں ہنس دی

---------- اچھا اب سیریس بتاؤ تم خوش ہو ---------- پریہا سنجیدگی سے گویا ہوئی

---------- معصومہ نے ڈبڈباتی نظریں اٹھائیں

جیسا پاپا کو بھتر لگے ------- وہ آہستہ سے بولی تو ایک بار پھر حیا اور پریہا کو قہقہہ پڑا

ہائے دیکھ کتنی سمجھدار ہوگئی ہے میری گلابو ---- پریہا اپنا بدلا پورا لے رہی تھی اور حیا بھی

---------- اس میں پیچھے نہیں تھی

---------- یہ سالار صاحب کا سحر ہے ری میڈم

میں نہیں کرتی بات دونوں سے ---------- وہ منہ پھولا کر رخ موڑ گئی

ہائے یہ چھوڑ سوچ اب دونوں ساتھ دلہن بنے گے -------- پریہا اسے ساتھ لگا کر ---------- سوچنے لگی

--------- حیا حیران ہوئی اسکی بولڈ پن پر
تمہارا قصور نہیں پوری بے غیرت لڑکی ہو ---------- حیا کو حیران دیکھ پریہا نے آنکھ مارری تب وہ تپ کر گویا ہوئی --------

--------- اسکی حالت پر معصومہ پریہا دونوں کا قہقہہ لگا

اچھا تم دونوں اندر چلو میں تمہارا راضی نامہ سنا کر آتی ہوں --------- وہ کہتی اندر بھاگی ---------

شہریار جو پریہا کے منتظر بیٹھا تھا اسے اندر آتا دیکھ کر پوچھا جس پر پریہا نے مسکرا کر پلکیں جھپکائیں ----------

---------- شہریار نے مسکرا کر فیاض صاحب کے بوڑھے ہاتھوں کی پشت پر بوسہ دیا
بابا آپ کو میں اپنی پاپا کی طرح سمجھتا نہیں مانتا بھی ہوں ------- اسکی بینے ہمیشہ
اختلافی کی پر خدا شاہد ہے میں انسے اپنی جان سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور اب بھی کرتا ہوں
------- آپکو اللہ پاک نے ہم سب کیلیے محبت بھرا سایہ بنا کے بھیجا ہے
----- آپ دونوں کی خواہش میرے سر آنکھوں پر

میری بیٹی آج آپکی ہوئی کل بھی کیوں مما ---------؟ اسنے عائمہ بیگم کو مخاطب کیا
--------- جسکی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی

کیوں نہیں ---- آج تمہارے پاپا زندہ ہوتے تو تم پر فخر کرتے جیسے آج سے پہلے کرتے
آئیں ہیں -------- عائمہ بیگم نے شہریار کے ماتھے پر بوسہ دیا تو سب مسکرا دئے پرہما
---------- بھی اپنے باپ کی باتوں پر مسکرانے لگی

میں میٹھا لیکر آتی ہوں ---------- حور مسکرا کر اٹھی ہر کوئی مبارک باد دینے لگا
------- پریہ کی آنکھیں نم تھی شہریار اسے دیکھ کر مسکرانے لگا تو وہ بھی مسکرا دی

مجھے نہیں لگتا ہمارے بچے آپائیں گے ---------- شہروز سے یہ ہضم نہیں ہورہا تھا کہ
وہ جو آنکھوں کے سامنے ہے اسکی فکر نہیں دیارغیر میں بیٹھا ہے اسکی دھوم مچ گئی
---------- --------- تبھی جل کر سب سے بچ بچا کر پریہا سے مخاطب ہوا

--------آئیں گے بھی نہیں پی سی --------- وہ غصے سے گھور کر چلی گئی

لو یہاں بچوں کی اماں خود راضی نہیں سسر سے کیا گلا ------ شہروز بچے تیرا نصیب ہی
پھوٹا ہوا ہے ----- چل بیٹے تیری یہاں قدر نہیں اٹھ نکل لے اپنے روزگار پر
-------- --------- غمزدہ سا بڑبڑاتا اٹھا

تو اب میں چلتا ہوں اپنا اپنا خیال رکھنا ہو سکے تو مجھے بھی یاد کر لینا ثواب ملے گا ------

-------- وہ باآواز بلند بولا تو ایک ساتھ ڈرائنگ روم میں سب کے قہقہے گونجے

پتا نہیں کیسے اس گدھے کو پولیس کی ڈیوٹی ملی میں تو ابھی تک شاک میں ہوں

--------- ---------. دراب اپنے غیر سنجیدہ بیٹے کو دیکھ کر بولا تو اسنے منہ بنایا

اب ایسا بھی نہیں بھائی میرا داماد بہت لائق فائق ہے -------- شہریار سے اپنے بھتیجے

------کی اتری شکل نا دیکھی گئی تو بولا

------- شہروز تو جیسے کھل اٹھا

لو یو چلچو صرف آپکی کی ہی تو سپورٹ چاہیے ---------- وہ معنی خیزی سے بولا تو سب

-------- ہنس دیے

اچھا اب چلتا ہوں دعاؤں میں یاد رکھنا ---------اپنی ماں اور پری کو فلائنگ کس پاس

--------کرتے کی چین انگلی میں گھماتے نکل گیا

------ فی امان اللہ ------ پیچھے سبنے کہا

دور دور تک بے چین نظریں مایوس ہوکر لوٹی اور گاڑی میں بیٹھ کر اداسی سے روانہ ہوا

ابھی گیٹ پر ہی تھا کہ ایک بار پھر بڑی امید سے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے دیکھا

سامنے ہی وہ دشمن جان اوپر روم کی کھلی کھڑکی سے کھلکھلا کر ہنس رہی تھی .....

شہروز کے دل پر ٹھنڈے پھوارے پڑ گئے بے ساختہ اسے متوجہ کرنے کیلئے دونوں لبوں

---- کے بیچ دو انگلیاں رکھ کر زوردار سیٹی بجائی

---- پریہا تو متوجہ ہوئی ساتھ حیا معصومہ بھی نکلی وہ سٹپٹا کر وہاں سے بھاگا

---- اور کافی دور جانے تک کانوں میں قہقہے گونجتے رہے وہ بھی زیر لب مسکرادیا

.....

آپنے مجھے معاف کیا سن کر بہت خوشی ہوئی ---- وہ آج پھر اسکی آفس میں موجود

---- تھا

---- کل شہریار کو اسلام آباد جانا تھا معصومہ کو لیکر

تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہوگئی کہ مینے تمہیں معاف کیا ------؟ اسنے بےتاثر چہرے ------- سے سوال کیا ------ سالار مسکرادیا

--------- تبھی تو اپنی لاڈلی بیٹی میرے نام کی ہے

-------- یہ مینے اپنی بیٹی کی خوشی دیکھ کر رشتے کیلئے ہاں کی ہے

اور آپ جانتے ہیں اس میں میری بھی خوشی ہے ------- وہ مسکرا رہا تھا شہریار دیکھ کر ------- رہ گیا

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں --------۔!وہ کس دل سے کہہ رہا تھا سالار جانتا تھا --------

----- میں نہیں مانتا ------ وہ کسی بچے کی طرح بولا

--------- کیوں نہیں مانتے ------ شہریار چڑ گیا

کیونکہ اس دنیا میں ایک آپ ہی وہ ہستی ہیں جو میرے ہر خامی کو جاننے کے باوجود مجھ سے محبت کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے میں کرتا ہوں آپ سے ایک دوست ایک دشمن ایک استاد ایک باپ کی طرح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹھوس لہجے میں بولا کہ شہریار لاجواب ہوگیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر بھی تمنے مجھے تکلیف دی ۔۔۔۔۔۔۔۔ میری محبت کو رولایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کافی دیر خاموشی کے بعد بولا تو سالار بغیر شرمندہ ہوئے ڈھیٹ بن کر ہنس دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور کسی کو دے بھی نہیں سکتا تھا جانتے ہیں آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بولا تو شہریار نے غصے سے گھورا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا سوری کی تو تھی پر آپکو منظور ہی نہیں تھی میرے حکم والی معافی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنسا تو شہریار بھی مسکرادیا ۔۔۔۔۔۔۔ پھر قدرے چونکا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تمنے میری گاڑی میں بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔! اسکا اشارہ معصومہ کے گلے میں ہارٹ میں لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چپ کی طرف اور اپنی گاڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا

۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نہیں سدھرو گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہریار مسکرادیا

آپ جانتے ہیں میں دونوں کے متعلق کتنا پوزیسو ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مسکراتا بولا شہریار ایک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نظر دیکھ کر چپ ہوگیا

اب گلے لگا لیں سسر صاحب نے معاف کردیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا تو شہریار ۔۔۔۔۔۔۔۔ قہقہہ لگا اٹھا

خوش فہم ہو بہت -------- اگر میری بیٹی راضی نا ہوتی یا اسے تکلیف ملی ہوتی تو اسکا انجام تم جانتے تھے . . -------- اسے گلے لگا کر بولا تو سالار دل میں اپنی بے بی کو یاد ---------کرتے مسکرا دیا

-------- اب میں چلتا ہوں --------- شہریار سے الگ ہوکر وہ بولا

کہاں ------؟ شہریار کے پوچھنے پر وہ لب دبا کر مسکراہٹ روک گیا جسے وہ شہریار کی --------- نظروں سے چھپا نا سکا

ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے----- واپس جارہا ہوں اب تب آئوں گا جب شادی کی تاریخ --------؟ رکھی جائے گی ٹھیک کہانا

ہوں ----- سہی ------ شہریار نے سر ہلایا تو وہ مڑ گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس سے ---------- نکلتا چلا گیا

.....

--------- آج اسکا پہلا پیپر تھا جو کافی اچھا رہا تھا

-------- گھر میں صرف ایک ملازم شہریار اور معصومہ تھی

پری نے اسکے رضا پوچھی سالار کے پرپوزل پر جس پر اسنے خاموشی سے ہاں کردی

--------- -------- اور اسکی خوشی دیکھ کر باقی سب بھی مطمئن تھے

شہریار نے سفیان سے بھی پوچھا اسے بھی یہ پرپوزل ٹھیک لگا ------ سالار کے اٹھائے

------- گئے قدم کے بعد تو انہیں یہی کرنا تھا جس پر سب راضی تھے

شہریار نے بہت کچھ سوچا تھا اپنی بیٹیوں کے بابت پر سب سے بڑا پلائنر جو اوپر بیٹھا پلائن

------- کرتا ہے تو ان بندوں کی کیسی پلاننگ

--------- اس لیے وہ بھی یہ بھتر سمجھ کر اسکی رضا میں راضی ہوگیا تھا

------- پاپا آکر کھانا کھائیں --------- معصومہ دروازہ ناک کرتے شہریار کو پکارہ

--------- یس بیٹا ٹو منٹس ------ وہ لیپ ٹاپ بند کرتا ایک فائیل میں کچھ لکھنے لگا

نو پاپا جلدی آئیں پھر مجھے یاد بھی کرنا ہے ---------- وہ فائل اسکے سامنے سے جھپکتی ---------- بولی تو مجبوراً شہریار کو بیچاری شکل بنا کر اٹھنا پڑا

ہم آپکی مما سے آپکی شکایت کریں گے ---------- شہریار کی دھمکی پر معصومہ کھلکھلا کر ---------- ہنسی

---------- ڈانٹ آپکو پڑے گی ------ وہ ہنستی بولی تو وہ بھی مسکرادیا

کھانا کھانے کے بعد شہریار نے اسکے پیپر کے بعد پوچھا اور اسکے مثبت نتائج پر مطمئن ہوگیا ----------

معصومہ ملازمہ کے ساتھ ملکر برتن سمیٹے اور شہریار کیلیے چائے بناکر ایک کپ شہریار کو ---------- پہنچایا دوسرا خود لیکر اپنے روم میں آئی

افف سالار آپنے بہت اسٹڈی ویسٹ کی میری ---------- نوٹس کو دیکھ کر اسنے منہ ---------- بنایا اور کپ لبوں سے لگایا

---------- چائے ختم کی جب پریہا کی کال آگئی

---------- ہیلو میری گلابو کا دن کیسا گذرا

دن بہت بور اور پیپر اچھا ------- آپ سب کی بہت یاد آئی -------- وہ کھڑکی کھول کر ---------- باہر غازیبو کو دیکھنے لگی

مجھے بھی جان ------ اپنی اسٹڈی پر پوری توجہ دو ---- پھر تو یہیں آنا ہے -------- پریہا ---------- کے کہنے پر اسنے باہر سے آتی پھولوں کی خوشبو اپنے اندر اتاری

جی آپ سہی کہہ رہی ہیں ------- مما اور نانو کا بتائیں ---------- ؟ وہ پھر بھی اداس ---------- تھی

سب ٹھیک ہیں تم صرف اب اسٹڈی کرو اور جلدی سو جانا شاباش میری گلابو
---------- ٹائم پر سو گی تو صبح فریش اٹھو گی یہ مما کہہ رہی ہیں

------- مما کو کہیں آپ ٹینشن فری رہیں ------- وہ مسکراتی بولی
اچھا چل رکھتی ہوں ------ پاپا کا خیال رکھنا ------ - پریہا کی ہدایت پر وہ ہنسی موبائل
--------- آف کرگئی

ایک بار پاپا سے پوچھ لوں انہیں کچھ چاہیے تو نہیں ---------- وہ سوچتی روم سے باہر
---------- آئی

--------- پاپا کچھ چیز کی ضرورت ہے تو بتائیں -------- وہ ناک کرتی اندر آئی

نہیں بیٹا آپ اب آرام کریں ----- کچھ چاہیے ہوگا تو میں خود لے لوں گا ابھی آپکا پاپا اتنا
تو کرسکتا ہے ---------- شہریار جو روم میں ہر چیز بکھیرتا اپنی ایک فائل ڈھونڈ رہا تھا
-------- معصومہ کی آواز پر مسکرا کر بولا

ہاں وہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے ہمارا پاپا مما کے بنا بھی بہت کچھ کرسکتا ہے
---------- ---------- وہ مسکراتی شہریار کی بکھری چیزیں سمیٹتی گویا ہوئی

بس بیٹا آپکی مما کے بنا گذارا نہیں --------- اپنی مطلوبہ فائل ملنے پر ہنستا اسکے ماتھے پر
---------- بوسہ دیا معصومہ بھی آسودگی سے مسکرائی

--------گڈنائٹ بریو گرل -------- وہ چلتا واپس صوفے پر بیٹھا

-------- پاپا آپ کب سوئیں گے ------- معصومہ اسکی فائلیں دیکھ کر پریشان ہوئی

!---------- بس بیٹا ابھی ہی
---------- اوکے میں پھر چیک کروں گی گڈ نائیٹ

کیوں نہیں دادی ماں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی وارننگ پر شہریار ہنس دیا تو معصومہ بھی مسکرا کر
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلی گئی

اپنے روم میں آکر معصومہ کچھ دیر تو اسٹڈی کرتی پھر اکتا کر نائیٹ ڈریس لیکر باتھ روم میں
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بند ہوگئی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر بالوں کو بینڈ سے آزاد کروا کر انہیں برش کرنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔ اسکی نظریں سہمی سہمی سی کھڑکی کی طرف جارہی تھی
پنک ٹی شرٹ سفید ٹرائوزر میں سنہری لانبے بال پشت پر بکھری وہ کسی کی گہری نظروں
۔۔۔۔۔۔۔۔ کے زد میں تھی

معصومہ کی نظریں بیڈ پر دراز اس لاپروہ شخص پر نہیں گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو سینے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں دونوں بازوں سے کشن کو بھینچے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا

معصومہ چہرے پر سے بالوں کو ہٹا کر کان کے پیچھے اڑستی دروازہ بند کرکے مڑی تو بیڈ پر نظر پڑتے بے ساختہ دروازے کے ساتھ لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔۔۔آ۔ آپپ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ صرف بڑبڑا ہی سکی اسکی پرتپش نظریں خود پر محسوس کرتی دروازہ کا لاک کھولنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

**❤

معصومہ بیٹا اب تم بھی سوجاؤ بہت دیر ہوگئی ہے شاباش ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ جو لاک کھول کر وہاں سے بھاگنے والی تھی پیچھے سے آتی شہریار کی آواز پر اسکی رنگت سفید پڑ گئی ۔۔۔۔۔۔۔

اسنے گھبرا کر بیڈ پر دیکھا جہاں وہ آرام سے سونے کی تیاری میں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار نے اسکے روم کو روشن دیکھ کر دروازہ ناک کرتے ہدایت کی ۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ کرنٹ کھا کر دور ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ بیچاری آگے پیچھے سے بری طرح پھنسی تھی ۔۔۔۔۔ سالار بہت مزے سے اسکی حالت ۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھ رہا تھا جو اپنی سانس درست کر رہی تھی

جج۔ ۔۔جی پاپا بس سو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت ہمت جما کر کے بولی پر پھر بھی لہجہ ۔۔۔۔۔۔۔ لڑکھرا گیا

؟ ۔۔۔۔۔آر یو اوکے بریو گرل

جی پاپا ۔۔۔۔ ایم اوکے ۔۔۔۔۔ اتنے میں ہی اسکا پسینا چھوٹ گیا اور اوپر سے اس لاپروہ ۔۔۔۔۔۔۔ شخص کی انتہائی جسنے شہریار کو یقین دلانے کیلئے لائٹ آف کردی

اوکے گڈنائیٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔ لائٹ آف دیکھ کر شہریار پرسکون ہوتا اپنے روم میں آگیا

۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ اندھیرے کمرے میں وہ صرف ایک جگہ پر بت بنی کھڑی شدید گھبرائی ہوئی تھی

اپنے باپ کی موجودگی میں سالار کو اپنے میں آنا اسے ذرا بھی پسند نہیں آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا اسے موڈ کا کوئی جان ہی نہیں پاتا کب کس موڈ میں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر اپنی

ناپسندگی کا وہ اظہار کر دیتی تو شاید بری پھنستی وہ ضدی شخص ضرور کچھ الٹا کرتا تبھی وہ ---------- ایک جگہ پر جم کر کھڑی ہوگئی جیسے وہاں سے نہ ہلنے کی قسم کھائی ہو کچھ ٹائم مزید سرک گیا کھڑے کھڑے اسکے پاؤں دکھنے لگے ------ پر اس بے حس شخص کو ذرا برابر فرق نہ تھی وہ تو جیسے سونے یہیں آیا ہو ------- اسنے سوچتے لب ---------- کاٹے

ایک دوپٹہ پاس نہیں تھا جس وجہ سے وہ بہت نروس تھی دوسرا کھلی کھڑکی سے آتی غازیبو میں لگے پھولوں کی خوشبو دسمبر مہینے کی ٹھنڈی ہوا اسکے بال اڑ اڑ کر چہرے پر بکھر رہے ---------- تھے

اسکا شاید ساری رات کھڑے رہ کر گذارنے کا ارادہ تھا پر سامنے والا کا نہیں ----- تبھی اچانک کمرا روشن ہوا ، معصومہ نے آنکھیں میچی اور لمحے بعد کھولی اور گردن گھماکر بیڈ پر ---------- دیکھا جسکی نظریں اس پر ٹکی تھی پر ہاتھ بٹن پر

اسکے دیکھنے پر لائٹ آف ہوئی پھر روشن ایک بار نہیں بار بار ہوئی --- ابکی بار معصومہ نے ---------- آنکھیں بند نہیں کی بلکہ پوری پھیلالیں

شدید خوف سے اسکے ہاتھ پاؤں کانپ گئے اگر پاپا آگئے تو یہ سوچتے ہی ایک سرد لہر جسم ---------- میں اتری

سس--- سالار کیا کر رہے ہیں -------؟؟ وہ بھاگ کر اس تک پہنچی اور اسکا ہاتھ ہٹا ---------- کر لائٹ آف کی

آپپ ------ پپ ---- پاگل ہوگئے ہیں پاپا آگئے تو ---------- غصے کی آمد پر اسکی ---------- ناک سرخ پڑ گئی ------ خوف تھا کہ ہاتھ پیر کانپ رہے تھے

کوئی شک ------- اسکی بات پر معصومہ نے گھوری ڈالی کہ اچانک اسنے ہاتھ بڑھا کر ---------- اسے اپنے اوپر گرا لیا ---------- وہ آنکھیں میچے اپنی چیخ کا گلا گھونٹ گئی

تم مجھ سے دور بھاگ رہی تھی بے بی ---------- اپنے چہرے پر بکھرے اسکے ---------- سنہرے آبشار ہٹاتے سینے میں چھپے اسکے چہرے کو اونچا کیا

---------- سا۔ ۔سالار ------- وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی

یس مائے ڈول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے نازک وجود کو اپنے برابر بازو پر ڈالکر آہستہ سے بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے بے ساختہ ہاتھ اپنے دل پر رکھا جو پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مچل رہا تھا

آپ یہاں کیسے آئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟؟ اسکی آگ مانند سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی

۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھبرا گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے تم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔! وہ بولا بھی کیا معصومہ لب کاٹ گئی

اونلی ون منتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔!!اسکے بعد تم صرف میری ۔۔۔۔۔۔۔ ! دونوں اوپر لحاف ڈالکر

۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے گرد حصار قائم کیا کہ وہ صرف بے بسی سے کسمسا کر رہ گئی

آ۔۔آپ جائیں پپ۔۔پلیز ۔۔۔۔۔۔۔ وہ پہلے بھی کافی بار اسکے سینے پر سر رکھ کر سوئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔ پر آج اسکا پورا بدن لرز رہا تھا

شش۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے لبو پر انگلی رکھ کر اسکی مزید بولتی کو بند کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اسے قریب کرکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ بہت برے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسکی ہٹ دھرمی دیکھ کر لبالب آنکھوں سے اسکے سینے پر ہلکہ سا مکہ مار کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک کہا۔۔۔! میں بہت برا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔! اسپیشلی فار یو ۔۔۔۔۔۔۔!! اپنا دہکتا لمس اسکے گردن پر چھوڑتے سرگوشی میں کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ ڈر سے اسکے سینے میں سمٹ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بہت برا ہوں رائٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ اسکے گالوں کی سرخی پر انگلی پھیرتے پوچھا تو وہ آنکھیں میچ کر سانس روک گئی ۔۔۔۔۔۔ پر اس بار اسکا یہ عمل مقابل کو متاثر نا کرسکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو کچھ دیر پہلے اسکی ہٹ دھرمی کا بدلا لینے لگا تھا

اور اسکے کچلے سرخ لبوں کو فوکس میں لیکر کر اس پر اپنا لمس چھوڑنے لگا ----------
---------- اسکے بہتے موتیوں کو اپنے لبوں سے چنتے اسے سینے میں بھینچ لیا

شش --------- وائے یو کرائنگ -----؟ اسکے سوال پر وہ خفگی سے کچھ نا بولی اور
---------- اسکی شرٹ سے چہرا صاف کرتے آنکھیں موندلیں

میں برا ہوں ------؟؟ تبسم کے ساتھ پھر سوال کیا معصومہ گھبرا کر نفی کرنے لگی

-------- نن---- نہیں --------- وہ جلد سے بولی مبادا اسے برا نا لگے

پر میں تو بہت برا ہوں بے بی -------! اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے مسکرایا

نن--- نہیں سس-- سالار آپ بہت اچھے ہیں ---------- اس بار وہ کھل کر ہنس
---------- دیا اور معصومہ نے اسکے ہنسنے کی آواز پر جلد سے اپنا ہاتھ اسکے منہ پر رکھا

کک۔۔کیا کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔ ہاتھ منہ سے ہٹا کر اسکے گال پر رکھا تو احساس ہوا اسکی چبتی داڑھی پہلے کے نسبت بہت بڑھ گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار نے مسکرا کر اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ معنی خیزی سے گویا ہوا کہ وہ سٹپٹا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب آپ جائیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولی

پر میں نہیں جاؤں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کسی ضدی بچے کی طرح کہتا ایک بازو اسکے سر کے نیچے اور دوسرا اسکے گرد حائل کرتے اسکا ہاتھ اپنے بالوں میں ڈال دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ نے اسکے انداز پر آنکھیں پھیلائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آج تو اسکا کوئی اور ہی روپ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سوجائو ۔۔۔۔۔۔ تمہارے جانے کے بعد میں بھی نہیں سویا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پر آج سونا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گھمبیر آواز پر معصومہ مسکرادی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر وہ اس سے

اتنا پیار کیوں کرتا تھا شاید وہ کبھی نا جان پائے ----- پر وہ اس سے اتنا پیار کیوں کرتی تھی یہ ضرور جان گئی تھی کہ اس خول کے پیچھے ایک بے انتہا پیارا شخص ہے ----- جو صرف پیار کرنے کیلئے بنا ہے ناکہ نفرت ---------

گڈ نائٹ مائے پرنس ---------کہنے کے ساتھ اسکے چہرا سرخ پڑ گیا --------
اسکی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر لہرایا ----- جب روشنی میں اس پر پہلی نظر پڑی -------
سفید سوٹ میں ملبوس بکھرے بھورے سلکی بال ٹھکی ٹھکی سی آنکھیں ------ بھوری دارھی گھنی موچھیں سرخ لب بھینچے ایک پل کیلئے وہ بھی حیران ہوئی تھی ---------

اسکے پرنس کہنے پر سالار نے لب بھینچے اور بوجھل آنکھیں کھولی ---------- معصومہ جو اسکی بند آنکھوں کو دیکھ رہی تھی اچانک سرخ نیلی آنکھوں میں دیکھ کر کانپ گئی اور اپنی آنکھوں پر لرزتی پلکوں کا سایہ گرا لیا ---------- اسکی بے ساختہ حرکت پر سالار کے ہونٹوں پر تبسم کھلا --------

میں پرنس نہیں بیسٹ ضرور ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گردن کی نیلی رگ پر انگلی پھیرتے کان میں سرگوشی کی کہ وہ سرد پڑ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر کر کچھ بھی نا کہہ سکی کیونکہ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے بس تھی اسکے سامنے ۔۔۔۔۔۔ اپنی محبت کے سامنے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی انگلی کی حرکت پر معصومہ سوکھے لبوں پر زبان پھیرنے لگی

اگر تم چاہو لٹل گرل تو میں پرنس کا لبادہ ضرور اوڑھ سکتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گردن سے انگلی رینگتی لرزتے لبوں پر رک گئی ۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے نفی میں سر ہلایا تو
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ فخریہ مسکرادیا
۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک بار پھر وہ جھک آیا اسکے چہرے پر

ممم۔۔میں جانتی ہوں آآ۔۔آپ جو کام کرتے ہیں سب اا۔اچھا ہی کرتے ہیں مجھ آپ پر
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یقین ہے
اسکی وجود پر سردی سے کپکپاہٹ تھی یا اسکے لفظوں سے وہ جان نا سکی اپنے آنکھوں سے
۔۔۔۔۔۔۔ نکلے آنسوں کو رگڑتی اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی

وہ آنکھیں بند کرچکی پر سالار کی بےتاب نظریں اسکے معصوم نقوش میں الجھی ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ سو بھی گئی اسکے ہاتھ کی حرکت دم توڑ گئی اور مدھم سانسیں سینے سے ٹکراتی وہی ادرگرد بکھر جاتی ---------- پر اسکی بےتابی آج عروج پر تھی

میں تمہارا یقین نہیں توڑوں گا بے بی ---------- اسکے وجود کو محبت سے بانہوں میں بھر کر وہ مسکراکر گویا ہوا ---------- اور اسے اپنے سینے سے لگائے خود بھی آنکھیں موندلیں ----------

---

سورج کی پہلی کرن جب اسکے چہرے پڑی تو کسمسا کر کروٹ بدلی ---------- اور موندی موندی آنکھیں رگڑ کر کھولیں --------

اچانک رات کا منظر دماغ میں گھوما تو وہ کروٹ بدل کر اپنے بائیں جانب دیکھنے لگی جہاں سرخ گلاب مہکتے اسکے منتظر تھے ---------- وہ ایکدم اٹھ بیٹھی ----------

آپ چلے گئے ---------! گلاب ناک کے قریب لاتی وہ منہ بنا گئی --------- اور بےاختیاری میں پھولوں پر اپنے لب رکھ گئی -------

بہت برے ہیں آپ ------- زبان چڑھاتی وہ کھلکھلا کر ہنسی اور چھلانگ مار کر بیڈ سے اتری ---------

پتا نہیں کہاں سے آتا ہے یہ چور ---------- کھڑکی سے نیچے جھانکتے وہ کھلکھلاتے پودوں کو دیکھتی بڑبڑائی --------

معصومہ بی بی صاحب کہہ رہا ہے اٹھ جائیں ---------- ملازمہ دروازہ ناک کرتے بولی معصومہ اسکے لہجے میں کافی چڑ محسوس کی جیسے بار بار آئی ہو وہ شرارت سے ہنس دی ----------

آ رہی ہوں بی بی چڑ کیوں رہی ہیں ---------- اچانک دروازہ کھول کر بولی کہ ملازمہ ---------- ہڑبڑا کر ایک قدم پیچھے لے گئی

بی بی میں تو نہیں چڑ رہی صاحب آپکا ناشتے پر ویٹ کر رہا ہے ---------- وہ کھسیا کر ------- بولی

ہاں تو بی بی آپنے جلدی کیوں نہیں اٹھایا میری نماز قضا ہوگئی ---------- بال کان ---------- کے پیچھے اڑستے ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح بولی

ہمنے تو اٹھا بی بی آپ ہی نہیں اٹھ رہی تھی ---------- ملازمہ اپنے اوپر الزام پر تڑپ ---------- گئی

اچھا آپ جائیں میں آتی ہوں ---------- وہ مسکرا دی ---------- ملازمہ اچانک ---------- اپنی چھوٹی بی بی کے بدلے روپ کو دیکھ کر غش پر غش کھا رہی تھی

شاید تم بھول رہی ہو تمہاری سٹڈی میری وجہ سے نہیں تمہارے کھوئے کھوئے انداز کی ---------- وجہ سے ویسٹ ہوئی ہے گلابو

تم حقیقت میں ایک گلاب ہو ------ وہ جب اپنے نوٹس کی طرف آئی تو ایک بند گلاب ---------- کے ساتھ یہ تحریر ملی وہ تو جیسے سکتے میں تھی

کیا وہ تب سے روم میں تھے ---------- وہ حیران پریشان آئینے کے سامنے گلے میں -------- ایس ایم نیکلس پہننے لگی

پر گلابو تو صرف آپی کہتی ہے انہونے کیسے سنا ---------- خود سے الجھتے چادر اوڑھی --------

ہوسکتا ہے وہ میری باتیں سن رہے ہوں ------- چور تو وہ پہلے بھی ہیں ---------- جاسوس بننے میں کتنی دیر لگے گی ---------- ناک چڑھا کر ایک اور خوبی بیان کی --------

دوسری طرف صرف ٹھنڈی سانسیں خارج کرکے رہ گیا ---------- ایک پپی چرانے پر ---------- چور بن گیا

------- ہاں شاید چور ہوں

تم سے تمہیں چرانے والا ------- وہ مسکرایا اور پرسکون ہوکر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا ----------

.....

مہینوں بعد اریشہ سے ملکر اسے بہت اچھا لگا تھا وہ پہلے جیسی تھی تیکھی مرچی ہر کسی کا منہ توڑ جواب دینے والی --------- اسنے اس سے کنٹیکٹ نمبر بھی لے لیا تھا ----------

اور جب چھٹی ٹائم وہ باہر آئی تو اتفاق سے اریشہ بھی ساتھ تھی -------- اور یہ سرپرائز تھا کہ اریشہ کا باپ اسکا پاپا کا دوست ہے ---------- اور اریشہ ڈاکٹر جمال کی بیٹی تھی مطلب انکی پروسن پر افسوس وہ اس سے کبھی مل نا سکی کیونکہ وہ کبھی گھر سے باہر نکلتی تب نا ----------

آج یہ جان کر اسے بہت اچھا لگا -------- اور اسے اپنے رشتے کا بھی بتایا ---------- پہلے تو اریشہ کچھ کہہ نا سکی اور پھر اچانک چیخ ماری معصومہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی کینٹن میں موجود باقی اسٹوڈنٹ بھی انکی جانب متوجہ ہوئے ----------

یو سیریس تم سالار سے شادی کرنے والی ہو یا اپنا خواب بیان کر رہی ہو
---------- اسکے کہنے کی دیر تھی معصومہ نے اپنا رجسٹر اسکے سر پر مارا

خبردار اگر اسکا خواب بھی کسی نے دیکھا ---------- وہ خونخوار وارننگ دینے لگی تو اریشہ
--------- پہلے تو شاک ہوئی بعد میں فلگ شفاف قہقہہ مارا

مجھے یقین ہوگیا یہ سب سالار کے ہی کرم لگ رہے ہیں -------- وہ اسکے بدلے روپ
کی جانب اشارہ کرتے شرارت سے بولی ------ معصومہ پھر اس پر جھپٹنے کی کوشش
---------کی پر وہ بھاگ گئی

سن پلیز مجھے اپنی شادی میں انوائٹ کرنا مینے سالار کے ساتھ سیلفیاں لینی ہیں --------
کچھ دیر بعد وہ واپس منت پر اتر آئی معصومہ کھلکھلا کر ہنسی کے کئی گردنیں مڑی اسکی
-------- جانب

وائے ناٹ مائے بیسٹی ------ وہ ناک چڑھا کر بولی ------- کیونکہ اسکی سماعتوں میں سالار کا سرد لہجا گھوما جو اکثر دوسرے سے ایسے مخاطب ہوتا کر اس میں ہمت نا رہتی بات کرنے کی تو کہاں وہ نازک سی لڑکی ----------

تھینک یو سو مچ لو یو یار ---------- وہ ایکدم اسکے گال پر کس کر گئی ---------- معصومہ جھینپ گئی ---------

.....

آپ کو کچھ چاہیے تھا تو آواز دے دیتے --------! حیا مصطفیٰ کو کچن میں دیکھ کر بولی ---------

ہاں بس پانی چاہیے اور کچھ نہیں ---------- وہ پانی گلاس میں انڈیلتا اسے روٹیاں بناتے دیکھنے لگا --------

-------- سب کے نا نا کرنے پر بھی وہ آفس کے چکر لگا آتا تھا یا ہاف ڈے وہیں گذارتا

ہیلپ چاہیے --------- اسے چہرے سے بال ہٹانے کی کوشش کرتے دیکھ کر پاس آیا ----------

نہیں آپ واپس جائے اور آرام کریں -------- وہ توے سے روٹی اتار کر مسکرائی

شاپنگ پر کس کے ساتھ جا رہی ہو ---------- وہ معصومہ کی شادی اور پریہا کی رخصتی جن کے لیے شاپنگ کا پوچھ رہا تھا -------

ظاہر ہے مدر ماں اور بڑی مما کے ساتھ -------- اسے اپنے پیچھے دیکھ کر وہ کھسکی

---------- ڈر رہی میں تو بال سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا

جی نہیں میں کیوں ڈرنے لگی ولن سے ---------- اپنے کام میں مگن وہ بولی

اچھا جی دیکھتے ہیں --------- وہ بھنویں اچکا کر شرارت سے گویا ہوا حیا سٹپٹا گئی

آپ شاید پانی پینے آئے تھے ---------- بیلن اسکے سینے پر رکھ کر فاصلہ قائم کیا

کس نے کہا مجھے اکیلے روم الجھن ہورہی تھی تبھی یہاں آگیا اپنی ہیروئن کے پاس
--------- ---------- ذرا سا آٹا انگلیوں میں بھر کر اسکی ناک پر لگایا

یہ کیا گندی حرکت ہے ---------- ناک دوپٹے سے صاف کرکے وہ چڑ گئی

گندی حرکت یہ نہیں " یہ ہے "---------- ایکدم اسکے بیلن والے ہاتھ کو پیچھے
--------- مروڑ کر اپنی گرفت میں لیا

مصطفیٰ کوئی آجائے گا ---- مما ہی آئے گی سالن بنانے ---------- وہ آپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کرتے بے بسی سے گویا ہوئی پر وہ ناک سے مکھی اڑاتا اس پر جھکنے ---------- لگا

-------- مما کو چھوڑو اگر ایک شرط قبول کرو تو چھوڑوں
---------- کونسی شرط کیسی --------- وہ گھبرائی اور دروازے کو دیکھنے لگی
ایک تو یہ شاپنگ پر میرے ساتھ چلو گی ---- دوسرا شادی میں تم بھی دلہن کی طرح تیار
-------- ہوگی --- تیرا جلدی روم میں آئو ------ اب بولو

-------- آپنے تو ایک شرط کا کہا تھا ---------وہ حیرت سے گویا ہوئی

یہ سب ایک ہی شرط کی باتیں ہیں پرنسس -------- اسکے بالوں کو کان کے پیچھے
---------- کرتے وہ ہنسا

!-------- اچھا اچھا دیکھوں گی ------- اب دور ہٹے اور یہاں سے جائیں

ایسے کیسے دیکھو گی بولو منظور ہے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اور پھیلنے لگا حیا سخت گھبرا گئی

ہاں منظور ہے ولن کہی۔۔۔۔۔۔ اسکا منظور سنتے ہی وہ شرارت کرتا اس پر جھک آیا اور حیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی آنکھیں پھٹ پڑی اسکی چالاکی پر

حیا روٹیاں پکی بیٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نوشین کی آواز پر وہ آرام سے اس سے الگ ہوا اور ایک نظر اس پر ڈالکر کچن سے نکلتا چلا گیا پر جاتے روم میں جلد آنے کی شرط ضرور یاد دلائی

جی مما پک گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پشت نوشین کی طرف کرکے پھنسی آواز میں گویا ہوئی

اچھا تو جائو اب آرام کرو بہت کام کرتی ہے میری بچی ---------- اسکا ماتھا چوم کر وہ مسکرائی -------

گھر بھر کا کام ملازمین کرتی تھی صرف کھانا انہیں خود بنانا پڑتا تھا جو وہ خوش دلی سے بناتی ----------

میں ہی بے وقوف ہوں -------- یہ ہربار مجھے بے وقوف بنا جاتے ہیں -------- وہ پیر پٹختے کچن سے نکلی ------- غصے سے ناک کی نتھنے پھولی ہوئی تھی --------

**********❤**********

شادی کی تاریخ طے ہوگئی تھی ------ ہر کوئی خریداری میں مصروف تھا ملک ولا میں ہلچل مچی ہوئی تھی -------

دو بیٹیوں کی شادی ساتھ تھی --------- ہر کوئی اتنی جلدی شادی کی تاریخ اور اوپر سے دن سر پر دیکھ کر بوکھلائیں ہوئی تھیں ------

پریہا کی ضد پر مجبور مصطفیٰ کو حیا کو ملک ولا بیجھنا پڑا ----- اور آجکل وہ ملک ولا میں رہائش پذیر تھی ---------اسکی چھیڑ چھاڑ اچھی خاصی پریہا کو بھی نروس کردیتی اور معصومہ تو اس سے پہنا مانگتی -------

نوشین حور بھی ہرکام میں پیش پیش تھی ------ وہ پری کی بوکھلائی عادت سے واقف تھی تبھی سارا بوجھ اپنے سر لیا ہوا تھا پر وہ پریہ ہی کیا جو گھبرائے پریشان نا ہو

ایک بار پھر سارا فراز ولا اور ملک ولا مل بیٹھے تھے ------ شادی کی تیاریاں عروج پر تھی ---------پورے ملک ولا کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا

حیا کے اسرار پر ڈھولک رکھاوایا گیا -------- جو اب ملازمین اور اپنی فرینڈز کے ساتھ گلا پھاڑ پھاڑ کر سب کو ڈراتی رہتی تھی ----------

مایوں میں صرف دو دن تھے اور معصومہ چاہتی تھی وہ اریشہ کو خود انوائٹ کرنے جائے بلکہ اسے اپنے ساتھ لے بھی آئے --------

پری کافی بار انکے یہاں گئی تھی اور مسز جمال بھی کافی بار شہریار پیلس آچکی تھی پری اور مسز جمال کی اچھی خاصی بے تکلیفی تھی --------

معصومہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی آپ چھوٹی مما سے جاکر اجازت لیں -------- پری نے اسکے یوں سر پر کھڑے رہ کر ضد پر کہا --------

پر مما نانو نہیں مان رہی انکا کہنا ہے اب لڑکی کا باہر جانا ٹھیک نہیں -------- وہ عائمہ ---------- بیگم کا بتانے لگی جسنے بڑے پیار سے اسے منا کر دیا تھا

تو ٹھیک کہہ رہی ہیں نا بیٹا وہ بڑی ہیں انہیں ٹھیک طرح سے معلوم ہے صحیح غلط کا

------- پر مما اریشہ ------ اسنے منہ بنایا

میں اسے لے آئوں گی --- ڈونٹ وری میرا بیٹا ہیپی رہو ------- پری اپنی شائے بیٹی --------- کے ہردم رہنے والی اب گالوں کی سرخی کو دیکھتے مسکرا کر بولی

مما انہیں کیسے بھی کرکے لیں آنا پلیز ---------- پری کے ساتھ لگ کر وہ لاڈ سے -------- بولی تو وہ ہنس دی

ہاں میری جان میں ضرور لے آئوں گی اگر اسکی مما نے منا بھی کیا تو کڈنیپ کرکے لے ---------- آئوں گی آفٹر آل میری راجکماری کی شادی ہے

چلیں بھابی سفیان گاڑی میں انتظار کر رہا ہے ---------- حور کمرے میں آکر بولی

--------- ہاں چلو ------- وہ معصومہ کے ماتھے پر لب رکھ کر انکے ساتھ آگے بڑھی

--------- مما یاد سے ساتھ لانا -------- اسکا اشارہ اریشہ کی طرف تھا

------- ہاں ہاں ------ وہ حور ہنس کر ساتھ بولیں

خبر ملی ہے سالار صاحب واپس اسلام آباد اپنے بنگلے پر پہنچ گئے ہیں ابھی ابھی نیوز آئی ہے اور ابھی سے ہی اپنے گھر کو سنوارنا شروع کردیا ہے --------- حیا عائمہ بیگم کے روم سے موبائل پر نسرین بیگم کی اطلاع سن کر بھاگی روم میں آکر معصومہ کے سر پر ---------- کھڑی ہوگئی

--------- معصومہ جسکی پہلے ہی دھڑکنے بے ترتیب تھی حیا کی بات پر لال ٹماٹر ہوگئی ہائے دیکھو تو سہی کیسے کیسے رنگ آرہے ہیں چہرے پر -------- وہ پریہا کے ساتھ بیڈ ------- پر گر کر بولی

آپی آپ اسے سمجھاتی کیوں نہیں ہمنے تو ایسا اسکے ساتھ نہیں کیا تھا ---------- وہ ---------- خفت سے چڑ گئی

کچھ نہیں گلابو اسکا دماغ بھائی سے دوری پر چل گیا ہے ---------- رات بھی بیچاری کو نیند نہیں آئی ---------- بار بار موبائل کو دیکھ رہی تھی ---------- اس بار گھبرانے ----------کی باری حیا کی تھی ---------- پریہا معصومہ نے تالی مار کر قہقہہ لگایا

دفع ہوجاؤ بے غیرتوں اپنی شادی پر لڑکیاں ایسے ہنستی ہیں ---------- وہ حیا سے لال الٹا ---------- ان پر چڑ ڈوری

اوہ شاید بچی بھول گئی کیسے اپنی شادی پر پٹر پٹر بول رہی تھی کہ پھپھو کو آکر زبردستی چپ ----------کروانا پڑا

نہیں کرتی بات دوست نہیں کمینی ہو ------- بات اپنے پر آتے ہی حیا غصہ ہوگئی

معصومہ موقع دیکھ کر وہاں سے کھسکی اور پریہا حیا کو منانے لگی جو منہ پھولائے بیٹھی تھی

عمر میں نا سہی مقام میں میں تجھ سے بڑی ہو اس لیے عزت کیا کر میری ---------
حیا اپنے کندھے پر سے ہاتھ جھٹکتی گردن اکڑا کر مامی صاحبہ کے مقام سے گویا ہوئی

---------- پریہا ایک بار پھر قہقہ لگا اٹھی

.....

وہ جو ابھی پری کو فون کرکے انکی پہنچنے کی خبر سنکر خوشی سے بیٹھی تھی دروازہ ناک
------- ہونے پر اسکی طرف متوجہ ہوئی

یس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے یس کہنے پر عذر اندر داخل ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسے دیکھ کر حیرت سے کھڑی ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت دیکھ کر معصومہ کے دل میں ٹیس سی اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔یہ کیا حالت بنا لی ہے آپنے عذر بھائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سب کچھ بھول کر اپنے دوست کی حالت پر تڑپی ۔۔۔۔۔۔۔

عذر جو نظریں جھائے بکھری حالت بڑھی ہوئی شیو میلے گجھے کپڑوں میں کرب ندامت سے سر جھکائے اسکے سامنے کھڑا تھا اسکی تڑپ بھری آواز پر خود تڑپ اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری معصومہ میں بہت برا ہوں پلیز مجھے معاف کردو ۔۔۔۔۔۔۔ میں خودغرض ہوگیا تھا صرف اپنے بارے میں سوچ رہا تھا ۔۔ صرف اپنی خوشی کو دیکھا اور اس سب میں تمہیں تمہارے معصوم دل کو ٹھیس پہنچائی پلیز مجھے معاف کردو مجھے اپنی دوست لاٹا دو میں بہت چاہتا ہوں اپنی گڑیا کو اس سے باتیں کیے بنا نہیں رہ سکتا مجھے اپنی دوست لوٹا دو ۔۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑ کر گھٹنو کے بل گر گیا اور لمبا چوڑا عذر اس وقت اسکے سامنے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ----------

معصومہ کچھ پل تو شاک میں اسے دیکھتی رہی پھر ہوش میں آتے ہی کرب سے تڑپ اٹھی -------

یہ کیا کر رہے ہیں آپ عذر بھائی میں آپ سے کب ناراض ہوں ----- مینے لب ناراض ہونا سیکھا ہے آپ تو میرے پیارے بھائی ہیں میرے دوست ہیں میں کب آپکو یوں شرمندہ روتے دیکھنا چاہتی ہوں ---------

جو آپنے کیا اس پر صرف اتنا کہوں گی کہ میرے سامنے نہیں صرف اپنے رب کے سامنے جھکے اور انسے گڑگڑا کر معافی مانگے تاکہ وہ آپکی معافی کو قبول کرلے --------- اسکے ہاتھ کھول کر وہ ایک بہن کی طرح اسکے آنسوں پونچھنے لگی کہ عذر کی آنکھوں میں ایک ندامت کی لہر اٹھی ----------

اب تک میں اسکے سامنے ہی روتا گڑگڑاتا رہا ہوں ---------- اسکی بکھری حالت اسکے آنکھوں کی سرخی اس بات کی واضح گواہی دے رہی تھی کہ وہ سچ میں اپنے فعل پر شرمندہ ہے ---------

مینے جو کیا ہے اس پر تو میں شاید کبھی خود سے نظریں ملا پاؤں ---------- پر تمہیں اس شہر اور اس ملک سے جانے سے پہلے ضرور ہر فعل کی معافی چاہتا ہوں کہ جب بھی تم مجھے سوچوں تو ایک اچھے دوست کے روپ میں ایک بھائی کے روپ میں ناکہ حقارت سے ----------

اگر انسان سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی کیلئے رب تعالیٰ کے سامنے جھکتا لیے تو وہ رحمٰن رحیم اسے ضرور معاف کرتا ہے تو میں بھلا گناہگار کیا حیثیت رکھتی ہوں ------- میرے تو آپ پیارے بھائی ہیں اور ایک پیارے بھائی دوست کا کام ہے اپنی بہن کو ہنسی خوشی رخصت کرنا ناکہ بچوں کی طرح روتے بسورتے ---------- اسکے آنسوں صاف کرتے وہ مسکرائی تو عذر بھی مسکرا دیا --------

تھینک یو میری گڑیا اللہ تمہیں خوش رکھے ------- اور ہر برے سائے سے بچائے ---------- وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرایا معصومہ بھی مسکرادی

وہ سارا راستہ پری اور حور کا دماغ کھاتی آئی حور تو صرف اس باتونی لڑکی کو حیرت سے دیکھتی ------- پریہ کو دیکھتی کہ کہاں کم گو سی معصومہ اور کہاں یہ کیسے دوستی ہوئی ہوگی

حور کی حیرت بھری صورت دیکھ کر سفیان نے بمشکل اپنا قہقہہ دبایا تھا اور جان بوجھ کر اریشہ سے باتوں میں الجھا رہا کہ حور نے خدا خدا کرکے ملک ولا کی پارکنگ میں گاڑی رکتے ---------- جھاپک سے باہر نکلی

اریشہ اسکی حالت پر سفیان کے ساتھ قہقہہ لگا اٹھی ------ وہ اتنی پیاری اور مخلص تھی کہ لگتا ہی نہیں تھا وہ پہلی بار ملیں ہو اس سے ---------- گندمی رنگت موٹی موٹی کالی ---------- بھور آنکھیں پیاری سی لڑکی تھی کہ سب کو اس پر پیار آئے

------- ماشاءاللہ کتنا بولتی ہے ------ حور نے پری کو دیکھ کر کہا جس پر وہ ہنسنے لگی

اچھا سلیم (ملازم) یہ بیگ تم معصومہ کے ساتھ والے روم میں رکھوائو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اریشہ ۔۔۔۔۔ جو سفیان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی پری کی بات پر جلدی سے بولی

ارے آنٹی میرے بیگز آپ معصومہ کے روم میں رکھوائیں میں اسکے ساتھ رہوں گی یہ روم کسی دوسرے مہمان کیلئے سیٹ کردیں آفٹر آل شادی کا گھر ہے بہت سے مہمان آئیں گے ایسا نا ہو آپ سب کو ہریشانی ہو ۔۔۔۔۔۔ اور آپ تو جانتی ہیں آپ معصومہ کی مام ہیں میں نہیں چاہتی آپ پریشان ہو ۔۔۔۔. اگر آپ پریشان ہوں گی تو معصومہ پریشان ہوگی اور اگر وہ پریشان ہوگی تو میں پریشان ہوں گی آفٹر آل وہ میری دوست ہے اور دوست کی پریشانی میں میں خوش رہوں شادی انجوائے کروں یہ بہت مشکل ہے ۔۔۔۔۔ اور آپ تو ۔۔۔۔۔۔۔ جانتی ہیں مجھ سے مشکل کام نہیں ہوتے

وہ اتنی سی بات کو اتنا بڑا کر گئی کہ سب صرف تکتے رہ گئے ۔۔۔۔۔۔۔ نوشین مشال تو ۔۔۔۔۔۔۔۔ صرف دیکھتی رہ گئی اور وہ ایک بار پھر قہقہہ لگا اٹھی

۔۔۔۔۔۔ارے حیران ک

بس بس بیٹا آجاؤ میں تمہیں معصومہ کا روم دیکھا دوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی دوسری بات شروع ہونے سے پہلے پری جلدی بولی اور اریشہ سفیان کو دیکھتی پھر سے شرارت سے ہنس پڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں آنٹی ۔۔۔۔۔۔ ویسے آپ کا یہ بھی گھر بہت پیارا ہے ۔۔۔۔۔۔ وہ اردگرد سجے سجائے گھر کو دیکھتی ستائش سے بولی ۔۔۔۔۔۔ پری محض مسکرادی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھکی آئی ہو تھوڑا آرام کرو پھر ڈنر پر باقی سب سے ملتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ معصومہ کے روم کے سامنے رکتے ہری بولی اور اسکے سر ہلانے ہر مسکرا کر آگے چل دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پری کی پشت کو دیکھتے اریشہ پوری ہمت جماکر کرکے دروازے کو دھکا دیا اور آہ کی آواز کے ساتھ اگلے پل عذر کے اوپر گری ۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں کمر توڑ دی ظالم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی دہائی پر پھٹی آنکھوں سے دیکھتی معصومہ تعجب میں مبتلا ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

محترمہ اب اٹھنا فرمائیں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر جو کمر کے درد سے لب بھینچ گیا تھا دہائی اسکے منہ سے سن کر جل بھن گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہینن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اریشہ جو آنسوں روکنے کیلئے دھندلی آنکھوں سے قسمت کو کوس رہی تھی کہ کیوں معصومہ کو ڈرانے کیلئے یہ پلائن کیا نیچے سے آواز پر اچھل پڑی وہ تو سمجھ رہی تھی ۔۔۔۔۔ ویسے وہ کچھ سمجھ نہیں رہی تھی سن دماغ سے بیچاری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر کو تکنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

آ۔آپ ۔۔۔۔۔۔ وہ ایکدم گھبرا کر عذر کو دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر ساری کوشش بیکار گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی یہ تو انکا سینئر تھا عذر عارز

۔۔۔۔۔۔

عذر نے اسکی بھونگی کوششیں دیکھ کر دانت پیسے اور اسے خود سے دور پھینک کر کپڑے جھاڑتا اٹھا اور ایک نظر نیچے پڑی اس ساکت عجیب لڑکی پر ڈالکر روم سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تجھ میں اتنی شرم نہیں کہ اپنی دوست کو سہارا ہی دے ------- اٹھتی وہ گھبرائی ------- معصومہ پر دانت پیس کر بولی

پر--پر تم ----- معصومہ کچھ کہتی پر اسکی شکل دیکھ کر قہقہ لگا کر ہنسی -------- -------- سمجھ نہیں آرہا تھا یہ سب اچانک جو ہوا کیا تھا

پر پر کے بجائے ٹر ٹر کرلے -------- وہ عذر کے پھینکنے پر جلے دل سے بولی

میں تو ٹر ٹر کرلوں گی پر تم کیوں سرخ پڑ رہی ہو ------- معصومہ اسے بیڈ پر بیٹھاتی --------- شرارت سے پوچھنے لگی -------- اریشہ نے اس پر گھوری ڈالی

سدا کی معصوم ہی رہنا کیا ہوا ہے مجھے ----- ؟ وہی جو آج تک ٹکرانے پر ہوتا آیا ہے کوئی تبدیلی نہیں آئی کہ ٹکرانے سے نفرت ہوجائے دل کی دھڑکن بند ہو سانسیں رک جائے --------- آنکھیں پھٹ جائے

کچھ حیرت انگیز نہیں ہوا وہی ہوا ہے جو آج تک ہوتا آیا ہے ----- وہ دونوں پاؤں بیڈ پر رکھ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئی تو معصومہ ساتھ بیٹھ کر صرف تکتے ہی رہ گئی

-------- کیا -----؟ اسکے چپ ہونے پر معصومہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی

ارے یار وہی جو میم سے شروع ہوکر ت پر ختم ہوتا ہے ---------- وہ بیڈ پر گر گئی

---------- معصومہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی

پھر اچانک اسکی آنکھیں چمکیں ------- عذر اریشہ کیسا رہے گا -------- اسنے خیالی

-------- چٹکی بجائی اور خود ہی چہک اٹھی

------ ویسے کیسا لگا تمہیں میرا عذر بھائی --------- ؟ وہ خوشی سے گویا ہوئی

اللہ تجھے عقل دے سالار بچے کا پتا نہیں کیا ہوگا -------- اسکے اب پوچھنے پر اریشہ نے ماتھا پیٹا مطلب وہ جو میم ت سمجھا رہی تھی وہ خاک پلے نا پڑا اسے ----- معصومہ نے

--------- منہ بنایا

یہ بتا اسکی مما کہاں ہے مینے فیوچر ساس صاحبہ کی چاپلوسی کرنی ہے ------- دوپٹہ دانتوں میں دبا کر وہ شرمائی پوچھنے لگی کہ معصومہ ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئی ---------.

--------ینس کیوں رہی ہے بتا میں سیریس ہوں
آئی ایم سوری یار ------- وہ منہ پر ہاتھ پھیر کر سیدھی بیٹھی ---- اور ایکدم دکھ سے گویا ہوئی -------

عذر بھائی کی مما پاپا نہیں -------- وہ اکیلا ہے کوئی نہیں اسکا ہمارے سواء. . . . . .
. معصومہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئی -------

------ اوہ سیڈ یار -------- اریشہ بھی رنجیدہ ہوگئی
پر تو فکر نا کر اب میں آگئی ہوں نا تمہارے عذر بھائی کیلئے ---------- وہ مسکراتی شرارت سے گویا ہوئی -------- اسے اپنے ساتھ لگایا تو معصومہ بھی اسے گلے لگا گئی

میرا بھائی بہت پیارا ہے اری ------ اسکے لئے تمہارے جیسی ہی پیاری لڑکی ہونی چاہیے ---------- دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرادیں

oooooooooooooooooooooooooooooooooo

پورے گھر میں ایکدم رونق سی ہوگئی تھی ------ حیا اریشہ نے ڈھولک پر بیٹھ کر ہنگامہ ------- مچایا ہوا تھا

کل مایوں کی رسم تھی ------ اورآج دونوں بہنیں نروس سی تھی پریہا کی تیز تراری کہیں دور جاکر سوئی تھی اس وقت تو وہ بند کمرے میں گھبرائی ہوئی تھی اور معصومہ عائمہ ---------- بیگم کے گود میں سر چھپائے کیونکہ اسکی چھپنے کی جگہ یہی ہوتی تھی

ڈرائنگ روم میں شہریار دراب سفیان حسن مصطفیٰ اور شہروز جسکی پوسٹنگ کراچی میں ہونے ------ پر وہ اس وقت گھر میں موجود تھا ------- باتوں میں مصروف تھے

افف ------- توبہ ہے لیڈیز سے --------- عذر شہروز کے ساتھ دھرام سے صوفے پر ---------- گرا

.ہاہاہاہا ------ تو تمہیں کسنے کہا تھا ساتھ جانے کو ---------- شہروز قہقہہ لگا کر بولا

تو کیا کرتا انکار کردیتا -------- وہ چڑ گیا ---------اور باہر سے آتی گانے کے نام پر چلانے کی آواز پر انگلیاں کانوں میں ٹھونسی --------

کیا بلا ہے یہ --------- اسکا اشارہ باہر چلاتی اریشہ کے جانب تھا ------- جنگل سے تو نہیں اٹھا لائی آنٹی اسے .------

غلط بات بیٹا بہت پیاری مخلص بچی ہے ---------. شہریار نے سن کر تنبہ کی سفیان دراب نے بھی ہاں میں ہاں ملائی -------- عذر نے سر جھکا دیا ------

تو کہے تو بات چلائوں --------؟ شہروز نے کان میں سرگوشی کی ----- عذر نے نا سمجھی سے دیکھا ------؟

بچا نا سمجھ ہے ابھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی بات کو خود ہی انجوائے کرتا دل کھول کر ہنسا

۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر سمجھ تپ اٹھا

بکواس بند کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ انکل ٹھیک کہتے ہیں گدھا ہے ایک نمبر کا تو۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھا

۔۔۔۔۔۔۔ اور باہر نکل آیا شہروز کا قہقہہ اسکے پیچھے تھا

۔۔۔۔۔ لائونج میں آتے ہی اسکی نظر بے ساختہ اٹھی

لڑکیوں کے جھرمٹ میں حیا کے ساتھ ہنستی چلانے میں مصروف تھی پاس بیٹھی مشال بھی محبت سے انہیں دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ عذر نے سر جھٹک کر وہاں سے نکل آیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

**********❤

۔۔۔۔۔۔۔ سورج کے ڈوبتے ہی ملک ولا جگمگا اٹھا

پھولوں سفید پردے اور فینسی لائٹز سے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ---- مایوں کی رسم کیلئے دونوں بہنوں کیلئے جھولے کو خوبصورتی سے پیلے رنگ کے پھولوں سے سجائے -------- پیلے ہی پھولوں سے راستا بنایا گیا

گھر کی سب خواتین نے ہلدی رنگ کے خوبصورت سوٹ پہلنے تھے ------ اور مردوں نے ------- سفید شیروایوں پر پیلے مفلر

مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک ولا میں رنگ بے رنگی آنچل ------- لہرانے لگے

--------- مدھر ہنسی قہقہہ ماحول کو اور بھی حسین بنا گئے تھے

ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو اری---- حیا روم میں داخل ہوتی اورنج رنگ کے گھیردار ------ فراک میں پھولوں کی زیور اور لائٹ میں اریشہ کو دیکھ کر بے ساختہ بولی

اریشہ جھینپ گئی -------- دو دنوں کے بھرپور مہگامے میں دونوں بہت اچھی دوستی ------- ہوگئی تھی

تھینک آپ بھی کم نہیں لگ رہی ماشاءاللہ چاند لگ رہی ہیں ---------- اور آپ تو جانتی ہیں چاند کتنا حسین ہے چمکتا چمکتا خوبصورت روشنی والا دلوں کو اپنے سحر میں جکڑنے والا ------- نیندیں چرانے والا ----- اور پتا نہیں کیا کیا پر مجھے صرف اتنا آتا ہے --------

------- اسکی تعریفی ریکارڈ پر حیا قہقہہ لگا اٹھی

ہلدی رنگ کے لہنگے میں سرخ پھولوں کے زیور میک اپ کے نام پر کالی آنکھوں میں کاجل ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک ناک میں چمکتی لونگ وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی ------ کالے بالوں کی لمبی چوٹی بنائے سامنے رکھی تھی
لمبے دوپٹے کو شانوں پر سیٹ کیے وہ حقیقت میں مصطفیٰ کے ہوش اڑا رہی تھی

وہ آنٹی کہہ رہی ہیں آجائیں ہم دلہنوں کو نیچے لے جارہے ہیں---------- اریشہ کو پریہ ---------- کا پیغام یاد آیا

-------- ہاں چلو ----- حیا جلدی سر ہلا کر ساتھ ہوئی

------ ارے دو منٹ ------ وہ ایکدم کچھ یاد آنے پر رکی

-----؟ کیا ہوا

یار کیا تمنے مصطفیٰ کو دیکھا ---- کیا وہ آگیا ہے -------- اسکے پریشان سا پوچھنے پر وہ

------ شرارت سے اوہ بولی

------ زیادہ بکواس نا کر ------ حیا اسے دھیپ لگا کر بولی

نہیں مینے نہیں دیکھا آئی تھنک مصطفیٰ بھائی ابھی نہیں آئے ------یا مینے نہیں دیکھا --- اگر آیا ہوگا تو یہیں کہیں ہوگے اور اگر نہیں بھی آئے تو آپ پریشان نا ہوں وہ آجائیں اب اتنے بڑے تو ہیں کہ گاڑی ڈرائیو کرنا آجائیں انہیں ------ وہ ایکبار پھر شروع ہوگئی

------ حیا اسکے چہرے کو دیکھتے ہنسی

اچھا اب بس چلو --------- وہ مسکرائی دوپٹا ٹھیک کرتی باہر آئی اور پریہا معصومہ کے

-------- مشترکہ روم میں داخل ہوئی

ماشاءاللہ ۔۔۔۔۔۔۔ دونوں کی نظر جب بیڈ پر بیٹھی معصومہ پریہا پر نظر پڑی تو بیک وقت بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سرخ سفید نگینوں سے سجے ہلدی رنگ کے لہنگے میں بھاری دوپٹا جس پر سونے کی ستاروں سے کام کیا گیا تھا سر پر سجائے سرخ پیلے پھولوں کے زیور میں پارلر والی کی ہاتھوں کے مہارت نے دونوں کو کوئی حور ہی بنادیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افف۔۔افف لڑکیوں کیا غضب لگ رہی ہو واللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا چیختی کھسک آئی

۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ گھبرائی سرخ لب کچل گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی دل کی رفتار اسے ڈرا رہی تھی جس پر بے ساختہ ساتھ بیٹھی پریہا کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

حسین کیوں نہیں لگے گیں آخر پری کی بیٹیاں ہیں کیوں معصومہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا شرارت سے اندر داخل ہوتی اپنی ماں کو دیکھتے گویا ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ اور اریشہ حیا نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں خوبصورت سے پیلے لہنگے میں پریہ حور تھی ۔۔۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ اللہ نظر بد سے بچائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں نے باری باری ماتھا چوم کے بولیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ اور تھوڑی ہی دیر میں میشال نوشین کے ہمراہی میں دونوں کو لان میں آئیں دلہن کے شور پر پھولوں کے راستے پر چلتی دونوں بہنوں پر سب کی نظریں ٹھہر سی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ جتنا اللہ پاک نے دونوں بہنوں کو حسن دیا ہے اتنا ہی نصیب سوہنا کیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ طرح طرح کے رشک بھرے فقرے سب کی سماعتوں سے ٹکرائے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں کو الگ جھولے بٹھایا گیا

عذر اور شہروز نے ایک جیسے سفید شیروانی پر ہلدی رنگ کے مفلر لیے ہوئے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیا اٹھاروی صدی کی دلہنوں کی طرح گھونگھٹ نکالا ہوا ہے اب میں کیسے پہچانوں کہ یہ میری بلیک بیلٹ منکوحہ ہی ہے ------ عذر کے دھکے پر جھنجھلایا سا شہروز آکر اسکے پہلو میں بیٹھا ------- اسکی ساری چڑ اس گز بھر کے گھونگھٹ پر تھی --------- پریہا ---------- نے ترچھی نظروں سے اسکے سائے کو دیکھ کر دانت پیسے

---------- اسکی دہائی پر سب نے قہقہہ لگایا

ڈونٹ وری دلہا بھائی صرف پرسو تک اسکے بعد آپکی بلیک بیلٹ اپنے روپ میں آجائے گی ابھی پہچانے کی تکلیف کو چھوڑیں عزت سے بیٹھ جائیں اگر چیوفر سے محبت ہو تو ---------- ایک کزن ہنستے ہوئے اسکو خبردار کرنے لگا

---------- ہونہہ -------- وہ ہنکارہ بھر کر ہلدی کے پیالے سے ہاتھ رنگنے لگا

---------- اس بیچارے سے صبر نہیں ہورہا ------ ایک بار پھر قہقہہ پڑا

------ یہ تو ہے ------ وہ ہنس پڑا

اور پھر جب سب کی نظریں سفید کھرکھراتے شلوار قمیص میں ملبوس اس مغرور شہزادے پر پڑی تو انکھیں ابلنے لگی -------- کئی لڑکیوں کے منہ کھل گئے معصومہ کی قسمت پر کہ ایک دبو سی لڑکی جو خاندان بھر میں ڈرپوک سی مشہور کی تھی اسکی قسمت اس شہزادے سے ملے گی ----------.

نسرین بیگم کی التجا اور فیاض صاحب شہریار کی کہنے پر وہ ڈرائنگ روم سے جو سب کے ساتھ بیٹھا تھا مجبوراً آکر اس جھنجھٹ میں بیٹھا تھا ورنہ اسے تو صرف نکاح کروا کر اپنی بیوی چاہیے تھی ---------

اب پتا نہیں کیا کریں یہ لوگ تبھی پہلے سے ہی کرختگی چہرے پر سجالی تھی

---------- اریشہ تو ایسے کھوئی کہ مجبوراً حیا کو اسے جھنجھلا کر ہوش میں لانا پڑا

-------- ہوش میں آ لڑکی

--------- حیا کے جھنجھورنے پر وہ قہقہہ لگا اٹھی

-------- ہائے معصومہ تیری قسمت

اور یہ ظالم تو نظر بھر دیکھنے کو تیار نہیں ----- اسنے تاسف سے عذر کو دیکھا جو کچھ دور

--------- کسی لڑکے سے مسکرا کر باتیں کر رہا

اریشہ کے دیکھنے پر غیر ارادہ ہی عذر کی نظر اسی کی جانب اٹھی ایک پل کو دونوں کی نظریں ملیں دونوں ہی دل دھڑک اٹھے اور گھبرا کر نظریں چرا گئے ---------- اریشہ نظریں پھیر کر مسکرا اٹھی ------- حیا نے تعجب سے اس پاگل سی لڑکی کو دیکھا

..

سالار کے ساتھ بیٹھنے پر معصومہ خود میں سمٹ سی گئی جس پر اسکے لبوں پر تبسم کھلا

کچھ ہی دیر میں ہلدی کی رسم شروع ہوئی تو پری نے نم آنکھیں پونچھی ------- اور جاکر ---------- عائمہ بیگم کے پاس بیٹھ گئی

اتنی جلدی پرائی ہوجائیں گی مینے تو سوچا نہیں تھا ----- ابھی ہی تو مینے اور شیری نے انہیں انگلی پکڑ کر چلنا سیکھایا تھا ----------وہ کہتی رو پڑی ----عائمہ بیگم نے اسے ----- اپنے ساتھ لگایا

لڑکی ذات ایسے ہی اچانک آنگن سونا کر جاتی ہے کہ اسکا بچپن تمہیں کل کی بات لگے گا -------- نسرین بیگم نے دونوں پر پیار بھری نظریں ڈالی اور پری کے بالوں پر ہاتھ پھیرا ---------- وہ نم آنکھوں سے مسکرائی

باری باری سب رسم کے مطابق دلہنوں کو ہلدی لگاتے گئے اورشہروز سے بھرپور بدلہ لیتے کزنز اور فرینڈز اسکے چہرے کو پورا پیلا کر ڈالا -------- اور حیرت بات تھی وہ چپ بیٹھا تھا ---------

معصومہ جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی اس رسم نے اسکی اور بھی جان نکال دی تھی

سالار پر صرف کچھ عورتوں نے ہلدی لگائی ورنہ اسکی پرسنلٹی کو دیکھ کر سب سیریس تھے التبہ معصومہ سے اسکا بھرپور حساب لے رہے تھے ---------- جس پر وہ ضبط سے ------ لب بھینچے بیٹھا تھا

کہاں مر گیا کیا کہا تھا تجھ سے ------ شہروز نے موبائل نکال کر یہاں وہاں عذر کو ------ ڈھونڈنے کی کوشش کرتے میسج بیجھا

------ جارہا ہوں بھاگ رہے ہو کیا --------- عذر نے جل کر ریپلائے دیا

بھاگ نہیں بے صبر ہورہا ہوں ----- اسنے ڈھیٹ بنکر لکھا اور موبائل جیب میں ڈالکر ---------- ہنسنے لگا

--------- پھر دیکھتے ہی دیکھتے روشن جلملاتے لان میں اچانک اندھیرا چھا گیا

۔۔۔۔۔۔۔ اوہ یہ کیا ہوا ۔۔۔۔ لائٹ کہاں گئی ۔۔۔۔۔۔ ہر طرف شور سا ہوا

لوگوں کی باتوں پر سالار نے ناگواری سے سنا اور ساتھ بیٹھی اپنی دلہن کے لرزتے ہاتھ پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنا ہاتھ رکھا

ریلیکس مائے بے بی ۔۔۔۔۔۔ وہ جھک کر سرگوشی میں بولا کہ کانپتی معصومہ سر ہلا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پپ۔ ۔پر یہ لائٹ کہاں گئی میں تھک گئی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ سالار کے ہاتھ پر گرفت سخت کرتی منمنائی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے آئو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار نے اسے سہارا دیکر اٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنو مسز مصطفیٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پاس کھڑی حیا کو پہچانتے سالار نے بلایا ۔۔۔۔۔۔ حیا نے ہڑبڑا کر دیکھا

-------جج۔ --جی بھائی --------- وہ آگے آئی

معصومہ ٹھک گئی ہے اسے اب لے جائیں اندر --------- اسنے پاس کھڑے فضول -------- سی ہنسی مذاق کو دیکھتے معصومہ کو آگے کیا

-------- حیا کو حیرت کا جھٹکا لگا -------- اریشہ بھی آنکھیں پھیلا کر دیکھنے لگی

آر یو اوکے مسز مصطفیٰ -------- اسے حیرت میں پھیلی آنکھیں دیکھ کر سالار خود حیران -------- ہوا

پر---پر بھائی ایسے کیسے ابھی ------- وہ اندھیرے میں یہاں وہاں دیکھنے لگی --------

آپ لے جارہی ہیں یا میں لے جاؤں ---------- معصومہ کے ٹھکن کا خیال کرتے -------- وہ تھوڑا سخت سا ہوا

ہاں کیوں نہیں ہم لے جارہے ہیں ------- اریشہ جلدی سے آگے آئی کہیں وہ سچ مچ نا لے جائے ----- اسے دیکھ کر حیا بھی آگے بڑھی اور دونوں ساتھ لیکر اندر جانے لگی

کیا ہوا معصومہ کی طبعیت تو ٹھیک ہے ------- پری مشال پریشان آگے بڑھیں

--------- حیا اور اریشہ نے انہیں سالار کے حکم کا بتایا

اچھا چلو میری پیاری بچی --------- انہیں واپس بیجھ کر پریہ اسے اپنے ساتھ لیکر روم

---------- میں آئی اور معصومہ دوپٹا اتار کر بیڈ پر گر گئی

------- اسکی حالت دیکھ کر پری کو اپنے دن یاد آئے تو خود ہی ہنس پڑی

ٹھک گئی میری بچی ------- ماتھے پر بوسہ دیکر سر اپنی گود میں رکھا معصومہ نے ڈبڈباتی

--------- نظروں سے اپنی پیاری ماں کو دیکھ کر آنکھیں میچلیں

آئی لو یو مما پاپا ----- میں آپ دونوں سے بہت محبت کرتی ہوں ---------- اسکی

--------گرد بانہیں ڈال کر بولی تو پری مسکرادی

--------- ہم بھی تم سے بہت پیار کرتے ہیں میری جان
اور دیکھنا ہم سے بڑھ کر تمہیں سالار محبت دے گا کسی دکھ کو تمہارے آس پاس بھٹکنے نہیں دے گا نا ہی کسی کمی کو ---------- وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی --------- سمجھانے لگی تو معصومہ نے صرف سر ہلا دیا

.....

لائٹ کے جاتے ہی گھونگھٹ چہرے سے ہٹا کر شہروز نے اپنے ہلدی سے رنگے ہاتھ پریہا --------کی گال پر لگائے ------ وہ سخت گھبرا گئ

---------کیا کر رہے ہو پی سی ------- وہ دانت پیس کر سرگوشی میں بولی

پی سی کی جان دیکھوں ذرا کتنی حسین لگتی ہے چڑیل سفید پاؤڈر میں -------- اسکی چمکتی ناک میں لونگ کو لبوں سے چھو کر بولا تو وہ ہڑبڑا گئ ---------- اور چڑیل کہنے --------- پر زور سے اسکے پاؤں پر ہیل ماری

افف ظالم آج تو خوش فہمی میں رہنے دو کہ میرے پاس بھی بیوی آرہی ہے ناکہ غنڈی

پیچھے رہو پی سی لائٹ آجائے گی ------- اسے قریب دیکھ کر وہ پریشان ہوئی

ہلدی تو لگانے دو جانے من ------ اپنا چہرا اسکی گال سے رگڑتے اسے گھبراہٹ میں

--------- مبتلا کرگیا

ش۔۔شہروز۔ ------ اتنے لوگوں کے بیچ اپنے لبوں پر اسکا دہکتا لمس محسوس کرکے وہ

---------- سمٹ گئی

شہروز کی جان --------- اسکے قریب سے ہلدی پھولوں کی خوشبو اپنے اندر اتارتے اسکے

---------- چہرے پر گھونگھٹ ڈالکر فاصلے پر بیٹھ گیا

اور موبائل نکالی ------ پر اسکے کچھ لکھنے سے پہلے ہی لائٹ کے ساتھ عذر کا میسج شو

------- ہوا

جا گدھے مصطفیٰ بھائی کے ہاتھوں مرتے مرتے بچا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب تو مجھے کوئی کام کہہ کر دیکھ پھر بتائوں گا تمہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ میسج ریڈ کرتے شہروز کا قہقہہ لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز بھائی آپ لگائیں نا ہلدی پریہا کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک کزن چہک کر بولی ۔۔۔۔۔ تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز نے اکڑ کر گردن پریہا کی جانب پھیری

شہروز ایسی فضول رسمیں نہیں کرتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے جواب پر لڑکیوں کے منہ کھلے اور لڑکے قہقہہ لگا کر ہنسے پریہا اندر ہی اندر اس چالاک انسان کو گالیاں دینے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔

...

مصطفیٰ آپ کہاں ہیں ۔۔۔۔آئے نہیں کیا ۔۔۔۔۔۔۔؟ حیا آئینے کے سامنے چوٹی کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ بل کھولتی موبائل کان سے لگائے دوسری طرح مصطفیٰ کے ہیلو کہنے پر بولی

بڑی جلدی یاد آگیا کہ تمہارا ایک عدد شوھر بھی ہے -------- اسکے نظرانداز کرنے پر وہ جلا بھنا بیٹھا تھا --------

یہ کیا کہہ رہے ہیں میں بھولی کب ایک عدد شوھر صاحب کو --------- کیا آپ ناراض ہیں میں کب سے آپکو کال کر رہی تھی پر آپنے پک نہیں کی ---------

کہاں ہو اس وقت -------؟ اسکی بات نظرانداز کرتے وہ سختی سے بولا ---------

حیا نے چوٹی سے ہاتھ نکال کر موبائل کو حیرت سے دیکھا --------

اوپر روم میں تیسرے روم میں ہوں بائیں طرف -------- اسکے کہنے پر کال کٹ گئی وہ کندھے اچکا کر رہ گئی --------

وہ الماری سے ایک سوٹ نکال کر مڑی جب ڈروازہ کھلا اور سفید شیروانی میں وہ اپنے درازقد کے ساتھ نمودار ہوا ---------

بہت جلدی ہے چینج کرنے کی ---------- ڈروازے کو لاک کرتے وہ مڑا -------
اور اسکے مقابلے آکر اسے کمر سے پکڑ کر قریب کیا -------- لفظ چھبتے ہوئے تھے

---------کک---کیا ہوا ہے ------- دوپٹے کو بیڈ پر دیکھ کر وہ نروس سی بولی
بہت کچھ ------ اسکی بے چین نظریں ہر نقش سے اپنی پیاس بھجانے لگی
---------- --------- حیا اسکی نظروں کی تپش پر پلکیں جھکا گئ

ابھی میں ٹھیک کہاں ہوا ہوں جو تمنے پھر سے اکیلا کر دیا --------- اسکی ڈیپ سرخ
---------- رنگ میں لپٹے ہونٹوں کو دیکھتے گھمبیر آواز میں بولا

میں آجاؤں گی پرسوں -------- آپکی بھانجیوں کی شادی ہے -------- وہ اسکی گرفت
-------- سخت محسوس کرتی کسمسا گئ

میں جانتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی چوٹی کے بقایہ بل کھولتے وہ چبا کر گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔
تبھی میں خاموش ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بالوں میں انگلیاں پھیر کر انہیں پیچھے کیا

بہت خوبصورت لگ رہی ہو ۔۔۔۔۔۔ پر تمہیں میری شرط یاد ہے نا ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے صبر کا انعام دوگی جان مصطفیٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لپ اسٹک کو انگوٹھے سے ہونٹوں سے جدا کرتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گویا ہوا تو وہ گھبرا کر سر ہلا گئی

چلتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ گال پر اپنے لب رکھ کر وہ مڑ گیا تو حیا صرف دل پر ہاتھ رکھتی اسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پشت کو دیکھتی رہ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ولن کہیں کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑا کر ہنس پڑی
پریہا جو معصومہ کو دیکھنے گئی تھی کہ وہ ٹھیک تو ہے آکر اسکے سرخ رنگ کو دیکھتی قہقہ لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اٹھی

لگتا ہے میری غیرموجودگی میں گلاب کھل اٹھے ہیں -------- وہ گنگناتی پھولوں کے زیور ---------- اتارنے لگی

---------- حیا نے ناک چڑھائی

...

میم آپکو سر بلا رہے ہیں -------- سب ٹھک کر اپنے اپنے روم میں چلے گئے تھے

---------- ----- پری کو معصومہ کے روم میں دیکھ کر جینی بولی

---------- اچھا آ رہی ہوں -------- سوئی معصومہ کا سر تکیے پر رکھ کر بولی

---------- جینی سر ہلا کر چلی گئی

---------- ساتھ پری بھی دروازہ بند کرکے نکل آئی

اسکے جاتے ہی ساتھ والے روم میں سے سالار نکل کر اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اندر سے ---------- بند کردیا

**********❤

------ سالار نے بیڈ کی جانب دیکھا تو اسکی آنکھیں مسکرانے لگی
سامنے ہی ہلدی رنگ لہنگے میں اپنے دلفریب سراپے سے بے نیاز نیند کی وادیوں میں گم
------ تھی -- یہاں تک کہ اسنے ہلدی لگا چہرا بھی واش کیا

------- آہستہ سے قدم اٹھاتا وہ اسکے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا
اسکی پلکیں لرز رہی تھی ---- اور سالار سمجھ گیا وہ اسکی موجودگی سے انجان نہیں

ہماری رسم ابھی باقی ہے بے بی -------- اسکے کان سے پھولوں کے ائیرنگ نکال کر
سائیڈ ٹیبل پر رکھے------- معصومہ اسکے لمس پر پٹ سے آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھی

------ ہہ----ہماری کوئی رسم نہیں ہوتی -------- اسکے ہاتھ جھٹک کر وہ دور ہوئی
تمہیں نہیں پتا کیونکہ تمنے ابھی کوئی شادی اٹینڈ نہیں کی اس لیے -------- اب بار
------ معصومہ نے حیرت سے دیکھا

شاید آپ بھول گئے مینے ماموں جان کی شادی اٹینڈ کی تھی اور ہر رسم بغور دیکھی

------ اوہ میں یہ کیسے بھول گیا

چلو خیر ہم اپنی رسمیں بناتے ہیں ----- وہ بانہیں وا کرکے پیار سے بولا معصومہ نے ناک چڑھا کر اسکی جانب پشت کرلی --------- ابکی بار حیران رہنے کی بار سالار کی تھی

---------- پر وہ ہنس پڑا

آپکو مجھے نہیں دیکھنا سالار اب صرف شادی پر دیکھیں گے ---- اب جائیں اریشہ آجائے گی -------- وہ کہتی اٹھنے لگی جب سالار نے بات مکمل ہوتے دیکھ کر اسے واپس بیڈ پر کھینچا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیکر بیڈ سے لگا دیا -------- معصومہ -------- بے بس ہوکر رہ گئی تو آنکھیں میچلیں

مینے ہلدی نہیں لگائیں ------ وہ اسکے چہرے پر جھک کر گھمبیر آواز میں بولا -----
------- معصومہ نے اپنا لب کچل لیا

--------کیا کروں بتائو گی نہیں بے بی -------؟ اسکے گلے سے پھولوں کا ہار نکالا

تو لگالیں یہاں کیوں آئیں ہیں ------- وہ اسکی جھلستی سانسوں سے خائف ہوتی گردن
------ موڑ گئی سالار نے اسکی نیلی رگ کو دیکھا

تم بہت پیاری لگ رہی ہو ---------- اسکی رخسار پر لگی ہلدی پر اپنی ناک رگڑتے بولا تو
معصومہ اسکی انتہائی قربت پر اسکے ہاتھوں میں ناخون چھبوگئی --------- سالار ہولے
---------- سے ہنس دیا

مم۔ --مجھے پیاس لگی ہے -------- خشک حلق تر کرتے وہ بمشکل بول پائی

نکاح مبارک ہو ملکہ -------- اسکے ہاتھوں کی پشت پر اپنے لب رکھ کر وہ بولا تو معصومہ ---- سر ہلا گئی

مجھے مبارک نہیں دوگی ------- اسے پانی پلا کر وہ اٹھا تو معصومہ اسے مزید کوئی موقعہ -------- دئے بغیر باتھ روم میں بند ہوگئی

سالار ہنس کر وہاں سے نکلا تو دروازے پر جمع فوج کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا

ہم پوچھ سکتے ہیں مسٹر سالار آپ ہماری بہن کے روم میں کیا کر رہے ہیں ---- ----- سب سے پہلے پریہا بولی تو سالار نے مسکراہٹ دباتے باقی کی فوج کو دیکھا جس ---------- میں حیا اریشہ باقے کے کزنز بھی شامل تھے

میں پوچھ سکتا ہوں رسم دوران لائٹ کیوں گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار نے شہروز کو موبائل چلاتے اور رکھنے کے بعد لائٹ جانے پر سب سمجھ گیا تھا تبھی بڑے مزے سے دونوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاتھ دروازے پر رکھ کر پریہا کی سنہری آنکھوں دیکھ کر پوچھا تو وہ گھبرا گئی

مم۔۔۔۔مجھے کیا پتا ۔۔۔۔۔۔ وہ گھور کر حیا کو آگے کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔ سب نے ۔۔۔۔۔۔۔ پریہا کو دیکھا اور وہ بری طرح پھنسی

تم سب مجھے مت گھورو یہ بہت چالاک انسان ہے اپنے سے دھیان ہٹانے کیلئے مجھ پر ڈال رہا ہے حالانکہ میں تم سب کے سامنے گھونگھٹ کرکے بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بڑی سی چادر کو انگلیاں میں مروڑتے دانت پیس کر کہنے لگی سالار نے نظریں گھمائی

۔۔۔۔۔۔۔۔

پر میں ایسا کیوں کروں گا سالی صاحبہ جبکہ میں اپنی جائز پراپرٹی کے روم میں آیا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مایوں سے پہلے ہوئے نکاح کا حوالہ دینے لگا

بکواس نا کرو میں جانتی ہوں تم صرف مجھے پھنسا رہے ہو -------- اسکے غصہ ہونے پر ---------- سالار قہقہہ لگا اٹھا

--------- چلو رہنے دو نا بتائو فورس کون کر رہا ہے

آپکو یہاں آنے پر نانو کے سامنے پیش کیا جائے گا چلیں ہمارے ساتھ ------- حیا --------- فیصلہ سنانے لگی

ایسا ہے تو چلو پر ساتھ مصطفیٰ کو بھی پیش کیا جائے کیونکہ وہ بھی تو کچھ دیر پہلے آپکے روم میں آیا تھا ---------- سالار نے ہنس کر اس پر حملہ کیا تو سب لڑکیاں حیا کی حالت پر قہقہہ لگا اٹھی اور حیا کو معصومہ پر ترس ہونے لگا بیچاری معصوم سی کس چالاک ---------- انسان کے قید میں پھنس گئی

بھائی مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی ------- حیا سٹپٹا کر اپنے مزاق پر خفا سی بولی

تو بھابی حملہ کرنے سے پہلے ہتھیار ہی اپنا لے لیتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پریہا کو جاتے دیکھ کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ بولا تو ایک بار پھر سب ہنسنے لگے

کیا ہورہا ہے بھئی بچا کیوں گھبرا رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز بالوں کو انگلیوں میں پھنساتے ۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار پر چوٹ کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے لفظوں میں سرشاری تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ کھڑے مصطفیٰ نے قہقہ لگایا

بچا نہیں گھبرا رہا بچیاں بری طرح پھنسی ہیں ۔۔۔۔۔ سالار نے حیا پر چوٹ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ مصطفیٰ کی موجودگی میں سٹپٹا گئی

آؤ یار چھوڑو بچیوں کو رت جگا منائیں مجھ سے تو سویا نہیں جارہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز شریر بنکر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہنستا سالار سے بولا

تم نہیں سدھر نے والے ۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے اتنی کھلی بے باکی پر اسے دھیپ لگائی تو وہ قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی ہی عزت کرلیں بھائی بچا دلہا بنا ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔ عذر نے آکر اسکی ابھی تک پہنی شیروانی پر چوٹ کی ۔۔۔۔۔۔۔

دل نہیں کرتا اسے اتارنے کو ۔۔۔۔۔۔ عذر کو منہ میں گالیاں دیتے دیکھ کر آنکھ ماری تو اس بار سالار مصطفیٰ بھی ہنس پڑے ۔۔۔۔۔۔ اور چارو ساتھ ملکر گھر کی پچھلی سائیڈ پر پول کے قریب چیئرز پر بیٹھ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حیا اور اریشہ نے مل کر انکے لئے کافی کے مگ ٹرے میں سجا کر کچھ کھانے کیلئے ساتھ رکھ کر وہیں آئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھینکس لیڈیز واقعی اس کی ضرورت تھی ۔۔۔۔۔۔۔ شہروز نے مگ پکڑ کر کہا تو اریشہ نے منہ بنایا ۔۔۔۔۔۔۔

سوری بھائی بٹ ہم لڑکیاں ہیں نا کہ عمرداز عورتیں -------- اسکے منہ بنانے پر سب ---------- نے قہقہہ لگایا ------ اور اسکی تاکید کی

سہی کہہ رہی ہے شہروز لڑکیوں کے معاملے میں ہمیشہ لڑکی لفظ ہی استعمال کرنا چاہیے ورنہ اگلے لمحے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنی پڑیں گی ---------- عذر نے آگاہ کیا تو اریشہ نے اسے دیکھا بیک وقت دونوں کی نظریں ملیں اور شہروز دیکھ کر مصنوعی کھانسی کھانسنے لگا

بس بس میں سمجھ گیا -------- اریشہ کے جاتے ہیں شہروز اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتے بولا تو وہ مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں مگ لبوں سے دبا گیا سالار نے محبت سے ---------- اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

-------- عذر نے ہاتھ جھٹکا تو سالار قہقہ لگا اٹھا

ناراض ہو شہزادے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ چھوٹے بھائی کی طرح لگاتے بولا تو وہ مسکرا دیا ۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ شہروز نے نا سمجھی سے دیکھا تو سالار بات گھما گیا اور پھر ایسے ہی انہیں باتوں باتوں میں صبح ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔

آذان کی آواز پر سب اٹھ کر چلے گئے ۔۔۔۔۔۔۔

سورج نے مسکرا کر انگڑائی لی اور بیدار ہوکر اپنے سنہری پر ہرسو پھیلا لیے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

...

مہندی کی رات آئی تو سب نے مہندی لگائی ۔۔۔۔

پریہا اور معصومہ کو ہاتھ پاؤں پر بہت خوبصورت مہندی کی ڈیزائن لگائی گئی ۔۔۔۔۔۔۔ دھولک پر حیا بیٹھی گنگنانے لگی اور ساتھ باقی کی کزنز اریشہ بھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ آج معصومہ نے بھی فل انجوائے جیا کیوں کہ وہ سالار کی نظروں کے حصار میں نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔

مرد حضرات سب فراز ولا میں تھے ۔۔۔۔۔

------ یہاں صرف عورتیں ہی تھی

-------- نسرین بیگم بار بار معصومہ کو لپٹا کر پیار کرنے لگتی جس پر وہ جھینپ جاتی وہ بہت خوش تھی سالار کو قہقہہ لگاتے دیکھ کر اسے بھی ایک فیملی مل گئی یہ خوشی اسکے --------- سکون بھرا سانس دے رہی تھی

مہندی سکھانے کے بعد انہیں اپنے اپنے روم میں بھیجا گیا ------- اور وہ اپنے محبت بھرے آنگن میں سکون کی نیند لینا چاہتی تھی -------- پرہما تو البتہ شادی کے بعد بھی ------- یہیں تھی معصومہ نے ساری رات تکیہ بھگویا
--------- صبح اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھی جس پر اریشہ کی نظریں پڑی

-----؟ ارے تم ساری رات روئی ہو معصومہ
------- نن--- نہیں تو ----- وہ نظریں چرا گئی

ادھر دیکھو ۔۔۔۔۔ اسنے چہرا اپنی طرف کیا ۔۔۔۔۔ مانا کہ ہمارا ساتھ بہت مختصر تھا پر ہم میں بہت گہری دوستی ہوئی ہے اس مختصر وقت میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر معصومہ ۔۔۔۔۔۔ اسکے ساتھ لگ گئی

میں کیسے رہوں گی تم سب کے بنا مما پاپا نانو آپی ۔۔۔۔۔ اور یہ پیاری فیملی میرا ماموں حیا ۔۔۔۔۔ وہ سسک اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور اریشہ اسے رونا دیا کیوں کہ وہ چاہتی تھی رو لے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گلابو ۔۔۔۔۔۔۔ پریہا حیا نے اندر داخل ہوکر پکارا تو اسنے سر اٹھایا آپی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ لگ گئی حیا اور اریشہ کی بھی آنکھیں نم ہونے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پاپا تمہیں ایسے ہی تو بریو گرل نہیں کہتا تم سچ میں ایک بریو گرل ہو سالار بھائی بہت اچھا ہے ۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے جب تم چھوٹی تھی تو وہ ہمارے گھر آیا تھا تبھی تمہیں دیکھ کر اسنے مجھ سے چھین لیا تمہیں میں روئی چلائی پر اس پر کوئی فرق نا پڑا

اور تمہارے ساتھ اکیلے کھیلنے لگا ---- مینے کہا مجھے کھیلنے دو اپنی بہن کے ساتھ تو بولا یہ ---------- تمہاری نہیں یہ میری بے بی ہے تم گندی بچی ہو

مینے غصے میں اسے پتھر مارا تب بھی اس پر کوئی فرق نا پڑا البتہ تمہیں لے کر وہ روم میں بند ہوگیا اور تب باہر نکالتا جب تمہیں بھوک پیاس لگتی ------- مما پاپا خوش تھے کہ وہ بہل گیا یہاں پر ایک دن اسنے ضد کرلی مجھے واپس جانا ہے اور پاپا جب اسکی ضد پر مجبور ---------- ہوئے تو جاتے ہوئے وہ تمہارا بھی بیگ پیک کیے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا سب لوگ ہنس پڑے اسے سمجھایا بھی پر وہ چیخ چلا اٹھا کہ مجھے یہ بے بی چاہیے ---------- ---------- یہ میری ہے ----- وہاں میں الگ رو رہی تھی کہ یہ میری ہے اسکی جب مجھ پر نظر پڑی تو مجھے سب کی پروہ کیے بغیر تھپڑ دے مارا کہ سب تمہاری وجہ سے مجھے بے بی نہیں دے رہے --------- اور اسنے گھر کی چیزیں توڑنا شروع کردی کہ -------- جائوں گا تو اسے ساتھ لیکر جائوں گا ورنہ وہ مجھے مارنے کو دوڑ آتا

پاپا اسکی جنونی حالت پر پریشان ہوگئے آخرکار اسے بہلا پھسلا کر اماں نسرین کے ساتھ بیجھ ------- دیا

اور اب پھر سے دیکھو تمہیں لینے آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر اسکی محبت میں طاقت نا ہوتی تو آج تم اسکی نا بن رہی ہوتی ۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید اسکی محبت میں ہماری محبت سے زیادہ طاقت ہے ۔۔۔۔۔۔۔ تینوں حیرت سے منہ کھولے پریہا کو دیکھ رہی تھیں جو اب اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھی جو مسلسل بھیگ رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بعد سب خاموش ہوگئیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پری انکا ناشتہ لیکر آئی تو دونوں نے ملکر ناشتہ کیا

اور بیچ بیچ میں دونوں کو پری بھی نوالہ بنا کر کھلاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں بھی نم تھی سب کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔

..

سب کے منہ کھلے ہوئے تھے جبکہ نظریں لائونج میں موجود گوری چٹی انگریزنوں پر تھی جو دلہن کے گولڈن لہنگا بوتیک سمیت لائیں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈآئمنڈ کے جدید ترین جیولری سجا ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔ ہر کوئی آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ مہمان جو وہاں رہائش پذیر تھے وہ بھی آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے

اسے اوپر لے چلیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ دو ملازمین کو پری نے کہا تو وہ مودب سے آگے آئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ سب نے دیکھ کر سہرایا

ماشاءاللہ معصومہ تمہارا نصیب ۔۔۔۔ کتنا پیار کرتا ہے تم سے سالار بھائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر کسی کے منہ پر یہی بات تھی اور معصومہ سوچ رہی تھی کہ اگر یہ سالار کے محل میں اسکی زندگی دیکھ لیتیں تو ناجانے کیا کرجاتیں ۔۔۔۔۔ سوچتے وہ مسکرادی ۔۔۔۔۔۔۔

.....

ہم پھر اکیلے ہوجائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ پری شہریار کے کندھے سے لگ بھیگی آواز میں بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں ہماری بیٹیاں اور اب بیٹے جو ہیں ------ اور اگر تم پھر بھی اکیلی ہوگئی ہو تو میرے پاس ایک اور بھی آپشن ہے --------- اسکے آنسوں صاف کرکے شہریار بولے

-------کونسا ------؟ وہ بہت دکھی تھی

ہمارے دوسرے بچوں کا -------- وہ ہنسا ------- پری نے غصے سے گھوری ڈالی

--؟؟ -آپ کس پتھر کے بنے ہیں ------- کوئی دکھ نہیں ہورہا ------کوئی تکلیف

کیوں تکلیف ہوگی میں تو خوش ہورہا ہوں کہ میری بچیوں کا نصیب اتنا اچھا ہے ------ ----- اور ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے ہیں

ابھی تمہارے لیے ایک سرپرائز بھی ہے ------ اسکے بال سنوارتے وہ گویا ہوئے تو --------- پری نے کھوجنے والے انداز سے دیکھا

---کیسا -------؟ وہ مسکرائی

اگر بتایا تو سرپرائز کیسا ------- اسے ساتھ لگا کر مسکرائے ------ پری نے منہ بناکر ہاتھ جھٹکے ----- جب بتانا نہیں تو بتایا کیوں -------!! وہ اٹھ کر چلی گئی شہریار مسکرا ------کر اسکی پشت کو دیکھنے لگا

**********❤**********

دونوں لہوں کی گاڑی آگے پیچھے میرج ہال میں رکی ------- تو انکے قدم باہر رکھتے کھٹا کھٹ کیمرا ہر ہر منظر قید کرنے لگے --------- صحافی ایکدوسرے دھکیلتے آگے آنے --------کی کوشش میں گارڈز کے گھیرے سے نکلنے کیلئے ادھم مچالی تھی

گولڈن شیروانی میں اپنے چوڑے سینے درازقد کے ساتھ سالار ہر کسی کی آنکھوں میں چمک ------ رہا تھا

اور ساتھ ہی تھری پیس سوٹ میں شہروز بہت ہینڈسم لگ رہاتھا ------- اسکے لبوں پر ------- مسکان غضب دہار رہی تھی

مصطفیٰ عذر کے ساتھ وہ جب میرج ہال میں داخل ہوئے ہر طرف شور سا اٹھا

لڑکیوں کی کھلکھلاہٹیں خوشی بھرے قہقہے ماحول کو بہت ہی خوبصورت بناگئے تھے

---------- انکے اندر قدم رکھتے پھولوں کی برسات سی ہوئی

ماشاءاللہ -------- عائمہ بیگم نسرین بیگم نے انکے ماتھے پر بوسہ دیا اور وہ کسی مغرور
---------- شہنشاہ کی چال چلتے اسٹیج پر بیٹھے

اب دانت اندر کرلے پتا لگ گیا ہے بڑا میدان مار لیا ہے ---------- عذر نے شہروز کی
--------- مسکان پر چوٹ کی تو وہ اور سرشاری سے قہقہہ لگا اٹھا

مجھے لگتا ہے تو پیچھ رہ جانے سے جل رہا ہے ---------- اسکے کہنے پر سالار مسکراتا عذر
کی شکل دیکھنے لگا -------- جو قہقہ لگا رہا تھا پھر اسنے جمال صاحب سے بات کرتے
---------- شہریار کو دیکھا دونوں کی نظریں عذر پر تھی

خوش فہمی ہے بڑی ------- میں تو اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب تو کہے گا "شادی کر کے پھنس گیا یار اچھا خاصا کنوارہ تھا "---------- اب کی بار مصطفیٰ سالار نے قہقہہ لگایا ---------

چل بھائی دیکھتے ہیں تو کہتا ہے یا میں -------- اسکے سامنے پٹر پٹر بولتی اریشہ کی شکل گھومی جسکی بات اتنی ہوتی پر اگلا بندہ تب تک ہوش گواں دیتا ----------

عذر نے ہونہہ کہہ کر سر جھٹکا ------ کیونکہ ابھی اسکا شادی کا کوئی پروگرام نہیں تھا اور اسنے شہریار کے ذکر کرنے پر بھی منا کردیا تھا ---------- -------

کچھ ہی دیر گذری تو دلہنوں کا شور گونجا ---------- سالار کے لبوں پر تبسم اپنی چھپ دیکھانے لگا ------- اس وقت کئی دل اسے دیکھ کر دھڑکے ---------- اور کتنے ہی حسد کی لپیٹ میں آئے ----------

پری مشال حور نوشین آگے بڑھیں اور حیا اریشہ کے ساتھ اندر داخل ہوتی دلہوں کو سہارا دیا

گولڈن سونے نگینوں کے کام سے بھرا بھاری لہنگا بمشکل اپنے نازک جسم پر سنبھالتے ڈائمنڈ ---------کی ہیوی جیولری ہائی ہیل میں معصومہ پہنچانے سے انجان لگ رہی تھی
پارلر کے خوبصورت مہارت سے کیے گئے میک اپ نے اسکے غیر معمولی حسن کو قیامت خیز بنادیا تھا ------- چھوٹی سی ناک میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کی نتھ سرخ ڈیپ رنگ ---------- میں لپٹے پنکھڑیوں کو چومتا نتھ سے اٹچ چھوٹا ڈائمنڈ
جو کوئی دیکھتا پلکیں جھپکانا بھول جاتا ---------- پری نوشین کے سہارے چلتی اپنے ہمسفر کے سامنے آئی جسنے اسکا نازک زیوروں سے سجا حنائی ہاتھ تھاما تو وہ کانپ سی گئی پر ---------- وہ سرشار سا اسے اپنے ساتھ بیٹھانے لگا

ڈیپ ریڈ رنگ کے سونے کے ستاروں سے سجایا وہ بھاری لہنگا پریہا کے تن کا زینت بنا ---------- ہوا تھا

ڈائمنڈ کی ہیوی جیولری میں سر پر بھاری سرخ دوپٹہ سجائے دلہن کے میک اپ میں اسکے تیکھے نقوش کو قاتلانہ بنا ڈالا تھا -------- تیکھی ناک میں چمکتی نوزپن --------.
سرخ لب صراحی دار گردن میں ڈائمنڈ کا سیٹ -------- وہ آنکھوں میں بسائے جانے ---------کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

اسے دیکھتے ہی شہروز کی دھڑکنے بے ترتیب ہوئی --------. حوریہ اور پھولوں کی برسات مووی میکر ، مشال کی سنگت میں چلتی وہ اسکے سامنے آئی تو بڑی چاہ سے اسکے حنائی ہاتھ ----------کو تھام کر اپنے برابر لایا

اس حسین منظر کو کئی کیمرا نے قید کیا -------- لوگ سحر میں جکڑے انہیں دیکھ کر ---------- سہراہ رہے تھے -------آنکھیں تھی کہ پلٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی

زیادہ ہی اتوالہ ہورہا ہے ------- شہروز کی سرگوشیوں پر پریہا کے سمٹ جانے پر عذر نے -------- قہقہہ لگایا

تو تو اب دفع ہو یہاں سے کباب میں ہڈی ---------- وہ دانت پیس کر کھا جانے والی نظروں سے عذر کو دیکھنے لگا --------- وہ آنکھ مار کر ہنستا شہریار کے بلانے پر نیچے آیا

---------- سالار نے محبت سے ایک نظر اسکے جھکے سر کو دیکھ کر لرزتا ہاتھ سہلایا ریلیکس مسز سالار -------- وہ سرگوشی میں بولا معصومہ نے آنکھیں جھپکیں

تم جانتی ہو آج دل تمہیں چھپانے کی چاہ کر رہا ہے --------- اسکے ہاتھ کی پشت ------- انگوٹھے سے سہلائی

-------- معصومہ نے گھبراہٹ سے کوئی جواب نا دیا تو وہ مسکرانے لگا

آہستہ آہستہ سب آکر انہیں مبارک باد دینے لگے جنہیں وہ خوش دلی سے وصولتے گئے

تھری پیس سوٹ میں ملبوس مصطفیٰ کی نظریں بھٹکتی میرون ہیوی دلہن کے لہنگے میں
--------- حیا پر تھی نفیس سی جیولری میں اسکے دل کی تار چھیڑ رہی تھی
اور اس پر غضب کرتا اسکا اس سے یوں بے نیاز انداز --------- مصطفیٰ دل کھول کر
ہنسا -------- حیا نے ترچھی نظروں سے دیکھا جسکی گرے آنکھوں میں اسکے لیے محبت
-------- کا سمندر تھا

اسکے دیکھنے پر جذبوں سے چور بہکی بہکی نگاہیں وہ سٹپٹا گئی اور اسکی جانب پشت کرلی

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں ------. نیوی بلو میکسی میں خوبصورت ہیئراسٹائل کے ساتھ
نفاست سے کیے گئے میک اپ میں اریشہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی
--------- ------ اسنے فکرمندی سے حیا کی سرخ رنگت کا پوچھا

------ ہہ---ہاں ---- وہ مسکرائی

.لگ تو نہیں رہیں ---- وہ قہقہہ لگا کر وہاں سے نو دو گیارا ہوئی حیا مسکرا کر لب دبا گئی

بہت پیاری لگ رہی ہیں آنٹی -------- سمیہ نے بلیک ساڑھی اور نفیس جیولری میں پری کی تعریف کی وہ جھینپ گئی --------

تم بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان ------- اسنے گال پر ہاتھ پھیرا تو سمیہ مسکرا کر شہروز کے پہلو میں بیٹھی اپنی بہت پیاری دوست کو دیکھا جو اس وقت سمٹی بیٹھی تھی -----

کتنا پیارا جوڑ ہے ---------- اسنے سالار معصومہ اور شہروز پریہا کو دیکھ کر کہا تو پری نے محبت پاش نظروں سے اسٹیج کی جانب دیکھا ----------

اور دل ہی دل میں اللہ کو دھیروں شکریا ادا کیا --------- اور ایک سکون بھری گہری سانس فضا میں خارج کی ----------

بلیک تھری پیس سوٹ میں شہریار نے مسکرا کر اسکے پر سکون چہرے کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔ اور رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جسنے اتنی پیاری ہمسفر کے ساتھ نیک اولاد عطا کی

۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو آج اسکا سر فخر سے اونچا کیے اپنے گھروں کی ہورہی تھی

شکریہ میرے مالک تیرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بڑبڑاہٹ پر سفیان دراب حسن بھی مسکرائے

۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ساتھ شکریہ ادا کرنے لگے

.....

اسٹیج پر کھڑا ساکت عذر سر جھکائے ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے کندھے پر شہریار کا ہاتھ رکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پاس ماں کی طرح پری تھی

سامنے ہی اپنی ماں اور کزنوں کے گھیرے میں سر پر دوپٹہ ٹکائے اریشہ سر جھکائے ہوئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھی

۔۔۔۔۔۔ شہروز نے اسکے سکتے پر بمشکل اپنی ہنسی روک رکھی تھی

بیٹا پہنائو ۔۔۔۔۔۔۔ پری نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ بمشکل نم پلکیں جھپکا پایا

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ ہی اپنی بہو کو پہنادیں -------- اسنے پری کو مان سے کہا اور اس میں ممتا کی ---------- خوشبو محسوس کرتے ماتھے پر بیٹے کے حق سے بوسا دے گیا

---------- مسز جمال نہال ہو گئی اپنے داماد کے حسن اخلاق پر

اریشہ نے مسکراہٹ دبائی -------- پر عذر کی نظروں سے چھپی نا رہ سکی ------- وہ سالار میں دیکھ کر ابرو اچکانے لگا جس پر اسنے بڑے بھائی کی طرح پلکیں اثبات میں -------- جھکائیں عذر مسکرایا

ابھی ہی کچھ دیر شہریار نے اسے مسٹر جمال سے اپنا بیٹا کہہ کر ملوایا تھا ---- جس پر وہ بہت خوش دلی سے ملا اور اسکی آنکھوں میں پسندگی عذر نے دیکھی تھی -- پھر نا جانے کونسی میٹنگ ہوئی کہ اچانک اسٹیج پر انکی منگنی کی انائونسمنٹ ہوئی اور پری اسے اپنے ---------- ساتھ لیکر اسٹیج پر آئی

معصومہ پریہا پلکیں اٹھائیں اس حسین منظر کو دیکھ رہی تھیں خاص کر کے انکی نظر اپنی پیاری شرمائی باتونی سی بھابی پر تھی جو اس وقت کزنز کی سرگوشیوں پر چھوئی موئی بنی ہوئی تھی ----------..

پسند آئی تمہاری بھابی --------- سالار نے گھمبیر آواز میں پوچھا تو معصومہ ذرا سی نظریں اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے من چاہے ہمسفر کو دیکھا --------- اور اسکی نظروں میں محبت کا ٹھا ٹھیں مارتا سمندر پر شرماکر نظریں جھکا گئی ------- البتہ سوال پر سر ہلا دیا

-------- مجھے پہلے سے معلوم تھا --------! وہ پھر بولا تو معصومہ حیران ہوئی تو آپنے مجھے نہیں بتایا -------؟ وہ خفا ہوگئی -------- اسکی ناک کی حرکت پر چھوٹا سا ---------- ڈائمنڈ حرکتیں کر کے سالار کے جذبوں کو آگ کی طرح بھڑکا گیا

تمنے موقعہ نہیں دیا کل رات ---------- اسکے کہنے پر معصومہ کو باتھ روم میں بند ہونے کی اپنی حرکت دیا آئی تو لب دبا گئی ---------- سالار بغور اسکی حرکت کو دیکھنے ---------- لگا

oooooooooooooooooooo

--------- پری کے کہنے پر عذر نے اریشہ کو انگوٹھی پہنائی تو ہر طرف تالیوں کا شور گونجا اور پھر اریشہ نے بھی جھجھکتے کانپتے انگوٹھی پہنائی ------- اس پل عذر نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا تو رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کرگیا جسنے اتنی پاکیزہ عورت اسکے نصیب میں لکھی حالانکہ وہ خود کو اسکے لائق نہیں سمجھ رہا تھا ---------- پر وہ پاک ذات بھتر جانتی ہے کون کس کے لائق ہے کون نہیں .-----

------- عذر اپنے ساتھ کھڑے شہریار کے گلے لگ گیا

تمہارے لیے ایک اور خوش خبری ہے ---------- وہ کان میں بولے عذر نے نا سمجھی سے دیکھا --------

تمہارا سلیکشن ہوگیا ہے پاک آرمی میں -------- عذر کو اپنے کانوں پر یقین نا ہوا اسنے خالی نظروں سے دیکھا --------- اور پھر نم آنکھوں سے ایکبار بھینچ کر محبت سے اسے گلے لگا گیا ---------

تھینک یو پاپا آپنے مجھے اس قابل سمجھا ---------- اسکے پاپا کہنے پر شہروز نے اسکا ماتھا چومہ --------

میرا بیٹا ہے ہی اس قابل -------- پری نے محبت سے بالوں پر ہاتھ پھیرا ---------- پھر سب نے عذر کو مبارک باد دی

وہ اپنی بہنوں سے ملا ------ اور انہیں سر پر محبت بھرا ہاتھ رکھا -------- ان سے ملکر

---------- وہ سالار کے پاس آیا اسنے کھینچ کر اسے ساتھ لگایا

------- باری باری سب آکر انسے ملے

---------- اور رات دیر تک ہنگامہ مچا رہا ------- آخر کار سب ملک ولا لوٹ آئے

-------- سالار معصومہ کی کل دوپہر کی سیٹ بک تھی

--------- آج وہ ملک ولا میں ہی تھے

---------- ملک ولا میں انکا بہت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا

---------- دونوں دلہنوں کو انکے ہمسفر کی سجائے سیج پر بیٹھا دیا

حیا اریشہ اپنے اپنے ٹولے کے ساتھ دونوں روم کے سامنے پھیل کر کھڑی ہوگئیں

oooooooooooooooooooooooo

---------- بڑے سب اپنے اپنے روم میں چلے گئے ٹھکن سر پر سوار تھی

---------- باقی رہ گئے نوجوان تو وہ سب لاؤنج میں پھیل کر صوفے پر لیٹ گئے

------- یہ لیڈیز کہاں گئی --------- شہروز پہلے ہی الرٹ تھا تبھی پریشان سا بولا

---------- مصطفیٰ عذر اور باقی کزنز نے قہقہ لگایا

تمہارے ویلکم کیلئے پہلے ہی وہاں موجود ہے ایس پی صاحب ---------- ایک کزن نے

----- کہا تو باقی ہنسے -------- شہروز نے پرسوچ ہوکر کان پٹی مسلی

آپ کیا کرنے والے ہیں سالار صاحب ------؟ شہروز نے مصطفیٰ سے باتیں کرتے

--------- سالار سے پوچھا جس پر وہ ابرو اچکا کر انجان بن گیا

--------- کس پر --------؟ اسے ان سب کی خبر نہیں تھی تبھی حیران ہوکر بولا

--------- دودھ پلائی پر بھی اچھی خاصی رقم لڑکیاں بٹور چکی تھیں

شہروز تو دودھ اپنے ساتھ لے آیا تھا پر وہ اسے کسی کام نا آیا ------ مجبوراً اسے وہ مہنگا

--------- ترین دودھ پینا پڑا اور جیب ٹھنڈی کرنی پڑی

سالار نے بغیر چوں چراں کے دودھ پی لیا ------ اور انہیں پیسے بھی دے دیے اسکے

--------- مطابق اہم رسم تھی جو عذر نے سمجھائی تھی

یار دروازے پر فقیروں کی لائن لگی ہے پھر ------ اسکی بات پر سالار قہقہہ لگا اٹھا

اچھا تو کیا ہے پھر دے دیں گے بیچاریاں مانگتی بھی تو ہیں ------ وہ مصطفیٰ کو آنکھ دبا

---------- کر بولا شہروز نے منہ بنایا

--------- کہاں ------؟ عذر اور ہنستے باقی کے کزنز اٹھ کھڑے ہوئے

آتا ہوں یار گاڑی میں والٹ گرگیا ہے لے لوں ورنہ ساری رات یہیں بیٹھنا پڑے گا

---------- اسکی مسکراہٹ دبا کر کہا اور سب نے سر ہلایا

---------- اچھا چل میں بھی چلتا ہوں ------- اسکا ایک کزن کھڑا ہوگیا

------- اڑے حمدان یار تم کیوں تکلیف کر رہے ہو ------- وہ کھسیا گیا

نہیں اس میں تکلیف کی کوئی بات ہی نہیں ہم یار ہیں تمنے ابھی کہا ----------

حمدان سب کو آنکھ مار کر اسکی بے بسی پر بولا تو لاؤنج میں چھت پھاڑ قہقہے گونجے

شہروز نے آنکھیں سکڑ کے اسے ویلکم کیا اور اسکے گلے میں بازو ڈالکر ساتھ چل پڑا ------

---------- پیچھے سب ہنسنے لگے

---------- پر ایک مسکراہٹ شہروز کے بھی چہرے پر تھی

اچھا اب تو بھی اٹھ لے کل جانا ہے تجھے . . . . مصطفیٰ نے سالار کو کہا جو مسکرا کر اٹھ

---------- کھڑا ہوا

-------- ملا -----؟ حمدان نے اسے گاڑی میں دیکھ کر پوچھا

نہیں یار کچھ ہیلپ ہی کردے ------ وہ سچ مچ پریشان تھا جو چہرے سے صاف ظاہر تھا

اچھا چل تو باہر نکل میں دیکھتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے کہتا خود دوسری طرف آگیا اور بیک سیٹ پر ڈھونڈنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سن مجھے مل گیا ۔۔۔۔۔۔۔! شہروز نے مسکراہٹ دبا کر اندر ڈھونڈتے حمدان کو کہا

اچھا خیر اب چل ۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہتا ڈور کھولنے لگا ایک بار دوسری بار اور اسے زبردست جھٹکا لگا گاڑی لاک ہونے پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمینے گاڑی ان لاک کر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلایا اسکی چالاکی پر شہروز قہقہہ لگا اٹھا ۔۔۔۔۔۔

بہت شوق ہے تجھے یار کی مدد کرنے کا تو اب ڈھونڈتا رہے میں چلتا ہوں تیری بھابی انتظار کر رہی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کی کو گاڑی کے اوپر رکھ کر خود بیک سائیڈ کی طرف روانہ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے گاڑی میں لاک حمدان کی دھاڑیں عروج پر تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز سر جھٹکتا مسکراہٹ دبا کر پائپ کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ اور بسم اللہ کرتے مشن سکسسفل پر عمل کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ڑینگتا اوپر چڑھا اور ایک پائپ میں پاؤں پھنسا کر دوسرا بالکنی پر چھلانگ مار کر اسے میں کودا ----------

واللہ مشن کامیاب شیر ------ وہ خود کو تھپک کر بولا اور پھولوں کی خوشبو اپنے اندر اتار کر داخل ہوا --------

پورے روم کو سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا اور جہازی سائیز بیڈ پر پھولوں کی لڑیوں میں بیٹھی وہ دشمن جان خود ایک پھول لگ رہی تھی پر آگے وہ بھی شہروز تھا جو دشمن اور سائبان کی پہچان خوب رکھتا تھا ----------

واہ تو اندر الگ پلاننگ -------- وہ چلتا بیڈ پر آیا اپنی کان پٹی مسل کر گھرائے سمیٹے وجود کو دیکھا --------

بہت خوبصورت لگ رہی ہو پر کاش میں تیری قدر کرتا ---------- بولتے ہوئے اچانک اسے سرخ دوپٹے میں لپٹے وجود کو کھینچ کر بانہوں میں بھرا ----------

لو سنبھالو اس دلہن کو --------- جھٹکے سے دروازہ کھول کر اسنے اس دلہن نما وجود کو باہر پھینکا ------ لڑکیاں سب گھبرا گئی اس اچانک آواز پر ----------

امانن۔ں مار دیا ظالم ڈیو -------- بیس سالہ اس کا کزن دہائی دے کر چلایا اور دوپٹہ الٹ کر کھڑا ہوا --------

---------- لڑکیوں کے سب قہقہ لگے باتھ روم میں بند پریہا ماتھا پیٹ گئی

چلو نکلو نکلو بچوں ---------- وہ تلیاں بجا کر بولا تو بیڈ کے نیچے اور پردوں کے پیچھے سے

سب کھسیا کر ہنستے نکل آئے ---------- جنہیں شہروز نے لاتیں مار کر بھگایا

بڑے آئے بوقوف بنانے والے --------- وہ ہنستا سب کا مزاق اڑانے لگا

------- حیا روہانسی ہوگئی

شیرو بھائی یہ آپنے ٹھیک نہیں کیا اتنا بھی کوئی کنجوس نا ہو میں کب سے یہاں کھڑی

------- ہوں میری ٹانگیں دکھ گئی اور آپ پیچھے سے آرہے ہیں

---------- باقی سب کے بھی منہ بن گئے تھے

پہلے تو شاید میں بھیک دے دیتا پر اب نو اور نیور یہ مزاق کس کا تھا. اتنا گھٹیا

---------- --------- اسنے دلہن کے دوپٹے میں فیروز کی جانب اشارہ کیا

-------- باقی سب کی بتیسی باہر تھی

میرا تھا دلہے صاحب ------- عذر کالر جھٹکتے سیڑھیاں چڑھتا آیا ---- ساتھ حمدان اور

---------- باقی کزن بھی تھے

بڑا ہی کمینا مذاق تھا تیرے جیسا خبیث انسان تیری باری آنے دے پھر دیکھنا

---------- ناک نا رگڑوایہ میرا نام بھی شہروز نہیں -------- وہ دانت پیس کر بولا

ہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے بہت کچھ ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتا فیروز کی نم آنکھیں
۔۔۔۔۔۔۔ دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی بات پر شہروز نے بھی قہقہہ مارا
۔۔۔۔۔۔ پوچھ لے ۔۔۔۔۔۔ اشارہ فیروز کی جانب تھا ۔۔۔۔۔۔ عذر نے ابرو اچکایا شرارتا
باہر پھینک دیا ۔۔۔ قسم سے لگتا ہے ہڈی ٹوٹ گئی تیرے گھٹیا پلان سے ۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس باہر اسکی حالت پر دل کھول کر ہنسا
۔۔۔۔۔۔۔ چلو اب میدا صاف کرو فٹا فٹ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ چٹکی بجا کر بولا
پر حیا کے خونخوار تیور دیکھ کر خود بے خود ہاتھ جیب میں گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے تبدیلی
آگئی اب فقیر پتھر مار کر بھیک وصولے گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے والٹ حیا کے ہاتھ پر رکھ
کر ٹھا سے دروازہ لاک کیا پیچھے قہقہوں کا طوفان امد آیا ۔۔۔۔ وہ بھی زیر لب مسکرا کر
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگا
۔۔؟۔۔۔ آجاؤ باہر اب ۔۔۔۔۔۔۔ اور کتنا تڑپانا ہے
پریہا نے لب دبا کر دروازے کا لاک کھولا اور دھڑکتے دل کے ساتھ جھجھکتی لہنگا سنبھال
کر قدم اٹھائے باہر نکلی ۔۔۔۔ اور اسکی پرتپش نظروں سے گھبراتی بیڈ پر بیٹھ گئی
ہمم ۔۔۔۔۔! اب لگ رہی ہو نا مسز شہروز ۔۔۔۔۔۔۔ اسے گھونگھٹ میں دیکھ کر وہ چلتا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھولوں کی لڑیاں ہٹا کر سامنے بیٹھا

پریہا حیا اور باقی کزنز کی سخت سرزش پر کچھ بھی الٹا سلٹا کہنے سے خود کو باز رکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک فطری شرم گھبراہٹ بھی تھی جو اسے سمٹنے پر مجبور کر رہی تھی

آپ کو کیسے پتا لگا بیڈ پر میں نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟ اسکا پوچھنا تھا شہروز اس "آپ" والی ۔۔۔۔۔۔۔۔ عزت پر قہقہ نا دبا سکا

تم کیا جانو جاناں کہ ہم آپ کو کس حد تک جانتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر گھمبیر آواز میں بولا پریہا مسکرا گئی اور اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے کھینچنے لگی پر ۔۔۔۔۔۔۔ ناکام

اور وہ اسکے ہاتھ میں کچھ پہنانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا سمجھ نا سکی تبھی تھورا سا سر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اونچا کر کے دیکھنے لگی اور اگلے ہی لمحے چیخ اٹھی

یہ ۔۔یہ ۔۔۔۔کیا ہے پی سی ۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟ وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کی ہتھکڑی دیکھ کر رونے جیسے ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروز نے مسکراہٹ دبا کر اسکے حسین روپ کو دیکھا

یہ ایک مجرم کو پکڑا جا رہا ہے جسنے ایک اے ایس پی کا دل چرایا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی نوزپن کو چھوتے وہ گھمبیر آواز میں مزید بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پریہا گھبراہٹ سے آنکھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میچ گئی اب صرف اسکی آواز کانوں میں گونجنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ دو دلوں کو ہمیشہ قید کرنے کی زنجیریں ہیں

یہ ہماری روح کو آپس میں قید کرنے کی ہتھکڑیاں ہیں ------ میرے حصار کی ہتھکڑیاں ہیں جاناں --------

آہستہ آہستہ اسکے زیور کو اس سے الگ کرتے محبت سے گنگنانے لگا پریہا سمٹ کر اسکے سینے سے لگی اور شہروز نے محبت کا حصار اسکے گرد قائم کیا ----------

دونوں آنکھیں موند کر زندگی کے حسین سفر میں ایک ساتھ ہم قدم چلنے لگے ---------

شہروز نے اس محبت کے پرندے کو پنجرے میں قید کرلیا اور ساری خوشیاں سمیٹ کر اسکے دامن میں ڈالی ----------

.....

سالار دروازے کے سامنے پریشان سا کھڑا تھا اور ساتھ کھٹ کھٹ سیلفیاں لی جارہی تھی

جیجہ جی آپ نہیں جانتے مینے اس دن کا کتنا انتظار کیا ---------- الگ الگ پوز میں سیلفیاں لیتی اریشہ بولی ---------- ض

کتنا -----؟؟ سالار اس پیاری سی لڑکی سے مسکرا کر پوچھنے لگا ----------

بہت ---- جب جب آپکو نیوز پر دیکھتی تو سوچتی کاش آپ پاکستان میں ہوتے تو میں روز آپکو دیکھتی یا کاش آپ میرے بھائی ہوتے تو میں آپکے محل میں شہزادی بن کر گھومتی رہتی پر کاش کہتی تو کاش بن کر ہی رہ جاتا ---- پر مجھے کیا پتا تھا میرا کاش اتنا طاقت

ور ہے کہ آپ میرے جیجہ پلس بھائی بنکر آگئے اب میں شادی کے بعد آپکے محل میں ضرور آئوں گی اور پورا محل گھوموں گی ---------- حسب عادت وہ شروع ہوگئی تھی اور سالار کے پاس کھڑا عذر محبت سے اسے سوچ رہا تھا -------- کہ اسکے گم صم زندگی میں ------- کس طرح اس چھوٹی سی لڑکی نے ہلچل مچا دی تھی

------- اچھاا------- سالار نے مسکرا اچھا کو کھینچا

اور نہیں تو کیا آپ کو نہیں پتا میں کتنی خوش--------- وہ مزید شروع ہوتی جب عذر ------- ٹوک گیا

مجھے لگتا ہے آپ جس بھیک کے لیے آئیں ہیں وہ لے لیں اور بندے بیچارے کو بخش ------- کردیں --------- اسکی گھمبیر آواز پر اریشہ سٹپٹا گئی اور جلدی سے بولی

ہا--ہاں تو دیں نا کب سے کہہ رہے ہیں پر یہ ہمیں باتوں میں الجھائے رکھ رہا ہے ---------!

اوہ مائے گاڈ -------- سالار قہقہہ لگا اٹھا --------- عذر نے بھی اسکے مکرنے پر ---------- مسکراہٹ دبا لی

پر آپنے تو کہا سیلفی لینے دیں پیسے معاف -------- اسنے ہسنی باقی لڑکیوں سے بھی --------- رائے لی

جیجہ صاحب شادی کی پہلی رات جھوٹ نہیں بولتے بہت گناہ ملتا ہے ----------؟ وہ ---------- ایکدم بدل گئی سالار تو حیران تھا

چلو میڈم ہم یہ گناہ سر پر اٹھا لیتے ہیں جو ہمنے کیا نہیں ------ اور یہ لیں آپ میرا کریڈٹ کارڈ --------- اسنے اپنا کارڈ نکال کر انکے حوالے کیا تو سب حواس باختہ ---------- ہوگئیں

---------پپ--پر ------- وہ جھجھک سی گئی ---- عذر مسکرایا اسکے گریز پر پر نہیں لیں اور اپنے بڑے بھائی کی طرف سے جنتا دل چاہیے اڑائیں شاپنگ کریں اور سب کو کرائیں --------- اسنے سب کی جانب اشارہ کیا تو یاہوں کا نارا لگایا

---------- یو آر دے بیسٹ برو ---------- سب نے یک زبان کہا

ابھی کچھ دیر پہلے حیا اور اسکے ٹولے کا خوشی سے جاتے دیکھ رہیں تھی اور اپنے ٹولے کی لیڈر کو سیلفیاں لیتے دیکھ انکے دل سکڑ گئے پر اب انکا دل خوش سے جھوم اٹھا تھا

---------- انکے جاتے ہی سالار دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اسے لاک کیا

---------- معصومہ سکڑی بیڈ پر بیٹھی تھی قدموں کے آواز پر آنکھیں میچلیں

السلام علیکم -------- اسکے سرد ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لیکر بولا معصومہ صرف سر ---------- ہی ہلا سکی

خوش ہو ڈارلنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرا اوپر اٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اپنی خمدار پلکیں جھپک کر رہ گئی ۔۔۔۔۔۔ اسکے لب لرز رہے تھے اور آنکھیں خوشی سے نم

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار اسکی کیفیت سمجھ گیا تھا تبھی اسے اپنے سینے سے لگا گیا

میں بھی پورے دل سے خوش ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ کر گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسکی آواز میں ہی سرشاری محسوس کر گئی تھی

تم میری زندگی کی پہلی لڑکی ہو اور آخری جسکے لیے میں پل پل تڑپا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر میں خود رویا ہوں ۔۔۔۔۔ جسے تکلیف دے کر خود کو انتہائی تکلیف پہنچائی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں بہت خودغرض بن گیا تھا پر تمنے مجھے اس خول سے نکال دیا اور مجھے اس حسین محبت بھری فیملی کا حصا بنایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر تم میری زیادتی پر ٹوٹ جاتی تو شاید میں خود کو توڑ دیتا ۔۔۔۔۔۔۔ پر تم مضبوط ہو ایک بہادر لڑکی ہو جسنے مجھ جیسے حیوان نما انسان کو پھگلا دیا اسے انسانیت سے واقف کرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اس

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رب کا بہت شکر گذار ہوں جسنے مجھے اس حسین تحفہ سے نوازہ

معصومہ کے چہرے پر جابجا اپنا لمس چھوڑتا وہ گھمبیر آواز میں بولتا گیا اور وہ آنکھیں موندیں اسکا دیوانہ پن محسوس کرنے لگی ---------- جو بارش بن کر اپنی محبت اس پر برسا رہا تھا ----------

منہ دیکھائی کیلیے مجھے تمہارے مقابلے کوئی ایسی چیز نا لگی تبھی صرف اپنا دل تمہارے لیے لایا ہوں اسے قبول کرلو ----------

اسکی ناک میں پہنی نتھ کو نکالتے وہ بولا تو معصومہ مسکرا گئی ----------

اسکے سواء اور کیا انمول ہوگا منہ دیکھائی کا تحفہ ----------

وہ بے ساختہ بولی سالار نے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا --------

تمنے مجھے معاف کیا ---------؟؟ سرخ پھولوں سے سجے بیڈ پر اسے لیٹا کر پوچھا

معصومہ اسکی قربت پر چہرا حنائی ہاتھوں میں چھپا گئی ---------- پر آج کہاں وہ اس کی محبت کے سمندر میں دوبنے سے بچ سکتی تھی ---------- اسکے سر ہلانے پر وہ اسکے گرد اپنا حصار ڈالکر اسے اپنے قریب کرگیا ----------

اور محبت بھرے استحقاق سے اسکی شہ رگ پر اپنے دہکتے لب رکھے معصومہ سمٹ کر اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی -------- اور سالار نے محبت سے اسے خود میں چھپا لیا ---------- ہمیشہ کیلئے اپنا بناکر

.....

کیا دیکھ رہی ہو --------- ٹیرس پر کھڑی آسمان کو تکتی حیا کے گرد اپنا حصار ڈالکر اسکے ---------- کندھے پر ٹھوڑی ٹکاکر کان میں پوچھا

دیکھ نہیں سوچ رہی ہوں زندگی کتنی حسین ہے --------- اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ ------- کر وہ مسکرائی

وہ تو مجھے بھی محسوس ہورہی ہے تمہارے سنگ زندگی بہت حسین ہے ----------

---------- جوڑے میں مقید اسکے بالوں کو کھول کر ان میں اپنا چہرا چھپانے لگا

آپ مجھ سے ایسے ہی پیار کریں گے مصطفیٰ --------؟ وہ مڑ کر اسکے سامنے سوال بن --------- گئی

تمہیں ابھی بھی کوئی شک ہے جانِ مصطفیٰ --------- وہ مسکرائی اور اسکے سینے سے ------- لگ گئی

!---------- نہیں مجھ کوئی شک نہیں

------ پر مجھے بہت بڑے بڑے شک ہیں --------! وہ سنجیدہ سا بولا

-------- حیا پریشان سی جھٹکے سے دور ہوئی

--- ..کک-----کونسے -----؟؟ اسکی آنکھوں میں نمی چھائی

----- یہی کہ ------ اسنے کہہ کر اسے بانہوں میں اٹھایا

تم مجھ سے محبت کے اظہار میں کنجوسی کرتی ہو ---------- روہاسی سی حیا قہقہہ لگا

-------- اٹھی

میں ہمیشہ کونجوسی کروں گی تاکہ آپ بگڑ نا جائیں -------- اسے خود پر جھکتے دیکھ کر وہ شرارت سے دوسری طرف بھاگی پر وہ مصطفیٰ ہی کیا جس کے حصار سے حیا نکل سکے

بیکار ہے پرنسس ---------- تم میری روح میں بستی ہو تو یہاں سے بھاگ کر کتنا

---------- دور جاؤ گی روح تو مجھ سے جڑا ہے تمہارا

اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر بولا حیا خوشیاں دامن میں سمیٹ کر آسودگی سے مسکرائی اسے

---------- مسکراتے دیکھ کر مصطفیٰ بھی مسکرادیا

.....

وہ دونوں سر جھکائے آمنے سامنے کھڑے تھے دونوں کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ اچانک

------- انکا رشتہ کیسے بدل گیا ہے

بے شک شرعی لحاظ سے اس رشتے کی کوئی اہمیت نہیں پر ----- اصلیت یہ ہے کہ جس کے نام کی انگوٹھی اسنے اپنے نام پر پہنی ہے رب راضی رہا تو یہ باور ہے کہ اسکے مستقبل کا ہمقدم وہ ہی ہے -------

میں بہت کچھ نہیں کہوں گا اریشہ صرف اتنا کہوں گا اب یہ نظریں صرف اگلی بہار کے " منتظر رہیں گی جو تمہارے دل پر دستک دیں گی میرے نام کی" -------- عذر نے اپنے خوبصورت آواز میں کہتے اپنی پہنی شال اتار کر اسے اوڑھا دی ---------- بہت کچھ نا کہتے ہوئے بھی اتنا کچھ کہہ گیا کہ اریشہ محبت کی چادر کو اپنی عزت سمجھ کر گرد لپیٹ گئی خود کو محفوظ سمجھتی ---------

انتظار رہے گا بہار کی دستک کا -------!!! اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تو عذر مسکرا کر روم سے نکل گیا اور اریشہ شال کو سنبھال کر باہر نکلی ---------

اسے اب جانا تھا اور اگلی بہار کا انتظار کرنا تھا ---------

جب وہ من چاہا ساتھی اسکی ذات مکمل کرکے اسے اپنے آنگن میں لائے گا

اور وہ جانتی تھی بہت جلد اسکا انتظار ختم ہوگا محبت کی چادر کو محفوظ رکھتے

دونوں الگ الگ راستے پر رواں ہوگئے ------- اور پھر جلد ہی ملنے کیلئے

.....

---------- فراز ولا میں اس وقت حیا تھی اور اسکے ساتھ اسکے آنسوں

بڑے سب عمرے کی سعادت حاصل کرنے گئے تھے ---- مصطفیٰ آفس سے تب آتا

--------- جب وہ آنکھیں سوجائے بیٹھی ہوتی

دوپٹے سے آنکھیں صاف کرتی وہ باہر چیخ چلانے کی آواز سننے لگی اور موبائل اٹھا کر کال

---------- ملائی

کہاں ہیں آپ ہیرو ----------؟؟ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مصطفیٰ کا آفس

--------- میں چھت پھاڑ قہقہہ گونجا

------ آرہا ہوں جان مصطفیٰ خیریت ------ ؟ وہ جانتے ہوئے بھی انجان بن گیا

نہیں ہے خیریت بھلا ان شیطانوں کے ہوتے خیریت ہوسکتی ہے ---------- دو

منٹ ہیں آپکے پاس آئیں ورنہ میں انہیں گیٹ سے باہر پھینک دوں گی

---------- ---------- وہ بھاری آواز میں دھمکی دینے لگی

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ آرہا ہوں میری جان بس دو منٹ اور مہربانی کرکے میرے شہزادوں کو

باہر مت پھینک نا کرم ہوگا آپکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔!مصطفیٰ اچھی طرح اپنے بیٹوں کی عادت کو

۔۔۔۔۔۔ سمجھتا تھا

پہلے تو سب گھر ہوتے تو کنٹرول میں آجاتے پر اب اپنی ماں کو اکیلے دیکھ کر سر پر سینگ

۔۔۔۔۔۔۔۔ نکل آتے

اور جان بوجھ کر ایک دوسرے کو برے طرح پیٹ کر حیا کو سہما رکھتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تب

جاکر انہیں مزا آتا جب انکی ماں آنسوں بہا کر اپنے ہیرو کو کال کرتی اور وہ سب کچھ چھوڑ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر بھاگا آتا صرف اپنے شہزادوں کے باہر پھینکنے کے ڈر سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا نے موبائل بیڈ پر رکھ کر آہستہ سے قدم اٹھائے اور روم سے باہر نکلی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پورے لاؤنج کا بیڑا غرق تھا اور وہ دونوں پتا نہیں کہاں تھے

حنان ۔۔۔۔۔۔؟؟ حیا نے گھبرا کر ایک کو پکارا ۔۔۔۔۔۔ پر جواب ندارد

سنان۔۔۔؟ کہاں ہو دونوں دیکھو تمہارے ڈیڈ آنے والے ہیں اب جلدی سے باہر آئو اور مما سے سوری کرو شاباش میلے پیارے شہزادوں (ولن کے بچے نا ہوتو) وہ دل میں دانت پیس کر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شش مما ۔۔۔۔۔۔؟ اچانک صوفے کے پیچھے سے ایک نمودار ہوا ۔۔۔۔۔۔ حیا خوف سے اچھل پڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کک۔۔۔کیا کر رہے ہو یہاں سنان کہاں ہے ۔۔۔۔۔۔؟ اسکی بھیگی شرٹ سفید چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشان سرخ آنکھیں ہونٹوں پر چھوٹی انگلی سے اسے خاموش کرواتا ۔۔۔۔ حیا کو سخت خوف آیا پر شکر کچن میں ملازم تھی جس وجہ سے اس میں ہمت آئی

تین سالہ حنان کا چہرا دیکھ کر لگ رہا تھا خوب مار کھاکر بیٹھا ہے اپنے ہی جڑوا بھائی سے

مما شول نی تلو ۔۔۔۔۔۔(مما شور نہیں کرو) ۔۔۔۔ اپنی توتلی زبان میں کہتے سختی سے بولا ۔۔۔۔۔۔ حیا نے دانت پیسے

ولن کے بچے تیرے شول کی ایسی کی تیسی کہاں وہ چھوٹا جن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف کیا اور صوفے کے پیچھے دیکھا تو اسکی آنکھیں ابل پڑیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے کک۔۔۔کیا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔؟ وہ دوپٹے کے نیچے سوئے سنان کو دیکھ کر گھبرائی سی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تچ نی سو لہا ہے سنی ۔۔۔۔۔۔! (کچھ نہیں سورہا ہے سنی) حنان منہ بگاڑ کر بولا کیونکہ مذاق مذاق میں تین سالا سنان اسے اچھا خاصا پیٹ لیتا تھا جس پر اسے بہت غصہ آتا اور اظہار وہ چیخ چلا کر کرتا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور جن جیسا سنان اسکے ہاتھ آنے سے تو رہا خاصہ تیز ذہن تھا اور ابھی حیا کو نیچے آتے دیکھ کر سو گیا تھا ۔۔۔۔۔ حیا نے حیرت سے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سنان میرے بچے اٹھو ۔۔۔۔۔۔۔۔ دوپٹا ہٹا کر وہ قریب بیٹھی اور اسکے گال تھپتھپانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھاااااؤووووو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک ہی سویا ہوا اسکا جن بھائو کر کے اسکی جانب لپکا ؏ حیا چیختی پیچھے گری ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ دونوں حیا کو ڈرا کر خوب لوٹ پوٹ ہورہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جنگلی کہیں کے اپنی ماں کو ڈرائے گا ---------- حیا اٹھ کر انکے پیچھے بھاگی جبکہ اس ---------- سے پہلے ہی وہ چھوٹے بچے چھلانگے مار کر باہر بھاگے

آنے دو اپنے باپ کو جوتے نا پڑوائے تو میں تم دونوں کی ماں نہیں ---------- وہ پیچھے سے چلائی

ہاہاہاہا ------ وہ تو آپ نی --------- داخلی دروازے پر رک کر دونوں نے ہنستے سرخ ----- زبان چڑھائی ------- حیا کو مزید تپش آیا

میں تمہاری ماں نہیں تو کہاں سے آئے ہو جنگلیوں ---------- وہ نیچے بیٹھ کر چیخی اور ---------- پھوٹ پھوٹ کر رو دی

اسے روتے دیکھ کر دونوں نے ایک دوسرے کا دیکھا -------- اور ڈر ڈر کر چھوٹے ---------- چھوٹے پاؤں کو اندر رکھا

سولی مما ---------- گھٹوں کے بل اسکے سامنے بیٹھے کان پکڑ کر یک زبان بولے

حیا نے انہیں دیکھا اور ٹوٹ کر پیار آیا پر سوں سوں کرنے لگی اگر اظہار کردیتی تو ابھی -------- بچوں کے روپ میں آئے تھے شیطان بننے میں دیر نا لگاتے

نہیں کرتی بات صرف اپنی ماں کو تنگ کرتے ہو کوئی پیار نہیں کرتا ----------
آنسوں صفا کر کے سسکتی بولی -------- کہ اچانک شاک میں رہ گئی جب سنان نے
-------- پاس بیٹھے حنان کے روئی جیسے گال پر کھینچ کر تھپڑ مارا

تیوں پیال نی ترتے مما سے دندے بچے ----(کیوں پیار نہیں کرتے مما سے گندے
بچے) ------- حیا کو حیرت میں دیکھ کر تھپڑ کی وجہ وجہ بتائی اور حنان اسکے آگے ہاتھ
---------- پیر مار کر رونے لگا

سنان پریشان سا کبھی روتے حنان کو دیکھتا تو کبھی اپنی ماں کو جو سر پکڑے بیٹھی تھی

---------- تینوں عجیب وغریب بنے داخلی دروازے کے سامنے نیچے بیٹھے تھے

کیا ہوا بھئی ایسے کیوں بیٹھے ہو --------؟ کہیں میرا انتظار تو نہیں ہورہا تھا -------؟
حیا کے اور حنان کے بھیگے چہرے کو دیکھ کر اسنے پریشان سے سنان کو دیکھا

پپا -------- رونا دھونا بھلا کر حنان اور سنان بھاگ کر مصطفیٰ کی ٹانگوں میں چپکے

مصطفیٰ نے ہنسے دونوں کو پیار کرتے ایک پائوں اندر رکھا جس میں بندر کی طرح سنان اور
---------- دوسری ٹانگ میں حنان چپکا ہوا تھا

دونوں ہنستے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے یہ انکا زور کی گیم تھی جب بھی مصطفیٰ اندر قدم رکھتا دونوں ہی اسکی ٹانگوں میں چپک جاتے اور وہ آہستہ آہستہ قدم اندر رکھتا

وہ چلتا حیا کے سامنے آیا اور ماں کو ابھی بھی ویسے دیکھ کر دونوں شرافت کا چولا اوڑھ کر ---------- سیدھے کھڑے ہوگئے

آجاؤ میری جان دیکھو میں آگیا ہوں ---------- جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور کھڑا ---------- کرکے سامنے کیا

بکھرے بال سوجی آنکھیں سرخ گال مصطفیٰ کو ٹوٹ کر پیار آیا اس پر ---- پر اپنے شیطان بچوں کے سامنے جذبوں پر بندھ باندھ گیا ------ دونوں ٹکر ٹکر دیکھ رہے تھے

چھوٹے سے تھے دونوں پر حرکتیں جن سے انسان بھی توبہ کرجائے اپنی ماں کو بھی پیچھے ---------- چھوڑ دیا تھا -- خصوصاً بھورے بالوں والے سنان نے

------ کس نے رلایا میری بیوی کو --------؟ مصطفیٰ مصنوعی روب سے پوچھا

پپا سنی نے ----------! حنان جھٹ بولا اور حقیقت بھی یہی تھی

جوٹ بولتا اے ۔۔۔۔۔۔(جھوٹ بولتا ہے)۔۔۔ ساتھ کھڑے سنان نے جھٹ سے اسکے سر پر ہاتھ مار کر گھورا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پپا دیتا ۔۔۔۔۔۔۔۔ (پاپا دیکھا) ۔۔۔۔ حنان سر پر ہاتھ رکھ رونے کی کوشش میں نچلا لب پھیلائے مصطفیٰ کو متوجہ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت برے سنان بھائی سے ایسے بات کرتے سوری بولو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے حیا کو ساتھ لگا کر سنان کو سرزش کی جو خونخوار نظروں سے حنان کو گھور رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سولی ۔۔۔۔۔۔۔۔ (سوری) ۔۔۔۔۔ وہ ٹھوڑی پر ہاتھ پھیر کر بولا اشارہ "بعد میں دیکھیں گے " کی طرف تھا حنان سمجھ کر منہ بنا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ حیا نے مسکراہٹ چھپائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج آئسکریم نہیں ملے گی گندے بچوں کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کا کہنا تھا کہ سنان نے کھینچ کر حنان کو گلے لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سولی بائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایکدوسرے کو پیار کرتے دونوں بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مصطفیٰ حیا دونوں کی چالاکی پر قہقہہ لگا اٹھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے شہزادوں ---------- حیا نے حنان اور مصطفیٰ نے سنان کو اٹھایا دونوں اپنے بیٹوں کو پیار کرتے اندر کی جانب بڑھے ---------

oooooooooooooooooo

اب یہیں بیٹھنا دونوں میں سے کوئی نیچے اترا تو آئسکریم نہیں ملے گی -------- دونوں کو تیار کرکے بیڈ پر بیٹھایا --------

مما آپ کاں -----(مما آپ کہاں) ------- سنان بولا حنان خاموشی سے بیڈ پر لیٹ گیا ------

مما کے جگر آپکے پپا کے پاس دیکھیں وہ تیار ہوئے کہ نہیں پھر ساتھ چلیں -------- وہ مسکرا کر بولی اور اپنے پیارے بیٹے کو دیکھا جو اچھا بچا بن کر لیٹ گیا تھا --------

اور ایک وہ تھا مصطفیٰ کے حصے کا جو اسکی بات سن کر اب لیٹے حنان کو گھور رہا تھا

سنی مستی کی تو تمہارے حصے کی آئسکریم ہنی کو دوں گی یاد رکھنا ---------- اسکے تیور وہ بھانپ گئی تھی ------

اے مما یہ تو میلا پیالا بائی اے ---------- (ارے یہ تو میرا پیارا بھائی ہے) -----

وہ ہنستے حنان کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے ہاتھ پھیرنے لگا حیا نے تاسف سے نفی میں

--------- سر ہلایا اور ایک پیار بھری نظر دونوں پر ڈالکر باہر آئی

ہوگئے تیار میرے شہزادے ---------- اسکے گرد حصار ڈالکر مصطفیٰ نے اسے اپنے

---------- ساتھ لگایا

-------- ہاں ہوگئے --------- اسکی ٹائی کی ناٹ درست کرتے وہ مسکرائی

تنگ کرتے ہیں میری چھوٹی سی جان کو ---------؟ اسکے چہرے سے بالوں کی لٹ

--------کو کان میں اڑسہ

--------- بہت ------- اسکے سینے پر سر رکھ بولی

ابھی چھوٹے ہیں اسلیے ------- اور تم سے بہت محبت کرتے ہیں خاص کرکے سنان

جانتی ہوں -------. انگلی سے اسکے سینے پر اپچ لکھتی مدھم آواز میں گویا ہوئی

تو پھر انجوائے کیا کرو میری جان انکی شرارتوں پر ---------- اسکے چہرا انگلی سے اوپر

---------کرکے بولتے اسکے لبوں کو فوکس میں لیکر ان پر جھک آیا

---------- اوں ہوں -------- وہ دور ہوئی تو مصطفیٰ اسے کمر سے پکڑ لیا

مصطفیٰ جانے دیں تیار ہونا ہے دیر ہوگی تو دونوں پھر سے شروع ہوجائیں گے

---------- -------- ؟ اسے مکمل شرارت کے موڈ میں دیکھ کر وہ بولی

یار ہونے دو بہت مشکل سے تو تمہاری قربت کا موقع ملتا ہے ---------- اسے کھینچ

-------- کر دیوار سے لگایا اور دونوں ہاتھ پکڑ کر دیوار سے لگا دئے

---------- اسکی گردن پر جابجا اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے لگا

دروا جا تولو ------ (دروازہ کھولو) ---------- اچانک بند دروازے پر چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی پیٹنے اور سنان کی آواز آئی ساتھ حنان کی چیخیں بھی --------- یقیناً سنان

---------- صاحب کا غصہ اس پر ہی اتارا گیا تھا

---------- مصطفیٰ نے سر کھجایا اور حیا نے لب دبا کر مسکراہٹ روکی

---------- اب ہٹیں پیچھے --------- وہ اسے آگے سے ہٹانے لگی پر ناکام

رکو تو بونس دیتی جائو باقی کا رات کو دیکھیں گے ---------- اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر

---------- روک لیا

مصطفیٰ ---------- وہ ممنائی اپنے بچے بند دروازے پر دیکھ کر کہیں سیڑھیوں کی جانب ---------- نا جائیں

شش -------- اسنے اسکی جھکی نظروں کو دیکھ کر ہاتھ گال پر رکھا اور انگوٹھے سے اسکے ---------- نچلے لب کو سہلایا

------ اور ایکبار پھر جھک کر شدت بھری جسارت کی کہ وہ آنکھیں میچ کر رہ گئی

اسکے پیچھے ہونے پر لب بھینچ لیے اور دروازہ کھول کر ان دونوں کو دیکھنے لگی جو نیچے بیٹھے ---------- اسکے انتظار میں تھی

مما مالا اے سنی بائی نے ---------- (مما مارا ہے سنی بھائی نے)------ حنان روتا حیا ---------- سے چمٹ گیا

مما یہ جوٹ بولتا اے میں پیالا بچا اوں --------(مما یہ جھوٹ بولتا ہے میں پیارا بچا ---------- ہوں) ---------- سنان اسے سر پر تھپڑ مار کر حیا کے ساتھ چمٹا

بہت گندے ہو سنی اپنے پیارے بھائی کو کوئی مارتا ہے ---------- حیا نے سختی گھوری ڈالی وہ خفا ہوتا انہیں چھوڑ کر اندر داخل ہوگیا جانتا تھا اب اس مما بیٹے کا کتنی دیر ---------- سین چلے گا

چلیں --------!! مصطفیٰ سفید شلوار قمیص میں سنان اور حنان کو اٹھائے بولا

جی چلیں -------- حیا چادر درست کرتی ساتھ ہوئی پھر کچھ یاد آنے پر کچن کی جانب ---------- مڑ گئی مصطفیٰ نے اسکی پشت کو دیکھا

پپا آئسٹریم کھائیں گے اول لونگ ڈائیو پر چلیں گے ----------(پپا آئسکریم کھائیں گے اور لانگ ڈرائیو پر چلیں گے)------- سنان اسکے گال پر بوسہ دیکر بولا مصطفیٰ ہنسنے لگا ---------- اور دونوں کے منہ چوم لیے

یس پاپا کی جان ضرور چلیں گے -------!! دونوں کو گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھا کر ---------- خود آگے آیا

یہ مما کاں لے گی --------- (یہ مما کہاں رہ گئی) -------. سنان کو ہمیشہ اس ------ ٹائم اپنی ماں کا پیچھے رہ جانا چڑاتا تھا

آجائے گی بائی ---------- حنان اسکے کندھے پر اپنا چھوٹا ہاتھ رکھ دلاسا دینا لگا جس پر ------- سنان کو آگ لگ گئی

تو چپ تر --------(تو چپ کر) ------- اسکے سر پر چپت لگائے گھورنے لگا حنان ---------- منہ پھیلائے بیٹھ گیا

بائی آپ پیال نی ترتے مجھ سے --------(بھائی آپ پیار نہیں کرتے مجھ سے) --------- اسکی سسکی پر سنان نے کوفت سے باہر جھانکا

کلتا اوں بدھو --------(کرتا ہوں بدھو) --------- اسے روتے دیکھ کر سنان اسے ------- اپنے ساتھ لگا گیا

اور مصطفیٰ مرر میں دونوں کو دیکھ کر ہنس پڑا ------ ایسے ہی تو حیا سنان کو جن نہیں -------- کہتی تھی

ماشاءاللہ بہت ذہن تھا اور اسے صرف اپنے بھائی کو مارتے مزا آتا حالانکہ حنان اور اس میں صرف کچھ منٹس کا فرق تھا پر سنان ان منٹس کا بھی اچھے سے فائدہ اٹھاتا

اور باہر جو لڑکیاں اس بھورے بچے کو دیکھ کر محبت کرتی تھی ------ بدلے میں سنان ایسی فدا ہونے والی نظروں سے دیکھتا جیسے رنگین تتلیاں دیکھلیں ہوں --------

تین سالہ بچے کی حرکتیں حیا کو تپا دیتی اور وہ تو پہلے ہی توبہ کرلیتی کہ ناجانے یہ بڑا ہوکر کون سے پھول کھلائے گا --------

پر مصطفیٰ جانتا تھا جس طرح اسکی تربیت بہت علیٰ ہے ایسے ہی اپنے بچوں کی کرے گا یہ تو اسکی معصومیت تھی ------

جو ہر پیار کرنے والی لڑکی کو گھور کر دیکھتا بعض اوقات مصطفیٰ مزا لیتے اسکی حرکتوں پر قہقہہ لگا اٹھتا اور وہ بھی باپ میں دیکھ کر ہنس پڑاتا جیسے اپنے کارنامے پر انجوائے کر رہا ہوں ----------

اب تو حیا ان لڑکیوں سے الرجک تھی جو اسکے معصومہ بچے کو پیار کرتیں تھی -------

وہ جب کار میں آئی تو سنان نے کھینچ کر حنان کا سر اپنی چھوٹی سی گود میں رکھ لیا یہ اسکی عادت تھی یا حیا کی آنکھوں میں ڈر دیکھ کر مزا لیتا کوئی نہیں جانتا -------

پر یہ ضرور تھا اسے بھی اپنے بھائی سے بہت محبت تھی ----------

سنو تمہیں یہ کس کے جیسا لگتا ہے ---------- حیا نے ایک نظر سنان پر ڈال کر ---------- مصطفیٰ کے ہاتھ پر دباؤ ڈالکر پوچھا جو مصطفیٰ محبت سے پکڑا ہوا تھا

----- کون ------؟؟ مصطفیٰ حیران ہوا

یہ پیچھے بیٹھا ہمارا بھورا سپوت -------- اسنے سنان کی جانب اشارہ کیا جو حنان کو گود -------- میں سر رکھے باتیں کر رہا تھا اور بیچ بیچ میں ایک چپت بھی رسید کر دیتا

---- یار انسان کا بچا ہے تو انسان لگے گا نا ---------- وہ ہنس پڑا انوکھی بات پر

!!----- پر مجھے کسی کے جیسا لگتا ہے

-------؟ کس جیسا

حیا نے ایک نظر اسے اور دوسری اپنے بیٹوں پر ڈالی جو کسی بات پر کھلکھلا رہے تھے

------؟ آپکو یاد ہے ایک دن مینے آپکو ایک مووی دیکھائی تھی

تم بہت موویز دیکھاتی ہو جن کے اینڈ مجھے ہی دیکھنا پڑتا ہے --------- !! اسکی بات پر -------- حیا نے منہ بنایا تھا

اچھا اب بتاؤ میرا شہزادہ تمہیں کس کے جیسا لگتا ہے -------؟ اسکے ہاتھ کو نرمی سے

---------- سہلاتے بولا اور نظریں روٹ پر ٹکائیں

چکی" ------- حیا آہستہ سے ڈر کر گویا ہوئی"

---------- گاڑی میں چھت پھاڑ تین قہقہے گونجے

---------- سنان دے چکی " -------- ہنستے ہوئے وہ بولا تو حیا بھی ہنس گئی"

!!---------- کبھی مت سدھرنا

نہیں کبھی نہیں ----------!! ایک بار پھر فضا میں قہقہے گونجے جب نظر بیک سیٹ ----- پر گئی

محترم سنی صاحب ڈور سے سر نکال کر رنگین تتلیاں بڑے اشتیاق سے دیکھ رہا تھا اور اسکی چھوٹی سی لات ہنی صاحب کے پیٹ پر تھی جس سے وہ اس نظارے سے دور رکھ رہا تھا

وائو بیوتیپل ---------- (وائو بیوٹیفل) ------- اسکا ایک فقرہ حیا کو تپا گیا اور مصطفیٰ ------- کے گاڑی قہقہہ گونج اٹھا

ہاہاہاہا ◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

.....

میں کیسی لگ رہی ہوں --------؟ باتھ روم سے باہر نکل کر بیڈ پر بیٹھے شوز اتارتے ---------- شہروز کو مخاطب کیا

شہروز نے نظریں اٹھائیں اور مسکراہٹ دبانے کیلئے لب دانتوں تلے دبا گیا ---------- نظریں ہنوز پریہا کے بھرے بھرے صحت مند جسم پر تھی --------- ---------- جو تین ماہ بعد ممتا کے عہدے پر فائز ہونے والی تھی

کھلی شہروز کی بلیک شرٹ جو اسکے گھٹنوں کو چھو رہی تھی اور ٹراؤزر کی پائنچے فولڈ کیے کمر --------- پر کالے بال بکھرے وہ بہت پرکشش لگ رہی تھی

------- ایکدم ------ اسنے ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچا اور پریہا اشتیاق سے سننے لگی

ایکدم جیسے کیچڑ میں پھسلی مینڈکی ---------- خود ہی کہہ کر خود قہقہہ لگا کر ہنسا

-------- پریہا کو آگ لگ گئی

دفع ہو دو ٹکے کے ملازم، پی سی یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے ----------!! ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم کی شیشی اٹھا کر اسے ماری -------- جس پر وہ بروقت جھکا ---------- نتیجاً پیچھے دیوار سے ٹکرا کر ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی

مائے گاڈ پر مینے کیا کیا --------؟؟ اسکی بات کو انجوائے کرتے معصومیت کی انتہائی ---------- سے پوچھا

-------- پریہا کو جیسے اپنے لفظوں کا احساس ہوا

تم ---- تم ابھی کے ابھی میری نظروں سے دور ہوجاؤ ورنہ میں تمہارا خون کردوں گی ---------- ---------- وہ چیخی بجا کر بولی

یار کہاں جاؤں ملازم کیا سوچیں گے پولیس والے کو بیوی نے گھر سے نکال دیا -------- کچھ رحم کرو واللہ اتنی حسین لگ رہی ہو کویں کی ساری مینڈکیاں تمہارے آگے ---------- پانی بھرتی نظر آتی ہیں

ویسے حیرت کی بات ہے نا ---------- ؟؟ پریہا جو خود کو پھر سے کویں کی مینڈکی تصور ---------- کرتی آگ بگولہ تھی اسکی دوسری بات پر نا سمجھی سے دیکھنے لگی

------ کونسی -------؟ وہ پھاڑ کھانے کو ڈورتی بولی

------- آہستہ میرا منا یا مُنی ڈر جائے گی --------- وہ صرف بڑبڑا ہی سکا

!!------ یہ کہ تم کتنی موٹی ہوگئی ہو

--- باپ کے گھر سے تو سوکھی لکڑی آئی تھی --------!! پریہا کے آنسوں بہہ آئے

میں اب دو سیکنڈ بھی یہاں نہیں رکوں گی ---------!! وہ ہمیشہ کا پیک بیگ اٹھا کر بولی --------

پھر کہاں جاؤ گی بیب --------؟؟ اپنی شرٹ بیڈ پر پھینکتے مصروف سا بولا

جائے گی میری جوتی نکلو میرے روم سے --------! شہروز کا پیک بیگ جو پہلے سے ہی پیک ہوتا تھا دروازے سے باہر پھینکا ----------

وہ ایکدم الرٹ ہوا ---------

ارے میری جانے من میری محبوبہ تم تو ناراض ہوگئی اپنے پی سی کا مذاق بھی نہیں سمجھتی پگلی ---------- پہننے کیلئے اٹھائی گئی شرٹ وہیں پھینک کر ہڑبڑا کر دروازہ بند کیا کہیں اسکا باپ نا اسکا جلوس دیکھلیں جنہیں تو صرف موقع چاہیے ہوتا اسکا مذاق اڑانے کو ----------

میری جان تم جلدی ناراض ہوجاتی ہو ---------- وہ گھبرایا اسکے چہرے پر بوسہ دیکر اپنے بانہوں میں بھر گیا --------

اچھا اب بتائیں میں کیسی لگ رہی ہوں ---------- اسکے سینے کے بالوں کو انگلی

---------- میں مروڑتے لاڈ ٹھونس سے فرمائش آئی

تم تو ------- بڑا پھنسا تھا ایک تو اسے تعریف کرنی نہیں آتی تھی اور یہ مینڈکی بار بار اسے

---------- پھنسا دیتی جانتی تھی ہربات

---------- ہاں میں --------؟؟؟ اسنے گھورا شہروز کھسیا گیا

---------- ارے یار سوچنے تو دو ---------- اسے بازوں میں اٹھا کر بیڈ پر لیا

----------؟؟؟ کیا مطلب ہے تمہارا میری تعریف کرتے وقت سوچو گے

اوہو یار ایسا تھوڑی کہہ رہا ہوں تمہیں دیکھ کر تعریف خود منہ سے پھسلنے لگتی ہے یہ تو

--------- صرف لفظ ڈھونڈ رہا ہوں

------- بیڈ پر ڈالکر وہ پاس بیٹھ گیا

------- تو شروع ہوجائو -------- پریہا اسکے ہاتھ کو جھٹکتی بولی

شہروز بری طرح پھنسا تھا اگر کچھ کہتا تو الٹا سلٹا منہ سے نکلتا تھا جس کی اسے خود معلوم نا

------ پڑتا تعریف ہے یا مزاق اور اگر ناکہتا تو دھکے مار کر روم سے نکالا جاتا

"اسے یہ گانا شدت سے یاد آرہا تھا "شادی کر کے پھنس گیا یار اچھا خاصا کنوارہ تھا

---------- میری آنکھوں میں دیکھو میری جان

زبانی لفظ کیوں ادا کروا کر مارنا چاہتی ہو وہ بہت شدت بھرے ہیں ---------- وہ

---------- سر کھجا کر بھونگا شعر پڑھنے لگا

---------- پی سی کہیں کے بے وقوف بنا رہے ہو ----------؟؟ وہ بھپر گئی

اوہو ایک تو تمہیں غصہ بہت آتا ہے تعریف سننا ہے نا تو سنو ----------!! اسکے چہرے کے بال سمیٹ کر محبت سے بولا اور پیار سے اسکے وجود کو بانہوں میں بھر کر

---------- چہرے پر جھک آیا

شہروز ---------- !!! اسکے شدت بھرے لمس پر وہ کسمسانے لگی

بس جان شہروز ----------؟؟ اسکے چہرے کے خدوخال میں نمایا ہوتی سرخی کو دیکھتے

--------- محبت سے پوچھا

-------- بہت بدتمیز ہیں دور رہیں ----------!! وہ رخ موڑ گئی شرم سے

ہاہاہاہا ---------- ذرا سی تعریف برداشت نہیں ہوتی باتیں کرتی ہو بڑیں ----------
-------- اسکا رخ واپس اپنی طرف کیا

تمہیں بتائوں کہ تم کتنی حسین لگتی ہو مجھے ----------؟؟ اسکے بال سنوارتے وہ ماتھے
---------- پہ بوسہ دینے لگا ---------- پریہا کی نظریں جھکی تھیں

ایتی کہ باہر ہر کسی میں مجھے تمہارا عکس دیکھتا ہے یہاں تک کہ رشیدہ آنٹی میں بھی

شہروز --------؟ دفع ہو میرے روم سے --------- اسکی تعریف سن کر وہ چلائی
ساری شرم حیا بھاڑ میں چلی گئی -------- رشیدہ انکے پروس میں تھی اور نہایت ہی
--------- پھیلے جسم کی مالک

ہاہاہاہا ---------- افف بہت کیوٹ ہو میری جان ---------- وہ اسکے سرخ لبوں
---------- پر زبردستی جھک آیا پریہا کی ساری مزاہمت دھری رہ گئی

فالتو کے خدشات مت پالو تم میری روح میں بستی ہو ---------- اپنی تعریف سننی ہے
تو میرے دل سے سنو وہ کیا کہتا ہے --------! اسکا سر اپنے سینے پر رکھ محبت سے چوڑ
---------- لہجے میں گویا ہوا پریہا نے مسکرا کر آنکھیں موندلیں

روازے پر ہوتی دستک پر شہروز اسکا سر تکیے پر رکھا اور ماتھے پر بوسہ دیکر بیڈ پر رکھے شرٹ پہنتا مسکراہٹ دبا کر دروازہ کھولا ---------- اندازے کے مطابق ملازم ہی تھا

وہ صاحب بڑے صاحب نے کہا ہے اب یہ اندر رکھلیں ---------- ملازم نے شہروز کا

---------- بیگ جو پریہا نے باہر پھینکا تھا سامنے کرتے بولا

مہربانی کہیئے گا اپنے بڑے صاحب کو ---------- وہ بیگ لیتا قہقہہ لگا کر بولا

--------- ملازم مسکرا کر چلا گیا

دیکھ رہی ہو تمہارے غصے کا نتیجہ -------- معصوم صورت بنا کر شہروز بولا

--------- تو ایسے کام بھی نا کیا کریں پی سی صاحب

تو پھر کون سے کام کروں آپ بتانا فرمائیں گی مینڈکی صاحبہ -------؟ وہ مسکراہٹ دبا

---------کر والہانہ نظروں سے دیکھتا ابرو اچکایا

دماغ مت کھائو --------- وہ ناک چڑھا کر کروٹ بدل گئی جب کان کی لو پر اسکے ہونٹوں کا دہکتا لمس محسوس کیا تو وہ سمٹ گئی اور اپنے گرد رینگتے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ

---------- لیا

"یہ سچ ہے نا...!

ہماری زندگی اِک دوسرے کے نام لکھی ہے!

دُھندلکا سا جو آنکھوں کے قریب و دُور پھیلا ہے

اِسی کا نام چاہت ہے!

تمہیں مجھ سے محبت تھی

"تمہیں مجھ سے محبت ہے!!

محبت کی طبیعت میں

یہ کیسا بچپنا قدرت نے رکھا ہے!

سرگوشیوں پر وہ آسودگی سے آنکھیں موند گئی ---------

بے شک اسے معاف کرکے اسنے محبت بھرا جہاں پایا تھا ---------

سونا مت ابھی کھانا نہیں کھایا --------- اسکی بند آنکھیں دیکھ کر شہروز فکرمندی سے یاد دلانے لگا ----------

---------- پریہا نے منہ بنا کر بوجھل آنکھیں کھولی جس میں نیند کا خمار تھا

مجھے نہیں پتا تھا میری آواز اتنی میٹھی ہے کہ تمہیں ہمیشہ نیند آجاتی ہے ---------- وہ -- مسکراہٹ دبا کر شرارت سے گویا ہوا

خوش فہمی میں تو ڈر کر آنکھیں بند کرلیتی ہوں -------- میرا بچا بھی سہم جاتا ہے اس

--------- پھٹے اسپیکر جیسے آواز پر

---------- ہاہاہاہا --------- اس سے کہہ دو اپنی ماں کی طرح عادت ڈال لے

---------- اسکی بات پر پریہا ہنس دی

.....

ملکہ کہاں ہیں -------؟ بریف کیس میکی کو پکڑاتے اسنے معصومہ کا پوچھا

میم اپنے روم میں ہیں سر ------- مودب سی میکی نے جواب دیا تو سالار حیران ہوا

------- ----- عموماً وہ اس وقت تو لان میں ہوتی یا گارڈن میں

-------- وہ سر ہلاکے کے مڑا جبھی کچھ یاد آنے پر رکا

اچھا اس کتے بچے کا کیا ہوا بیٹا یا بیٹی --------؟ وہ معصومہ کے "پپی"کی بیوی "کسی" ------- کا پوچھنے لگا ---- جسکی معصومہ یہاں آنے کے بعد شادی کروائی تھی

میکی سالار کی چڑ اس کتے سے محسوس کی تھی جو اسکی ملکہ کا پپی تھا ---- جسکی آجکل ------- اولاد کی خوشی میں ایک پاؤں روم میں تو دوسرا گارڈن میں ہوتا تھا

نو سر ڈاکٹر نے کل کی ڈیٹ دی ہے -------- وہ سر جھکائے مسکراہٹ دبائے گئی

اوکے ے -------- سالار نے زور سے ہاتھوں کی مٹھیا بناکر اپنے آپ پر ضبط کرتا اوپر ------- جانے لگا

---- کھانا کھایا کہ وہ بھی نہیں --------؟ اسکا موڈ سخت خراب ہوگیا

یی---یس سر کچھ دیر پہلے ہی کھانا کھایا میم نے -------- میکی جلدی سے بولی اور ------ اسکے سر ہلانے پر بریف کیس لیکر آفس میں رکھنے چلی گئی

جہاں ڈور پر ہی روئس لے لیتا تھا ---------- اندر جانے کی آج تک کسی کو اجازت نہیں ملی آفس میں یہاں تک اسکی ملکہ کو بھی اور یہ پہلی بیوی تھی جو اسکے آفس کے اس -------- طرح کے سیکرٹ کام میں دخل اندازی نہیں کرتی

پر یہ میکی نہیں جانتی تھی کہ سالار نے اپنی بے بی کو یقین دلایا تھا کہ وہ اسکا یقین کبھی نہیں توڑے گا تو وہ کیوں اسکے احساسات کو جاسوس بن کر تکلیف پہنچائے ---------

اگر اسکا سالار برا ہوتا تو اسکا باپ کبھی اسے اپنا داماد نا بناتا ---- اور غصہ تو ایک فطری جزبات ہے جو ہر انسان کو آتا ہے اسے بھی آتا پر اپنی بے بی کو دیکھتے ہی ہر جذبات اسکے کنٹرول میں آجاتے تھے ---------

وہ جب روم میں آیا تو سامنے ہی بیڈ پر اسکے سفید کھلے کرتے (جو نائٹ کی طور پر سالار کا کرتا

پہنتی تھی) اور پاجامے میں سنہری بال بکھرے دنیا جہاں سے بیگانی نیند کے مزے لے رہی تھی ---------- سالار کے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ اپنے رنگ دیکھانے لگی

اب دو دن سالار کی آفس سے ریسٹ تھی اور نتیجاً معصومہ کی نیندیں اڑائیں جاتی ---- پہلے تو وہ بہت چڑتی تھی پر اب کافی ہوشیار ہوگئی تھی ------ ایک دن پہلے ہی وہ اپنی دودن کی نیند کے بھرپور مزے حاصل کر لیتی تھی ---------

پر آج کا وہ جانتا تھا کہ ابھی ہی سوئی ہے ------- کیونکہ سارہ دن تو اسے کال پر کال کرتی اپنے پپی کی بیوی کی کنڈیشن بتاتی رہی جس پر سالار بمشکل ضبط کرتے سنتا رہتا تھا

---------- اور جب پوچھا جاتا کھانا کھایا تو فوراً جواب آتا

سالار آپ ہی بتائیں کیسے کھاؤ "کسی" کی کنڈیشن دیکھ کر میرا تو نوالہ گلے سے نہیں اتر رہا

---------- ---------- یہ سب سنتے سالار کا پارہ سر چڑھ جاتا

تمہاری تو کنڈیشن اچھی ہے تو کیوں میرے ہاتھوں اسے بگاڑنا چاہتی ہو ---------- وہ شدید تیش میں دھاڑتا کہ کھٹاک سے فون بند ہوتا اور اگلے لمحے میکی کی وسیلے اسے کھانا کھانے کی اطلاع دی جاتی ----

پر اب اسنے سوچ لیا تھا کہ بہت کرلیے اسنے عیش اب حقیقتاً اسکی کنڈیشن بگاڑنی چاہیے

--------- تاکے اسکے ہوش ٹھکانے آئیں

۔ وارڈروب سے ڈریس نکال کر وہ مڑا اور محبت سے اسکے توبہ شکن سراپے کو دیکھنے لگا

oooooooooooooo

--------- معصومہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی مطلب کہ آج اٹھنے کا پروگرام نہیں

--------- چینج کرنے کے بعد وہ اسکے پاس بیٹھا

مجھے نہیں لگتا تمہیں سونا چاہیے ----------؟ گردن سے بال کو پیچھے کرتے اس پر ---------- انگلیاں پھیریں معصومہ لب دبا کر کسمسائی اور پھر سوگئی

---------- اٹھو ------ وہ کچھ روب سے بولا

---------- پر ہوا کچھ نہیں نا وہ اٹھی نا ہی کسمسائی اس بار

اٹھ جاؤ ملکہ میرا صبر جواب دے رہا ہے ---------- کمر سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کیا ---------- پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی

---------- سالار نے حیرت سے اسکی ضد کو دیکھا

بہت خوب مطلب تمہیں اب مجھے اٹھانا پڑیگا ---------؟ اسکی کمر پر گرفت سخت کرتے

تھوڑا سا ہلایا ---------- اور اس بار اسے غصہ ناک پر آبیٹھا جب اسنے پھر بھی کوئی جواب نا دیا ---- البتہ پلکوں کی لرزش لبوں کی کپکپاہٹ مدھم سانسوں میں اشتعال آگیا ---------- تھا

ایسے تو ایسے ہی صحیح ڈارلنگ ۔۔۔۔۔۔۔!! شرٹ اتار کر اسکی صبیح چہرے کو دیکھا اور جھک کر اسے اپنے بازوں میں بھر لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ نے لب بھینچ کر آنکھیں میچلیں ۔۔۔۔۔ پر آج پرامس تھا خود سے اپنی نیند تو پوری کرکے ہی رہے گی چاہیے کچھ بھی ہوجائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بٹن پریس کرتے گلاس وال بیچ سے تقسیم ہوگیا اور وہ اسے اٹھائے اندر لفٹ میں داخل ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ منٹس کے بعد وہ اپنے بیک سائیڈ ہائوس میں موجود تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جہاں ان دونوں کے سواء کوئی نا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ بی اور میکی دونوں محل میں آگئیں تھی ۔۔۔۔۔۔۔ اور باقی ملازم بھی وہیں تھے اسلیے اسے یہاں آنا بھتر لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے ہی جاتی سیڑھیوں کے اختتام پر ایک ڈور تھا اور دائیں بائیں دو دو رومز ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے ایسے ہی اٹھا آگے بڑھا اور تیز رفتار سے سیڑھیاں چڑھتا ڈور ایک پاؤں سے وا کیا اور اس پار آیا ۔۔۔۔۔۔۔

سوئمنگ پول کے قریب پہنچ کر اسکی میچی آنکھوں کو دیکھنے لگا اور معصومہ نہیں جانتی تھی ---------- وہ کیا کرنے والا ہے تبھی سوتی بن گئی

اٹھ رہی ہو آخری بار پوچھ رہا ہوں --------؟ تھوڑا سا بازوں کے زور پر اسے اوپر کیا اور ------ آہستہ سے پوچھا

آہہہہ ---------- اگلے لمحے خاموش فضا میں معصومہ کی چیخ گونجی اور ٹھا کے ساتھ ہی ---------- وہ پول میں گری

-------- سس- -- سالاررر- ------ وہ ہاتھ پاؤں مارتے چلائی

-------- پر وہ مسکراہٹ دبا کر دونوں ہاتھ جیب میں پھنسائے آس پاس دیکھنے لگا

-------- جیسے آج سے پہلے کبھی نا دیکھا پہلی بار دیکھ رہا ہو

-------- معصومہ کی چیخ پر اسنے ذرا سی نظر ڈالی

سوجاؤ ڈارلنگ ابھی بہت ٹائم ہے تمہارا ---------- اسے تیرنا نہیں آتا تھا جسکا وہ

---------- بھرپور فائدہ اٹھاتا اور اپنے ساتھ جب دل چاہا پول میں کھینچ لیتا

---------- پھر ہوتی معصومہ کی چیخیں اور سالار کے بلند بانگ قہقہے

سس۔ ۔۔سوری ۔۔۔سالار پپ۔ ۔۔۔پلیز ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھتی گرتی ڈوبتی بمشکل جملہ مکمل کرپائی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پول کے نیلے پانی میں اسکے سنہری بال بکھر گئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ ہاتھ مارتی پانی کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

کچھ سوچ کر سالار قریب آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اپنا ہاتھ بڑھایا ۔۔۔۔۔۔۔

پکڑو ۔۔۔۔۔۔ معصومہ نے سرخ ہوتی آنکھوں سے بمشکل دیکھا کیونکہ آنکھوں کے سامنے دھند سی آگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ کہاں وہ ایک جگہ سنبھل نہیں پارہی تھی اور کہاں اسکا کنارے پر ہاتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہا تھا ضد مت کیا کرو پر نہیں ۔۔۔۔۔۔! تم کیوں مانو گی میری بات بے بی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پول میں اتر کر وہ اسکے پاس آیا اور دونوں بانہوں میں بھر کر گلے سے لگاکر اسکی بھیگی گردن پر اپنے لب رکھ لیے ۔۔۔۔۔

معصومہ سسکتی اسکے گلے میں بازو ڈال گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بب۔۔بہت زیادہ برے ہیں ۔۔۔۔۔۔ سس۔ ۔سالار آئی ہیٹ یو ۔۔۔۔۔ ہیٹ یووو
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی پشت پر مکے مارتی وہ چلائی اور پھر رونے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار اسکی بچگانا مکوں کی۔ بارش پر ہنسنے لگا

کوئی نہیں بے بی ۔۔۔!! نفرت بھی صرف مجھ سے کرو میرے لیے یہی کافی ہے ڈارلنگ
۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی کمر کو۔ سہلاتے وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا وہ چیخ اٹھی

کوئی فرق نہیں پڑتا تو د۔۔۔دور رہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے شانوں سے پکڑ کر دور کرنے لگی

سالار نے مسکرا کر اسکی سرخ ناک کو دیکھا جس میں ڈائمنڈ کی لونگ چمکنے لگی تھی

چھوڑ دوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟؟ ایک ہاتھ کمر سے نکال کر سنجیدہ ہوکر پوچھا ۔۔۔ معصومہ
جانتی تھی وہ صرف اسکے پکڑنے پر محفوظ ہے اگر چھوڑا تو پھر وہ ضدی شخص بہت تڑپائے
۔۔۔۔۔۔۔ گا ۔۔۔۔۔۔ تبھی کس کے اسکے گلے میں چمٹ گئی

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ بس اتنا غصہ بے بی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی ناک کو دانتوں سے دبا کر ہنسہ
۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ غصہ پیتی روہانسی ہوگئی

بس کردیں مذاق کیا تھا ------- چھوٹا سا ---------- معصومہ کے دانت کٹکٹانے ---------- لگے اور بدن پر کپکپی سے طاری ہوگئی

سالار اسکی حالت کے پیش نظر مزید ستانے کا ارادہ ترک کرکے پول سے باہر آگیا

یہاں کا موسم سرد تھا اور معصومہ کو تو بیمار پڑنے کا بہانا چاہیے تھا جو سالار کم ہی دیتا تھا ---------- پر کبھی اسکی شرارتوں کا بھرپور بدلا لیتا

--------- جیسے آج

oooooooooooo

تمہاری اس کتے کی بچی نے بچا نہیں دیا ابھی --------؟ اسے بیڈ پر ڈال کر پوچھا

معصومہ کا "کسی" کی آہیں یاد کرکے دل پسیج گیا -------- پر اس وقت تو اسے اپنے -------- حلیے پر شرم آرہا تھا اور مزید گھبراہٹ اسکی نظروں اور سر پر کھڑے رہنا

------- ہہ---ہاں --میرا مطلب نن--- نہیں -------- وہ ہڑبڑا رہی تھی

------- اوکے ے ے ----!! اسنے اوکے کو کھینچا

۔۔۔۔۔ معصومہ گھبرا کر کچھ ڈھونڈنے لگی اپنے اوپر ڈالنے کیلئے

مینے ایک فیصلہ کیا ہے بے بی ۔۔۔۔۔۔۔!! اسکے بانہوں میں بھینچے کشن کو اس سے

۔۔۔۔۔۔ چھین نیچے پھینکا ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بے بس ہوگئی

کک۔۔۔کونسا ۔۔۔۔۔۔۔! وہ ڈر نہیں رہی تھی صرف ایک فطری گھبراہٹ تھی جو اسے سامنے پاکر اس پر طاری ہوجاتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آج تو تیور ہی الگ تھے

معصومہ ذرا سی نظریں اٹھائیں پر اسکے بھیگے نم چوڑے سینے کو دیکھ کر رخ پھیر گئی

کہ ہمارے پاس ایک بے بی ہونا چاہیے تاکہ تمہارا بھی اس کتوں سے دھیاں ہٹے میری ناموجودگی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے بھیگے چپکے بال پشت سے ہٹا کر آگے کیے وہ سمٹ گئی

آ۔۔آپ کک۔۔۔کو کیا تکلیف ہے ان سے اتنے پیارے تو ہیں ۔۔۔۔۔۔!! اسکے ہونٹوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کا دہکتا لمس گردن پر محسوس کرتے وہ پلٹ کر اسکے سینے میں چھپ گئی

سس۔۔۔سالار مم۔۔۔میری اسٹڈی ۔۔۔۔۔۔۔ اسکی گردن پر جھکے سالار نے سر اٹھا کر ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے پریشان چہرے کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ معصومہ کو اسنے یہاں یونی میں ایڈمشن ڈلایا تھا اور اب وہ تھرڈ ایئر میں

پڑھائی کے معاملے میں وہ دل لگا کر پڑھتی تھی ۔۔۔۔۔ جس وجہ سے ابھی اسکا فیصلہ سن کر وہ پریشان ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار اسکے لرزتے ہونٹوں کو۔دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ اسکی سوچوں سے انجان گردن کی ابھری ہڈی کو دیکھنے لگی جس پر پانی کی بوند بہت پیاری لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ اسنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر انگلی اس بوند پر رکھی تو دھڑکنے ایک دم رفتار پکڑنے لگیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے چہرے کو دیکھتے سالار نے کچھ سوچا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگلے لمحے اسکے کپکپاتے سرخ لبوں کو چھوا ۔۔۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری ۔۔۔۔۔۔۔۔!

اسٹیڈی ہوتی رہے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!

کیا ہوا س۔۔۔سالار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے ماتھے پر ابھری لکیروں پر اپنی سرد انگلیاں پھیرتے وہ پوچھنے لگی ، سالار نے سر جھٹک کر اسے خود کیلئے پریشان دیکھ کر انگلیاں اپنے لبوں سے لگالیں ۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ کی پلکیں جھک گئی وہ مسکرادیا اور ایک انگلی منہ میں ڈالکر دانت کے نیچے رکھ لی
--------آہ---- معصومہ چیخ اٹھی

-------- ہاہاہا --------- سالار قہقہہ لگا اٹھا اور اسکی آنکھوں پر لب رکھلیے

دور رہیں پہلے تکلیف دیتے ہیں پھر پیار کرتے ہیں ------- نہیں چاہیے آپکا درد والا پیار
--------- وہ بھرائی آواز میں بولی اور خود پر جھکے اسے وجود کو دور کرنے لگی پر اسے ہلا
--------- بھی نا سکی نتیجاً سوں سوں کرتی رو پڑی

اے میلا بے بی رو دیا ---------- وہ مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر اسکے ہاتھ چہرے سے
---------- ہٹائے اپنے ہاتھوں میں پکڑتے تکیے سے لگادئے

کیا چاہتے ہیں -------- ہاتھوں کو چھڑوانے کی کوشش کرتے بہتی ناک سے پریشان
--------- ہوکر چلائی

تمہیں بے بی -------- ہاہاہا ------- اسکی ناک پر نظر پڑتے قہقہ پڑا ---------
---------- معصومہ خفت سے مسکرا بھی نا سکی اور آنکھیں میچ گئی

صاف کرنے دیں اب ۔۔۔۔۔ آپکی وجہ زکام ہوگیا خوش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دو تین چھینکے ساتھ مار کر اسے دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔ سالار اسکی شکل دیکھ کر ہنستا رہا جسکی حالت بہت بری ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اور اسکی کرتے کے دامن سے جان بوجھ کر اسکی ناک صاف کی ۔۔۔۔۔۔ معصومہ اسکی نظروں کا رخ دوسری طرف دیکھ کر سمٹ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چھ۔ ۔چھوڑیں بسسس ۔۔۔۔۔۔۔ !! وہ کرتے کو ٹھیک کرنے لگی ۔۔۔۔۔

چھوڑ ہی تو رہا ہوں ویسے بھی اسکا اب یہاں کوئی کام نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں سردی لگ گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معنی خیزی سے کہتے اسکے ٹھنڈے وجود کو بانہوں میں بھر کر پریشان ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معصومہ آنکھیں موند کر اسکے پہناہوں میں چھپ گئی تو سالار نے سے اپنے سینے میں بھینچ کر اوپر کمبل ڈال لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں اب اپنے بے بی کا سوچنا چاہیے ۔۔۔۔۔۔۔۔!! گھمبیر آواز میں کہتے اسکی سانسوں کو خود میں اتارنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ کمرے کی فضا میں صرف محبت بھری سرگوشیاں گونجنے لگی جن میں انتہائی جنونیت تھی جو وہ محسوس کرتی خوشی سے فضائوں میں اڑنے لگی ----------

Mad, crazy and absolutely insane are the times spent with you,

Sweet, innocent and strong is the love that I feel into without a clue.

Baby you bring magic into my life, more magic than I can even imagine,

It is you my love, who has set in my life the red carpet of celebration.

I wish I could only show you how thankful I am to you my love,

You are the most beautiful angel I have ever seen from heaven above.

.....

کیا ہوا تم اتنی شاک کی کیفیت میں کیوں ہو -------؟؟ بیڈ پر بیٹھی پری کو دیکھ شہریار -------- اسکے پاس آیا

کیا ہونا ہے آپکے سرپرائز نے کچھ ہونے کو چھوڑا ہے -------- شہریار کا پوچھنا تھا وہ

---------- پھٹ پڑی

اوہو کیا کیا میری ہنی میرے محبت کے سرپرائز نے --------؟؟ ٹائی اسکے گلے میں -------- ڈالکر بولے

--------؟؟ ہے کہاں ٹائیگر

اس عمر میں تم دونوں نے مجھے بدنام کردیا ہے ---------- ایک آپنے سرپرائز کے دھوکے میں اس عمر میں جہاں میری بڑی بیٹی تین جڑوا بچوں کی ماں ہے چھوٹی شادی شدہ ہے وہاں انکی ماں جو نانی کے عہدے پر ہے وہاں خود پانچ سالہ بیٹے کی ماں بنی

بیٹھی ہے بھلا شرم کہاں تھی آپکی شیری ----------وہ سوں سوں کرتی روز کا دکھ رونے لگی

اس میں برا کیا ہے ڈارلنگ مینے تو تمہاری تنہائی کی وجہ سے اٹھارہ میں ایک اٹھالایا

اب جب اسکی شادی کریں گے تو پھر نیکسٹ سرپرائز کا سوچیں گے ----------

----------آنسوں صاف کرتے وہ سنجدگی سے بولے پری گھورنے لگی

شرم کی گولیاں کہاں سے ملتی ہیں ---------؟ وہ خونخوار بنی دھاڑی

--------یہاں سے -------!! اسکے لبوں کو چھو کر بولے وہ سٹپٹا گئی

-----شیری بی سیریس --------- وہ چڑی

اچھا بتائو کیا کرنا ہے انہیں -------؟؟ اسکے جوڑے میں مقید بالوں کو آزاد کرتے بولا

-------آپکو کھلانی ہے -------! اسکے ہاتھ جھٹکتی بولی

ہاہاہاہا پھر فضول ہے مجھ پر وہ اثر نہیں کرتیں --------- اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر اٹھے

------ ؟؟ اچھا اب رونا دھونا چھوڑو میرا ٹائیگر کہاں ہے

----- مجھے کیا پتا --------؟ وہ ناک چڑھا کر بولی

اسکول سے تو آگیا نا --------؟ اسکے سرخ چہرے پر پیار بھری نظریں ڈالکر پوچھنے لگے

ہاں ماشاءاللہ آگئے اور بہت زبردست کارنامہ انجام دیا ہے ---------- کچھ دیر پہلے اچھی خاصی پڑھی لکھی عورت جو اپنی بیٹی کو لیکر ہنگامہ مچانے آئی تھی پری کو ایک بار پھر --------- یاد آگیا

--------- شہریار مسکرائے اور اسکے بال بکھر کر ہنستے باہر آئے

oooooooooooooooooooooo

------ سنجیدہ سی دو بھوری آنکھیں دیوار گیر بڑے سی ایل ای ڈی پر مرکوز تھی

جہاں جنگل کے کھردرے میدان میں ایک چیتا اپنی پوری رفتار سے سہمی ہرنی کے پیچھے تھا

فاسٹ ٹائیگر ---------- وہ لبوں پر تمسخرے والی مسکراہٹ سجائے سہمی گھبرائی --------- بھاگتی ہرنی کو دیکھنے لگا جو خود کو بچانے کی پوری کوشش میں تھی

اور پیچھے موت دونوں بازو پھلائے بھاگتی آرہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخرکار وہ کہاں تک بھاگ سکتی ہمیشہ کی طرح آج پھر وہ حیوان اس پر اپنے دونوں پنجے گاڑھ دیے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہوا بھی وہی جہاں اسنے سانس لی وہی اسکی سانسیں تھمیں

پلک جھپکتے ہی چیتے کے نوکدار دانتوں سے تیز خون کی دہار نکلی ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس سہمی ہرنی کا سر تن سے الگ ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ چیتا بڑے شان سے چلتا آگے بڑھ گیا دوسرے شکار کو ڈھونڈنے

شہیر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟ ۔۔۔۔۔ شہریار کی پکار پر شہیر نے جلد سے چینل بدلا اور اسکی جگہ کارٹون لگا کر بڑے جوش سے دیکھ رہا تھا پر یہ تو صرف خود ہی جانتا تھا ان کو دیکھ کتنا جوش آتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ یس ڈیڈ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔!! شہریار کو سامنے کھڑے دیکھ کر وہ بولا

۔۔۔۔۔۔۔؟ تمنے ابھی یونیفام چینج نہیں کیا

موڈ نہیں بن رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ریموٹ سامنے صوفے پر پھینک کر بیڈ پر لیٹ گیا

یہ آج کیا کارنامہ انجام دیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔؟ سخت تیوروں سے گھورتے دریافت کیا

---------- اسکی بات شہیر نے منہ بنایا

آپ کو کیسے پتا -------؟ پاس پڑے بک کو چہرے کے سامنے پھیلا لیا ---------

------- وہ سارا کا سارا شہریار کی کاپی تھا ------ موڈی انسان

---------- تمہاری ماں رو رہی ہے ----------!! اسنے بک چھینا اور ساتھ بیٹھے

اوہو ڈیڈ آپ تو جانتے ہیں جب سے میں پیدا ہوا ہوں اینجل کو رونے کے علاوہ کوئی کام

!!---------- نہیں

اسکول میں کون سا کارنامہ انجام دیا ہے تفصیل بنانا فرمایے ---------- شہریار نے

آنکھیں نکال کر اسکے بے نیاز انداز کو دیکھا ---------- معلوم نہیں ہوپارہا تھا باپ وہ یا

---------- خود

مزید کچھ نہیں روہا تھی کلاس فیلو ------ گرائونڈ میں گر گئی اور گلا پھاڑ چیخنی لگی کہ سر

---------- پھٹ گیا جبکہ وہاں ذرا سا سرخ نشان آیا تھا

پر اسنے چیخ کر میرے کان کھالیے تو بس مینے سچ مچ سر کیسے پھٹتا ہے دیکھا دیا اور میری اتنی بھلائی پر اسکی ماں آکر اینجل کا دماغ کھانے لگی اب آپکو تو تپا ہے اینجل کو موقعہ چاہیے ---------- اپنے مخصوص لہجے میں رک رک کر بولتا آستینیں فولڈ کرنے لگا

---------- شہریار نے مسکراہٹ چھپائی

اتنی سنجیدگی اچھی نہیں میرے ٹائیگر --------- پری کا تو پتا نہیں پر اسے اور اسکی ---------- بیٹیوں کو اسکا سرپرائز بہت پسند آیا تھا

-------؟؟ کیا کہ رہی ہے اینجل

------ بتایا تو ہے رو رہی ہے -------! وہ لیٹ گئے سامنے

------- تو آپکو اسکے پاس ہونے چاہیے تھا نا ---------! وہ بھی ساتھ لیٹ گیا

آئیندہ ایسے کارنامے انجام دیتے احتیات کرنا ---------- اسکے بال بکھرتے بولے

-------- شہیر ہنس پڑا

--------- یس باس ---------- دونوں مل کر اس بار ہنسے

چلو اب اپنی اینجل کو منائو اور بتائو آیئندہ ایسا نہیں ہوگا ---------- اسے کندھے پر ڈالکر روم سے باہر نکلا وہ ہنس رہا تھا ------- اور سوچ بھی رہا تھا کہ وہ کہاں یہ سب ---------- کرتا ہے بے وقوف بن کر شکار خود جال میں پھنس جاتا ہے

پر کچھ بھی تھا اپنے باپ کی نظروں سے تو چھپنے سے رہا ---------- جیسے اب کان پکڑ کر جانور کے ایسے خطرناک سین دیکھنے پر دونوں کلاس لے رہے تھے

سوری ---------- اسکا دماغ ابھی بھی وہیں ہرنی میں اٹکا ہوا تھا جس کے گلے سے خون ---------- کی دہار نکل رہی تھی

من میں عجیب سے خوائش مچلنے لگی جسے وہ بڑی مشکل سے دبانے لگا پر کہاں تک

-------- باپ کی کھوجتی نظروں پر وہ قہقہہ لگا اٹھا

لو یو ڈیڈ اینجل ---------- دونوں کے گلے میں بانہیں ڈالی پری نے محبت سے سر پر ---------- بوسہ دیا اور اسکا سر اپنے سینے سے لگایا

اب بتائو کیسا لگا میرا سرپرائز -------؟؟ ۔اسنے شرارت سے گرے آنکھوں میں جھانکا

بہت اچھا ---------- وہ شرم سے جھینپ گئی فضا میں دو مخصوص قہقہے گونجے

شکریہ ----------یک زبان لفظ ادا ہوئے اسکے چہرے پر لالی بکھر گئی

.....

----------صوفے پر بیٹھا وہ غصے بھری نظروں سے بیڈ پر موجود وجود کو تک رہا تھا

کب تک یہاں بیٹھوں --------؟؟ شہروز نے دانت پیسے --------اور اسے دیکھا جسکے سینے پر ایک چھوٹی سی گڑیا نما سال کی بچی سوئی ہوئی تھی اور دائیں بائیں دو صحت مند --------بچے جن کی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اسکے اوپر تھی

مطلب حد ہی ہوگئی تینوں اسکی مینڈکی پر قبضہ کیے ہوئے تھے اور اسے بیڈ کے قریب --------بھٹکنے بھی نہیں دے رہے تھے

مجھے کیا تمہیں ہی بلند میدان مارنے کا جوش تھا اب میرا کیوں سر کھا رہے ہو ----------وہ ناک چڑھا کر آنکھیں بند کرگئی اور بس یہاں تک تھا ایس پی صاحب ----------کا صبر

وہ غصے میں اٹھا اور دائیں بائیں پڑے اپنے مخالفوں کو قالین پر سلایا جنہیں ماں کے اوپر ٹانگ رکھنے سواء نیند نہیں آتی تھی ----------ایک باپ کم تھا جو بیٹے بھی اسے

---------- جلانے کیلئے پیدا ہوگئے

یہ کیا کر رہے ہو پی سی پاگل بن گئے ہو ---------- پریہا اپنے بیٹوں کو نیچے دیکھ کر پریشان ہوئی -------- اور اسے گھورنے لگی جو اسکے پاس آکر لیٹ گیا تھا آنکھیں موندیں

تم لوگوں کا دماغ خراب ہوگیا ہے ایک باہر سر کھپائوں دوسرا ان شیطانوں کے ٹولے سے ---------- وہ بیڈ پر لگی تین اسٹیپ سیڑھیوں پر رینگتے اوپر کو رہے تھے

---------- پریہا نے جاندار قہقہہ مارا

آجائو میرے شہزادوں -------- پریہا نے دونوں کے لئے بانہیں پھیلائی سینے پر سوئی ---------- چھوئی سی گڑیا کسمسانے لگی

خبردار جو تم لوگ میرے بیڈ کے قریب بھی آئے ---------- شہروز نے انگلی اٹھا کر ---------- وارن کیا تو وہ بڑی بڑی آنکھوں سے ٹکر ٹکر دیکھ منہ پھاڑ رونے لگے

یااللہ مجھے معاف فرما ---------- اسنے بیچاری صورت بناکر پریہا کو دیکھا

---------- جب ایک سالا ارہان نے اسکے پائوں پر کاٹا

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشخبری

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

ان شاء اللہ آپکی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔

مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔ شکریہ

نوٹ

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنفہ / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔
بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنفہ / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔ نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

انتظامیہ کلاسک اردو میٹیریل

آہہ ---------- شہروز بلبلا کر پاؤں کھینچا تو وہ دونوں موقعہ دیکھ اپنی ماں کی طرف بھاگ آئے اور اپنے مخصوص انداز میں لیٹ گئے ٹانگ پریہا پر رکھ کر شہروز صرف دیکھتا رہ گیا ----------

کل ہی تم ان دونوں کیلئے کوئی بھی لڑکیاں دیکھو مجھے ان دونوں سے تمہاری جان چھڑوانی ہے ---------- اپنی بیویاں ہوں گی تو سکون ملے گا ---------

مجھے تو لگتا ہے یہ اپنے رویے سے مجھے سمجھانا بھی یہی چارہے ہیں ----------

اسکی بھراس پر پریہا نے مدھم قہقہ لگایا ----------

اور دونوں کو تھپکنے لگی ----------

شہروز نے ایک نظر چاروں پر ڈال کر صوفے پر پاؤں ٹیبل پر رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا ----------

پریہا نے مسکرا کر ایک نظر مشکل سے سوئے شہروز کو دیکھا اور اٹھ کر آہستہ سے تینوں کو بے بی کاٹ میں ڈالا ----------

شہروز ---------- وہ آہستہ آواز میں اسکا بازو ہلانے لگی ------- تو شہروز نے نیند سے سرخ آنکھیں کھولی ------

سوگئے -------؟؟ اسنے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں اب کوئی نہیں تھا تو گہرا سانس خارج کیا اور پریہا کو بازوں میں اٹھا کر بیڈ پر لایا ----------

کونسی مخلوق کو جنم دیا ہے ----------؟ اسے اپنے قریب کرتے کان میں سرگوشی کی

تمہیں تو تین اور چاہیں تھے نا ----------؟ وہ ہنس پڑی -------

ہاں تو مینے کب نا کی --------- اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسکا چہرا قریب کیا کہ اچانک کرنٹ کی طرح اچھل کر دور ہوا ----------

وجہ ---------

بے بی کاٹ سے نکل کر تینوں کے تین راں راں کرتے بیڈ پر جو آگئے تھے اور اپنی مخصوص جگہ سنبھال کر سونے کی کوشش میں لگ گئے ---------

رات کے دو بجے کمرے کی فضا میں دونوں کے بلند قہقہے گونجے ----------

ہاہاہا ----------

.....

·THE END·